ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

الحمد للہ المنتہ کہ تفسیر بے نظیر جسمیں زمانہ حال کے موافق قرآن مجید کے لطائف حقائق کو زبان اردو میں ظاہر کیا گیا ہے اور جسمیں پانچ مقبول سے لیکر سورہ نساء تک سے اچار پاروں کی تفسیر آئی جلد ثالث

من

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر رحمانی

جلد ثالث

مولفہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول فاضل اجل عالم اکمل مولنا ابو محمد عبد الحق صاحب

بعہد ہمایون مہد شاہ سلام حضور پر نور نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان مہابرشاہ دکن خلد اللہ ملکہ

بعد ترمیم ترجمہ قرآن اضافہ مضامین جدیدہ مفیدہ باہتمام خادم العلماء محمد عبد القیوم مالک

مطبع نامی حامی السنہ اسلام واقع شہر دہلی بطبع مزین مطبوع طباعت ہوئی

۱۹۰۸ء

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

بارسوم - تعداد طبع (۱۰۵۰)

قیمت فی جلد بچہ ۱۲

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U7022

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

بے وقوف ابھی کہنے لگیں گے کہ مسلمانوں کو اُن کے اُس قبلہ سے کہ جس پر وہ تھے کس نے پھیر دیا۔ (اے نبی) کہدو کہ مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے

ترکیب

سیقول فعل السفہاء فاعل من الناس اُسکا بیان ما ولہم مبتدا و خبر ملکر موضع نصب مین ہے بسبب قول کے عن جار قبلتہم مجرور مضاف ہم مضاف الیہ سب موصوف الّتی کانوا علیہا ای علی توجہا او علی اعتقادہا۔ جملہ صفت عن متعلق ولی کے ہے۔

تفسیر

اس سے پہلی آیات مین خدا تعالی نے یہود اور اُنکے مقلد منافقین کی اُن نکتہ چینیون کو (کہ وہ جو اسلام اور نبی علیہ السلام کی شان مین کرتے تھے) ذکر فرما کر جواب دیا تھا منجملہ اون نکتہ چینیون کے ایک بڑا بھاری اعتراض اسلام پر اور آنحضرت پر تحویل قبلہ کے بارہ مین کرتے تھے سو خدا تعالی اُسکا بھی جواب اس آیت مین دیتا ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ مین تشریف لائے تو یہان بیت المقدس کی طرف مونھ کرکے نماز پڑھا کرتے اور اسی کو قبلہ بناتے تھے مورخین کی روایات مین تفاوت ہے کہ کوئی کہتا ہے نو یا دس مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی کوئی سولہ یا سترہ مہینے تک کہتا ہے واقدی وغیرہ کہتے ہین کہ آنحضرت ربیع الاول کی اول تاریخون مین مدینہ مین تشریف لائے پھر دوسرے سال کے رجب مین پندرھوین تاریخ پیر کے روز کعبہ کی طرف مونھ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہوا اس تقدیر پر یہ مدت تخمیناً سترہ مہینے کی ہوتی ہے۔ اور یہی ٹھیک ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت جسوقت مکہ مین تھے جب بھی بیت المقدس کی طرف مونھ کرکے نماز پڑھتے تھے اور کعبے کو سامنے رکھتے تھے جیسا کہ بیہقی نے سنن مین اور ابو داؤد نے ناسخ و منسوخ مین اور ابن شیبہ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وھو بمکۃ نحو بیت المقدس والکعبۃ بین یدیہ وبعد ما تحول الی المدینۃ ستۃ عشر شہرا ثم صرف الی الکعبۃ اور اسی لئے بعض مورخین کو شبہ ہوگیا کہ تحویل قبلہ دو بار واقع ہوئی، حالانکہ یہ غلط ہے۔ قصہ مختصر آنحضرت صلعم نے ایک سر الٰہی کی وجہ سے چند مدت بیت المقدس کی طرف مونھ کرکے نماز پڑھی اور پھر حکمت الٰہی کا مقتضی ہوا کہ کعبہ کیطرف مونھ کرکے نماز پڑھین اور اسی کا شوق آنحضرت کے دلمین ڈالا گیا کہ جسکے حکم کی آرزو مین بار بار آسمان کی طرف مونھ کرکے دیکھا کرتے تھے پس خدا تعالی قبل اسکے کہ کعبہ کی طرف مونھ کرنے کا حکم دے مخالفون کے طعن کو بیان کرکے اُسکا جواب دیتا ہے کہ عنقریب بیوقوف لوگ کہ جو نہ سر الٰہی سے واقف ہین نہ خاصان خدا پر اُنکا اعتقاد ہے کعبہ کی طرف مونھ کرکے نماز پڑھنے کے حکم پر یہ اعتراض کرین گے کہ ان مسلمانون کو کس چیز نے اون کے قبلہ بیت المقدس سے پھیر دیا کہ جسکی طرف وہ مدت تک مونھ کرکے نماز پڑھتے تھے

یہ طعن یہود مدینہ اور منافقین اور مشرکین عرب کی طرف سے ہوا تھا یہود نے تو اس بنا پر کیا کہ خدا اپنے احکام کو کیون منسوخ کرتا ہے کیا اُسکو پیشتر مصلحت معلوم نہ تھی بعد مین سوجھی خدا ایسا نہین کرسکتا اور نیز انکو یہ امر ناگوار گذرا کہ باوجود اتباع سلسلہ انبیا کے یہ نبی عربی اُس کعبہ انبیاء کو چھوڑ کر جاہلون کے کعبہ کی طرف موہ کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی نہین کہ جسکی تورات مین موسیٰ نے خبر دی ہے۔ (آجکل کے پادری اور اُنکے مقلد بھی یہود مدینہ کے پیرو ہوکر اسلام پر اس لغو اعتراض کو وارد کیا کرتے ہین) اور منافقین کے نزدیک کوئی جہت مرجح نہ تھی وہ اسکو سرے سے لغو سمجھتے تھے اور مشرکین کہتے تھے کہ دیکھو آخر کار ہمارے کعبہ کی طرف منہ کیا۔ خدا تعالےٰ اس شبہ کا جواب دیتا ہے کہ اے نبی اون سے کہدو کہ مشرق اور مغرب یعنی ہر جانب اور ہر سمت خدا کے نزدیک یکسان ہے ہر جگہ اُسکا ظہور ہے مگر وہ کسی سر کی وجہ سے ایک جہت کو عبادت کرنے والون کے لئے مخصوص کردیتا ہے اور اس سر کو ہر شخص نہین سمجھتا ہان وہ جسکو چاہتا ہے اُسکی طرف ہدایت کرتا ہے۔

متعلقات

قبلہ بروزن فعلہ سامنے کی جہت کو کہتے ہین یا اُس حالت کو جو کسی چیز کے سامنے ہونے سے پیدا ہوتی ہے مقابلہ سے مشتق ہے۔ اومن الاستقبال۔ اور قبلہ کو اسی لئے قبلہ کہتے ہین کہ وہ نمازی کے سامنے ہوتا ہے (تفسیر کبیر وغیرہ) سو یہ قبلہ کبھی بیت المقدس اور پھر خانہ کعبہ قرار پایا۔ اس مقام پر دو باتین قابل غور ہین **اول** یہ کہ نماز کے لئے قبلہ معین کرنے مین کیا سر آلہی ہے؟ اسکی تحقیق یہ ہے کہ اس مین چند حکمتین ہین (۱) مقدمہ خدا تعالیٰ نے انسان کو دو قوتین عطا فرمائی ہین ایک قوت عقلیہ کہ جو مجردات کا ادراک کرتی ہے دوسری قوت خیالیہ کہ جو محسوسات مین تصرف کرتی ہے اور بسا اوقات یہ قوت قوت عقلیہ کو معانی مجردہ کے ادراک مین مدد دیا کرتی ہے اور یہی سبب ہے آپنے دیکھا ہوگا کہ مہندس جب مقادیر کا کوئی حکم کلی دریافت کرنا چاہتے ہین تو اُسکے لئے کوئی صورت معینہ اور شکل معین فرض کرلیتے ہین تاکہ حس اور خیال اُسکی اس ادراک مین اعانت کرے۔ پس جب بندہ کو خدا تعالیٰ کے حضور مین بوقت عبادت حاضر ہونا پڑا تو اُس ذات مقدسہ کے لئے کہ جو جسم اور اُسکے تمام عوارض سے پاک اور احاطہ حس و خیال سے باہر ہے کوئی آلہ حسی[1] ضرور تھا کہ جو اُسکی تجلیات کا مظہر اور اُسکے جمال باکمال کا آئینہ ہو اور یہ بھی ضرور تھا کہ اس آئینہ مین کوئی خصوصیت یا قربت وغیرہ کا رنگ نمود یعنے وہ جگہ کسی کی قبر کسی کی تصویر نہو ورنہ پھر توجہ عبودیت اُس صاحب قبر اور اُس صاحب تصویر کی طرف رجوع کریگی تاکہ عمدہ طرح سے نظر آوے اور یہ جگہ خانہ کعبہ ہے کہ جو عالم ملکوت مین بیت المعمور کا نمونہ اور عالم ناسوت مین ابو الانبیاء و رئیس الموحدین حضرت آدم و ابراہیم علیہما السلام کا معبد اور خدا تعالےٰ کے جلوہ کی کرسی ہے (جیسا کہ تورات سفر استثنا مین ہے کہ خدا فاران یعنی مکہ کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا) اور آفتاب دین محمدی کا مطلع اور اہل اسلام کی دولت و حشمت کا منبع ہے اور اسکے بعد دوم درجہ مین بیت المقدس ہے کہ جہان سے نبوت بنی اسرائیل کا دریا بہا ہے۔ (۲) یہ امر تو ظاہر ہے کہ حالت اجتماعیہ حالت انفرادیہ سے قوی ہوتی ہے دیکھئے ایک یا دو بال مین وہ قوت نہین کہ جو دس بیس پچاس ملاکر رسی بٹنے سے ہوتی ہے پس جب نباتات و جمادات کا یہ حال ہے تو پھر حضرت انسان باتحد و اہل ایمان کی حالت اجتماعیہ کا تعاکس انوار و ظہور تجلیات مین بوقت عبادت کیا کہنا ہے؟ اس اتفاق کی بدولت اسلام شرقاً و غرباً تھوڑے سے دنون مین برحمت کی طرح دنیا مین پھیل گیا اسی کی برکت سے خدا کے نافرمان بادشاہون کی سرسبز سلطنتین دیندارون کے ہاتھ مین آئین۔ اسی لئے نماز جماعت مقرر ہوئی کہ اہل محلہ مین اتفاق پیدا کرے اور جمعہ اور حج اس لئے مقرر ہوا کہ اہل شہر اور روئے زمین کے اہل اسلام کا باہمی میل جول ہو۔ پس جب نماز مین حالت اتفاقیہ شریعت کے نزدیک ایک ضروری تھا تو اُسکے لئے ایک جہت کا مقرر ہونا بھی ضرور تھا کیونکہ اختلاف ظاہری اختلاف باطنی کی دلیل ہے اور وہ جہت خانہ کعبہ ہونی چاہیئے کیونکہ اسلام اور توحید کا یہی منبع ہے اور اکیلے کی نماز جماعت کے تابع ہے جو اُسکو ضرور ہے اسکو بھی ضرور ہے۔ اور یہی اسرار ہین اختصاراً اسی قدر پر بس کرتا ہون **دوسری بات** قابل غور یہ ہے کہ وہ قبلہ کیون ہوئے چند روز بیت المقدس

[1] یعنی اُسکی مشق کے لئے خاکہ ۱۲ بت پرستون اور عناصر پرستون کی سمجھ مین جبکہ یہ نکتہ نہ آیا اور سونے اور پیتل مین تمیز نہ رہی تو ان چیزون کو جہت عبادت کی اڑ بنا کے پوجا ۱۱ منہ ف اسرار تحویل قبلہ ۱۱ منہ

کی طرف مونھ کرنے کے بعد پھر خانہ کعبہ کی طرف مونھ کرنے کا کیون حکم ہوا؟ اس مین بھی چند اسرار ہین (۱) یہ کہ جناب رسول اللہ صلعم کا دین تمام انبیا علیہم السلام کے اصول دین پر مبنی ہے اور اسی لئے آنحضرت کا ماننا موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیا کا ماننا اور قرآن مجید پر ایمان لانا تمام کتب الہیہ پر ایمان لانا ہے گویا اخیر زمانہ مین خدا تعالیٰ نے اختلاف جزئیات کو (کہ جو مصالح قوم اور زمانہ کی وجہ سے انبیا کی شریعتون مین تھا) حذف کرکے ایک اصلی مذہب بنا دیا - یا یون کہو کہ تمام پھولون کا عطر کھینچ کر ایک جا جمع کر دیا - اور انبیا علیہم السلام کے دو معبد روئے زمین پر ایسے معظم و مکرم تھے کہ جنکی عزت و عظمت تمام خدا پرست قومون کے دلون مین مرسوخ تھی ایک کعبہ دوسرا بیت المقدس پس ضرور ہوا کہ ان دونون گھرون کو قبلہ نماز بنایا جاوے تاکہ مرتبہ جامعیت پایا جاوے - اگرچونکہ یہ نور نبوت اولاً کعبہ ہی سے چمکا ہے تو بیشتر صرف اسکی رعایت یا اسکے ساتھ دوسرے گھر کی بھی رعایت کرنا مناسب ہوا جیسا کہ بیہقی وغیرہ کی روایت سے ثابت ہے پھر جب اس آفتاب نبوت نے مدینہ مین جاکر عروج پایا اور آن واحد مین دونون قبلون کیطرف متوجہ ہونا مشکل پڑ گیا تو اس رتبہ ترقی کے موافق بیت المقدس کی طرف نماز مین مونھ کرنا پڑا اگرچہ تھوڑے ہی دنون کے بعد دائرہ کمالات نبوت نہایت وسیع ہوا تو جس نقطہ سے شروع ہوا تھا وہین آ رہا یعنی پھر خانہ کعبہ کی طرف مونھ کرنے کا حکم ہوا (۲) یہ کہ مکہ سے مدینہ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کرکے آنا اسطرف اشارہ تھا کہ آپ انبیا بنی اسرائیل کی طرف ملتفت ہین کیونکہ مدینہ مکہ سے شام کی جانب ہے جو انبیا بنی اسرائیل کا مرکز ہے تاکہ انبیا و بنی اسرائیل کے پیرو ون اہل کتاب یہود و نصاری کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ نبی عربی سلسلہ انبیا بنی اسرائیل موسیٰ و عیسیٰ و داؤد علیہم السلام کے برخلاف نہین بلکہ انہین کا مذہب و ملت کا متمم و مصلح ہے جیسا کہ توریت وغیرہ کتب انبیا مین خبر دی گئی تھی اور جس لئے اہل کتاب ایک ایسے مصلح و مجدد کے آنیکے منتظر بیٹھے تھے اسلئے مدینہ مین تشریف لانا ضرور ہوا کہ اتحاد انبیا بنی اسرائیل کا اظہار کیا جائے تاکہ اہل کتاب کو نفرت نہو اسی بات کو بعض مفسرین نے بیت المقدس کی طرف مونہہ کرکے نماز پڑھنے کی وجہ تالیف الیہود بتائی ہے اور اظہار اتحاد دلی کے لئے بیت المقدس کی طرف مونہہ کرکے نماز پڑھنے سے زیادہ اور کوئی بات ہو نہین سکتی تھی اس لئے اسطرف مونہہ کرکے نماز پڑھنی اگر بیت المقدس اور اسکے بانی اور اسکے انبیا علیہم السلام دراصل ملت ابراہیمی کے تابع ہین اور آنحضرت صلعم ملت ابراہیمیہ کے اصلی متمم و مصلح کرکے بھیجے گئے (واب دیا تھا منجملہ) یعنی خانہ کعبہ کی طرف ہمیشہ کے لئے مونہہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دینا اس بات کا اظہار ہے کہ آپکو اصلی و دائمی خصوصیت حضرت ابراہیمؑ سے ہے کیونکہ انکے بڑے فخر کو اپنے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہم السلام سے خصوصیت خاصہ اور حق اکبریت فوقیت کے ساتھ حاصل ہے اور نیز اسلام کا ظہور بھی مکہ سے ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر ہے اور اسلام کی اشاعت اور جہان بھر مین پھیلنے کا ذریعہ بھی عرب کی قومین نوشتہ ازلی مین قرار پا چکی تھین اور ان سب کا عبادت گاہ کعبہ تھا اور اسی کی عظمت انکے دلون پر مرتسم تھی اور اسی کی طرف منسوب ہونے کو وہ ابراہیمیت کی علامت خاص جانتے تھے اس لئے مین کعبہ ہی جہت نماز قرار پایا (۳) اور اس مین یہ بھی سر ہے کہ آنحضرت صلعم کو وصف جامعیت حاصل ہو جائے امام القبلتین کا مرتبہ ملے (۴) نیز اسمین مخلصین و غیر مخلصین کا امتحان بھی ہے - ہم پرست ہمیشہ اپنے رسوم و مالوفات ہی پر چلتے ہین مخلصین فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہین جدہر ہادی نے موڑ دیا موڑ جاتے ہین اور اسی کا نام اتباع حقیقی ہے اور یہی محمدی ہونے کی سچی علامت اور محبت صادق کا خاص نشان ہے ورنہ دراصل مشرق و مغرب یعنی ہر سمت خدا کی ہے اسکا ہر سمت جلوہ ہے ؎ کافران سجدہ کہ در پیش بتان میکردند * ہمہ سوسوئے تو بود و ہمہ سو روئے تو بود * نہ کعبہ ہی مین خدا رہتا ہے نہ بیت المقدس مین ہی بستا ہے وہ ہر مکان و ہر زمان سے پاک ہے - واضح ہو کہ بعض خبطیون نے اس مقام پر وہ بے سر و پا اعتراض کئے ہین کہ جنکو قرآن سے کچھ بھی علاقہ نہین منجملہ انکے یہ کہ اہل کتاب کے لئے کوئی جہت قبلہ ہی نہین پہر انکے لئے مشرق و مغرب کیون جہت کہا از انجملہ یہ کہ کعبہ دیوار و نکا نام ہے اور جب دیواریں نہ رہین گی تو کیا ہو گا وغیر ذلک مین الخرافات اسلئے اس کے بعد خدا نے یہدی من یشاء الی صراط مستقیم فرمایا کہ یا سر جسکو ہم چاہتے ہین تلقین کرتے ہین ورنہ بعض تو وادی ضلالت و جہالت مین سر ٹکراتے ہی مر جاتے ہین اس آیت سے جسطرح یہ بات ثابت ہوئی کہ احکام الٰہی کا چھپانا حرام ہے اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ کفار ہمیشہ جہنم مین رہینگے یہانتک حکم تحویل قبلہ کی تمہید تھی اگلی آیات مین حکم دیا جاتا ہے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

اور (جس طرح کہ ہم نے قبلہ کے امر مین ہدایت کی) اوسی طرح تم کو امت وسط بنایا کہ تم لوگون پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ

اور وہ قبلہ کہ جس پر اے نبی تم تھے (بیت المقدس) ہم نے اس لئے بنایا تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون (تحویل قبلہ کے وقت) رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹا پھر جاتا ہے اور

كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

قبلہ کا بدلنا شاق بیشک تھا مگر جن کو خدا نے ہدایت دی (اون پر کچھ بھی شاق نہین) اور خدا ایسا نہین کہ تمہارے ایمان ضائع کر دیتا بیشک اللہ لوگون کے ساتھ شفیق اور مہربان ہے

ترکیب

وکذالک مین کاف موضع نصب مین ہے۔ صفت ہے مصدر محذوف کی تقدیرہ وشل ہذا الجعل جعلناکم۔ اور جعلنا بمنزلہ صیرنا علی الناس متعلق ہے شہدا سے قبلۃ مفعول اول ہے جعلنا کا اور مفعول ثانی محذوف ہے اور التی مع صلہ اس محذوف کی صفت ہے تقدیرہ وما جعلنا القبلۃ القبلۃ الخ۔ من یتبع مین من بمعنی الذی موضع نصب مین ہے نعلم سے من ینقلب مین من متعلق ہے نعلم سے لیفصل المتبع من المنقلب علی عقبیہ موضع نصب مین ہے بوجہ حال ہونے کے راجعا۔ وانکانت مین ان مخففہ ہے مثقلہ سے۔ اور ہم اسکا محذوف ہے اسپر سیاق دلالت کرتا ہے ای وان کانت لتولیۃ۔ الا علی الذین مین علی کبیرۃ سے متعلق ہے۔ اور الا نے صرف معنی مین عمل کیا ہے۔ وما کان اللہ لیضیع خبر کان محذوف اور لام اس محذوف کیساتھ متعلق ہے تقدیرہ وما کان اللہ مریدا لان یضیع ایمانکم کوفیون کے نزدیک لیضیع خبر ہے اور لام تاکیدی اسپر داخل ہو گیا وفیہ نظر لان اللام لام الجحود ان بعد ما مرادۃ۔

تفسیر

یعنی جسطرح اے امت محمد اور باتون مین برگزیدہ کیا (از انجملہ یہ کہ یہود اور نصاریٰ کسی نبی کو مانتے کسی کو نہین اور تم سبکو مانتے ہو اور یہ کہ تم اپنے نبی کے پیچھے اور حقیقی فرمانبردار ہو جس چیز کا حکم ہوتا ہے بلا چون وچرا اسکو تسلیم کرتے ہو اور نیز یہ کہ تمھارا قبلہ کعبہ قرار دیا گیا کہ جو ابراہیم کے عہد سے ہے بخلاف یہود اور نصاریٰ کے قبلہ کے کہ وہ پیچھے بنا ہے) اسی طرح ہر بات مین تم کو امت وسط یعنی پورا اور کامل بنایا تاکہ سب لوگون کے لئے تم شہید یعنی ہر امر خیر مین ہادی بنو کہ جس بات کو تم اچھا یا برا کہو اسمین تم خداوند کے گواہ مانے جاؤ اور رسول تمھارا ہادی اور گواہ بنے یعنی جو کچھ خدا تعالیٰ اپنے نبی کے دلپر القا کرے اسکو تم اور دنکو تعلیم کرو۔ اور تحویل قبلہ کے بارہ مین جو لوگ تم سے جھگڑتے اور طرح طرح کے شکوک پیش کرتے ہین وہ بیوقوف اس رمز سے (کہ جسکا پہلے بیان ہوا) ناواقف ہین منجملہ اور اسرار کے چند روز بیت المقدس کی طرف متوجہ کرنے مین ایک یہ بھی سر تھا کہ پیغمبر کے پیچھے فرمانبردارون اور نافرمانون مین باہم امتیاز ہو جاوے کہ کس لئے کہ جو اپنے معبود حقیقی اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین وہ تو (جس طرح دانشمند مریض اس حکیم حاذق کے نسخہ کی تبدیل کو بلا حجت وتکرار قبول کرکے اسکی دوا کو پی لیتا ہے کہ جسکو دل سے حکیم حاذق مفید جانتا ہے) بے کھٹکے رسول کے حکم کو قبول کر لیتے ہین خواہ انکی رسم و وجہیت ملکی کے خلاف ہو خواہ موافق وہ ہر وقت یہی کہتے ہین ؎ رشتہ در گردنم افگندہ دوست ۔ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ۔ اور جو رسم اور مذہب ملت آبائی اور جاہ ومال کے جال مین گرفتار ہین وہ سینکڑون نکتہ چینیان کرکے اس سعادت سے محروم رہتے ہین۔ اور ہر چند یہ بڑی بھاری بات ہے کہ کسی کے کہنے سے اپنے شعائر مذہبیہ کو چھوڑ دے اور جنکو وہ شعائر بتائے انکو یہ تسلیم کرے مگر جنکو خدا تعالیٰ ہدایت کرتا ہے اور انکے دلون سے حجاب اٹھا لیتا ہے وہ رسول کے حکم کو سب پر مقدم رکھتے ہین اور اگر خدا تعالیٰ مسلمانون کو یہ توفیق عطا نکرتا تو بھی وہ نافرمانی اور سرکشی سے بالخصوص اس تحویل قبلہ کے امر مین نکتہ چینی کرنے سے ایمان زائل کر بیٹھتے مگر خدا چونکہ بڑا مہربان اور شفیق ہے وہ کاہیکو مسلمانون کے ایمان کو ضائع ہونے دیتا تھا لہذا اسنے انکو توفیق عطا فرمائی۔

متعلقات

امت وسط وسط کے معنے عدل کے ہین اور بعض کہتے ہین اسکے معنے بہتر کے ہین جیسا کہ آیا ہے کنتم خیر امۃ ۔ لتکونوا شہداء شہادت سے مراد گواہی ہے ۔ خواہ یہ گواہی دنیا مین ہو خواہ آخرت مین چنانچہ ایک بار آنحضرت علیہ السلام کے سامنے سے ایک جنازہ گیا لوگون نے اوس کی مذمت کی تو آپ نے فرمایا وجبت وجبت پھر دوسرا جنازہ آیا تو لوگون نے اوس کی مدح کی تو آپ نے فرمایا وجبت وجبت لوگون نے عرض کیا کہ آپ نے دونون کے لئے ایک ہی کلمہ فرمایا آپنے جواب دیا کہ جسکی تم نے مذمت کی اوس کے لئے آتش دوزخ واجب ہوئی اور جس کی تم نے مدح کی اوس کے لئے جنت واجب ہوئی تم خدا کے دنیا مین گواہ ہو جسکو تم اچھا کہو وہ اچھا ہی اور جس کو تم برا کہو وہ برا ہے (ترمذی وغیرہ) خلاصہ یہ کہ امت مرحومہ بحیثیت اجتماعیہ نبی علیہ السلام کے کمالات کا آئینہ ہی اس لئے آنحضرت نے فرمایا ان تجتمع امتی علی الضلالۃ کہ امت محمدیہ گمراہی پر مجتمع نہوگی ۔ یہان سے اجماع امت کا برحق ہونا پایا گیا اور اسی لئے خدا نے فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا کہ جو مسلمانون سے علیحدہ راہ اختیار کریگا جہنم مین جاویگا واضح ہو کہ گواہ مین دو باتین ضرور ہین اول یہ کہ وہ عادل ہو کیونکہ جھوٹے بدکار کی گواہی کا کیا اعتبار دوم اسکو علم بھی ہو کیونکہ جس چیز کو جب تک نہ جانے گا اسکی بابت کیا گواہی دیگا ۔ پس جب امت محمدیہ کا شاہد ہونا ثابت ہوا تو نیک اور ذی علم ہونا بھی پایا گیا اسی لئے لفظ وسط امت کی صفت مین لایا گیا ۔

پہلے جو خدا نے یہدی من یشاء الی صراط مستقیم فرمایا تھا تو وہ ایک عام بات تھی اب اس آیت مین اسکی تشریح کردی کہ جن کو خدا نے صراط مستقیم کی ہدایت کی ہے اون مین سے امت محمدیہ اور خود حضرت محمد علیہ السلام ہین اس مین اشارہ کردیا کہ اے مسلمانون تم کو ان یہود و نصاریٰ و دیگر اقوام کی طعن و طنز کی طرف التفات بھی نہ کرنا چاہیئے کیونکہ تم خدا کے شاہد ہو ۔ ہر امر مین ان لوگون کو تمھارا اقتدار کرنا چاہیئے نہ کہ تم اون کا اقتدار کرو تمھین صرف اپنے رسول کا اتباع کافی ہے ۔

فائدہ

ماکان اللہ لیضیع ایمانکم کی تفسیر مین بعض محدثین نے یون نقل کیا ہے کہ آنحضرت کے چند صحابہ جیسا کہ ابی امامہ اور سعد بن زرارہ اور براء بن عازب اور براء بن معرور وغیرہم کا انتقال اس زمانہ مین ہوا کہ جب آنحضرت علیہ السلام بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے پس جبکہ قبلہ کعبہ بنایا گیا تو اون کے وارثون نے آنحضرت سے سوال کیا کہ وہ لوگ تو اس حالت مین مرے کہ جو منسوخ ہوگئی اب اون کی نمازون کا کیا حکم ہے تو اوس کے جواب مین خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

لہ واجب ہوئی ۱۲ منہ

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ

تمہارا (انتظار کرکے بار بار) آسمان کی طرف پھیر پھیر کر مونہہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں (غرض کرو) جس قبلہ کو تم پسند کرتے ہو اسی کی طرف مونہہ کرنیکا حکم دئے دیتے ہیں۔ پس (نماز میں) مسجد الحرام (کعبہ) کیطرف مونہہ کرلیا کرو اور ای مسلمانو

فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝

تم بھی جہاں کہیں ہو اکرو (نماز میں) اوسی کی طرف اپنا مونہہ کرلیا کرو اور بیشک جنکو کتاب دی گئی ہے خوب جانتے ہیں کہ یہ اونکے رب کی طرف سے برحق ہے اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اُس سے بھی بیخبر نہیں ہے۔

ترکیب

نری فعل مضارع ضمیر سخن اسکا فاعل تقلب الخ مفعول فی السماء متعلق ہے تقلب کے نولین فعل با فاعل کاف مفعول اول قبلۃ موصوف ترضاھا صفت مجموعہ مفعول ثانی ول فعل انت اسکا فاعل وجھک مفعول اول شطر الخ مفعول ثانی حیث ظرف ہے فولوا الخ کا من ربھم موضع نصب میں بوجہ حال ہونے کے۔

تفسیر

جب خدا تعالیٰ قبلہ کے بارہ میں مخالفوں کے شکوک و شبہات رد کر چکا اور یہ بات بھی بتلا چکا کہ چند روز بیت المقدس کی طرف مونہہ کرکے نماز پڑھنا ایک امتحان اور سر باطنی کے لئے تھا اور در اصل ہمیشہ کے لئے قبلہ کعبہ ہی ہونا چاہئے تھا لاون امرار کی وجہ سے کہ جنکا ذکر اوپر ہوا تو اب اس آیت سے پیشتر آنحضرت کی اس رغبت کا اظہار کرتا ہے کہ جو بوجہ ترقی مراتب کعبہ کے قبلہ بنانے میں تھے اسکے بعد آپ سے وعدہ کرتا ہے کہ ہم تمکو اس قبلہ کا حکم دیں گے کہ جسکو آپکا دل چاہتا ہے۔ پھر آپکو اور آپکے ساتھ آپکی اُمت کو عام حکم دیتا ہے کہ کچھ مکہ اور اسکے نواح کی خصوصیت نہیں بلکہ تم جہاں کہیں ہو اور نماز پڑھنا چاہو تو کعبہ کی طرف کہ جسکو مسجد الحرام کہتے ہیں مونہہ کرلیا کرو پھر اسکے بعد اہل کتاب کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ اب جو کچھ اس باب میں تم پر اعتراض کرتے ہیں یا کریں گے یہ انکی محض حق سے چشم پوشی ہے کیونکہ وہ اپنی ان روایات سے کہ جو بطور توارث نسل در نسل انمیں چلی آتی ہیں کعبہ کی بزرگی اور اسکا برحق ہونا خوب جانتے تھے اسکے بعد پھر انکو متنبہ کرتا ہے کہ خدا تمہاری اس مکاری اور حق پوشی سے غافل نہیں وہ ضرور تمکو اسکا بدلہ دیگا۔

فوائد

(۱) قد نری تقلب وجھک فی السماء سے مراد دلی آرزو ہے۔ عام ہے کہ سچ مچ آسمان کی طرف مونہہ اٹھا اٹھا کے آپ دیکھتے تھے جیسا کہ اہل اللہ حالت انتظار میں دیکھا کرتے ہیں یا نہ دیکھتے تھے آنحضرت کی یہ دلی آرزو کہ قبلہ کعبہ ہو حب وطن یا مشرکین مکہ کی خوشی کے لئے نہ تھی بلکہ ان اسرار کی وجہ سے کہ جنکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں اور جو نفوس کاملہ ہوتے ہیں انکو ہمیشہ کمالات کی طرف از حد شوق ہوا کرتا ہے اور کعبہ کا قبلہ ہونا آپکے لئے اور آپکی اُمت کے لئے بڑا کمال تھا۔

(۲) مسجد الحرام کعبے کو اس لئے کہتے ہیں کہ اسکی حرمت خدا کی طرف سے مقرر ہوئی ہے یا اس لئے کہ یہاں معاصی اور قتل و ظلم کی شدت حرمت اور ممانعت ہے جو کعبہ کو مسجد الحرام کے ساتھ بیان کیا تو اس میں یہ نکتہ ہے کہ یہود جو حق پوشی کرکے اعتراض کرتے تھے دو کہ کعبہ میں کیا فضیلت ہے یہ مشرکین عرب کا معبد ہے" اس سے باز آویں اور کعبہ کی حرمت و عظمت کی طرف خیال کریں کہ جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا معبد ہے کعبہ کے کہنے میں یہ بات حاصل نہ تھی۔

(۳) شطر المسجد الحرام شطر کے معنے یہاں جانب اور طرف کے ہیں گو جزکے بھی آتے ہیں مگر کعبہ کی طرف مونہہ کرنے سے مراد یہاں نماز میں مونہہ کرنا ہے اور یہ طرف اور سمت یقینی ہونی کچھ ضرور نہیں بلکہ تخمینی بھی کافی ہے یہانتک کہ اگر ایک خط جنوب و شمال میں کعبہ سے نکالا جاوے اور دوسرا نمازی کے سامنے سے کھینچا جاوے جبکہ وہ کعبہ سے مغربی یا مشرقی جہت میں ہو اور پھر دونوں خطوں میں تقاطع ہو جاوے تو کافی ہے۔ اور جو اندھیری رات میں یا کسی اور وجہ سے قبلہ معلوم نہ ہو تو نمازی غور کرے اور جدھر ظن غالب قبلہ کا ہو اسی طرف منہ کرکے نماز پڑھ لے گو بعد میں غلطی معلوم ہو کیونکہ یہ امر سہولت پر مبنی ہے ورنہ دقت ہو جاوے۔

لہ آیندہ کی ترقیاں اسی پر مبنی تھیں ۱۲ منہ

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ

اور اگر آپ اہل کتاب کے لئے سب نشانیان بھی لے آوین تو بھی وہ آپ کے قبلہ کو نہ مانین گے اور آپ بھی اون کے قبلہ کی پیروی کرنیوالے نہین اور اُنمین سے کوئی بھی کسی کے

قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۘ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

قبلہ کو نہین مانتا ہے اور اگر آپ نے علم حاصل ہوجانے کے بعد بھی انکی خواہشون کی پیروی کی (یا انکے کہنے پر چلے) تو بیشک اوسوقت آپ بھی ستمگارون مین سے ہونگے جن کو کہ ہم نے

الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

کتاب دی ہے وہ تو اوسکو اس طرح جانتے ہین کہ جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہین اور اونمین سے ایک فریق ایسا بھی ہے کہ جو جانکر حق کو چھپاتے ہین حق تو آپ کے رب ہی کی

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

طرف سے ہے پس آپ شک مین نہ پڑین

ترکیب

ولئن مین لام توطیہ قسم ہے پھر یہ تمام جملہ شرط ہے اور ما تبعوا قبلتک جواب ما بلحاظ لفظ ماضی داخل ہے ورنہ تبعوا بمعنے مستقبل ہے اور ما بمعنے لا اور اسی لئے جواب مین فا نہین آیا اور اسی طرح ولئن اتبعت الخ شرط انک الخ جواب اذا حرف ہے اور لون اسمین اصل ہے اور یہ خاص آپ مین مستعمل ہوتا ہے الذین الخ مبتدا یعرفونہ الخ اسکی خبر کما صفت ہے مصدر محذوف کی اور ما مصدریہ ہے الحق مبتدا من ربک خبر

تفسیر

چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفین کے حق پر آنے کی نہایت آرزو تھی کہ یہ کسی طرح وادی ضلالت سے نجات پاوین اور کاش آیات و معجزات ہی سے راہ پر آوین بالخصوص تحویل قبلہ کے بارہ مین۔ مگر اُنکا انکار اون کی شقاوت ازلی کیوجہ سے حد سے تجاوز کر گیا تھا اسی لئے اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر آپ ان اہل کتاب کو سینکڑون معجزات و آیات بھی دکھاوین گے۔ تب بھی یہ آپکے قبلہ کو نہ مانین گے اور اسپر کیا منحصر ہے انکی باہم بھی یہانتک ضدو کد ہے کہ ایک دوسرے کے قبلہ کو نہین تسلیم کرتا حضرت مسیح علیہ السلام نے سینکڑون معجزے دکھائے مگر یہود نے انکو نہ مانا پھر نصاری مین پولوس[۵۱] نے حق پوشی کے لئے اور نصاریٰ کو ابدًا حق سے محروم کرنے کے لئے یہ کہدیا کہ میرے خلاف اگر کوئی آسمانکا فرشتہ بھی کہے تب بھی نہ ماننا پھر اگر آپ باوجود امر حق ظاہر ہونے کے بفرض محال اون کے خواہشون کے تابع ہون گے تو برا کرین گے (جیسا کہ حق سے انکار مین انکا اصرار تھا اوتنا ہی آپکے لئے اون کے اتباع سے منع کرنے مین اصرار کر دیا اور آنحضرت کی امت کو کنایۃً متنبہ کر دیا ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث دیگران ٭ اور انکا یہ انکار عمدًا ہے کیونکہ وہ آپکو نبی برحق اون علامات سے کہ جو انکی کتابون مین ہین اور سینہ بسینہ اون کے احبار اور رہبان مین چلے آتے ہین اسی طرح سے جانتے ہین کہ جسطرح اپنی اولاد کو سینکڑون لڑکون مین دیکھکر پہچان لیتے ہین اور بالکل اشتباہ نہین ہوتا اگرچہ انکے عوام نہ جانتے ہون مگر ایک فریق یعنے علما تو عمدًا جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہین مگر اونکے اس خلاف حق ظاہر کرنے سے کیا ہوتا ہے حق تو وہ ہی ہے کہ جسکو خدا ظاہر کرتا ہے بس اب اے مخاطب تو کسی شک و شبہ مین نہ پڑنا ٭

فوائد

(۱) وما بعضهم بتابع قبلة بعض۔ گو تمام عیسائیون اور یہود کے لئے نماز مین کوئی جہت خاص قبلہ نہو مگر عرب کے یہود عموماً بیت المقدس کو نماز مین قبلہ بناتے تھے اور نصاری جہت شرق کو اس لئے کہ حضرت مسیح بیت اللحم مین پیدا ہوئے تھے کہ جو یروشلم سے بجہت شرق واقع تھا اور ممکن ہے کہ قبلہ سے ہر مذہب کے رسوم و شعار مراد ہون اور ہر ایک دوسرے کے رسوم کو نہین مانتا یہ طبعی بات ہے (۲) فلا تکونن من الممترین سے یہ مراد نہین کہ آنحضرت کو کچھ شک تھا بلکہ اورون کے سنانے کو حضرت سے یہ اور لئن اتبعت اہوا ہم فرمایا (۳) جملے قیود کی رعایت رکھکر تفسیر کی ہے اس تقدیر پر وہ سوال و جواب جو خلاف معنی لیکر بعض مفسر کرتے ہین تقبیح اوقات ہے۔

---

[۵۱] یعنی بنی آخر الزمان علیہ السلام کو ۱۲ منہ [۵۲] چنانچہ پولوس اس خط مین جو گلتیون کو لکھا ہے اور سکے پہلے باب کے ۸ درس مین یہ کہتا ہے (۸) لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوا اُس انجیل کے جو ہمنے تمہین سنائی دوسری انجیل تمہین سنائی سو ملعون ہوئے ۱۲ منہ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

اور ہر ایک کے لئے ایک طرف ہے کہ وہ اودھر ہی جھکتا ہے پس تم تو نیکیوں کی طرف دوڑا کرو تم جہان کہیں بھی ہوگے تم سب کو اللہ سمیٹ کر لے آئیگا اللہ ہر چیز

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ

پر قادر ہے اور آپ کہیں سے بھی نکلیں تو اپنا مونھ[1] مسجد حرام کی طرف کیا کرو اور یہی حق بھی ہے آپ کی رب کی طرف سے اور اللہ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا

تمہارے کام سے غافل نہیں اور آپ جہان کہیں سے نکلو تو اپنا مونھ مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو اور (مسلمانو) تم بھی جہان کہیں ہوا کرو تو اپنا

وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۝ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي

مونھ (فلانی) (ادھر) کی طرف کیا کرو (بار بار اسی لئے حکم دیا گیا) کہ لوگوں کو تم پر کوئی الزام نہ رہے مگر ان میں سے جو ہٹ دھرم ہیں تو تم بھی انسے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرتے رہا کرو

وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

اور اس لئے بھی کہ ہم اپنی نعمت تم پر پوری کر دیں اور اس لئے بھی کہ تم سیدھے رستہ پر آجاؤ

ترکیب

وجہۃ مبتدا الکل اسکی خبر لفظ وجہۃ مین قیاس چاہتا تھا کہ جہۃ ہو مثل عدۃ اور زنیۃ کے ہو (ای اللہ) مبتدا مولیہا بکسر اللام اس کی خبر تقدیرہ اللہ مولی ذلک الجہۃ ذلک الفریق اے یامرہ بہا امرا تکوینیا فحذف المفعول الثانی اور احتمال ہے کہ ضمیر ہو کل کی طرف رجوع کرے اے ذلک الفریق مولی الوجہۃ نفسہ ۔ یہ تمام جملہ صفت وجہۃ کی ہوگا اینما ظرف ہے تکونوا کا ومن حیث خرجت اسجگہ شرط کے لئے نہین پس من متعلق فول کے ساتھ ہے وحیث ما کنتم مین دونون احتمال ہین للا مین لام محذوف کے ساتھ متعلق ہے تقدیرہ فعلنا ذلک للا لانح حجۃ اسم کان اور للناس اوس کی خبر اور علیکم صفت حجۃ اصل مین موخر تھی مگر چونکہ مقدم ہوگئی تو حال ہونے کی وجہ سے منصوب المحل ہوئی اور یہ جائز نہین کہ اس کو حجت کے متعلق کیا جاوے للا یتقدم صلۃ المصدر علیہ الا الذی ظلموا استثنار ہے الناس سے اے للا یکون لاحد من الناس حجۃ الا للمعاندین منہم اور ممکن ہے کہ استثنار مبالغہ کے لئے ہو جیسا کہ اس شعر مین ؎ ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم ۔ بہن فلول من قراع الکتائب ۔ ولاتم معطوف ہے لام سابق پر علیکم متعلق ہے لاتم سے ۔

تفسیر

خدا تعالے اس آیت مین یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ جب امر حق دلائل قطعیہ سے ثابت ہو جاوے تو پھر اوس کے اختیار کرنے مین کسی کی مخالفت و موافقت کا کچھ بھی پاس نکرنا چاہیئے اور کیونکر انسان ہر ایک کو بالخصوص دینی امور مین موافق کر سکتا ہے حالانکہ ہر ایک شخص کی رائے اور عقیدت اور میل قلبی جداگانہ ہے ؎ ہر قوم راست راہے دینی وقبلہ گاہے ۔ خلاصہ یہ کہ ہر ایک شخص اور قوم اور ملک کا ایک بات کی طرف رجحان ہوتا ہے پس تم اس خیال موافقت کو دل سے نکالدو اور جو نیک باتین کہ مقصود بالذات ہون جیسا کہ نماز اور روزہ و ذکر اور خلق خدا کے ساتھ نیکی کرنا اور خواہش نفسانی اور مقتضیات ہیولانیہ سے بری رہنا ان مین سرگرم رہو اور استقبال کعبہ تو امر مقصود بالذات نہین بلکہ نماز

ہین متبع ملت ابراہیمیہ کا غیر متبع سے امتیاز ہونے کے لئے حجت قرار دی گئی ہے - اور یہ اختلاف جہات اور باہمی تباعد اسی عالم مین ہے ورنہ آخرت مین تو سب کو اللہ تعالے ایک ہی جہت اور ایک ہی روش پر جمع کر کے ہر کہین سے لے آئے گا ہر حالت خوف و رجا مین دربار الٰہی مین سب اوس کی طرف متوجہ اور اوسی کے تخت کو قبلہ بنائے کھڑے ہون گے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور ممکن ہے کہ اینما تکونوا الخ کا خطاب خاص اہل اسلام سے ہو اس تقدیر پر یہہ معنے ہون گے کہ اے مسلمانون ہر قوم کے لئے ایک جہت خاص ہے اور تمھارے لئے حصول قرب و سعادت کے لئے ہر جہت ہے تمھارے لئے میدان سعادت بڑا وسیع ہے پس تم اُس میدان مین دوڑو اور یہ خیال نکرو کہ تم اس میدان مین ادھر اودھر چلے جاؤ گے باہمی اتفاق و تعاکس انوار نہو گا کیونکہ وہ تم کو بارگاہ قرب مین جمع کر دے گا وہ ہر چیز پر قادر ہے -

ان اسرار و رموز کے بعد پھر اوسی حکم کی تاکید کرتا ہے کہ بلاشبہ تم نماز مین منہ کعبہ کی طرف کیا کرو تاکہ تم پر پھر کسی کا اعتراض باقی نرہے کہ باوجود اتباع ملت ابراہیمیہ کے اس نبی نے مسجد الحرام کو کیون قبلہ نہ بنایا اور نیز اس مین تمھارے لئے اے اہل اسلام خدا کی پوری نعمت ہے کیونکہ اس مین وہ وہ خوبیان ہین کہ جن کا بیان نہین ہو سکتا چنانچہ کسی قدر ہم نے بیان کی ہین اور نیز اس مین تمھارے لئے راہ راست کی رہنمائی بھی ہے اس کے بعد جو کوئی تم پر اعتراض کرے تو وہ ناانصاف ہے اوس کی کچھ پرواہ نکرنی چاہیئے بلکہ خاص خدا تعالے سے ڈرنا چاہیئے ؛ -

فائدہ

اس حکم کو ایک بار تو خدا تعالے ذکر کر چکا تھا مگر پھر تین بار اس آیت مین کیون اس کو ذکر کیا بظاہر یہہ بات بلاغت و فصاحت کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اول بار تعمیم احوال کے لئے ہے اور دوم تعمیم امکنہ کے لئے اور سوم تعمیم ازمنہ کے لئے تاکہ اس حکم مین کسی قسم کا شبہ باقی نرہے اور یہ بھی ہے کہ جب بلیغ کسی دعوی کو کسی دلیل سے ثابت کیا کرتے ہین تو دوبارہ جب اوس پر اور دلیل لاتے ہین تو پھر اوس دعوی کو دلیل کے ساتھ ربط دینے کے لئے ذکر کر دیتے ہین اور یہان بھی ایسا ہی ہوا ہے اور یہہ بھی ہے کہ جب کسی امر اہم کو بیان کرتے ہین تو اُسکی تاکید بھی ضرور کرتے ہین اور تاکید تین بار کہنے سے حاصل ہوتی ہے مگر لطف یہ ہے کہ نیا عنوان مدنظر رکھا ہے -

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ

جیساکہ بھیجا ہم نے تم مین ایک رسول تمہین مین سے بھیجا جو تلاوت کرتا تمکو ہماری آیتین سناتا اور تم کو پاک کرتا اور تم کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہی اور تمکو وہ باتین

مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝

سکھاتا ہے کہ جو تم نہین جانتے تھے پس مجھے یاد کرو کہ مین تم کو یاد کرون گا اور میرا شکریہ ادا کرتے رہو ناشکری نکیا کرو

ترکیب

کما مین کاف موضع نصب مین ہے صفت ہے مصدر محذوف کی تقدیر یہ ہیتدون ہدایۃ کارسالنا او اتماما کارسالنا اور بعض محققین کہتے ہین فاذکرونی کمارسلنا فعلی ہذا یکون منصوبا صفۃ لذکرا ے ذکرا مثل ارسالی اور ما مصدریہ ہے منکم رسول کی صفت اور تیلوا و یزکیکم ویعلمکم حال ہے۔

تفسیر

حق تعالی نے دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے پر چند وجوہ بیان فرمائین بعض انمین سے التزامیہ ہین کہ یہ دین ابراہیم علیہ السلام کا دین ہی پس اسکا قبول ناضروری چنانچہ اس آیت مین ہی طرف اشارہ تھا ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ الخ اور بعض انمین سے ہر ہا نیہ ہین اور وہ یہ آیت ہی قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط اسکے بعد خدا نے مخالفین کے دو شبہے ذکر فرماکر انکا جواب شافی دیا اول وقالوا کونوا ہودا او نصاری تہتدوا دوسرا نسخ کے بارہ مین تھا کہ شریعت محمدیہ مین نسخ ہوتا ہی بالخصوص قبلہ کی بابت ہوا جس سے معلوم ہوا کہ یہ شریعت منجانب اللہ نہین سو یہ شبہ انکا قوی تھا اسلئے اسکا جواب سیقول السفہاء الخ سے شروع کرکے ولاتم نعمتی ولعلکم تہتدون پر ختم کردیا اور چونکہ تحویل قبلہ کو اتمام نعمت فرمایا تو اسکے ساتھ دوسری نعمت کو بھی یاد دلایا کہ ہمنے جسطرح کعبہ کو قبلہ بنانے مین تمہارے حال پر نعمت نازل کی ہی اور مخالف اسکی حقیقت سے ناواقف اعتراض کرتے ہین اسیطرح ہمنے تمکو بڑی نعمت دی کہ تمہارے پاس تمہین مین کا ایک ایسا رسول بھیجا کہ جسنے نہ صرف کلام الہی لوگونکو پڑھکر سنایا بلکہ آپنے تزکیہ نفوس و تہذیب ارواح کی اور حکمت نظریہ و عملیہ اور کتاب سکھائی اور بہت سی باتین تمکو بتائین جسکا اثر تمنے دیکھ لیا عرب کی کیسی حالت خراب تھی پھر کیسی درست ہوئی پس جسطرح اسپر مخالفونکے شبہات بیجا تھے اسی طرح اس امر مین بھی شبہات بیجا ہین اب تم میری طرف اپنا دھیان دھرو اور مجھے یاد کرو مین بھی تمپر اپنی رحمت کرونگا اور میری ان نعمتونکو مدنظر رکھکر شکریہ کرتے رہو کبھی ناشکری نکرنا اور کسی کے بہکانے مین آکر فرمانی نکرنا فائدہ ذکر کی تین قسمین ہین اول یہ کہ زبان سے اسکی حمد اور تسبیح اور تمجید اور تہلیل و تکبیر پڑھی جاوے اور اسکی کتاب پڑھی جاوے دوم ذکر قلبی اور وہ یہ کہ اپنے لطائف باطنیہ کو اور اپنے جمیع قوی اور اعضا کو اسکی طرف متوجہ کرے اور یہان تک محویت حاصل ہو کہ اپنے تئین بھی بھول جائے خواہ نفی و اثبات کرکے خواہ مراقبہ سے خواہ توجہ اور ہمت شیخ سے یہ بات حاصل ہو جب انسان کو یہ حالت نصیب ہوتی ہی تو جسطرح جمکانات مین ایک دوسرے کے اثر سے حال بدلتا ہی مٹی پھول کی صحبت سے معطر اور لوہا آگ مین رہنے سے اخگر ہوجاتا ہی اسیطرح انسان پر آثار تقدس فائض ہوتے ہین پھر تو اسکی زبان اور اسکی آنکھ خدا کی زبان اور اسکی آنکھ اور اسکے ہاتھ پاؤن اسکے ہاتھ پاؤن ہوجاتے ہین (حالانکہ وہ ان چیزون سے پاک ہی جیساکہ احادیث صحیحہ مین وارد ہوا ہی اور پھر اس بندہ سے آثار عجیبہ بھی سرزد ہونے لگتے ہین کہ جنکو معجزات و کرامات کہتے ہین اور یہ بھی ذکر قلبی کی شاخ ہی کہ اسکی مخلوقات مین جو کچھ اسرار رکھے ہین انمین غور و فکر کرے تاکہ اس عالم کا ہر ذرہ اسکے جمال جہان آرا کیلئے آئینہ ہوجاوے اس لئے ایک عارف نے فرمایا ہی (ما رایت شیئا الا رایت اللہ فیہ) کہ مین جب کسی چیز کو دیکھتا ہون تو اسمین خدا ہی نظر آتا ہی ہر چیز اسکی وحدانیت اور صفات کمالیہ کے لئے شاہد عدل بنکر سامنے کھڑی ہوجاتی ہی اسلئے قرآن اور احادیث صحیحہ مین اس ذکر کی بڑی تاکید آئی ہی اور ایک جگہ لعلکم تفلحون فرمایا ہی۔ قبل اسکے کہ اس ذاکر کی روح اس خاک کے پتلے سے مفارقت کرے ہی عالم مین یہ شخص عالم قدس کے لوگونمین شریک ہوجاتا ہی سوم قسم ذکر جوارح یعنی ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کا ذکر سو وہ ان اعضا کو اسکے حکم مین مستعمل کرنا اور منہیات سے روکنا ہی اور اس لئے اس آیت مین نماز کو بھی ذکر کہا ہی فاسعوا الی ذکر اللہ۔

لہ یعنی قبلہ کی رہنمائی بھی ہمارا ایک ایسا ہی احسان ہے جیساکہ رسول کا بھیجنا احسان تھا ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ

(ی ایمان والو صبر اور نماز سے (یعنی ایک سختی میں) مدد لیا کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ

مارے جاتے ہیں انکو مرا ہوا نکہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے اور ضرور ہم تم کو کسی قدر خوف سے اور بھوک اور مال اور جانوں کے

الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

نقصان سے اور پیداوار کے نقصان سے آزمائینگے اور اے نبی ان صبر کرنے والوں کو مژدہ دیدو کہ جن پر جب کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمکو اسکے ہی پاس جانا ہے

اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

یہی وہ لوگ ہیں کہ جنپر خدا کی طرف سے صدافرین اور رحمت ہے اور یہی ہدایت پائے ہوئے

ترکیب

بالصبر متعلق ہے استعینوا سے لاتقولوا فعل انتم اسکا فاعل لمن یقتل الخ جملہ مفعول من چونکہ بمعنے جمع ہے اس لئے اموات میت کی جمع خبر ہیں لانا مناسب ہوا احیاء خبر مبتدا محذوف کی اے ہم احیاء ولنبلونکم جواب ہے قسم محذوف کا من الخوف موضع جر میں ہے کس لئے کہ یہ صفت ہے بشیء کی من الاموال موضع نصب میں ہے کس لئے کہ یہ صفت ہے محذوف کی تقدیرہ ونقص شیء من الاموال لان النقص مصدر ہو متعدی لی مفعول وقد حذف المفعول۔ الذین اذا اصابتہم موضع نصب میں ہی کس لئے یہ صفت ہے صابرین کی قالوا انا للہ جواب ہے شرط کا اولئک مبتدا وصلوات مبتدا ثانی اور علیہم اسکی خبر پھر یہ مجموعہ خبر ہے مبتدا اول کی اولئک مبتدا ہم المہتدون جملہ اسکی خبر اور ممکن ہے کہ ہم ضمیر فصل ہو اور المہتدون تنہا خبر ہو۔

تفسیر

خدا تعالی نے پہلی آیت میں اپنے ذکر اور شکر اور عدم کفران کا حکم دیا تھا کہ جو تمام عبادتوں اور ہر قسم کی اوامر و نواہی کا لب لباب تھا اور اس قسم کے بارگران کے تحمل کے لئے کوئی سہارا بھی ضرور ہے کہ جسکی اعانت اور وجہ سے یہ بارگران آسان ہوجاوے۔ اور نیز اگلی آیات میں جہاد اور اشاعت خیر کا بھی حکم دینا منظور تھا کہ جسپر قوم اور ملت کی عزت و آبرو کا مدار کار ہے اسی لئے اوس نے بطور تمہید کے اسجگہ وہ آیت نازل فرمائی کہ جو دونوں مقصدوں کو خوب پورا کرے اور جسکو دونوں سے کامل درجہ کا ارتباط ہو پس فرمایا کہ اے ایمان والو اس بارگران کی سہولت کے لئے صبر اور نماز پڑھنے سے کام لو کس لئے کہ صبر اور نماز ایسے آلے ہیں کہ جس سے یہ کام بلکہ جہاد فی سبیل اللہ دونوں سہل ہوجاتے ہیں اور یہ اس لئے کہ صبر عقل کا اتباع کرکے نفس کو غضب اور شہوت سے روکنے کو کہتے ہیں اس لئے جسمیں یہ دونوں چیزیں ہون گی صبر اوسی کو نصیب ہوگا۔ ملائکہ میں چونکہ غضب اور شہوت نہیں بلکہ عقل صرف ہے تو اسلئے انکو بھی یہ نعمت نصیب نہیں اور دیگر حیوانات میں عقل نہیں غضب اور شہوت ہے اسی لئے وہ بھی اس سعادت سے فیضیاب نہیں اونکی قوت جماعیہ جس جانور سے چاہتی ہے جماع کرنے کا حکم دیتی ہے اور جس چیز کے کھانے پینے کو چاہتی ہے حکم دیتی ہے جسپر چاہتی ہے حملہ کرنے کے لئے آمادہ کردیتی ہے سو وہ اوسکے کہنے سے ویسا ہی کرتا ہے عقل اوسکا ہاتھ نہیں پکڑتی کہ ارے ظالم کیا کرتا ہے بخلاف انسان کے کہ اسکو عقل مانع آتی ہے۔ اور وہ اسکے کہنے سے نفس کو روکتا ہے تو نفس پر پژمردگی اور روح پر تازگی اور نورانیت طاری ہوتی ہے اور جب روح پر نورانیت آتی تو اس آئینہ میں جمال جہان آرا کا جلوہ ہو اخدا کا قرب نصیب ہوگیا اسی لئے فرمایا ان اللہ مع الصابرین اور جبکہ قرب مبدا فیاض نصیب ہوا تو اوسکے اثر صحبت سے تمام کام دنیا و آخرت کے انجام پاگئے اس لئے کسی نے فرمایا الصبر مفتاح الفرج کہ صبر فتوحات کی کنجی ہے دیکھئے جنگ و قتال میں جب ہر طرح کی تکلیف پر آدمی صبر کرتا ہے تو اپنے دشمن پر فتح پاتا ہے اور پھر عزت و دولت و راحت اسکو آکر سلام کرتی ہے کاشتکار جب گرمی اور بھوک و پیاس کی تکلیف اوٹھا کر محنت کرتا ہے تو غلہ کاٹتا ہے الغرض دنیا و آخرت کے تمام کاروبار کا صبر پر مدار ہے

واضح ہو کہ صبر کی دو قسمین ہین بدنی اور نفسانی پھر بدنی کی بھی دو قسمین ہین فعلی جیسا کہ بڑے بھاری اور مشقت کے کامون کو کرنا تعالی در واور تکلیف کی برداشت کرنا گو اُس تکلیف کے آثار بے خود مقتضی طبعی سے ظاہر ہو جائین مگر یہ شخص اسی حالت مین خلاف قانون عقل و شرع کوئی حرکت نکرے - اور صبر نفسانی یہ ہی کہ نفس کو اُسکی خواہشون سے روکے اگر خواہش شکم و آلت تناسل کو روکے گا تو اُسکو عفت کہین گے اور اگر فضول چیزون کی خواہش سے روکے گا تو اُسکو زہد و قناعت کہین گے اگر غصہ کی حالت مین اپنے دشمن سے درگزریگا اور نفس کو انتقام لینے سے روکے گا تو اُسکو حلم کہین گے اگر کسی کی رازافشار کرنے سے زبان کو بند کریگا تو اُسکو رازداری کہین گے اور جو زبان کو بیہودہ بکواس سے اور اپنے اعضا کو بیجا حرکات سے بند کریگا تو اُسکو سلامت کہین گے - صبر کے فضائل قرآن و احادیث مین بکثرت ہین قال تعالی وجعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا - وتمت کلمۃ ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا - جس کسی نے ترقی حاصل کی ہے اس صبر ہی کی بدولت کی ہے اور اسلام نے امت مرحومہ کے لئے صبر کی ایک شاخ روزہ کو بھی فرض کر دیا تاکہ نفس کو بھوک اور پیاس کی تکلیف اوٹھانے کی عادت پڑے اور جماع جیسی مرغوب چیز کو باوجود سامان مہیا ہونیکے ترک کرنے کا خوگر ہو اور نماز تو ایک عجیب تریاق مجرب ہے اس مین خدا کی حمد و ثنا اور دعا اور اُسکے آگے سر کے بل جھکنا ہے اسمین خواہ مخواہ بندے کو اللہ سے تقرب حاصل ہوتا ہے اور یہ روح کو سنوار کر نیکا اعلی طریقہ ہے اور اسی لئے اسکی نسبت وارد ہے ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر یعنی جب بندے کو مولی سے تقرب تو صل ہوا تو اُسکے سب کام انجام کو پہنچے اور چونکہ خدا تعالی تمام کائنات کی اصل ہے تو ہر چیز جب اُسکو موانع پیش نہین آتے تو اپنی اصل کی طرف رجوع متوجہ ہو جاتی ہے چنانچہ اس حدیث کے یہی معنی ہین کان النبی صلعم اذا فزع فزع الی الصلوۃ (جامع الاصول) ۱۲ اور جبکہ خدا تعالی نے صبر کی فضیلت مین یہ فرمایا کہ خدا تعالی کے ساتھ صابرین کو معیت اور تقرب نصیب ہوتا ہے اور صبر کا اعلی موقع قتل فی سبیل اللہ تھا اس لئے کہ جان کے آگے مال یا کسی اور منفعت کی کچھ بھی وقعت نہین نفس مشہور ہے مگر جان ہی تو جہان ہی پس جسقدر صبر اللہ کی راہ مین جان قربان کرنے مین ہے اُسقدر اور چیز کے صرف کرنے مین نہین اور نیز اگلی آیات مین جہاد اور قتل فی سبیل اللہ کا حکم ہونے والا تھا اسی لئے اس صبر کا اور بھی ذکر کرنا مناسب ہوا اور سب سے بڑا اجر یہ ہی کہ اسکے عوض مین بندے کو حیات ابدی عطا ہو پس فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جاتے ہین تم انکو مردے نہ کہو کیونکہ ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما ۔ بلکہ وہ زندہ ہین کس لئے کہ ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ۔ ہر زمان از غیب جانے دیگر است ۔ صرف یہ بات ہی کہ وہ تمکو نظر نہین آتے ۔

واضح ہو کہ انسان روح یا نفس ناطقہ ہے اور یہ جسم خاکی کہ جو ہمکو دکھائی دیتا ہی اس نفس ناطقہ کے مرکب کا یعنی (روح ہوائی) کا کہ جسکو نسمہ کہتے ہین) مرکب ہے یعنی نفس ناطقہ کا تعلق روح ہوائی سے ہی کہ جو لطیف خون کے ابخرات سے پیدا ہوتی ہے اور روح ہوائی کا مرکب یہ جسم ہے ۔ جب کسی سبب سے اس جسم خاکی سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے (اور اس ترک تعلق کا نام موت عرفی ہے) تو نفس ناطقہ کہ جو ہر نورانی ہے باقی رہتا ہی اور نہایت عمدہ طرح سے حس و ادراک اور شعور و تمیز بھی باقی رہتے ہین اس مین کافر و مومن شہید غیر شہید سب برابر ہین پس اس معنے سے موت ہے تو جسم کو اور حیات ہے تو نفس ناطقہ کو لیکن کبھی پاک روحون کا اثر اس جسم خاکی تک بھی پہنچتا ہے اور یہ جسم سڑتا گلتا نہین جیسا کہ انبیاء علیہم السلام - اور اولیاء کرام و شہداء عظام کے اجساد سے ظاہر ہوا ہی اسی طرح اس موت عرفی مین بھی سب انسان شریک ہین اس معنے سے شہید اور غیر شہید انبیاء و غیر انبیاء سبکو موت ہی انک میت و انہم میتون و کل نفس ذائقۃ الموت اور اس لئے اُنکے بعد انپر احکام موت جاری ہوتے ہین مال بین حصے الگ جاتے ہین اب حیات شہداء و انبیاء کے یہ معنے ہین اور آیت مین وہی مراد بھی ہین کہ جسم سے روح جدا ہو جانے کے بعد روح کو اُس عالم قدس مین ہر قسم کا آرام اور عزت نصیب ہو اور چونکہ روح بھی ایک جسم لطیف ہی اس جسمانی خول کے آثار بھی اس مین منطبع ہوتے ہین اور اسکی نورانی صورت کو اس جسمانی صورت سے بھی ایک ایسی مناسبت ہوتی ہی کہ روح کو وہی شخص روحانی عالم مین کہہ سکتے ہین اس لئے اُس عالم مین کہ جسکو اس عالم سے وہی نسبت ہے جو عالم خواب کو عالم بیداری سے ہے ہر قسم کی لذات

لہ نماز بیشک بری اور بے حیائی کی باتون سے روکتی ہی ؎ آپ بھی ایک روز مرنے والے اور وہ بھی مرنے والے ہین ؎ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۔

میوے اور عمدہ مکان انہار و حور و قصور میسر آتے اور انسے لذت پاتے ہین بالخصوص شہدا کو انکو نسمۂ سابق سے ایک عجیب تعلق باقی رہتا ہی جس لئے عالم برزخی مین انکے لئے ایک نہایت عمدہ پیکر عطا ہوتا ہی اور وہ اس پیکر نورانی سے جسطرح بارگاہ قدس جہان تک چاہتے ہین طیران کرکے ترقی کرتے ہین اور اقسام و انواع کے لذات سے مستفید ہوتے ہین جسکی طرف آیت مین اشارہ ہے اور اس حدیث مین بھی کہ جسکو شیخین نے روایت کیا ہی کہ شہدا سبز طیور کے قوالب مین آکر آشیانہ عرش مین رہتے اور جہان سے جی چاہتا کھاتے ہین اسی طرف ایما ہی اسی طرح وہ جب چاہتے ہین اس عالم کی طرف بھی نزول کرتے ہین کبھی لوگون کو عیانًا بھی دکھائی دیجاتے ہین مگر اون کے اس حیات جاودانی کو یہ آنکھین اور یہ حواس نہین محسوس کرسکتے کہ جو اجسام کثیفہ کے احساس کے لئے مخصوص ہین اور اسی سے ایک بچہ آگے بھی انکا ادراک نہین کرسکتا اور دراصل وہ حیات ابدی ہے کہ جسکا آیت مین ذکر ہے اسکے برخلاف کفار و فجار کا اس عالم مین معذب ہونا موتا ہے۔ ایک شخص طرح طرح کے عذاب مین مبتلا ہی دوسرا قسم قسم کی نعمتون مین ہی گو دونون زندہ ہین مگر اول الذکر کی زندگی کیا زندگی ہے وہ تو موت سے بھی بدتر ہے زندگی تو دوسرے شخص کی ہی ہے اس لئے شہیدون کو زندہ کہا جاتا ہے اور اسی تعلق خاص کے سبب ان کے اعمال حسنہ کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور لوگون کی طرح منقطع نہین ہوجاتا جیسا کہ اس حدیث مین آیا ہے۔ کل[1] ابن آدم یختم علی عملہ اذا مات الا المجاھد فی سبیل اللہ فانہ ینمی لہ عملہ الی یوم القیمۃ (رواہ البخاری و مسلم) لیکن اس حیات مین انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی شریک ہین اور اس کے درجات بھی متفاوت ہین مگر شہیدون کو تلذذات حاصل کرنے مین ایک خصوصیت خاصہ ہے اور اس لئے جناب نبی صلعم نے شہادت کی آرزو کی ہے۔ اور کیون نہو جو خدا کو اپنی حیات مستعار سپرد کرتا ہے وہ اُسکے بالعوض اُسکو حیات ابدی[2] عطا کرتا ہے گو وہ لوگ ہم کو نظر نہین آتے اور اسی لئے خدا نے لاتشعرون فرمایا لاتعلمون نہ فرمایا۔

جب خدا تعالی نتائج صبر اور اُسکے فوائد بیان فرما چکا تو اسکے بعد مطلع کرتا ہی کہ ضرور تمکو دولت صبر سے بہرہ ور کرین گے جس لئے تم پر گوناگون مصائب پیش آوین گے مخالفون کا خوف اور بھوک اور نقصان مالی و جانی اور نقصان ثمرات یعنی مرگ اولاد اور باغ اور کھیت سے بے بہرہ رہنا اور اپنی کوششون مین ناکامیاب ہونا ان برائیون سے تمکو آزمائین گے پھر جو اس تپاؤ کے بعد کھرا نکلا اسکو حیات جاودانی اور دنیا مین بھی ہر طرح کی کامیابی فتح و ظفر نیکو نامی نصیب ہے ان آیات مین ایماندارون کو ثابت قدمی اور استقامت فی الدین اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کرکے دین پر قائم رہنے کی تعلیم ہی اور دراصل انسان کی ترقی دنیا و دین کی یہی برداشت و استقلال اور جان کا ہی عمدہ سیڑھی ہے جسنے اسپر چڑھنے سے انکار کیا وہ ہر طرح سے محروم رہا اور جو اس پر چڑھ گیا وہ مراد کو پہونچا اس آیت کے بعد صحابہ بلکہ خود حضرت رسالت پناہ علیہ السلام پر طرح طرح کے مصائب پیش آئے جنکے ذکر سے کلیجہ کانپ اٹھتا ہی مگر صد آفرین ہی ان صادقون پر کہ انہون نے اس تلخ جام کو کس استقلال سے پیا اور دم نہ مارا۔ یہ کوچہ عشق ہی اسکی جانبازی سیر کرتے ہین ؎ سر مدہ غم عشق بوالہوس را نہ دہند۔ سوز غم پروانہ نگس را ندہند

ابتدا اسلام مین یہ صبر و استقلال اور اسکے ذریعہ سے بیحد کامیابی نبوت کا صحیح معجزہ ہی آخر وہ کیا لذت روحانی تھی کہ جسکے لئے لوگون نے یہ مصائب اٹھائے

---

[1] ہر انسان جب مرتا ہے تو اسکے اعمال منقطع ہوجاتے ہین مگر مجاہد فی سبیل اللہ کے اعمال ہمیشہ جاری رہتے ہین ۱۲ منہ [2] مفسر پنجاب نے جو اپنی تفسیر مین اس مقام پر معتزلہ کی تقلید کرکے حیات کے معنے حیات فی الدین لئے ہین اور کبھی آئندہ زندہ ہوجانا مراد رکھا ہے سو یہ محض اونکی کم فہمی ہے ۱۲ منہ

[1] اس حدیث کا یہ معنے سمجھکر کہ شہید طوطے یعنی حیوان بنکر درختون پر اڑا کرین گے پھر ہین گے انسانیت سے حیوانیت مین آجاوین گے اعتراض کرنا اور فقہ اور انا ایک سخت کوتہ نظری ہے ۱۲ منہ

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَ

البتہ صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اوس پر کچھ گناہ نہیں کہ انکے درمیان طواف کرے اور جو کوئی

مَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

اپنی خوشی سے نیکی کرے تو خدا قدردان ہے جاننے والا

ترکیب

صفا اور مروہ دونوں اسم ان۔ من شعائر اللہ اوس کی خبر۔ فمن حج البیت الخ شرط فلا جناح الخ جواب شرط اسی طرح من تطوع الخ شرط فان اللہ الخ جواب۔

تفسیر

اول آیت مین صابرین کی مدح اور صبر کے فضائل تھے (جس طرح کہ اُس سے پہلی آیت مین ذکر اور شکر کا ذکر تھا۔ کس لئے کہ انسان کی دو حالت ہین نعمت و مصیبت اوّل مین شکر اور دوسرے مین صبر کرنا مقتضی ایمان ہے) یہان خدا تعالے صابرین کے صبر کا نتیجہ ذکر کرتا ہے کہ صفا اور مروہ جو خانہ کعبہ کی متصل دو چھوٹی سی پہاڑیان ہین وہ ہاجرہ والدہ حضرت اسماعیل کے صبر کی وجہ سے خدا کی نشانیان اور مقدس و متبرک جگہ ہو گئین جب ہاجرہ اپنے معصوم بچے اسمعیل کو لے کر اس خشک میدان مین آ رہین اور مشک کا پانی ہو چکا اور دھوپ کی گرمی اور پیاس کی شدت اور بچے کے تڑپنے مین بیقرار ہو کر خدا کی طرف ملتجی ہوئین اور اس حالت مین کبھی اس پہاڑی پر اور کبھی اوس پہاڑی پر بظہور رحمت الٰہی کی امید مین آئین گئین تو خدا نے انہین پہاڑیون پر سے تجلی رحمت فرمائی اور ہاجرہ کی دعا قبول کی اور خدا کے فرشتہ نے آواز دی کہ دیکھ خدا نے تیرے اور تیرے بچے کے لئے چشمہ جاری کر دیا سو جب سے یہ جگہ محل اجابت دعا قرار پا گئی پس جو کوئی حج یا عمرہ کے لئے جاوے تو اس عارضی وجہ سے کہ ایام جاہلیت مین اساف اور نائلہ کے بت (جو دو مرد و عورت تھے اور اونہون نے خانہ کعبہ کے پاس عین طواف مین ارادہ زنا کا کیا تھا جس سے اون کی صورت مسخ ہو گئی تھی) مشرکین نے رکھ لئے تھے اور اون کے اردگرد طواف کرتے تھے ان مقامات مقدسہ کی بزرگی مین کوئی فرق نہ خیال کرے اگر ان پہاڑیون کے میدان مین اوسی طرح سے کہ جس طرح ہاجرہ اجابت دعا کے لئے طواف کرتی پھری تھین کوئی طواف کرے تو اوس پر کچھ گناہ نہین بلکہ اوس کے لئے در اجابت مفتوح ہوتا ہے یہ نیک بات ہے اور جو کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرتا ہے تو خدا بھی اوس کو رائگان نہین کرتا بلکہ اوس کی قدردانی کرتا ہے کیونکہ وہ شکور بھی ہے یعنی قدردان اور واقف بھی دنیا کے امرا اور سلاطین کی طرح غافل نہین کہ مخلصون کی خیرخواہی اور خدمت گذاری اون تک نہین پہونچتی۔

صفا اور مروہ خانہ کعبہ سے شرقی جانب دو پہاڑیان ہین صفا تو جنوبی جانب ہے اور مروہ شمالی جانب ہین ان کے بیچ مین تخمیناً سات سو ستر گز کی مسافت ہے صفا تو کوہ ابو قبیس کی جڑ مین ہے اور مروہ کوہ قعیقعان کے

آگے ناک کی طرح سے ہے اب ان دونون پہاڑیون پر آبادی ہے بلکہ کسی قدر اون پہاڑون پر بھی اور صفا و مروہ پر صرف سیڑھیون کے نشان بنا دئے ہین اور اون کے درمیان جو فاصلہ ہے پہلے وہان نشیب اور ناہموار زمین تھی اب تو حرم کی دیوار سے ملا ہوا ایک بازار وسط شہر مین ہے وہین حاجی سعی کرتے ہین اور طواف بھی۔

شعائر شعیرہ یا شعارہ کی جمع ہے جس کے معنے علامت اور نشانی کے ہین اور شعائر اللہ عرف شریعت مین عبادت کے مکانات اور زمانون اور علامات کو کہتے ہین مکانات عبادت جیسا کہ کعبہ اور عرفہ اور مزدلفہ و جمرات ثلث و صفا و مروہ و منی و جمیع مساجد اور اوقات جیسا کہ رمضان اور اشہر حج و عیدین و جمعہ اور علامات جیسا کہ اذان و اقامت و نماز بجماعت۔ اور اسی طرح دینی بزرگون کے وہ مقامات کہ جہان انپر افضال الٰہی نے ظہور کیا تھا حج کے شعائر کہلاتے ہین ✦۔

حج کے لغوی معنے قصد وغیرہ کے ہین مگر شرع مین ارکان مخصوصہ کا نام ہے۔ اور حج و عمرہ مین یہ فرق ہے کہ حج مین نوین ذالحجہ کو عرفات مین جانا اور پھر وہان سے آکر طواف کعبہ کرنا ہوتا ہے اور عمرہ مین یہ نہین۔ باقی احرام باندھنے اور طواف اور سعی صفا اور مروہ مین دونون شریک ہین اور عمرہ کے لئے کوئی مہینا اور دن خاص نہین ✦۔

ہر چند لفظ لاجناح سے صفا و مروہ کی سعی واجب یا فرض نہین معلوم ہوتی بلکہ یہ بات کہ جو سعی کرے تو اوس پر کچھ گناہ نہین لیکن دلائل شرعیہ سے اس کا کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے پھر امام شافعی رض فرض کہتے ہین کہ بغیر اس کے حج و عمرہ نہین ہوتا نہ کوئی قربانی اس کے قائم مقام ہوتی ہے اور امام ابو حنیفہ رض واجب کہتے ہین کہ اس کے نہ کرنے سے حج و عمرہ فوت نہین ہوتا بلکہ قربانی سے بدل مافات ہو سکتا ہے ✦۔

یہہ ایک باریک سا فرق ہے اور دلائل ہر فریق کے اون کی کتابون مین مذکور ہین۔ مگر جو لوگ اس کو ضروری نہین کہتے جیسا کہ مجاہد اور عطاء تو اون کا قول صحیح نہین کس لئے کہ بہت سی احادیث صحیحہ اس کے وجوب کو ثابت کر رہی ہین بالخصوص حضرت عائشہ رض کی وہ حدیث کہ جس کو امام بخاری و مسلم و مالک نے روایت کیا ہے کہ عروۃ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے عرض کیا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرے تو اوس پر کچھ حرج نہین ام المومنین نے فرمایا تو سمجھا نہین اگر یون ہوتا تو ان لا یطوف بہما فرماتا ✦۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ

بیشک جو لوگ کہ ان کھلی کھلی باتون اور ہدایت کو کہ جسکو ہمنے نازل کردیا ہے اسکے بعد بھی چھپاتے ہین کہ ہم نے اُسکو لوگون کے لئے کتاب مین بھی بیان کردیا تو انہین پر

اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی مگر وہ کہ جنہون نے توبہ کی اور نیکی اختیار کی اور صاف ظاہر کردیا تو مین بھی اونکو معاف کردیتا ہون اور مین تو بڑا ہی معاف کرنے والا مہربان ہون

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا

بے شک جو منکر ہوگئے اور انکاری ہی کی حالت مین مرگئے تو انہین پر خدا کی لعنت ہے اور فرشتون اور سب لوگون کی بھی وہ سدا اسی مین رہین گے

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝

نہ تو اون کے عذاب ہی مین کمی کیجاوے گی اور نہ اونکو چھٹکارہ ہی ہوگا

ترکیب

الذین موصول یکتمون فعل با فاعل ما انزلنا اسکا مفعول من البینت والھدی بیان ما من بعد ما متعلق ہے یکتمون سے فی الکتاب متعلق ہی بیناہ سے یہ سب مجموعہ صلہ ہوا۔ پھر موصول وصلہ اسم ان اور اولئک مبتدا یلعنھم الخ جملہ اسکی خبر پھر یہ مجموعہ خبر ہے ان کی الا الذین الخ استثنا متصل موضع نصب مین ہی اور ستثنا منہ ضمیر ہی یلعنھم مین الذین کفروا الخ اسم ان اولئک مبتدا علیھم لعنۃ اللہ الخ خبر جملہ خبران خالدین حال ہی ضمیر علیھم سے اور لا یخفف حال ہی ضمیر خالدین سے۔

تفسیر

اول تحویل قبلہ کے بارہ مین گفتگو تھی اور اُسکے ضمن مین کعبہ کی فضیلت اور یہود و نصاریٰ کے شکوک و شبہات کا جواب تھا کیونکہ وہ کعبہ اور حج وغیرہ امور کی نسبت یہ کہتے تھے کہ یہ جاہلیت کی باتین ہین یہ پیغمبر برحق ہوتے تو ان باتون کو نکرتے پھر اس کلام کو عمدہ نصیحت اور یاد آلہی اور شکر اور صبر کی تاکید اور اُسکے عمدہ نتایج پر ختم کرکے اصل مدعا کی طرف رجوع کرتا ہی کہ ہمارے پیغمبر کی شریعت اور جسقدر اسکے اصول ہین وہ سب کتب انبیا تورات وغیرہا مین مذکور ہین اور نیز اس نبی کی بشارتین اور فاران سے خدا کا جلوہ گر ہونا اور نبی قیدار مین خدا کا فضل و رحمت کا وعدہ سب کچھ ان کتب مین خدا تعالےٰ نے بیان کردیا ہے مگر تعصب عناد سے اہل کتاب ان باتونکو چھپاتے اور عرب کے جاہلون اور اپنے عامیون کو شبہات مین ڈالکر گمراہ کرتے ہین اس لئے جو لوگ ان چیزون کو کہ جنکو ہم نے لوگون کے لئے کتاب مین بیان کردیا ہے چھپاتے ہین اور ان کھلی باتون اور ہدایت پر پردہ ڈالتے ہین اور عالم کی روشنی کو بجھاتے ہین تو ان پر خدا کی طرف سے اور تمام عالم کی طرف سے لعنت برستی ہے جسکا نتیجہ دنیا کی رسوائی اور بے برکتی اور عالم آخرت کا عذاب ہی مگر جو لوگ اس فعل بد سے توبہ کرکے نیک بختی اور خدا کی امانت کا اظہار اختیار کرتے ہین تو ہم بھی اُنکو معاف کردیتے ہین ہان جو اسی کفر پر دم اخیر تک رہتے ہین اور اسی حالت مین اس عالم سے جاتے ہین تو اونپر ہمیشہ خدا کی طرف سے اور ملاء اعلیٰ کی طرف سے بلکہ عالم سفلی کی طرف سے لعنت برستی ہے کہ جس سے وہ اوس عذاب مین مبتلا ہوتے ہین کہ جو کبھی اون سے کم نہین ہوگا اور نہ کوئی اون کو اوس سے مہلت دلا سکے گا ۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ

اور تمہارا خدا تو خدائے واحد ہے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے

وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

بدلنے مین اور جہازون مین جو دریا مین لوگون کی نفع دینے والی چیزین لیکر چلتے ہین اور اس پانی مین کہ جسکو خدا آسمان سے برساتا ہے پھر اوس سے مری ہوئی

بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ

زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس مین ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلاتا ہے اور ہواؤن کے بدلنے مین اور بادلون مین کہ جو آسمان اور زمین مین ادھر رکے گئے ہین البتہ عقلمندون کے لئے بہت سے نشان قدرت ہین

ترکیب

الٰھکم مبتدا الٰہ واحد موصوف وصفت خبر الا ہو مستثنےٰ موضع رفع مین ہی کس لئے کہ یہ بدل ہے موضع لا الٰہ سے کیونکہ محل لا کا اور جسمین کہ یہ عمل کرتا ہے رفع ہے بسبب مبتدا ہونیکے اور اگر مستثنےٰ موضع نصب مین ہوتا تو الا ایاہ ہوتا الرحمن بدل ہی ہو سے یا خبر مبتدا ہی اور یہ جائز نہین کہ ہو کی صفت ہو لان الضمیر لا یوصف اور نہ یہ کہ ہو کی خبر ہو لان المستثنےٰ ہنا لیس بجملۃ فی خلق السموات الخ سب جملہ یکے بعد دیگرے خبر ہین ان کے اور لآیات الخ اسم ہے ان کا۔

تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ کے نافرمانون اور اسکے احکام کے چھپانے والون اور کفر پر مرنے والون کو یہ حکم سنایا گیا کہ اُنپر خدا اور فرشتون اور سب لوگون کی لعنت ہی اور وہ ہمیشہ عذاب مین رہین گے تو اس جگہ یہ خطرہ شیطانی پیدا ہوتا تھا کہ یہ دعوی سر بسر غلط ہی کس لئے کہ اور بھی شخص ایسے ہین کہ جنکو خدائی اختیارات ہین یا وہ خدائی کے حصہ دار ہین اگر ایک نے نکالا تو دوسرے کی طرف متحی ہو جاوین گے چنانچہ عموماً عیسائی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدائی کا حصہ دار جانتے ہین اور اُنکو بیٹا کہتے ہین اور مشرکین قدیم وحال تو عناصر و آسمان و ارواح وغیرہ سینکڑون چیزون کو خدائی مین شریک جانتے تھے اور جانتے ہین اور مدینہ کے بعض بیوقوف یہود بھی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس وسوسہ شیطان کو باطل کر دیا۔ اے بنی آدم تم سب کا ایک ہی معبود ہی پس ؎ عزیزے کہ از درگہش سر بتافت ۔ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت ۔ اور یہ اس لئے کہ اُس کے سوائے عرصہ وجود مین اور کوئی معبود ہی نہین۔ پھر اس دعوی کے ثبوت مین خدا تعالیٰ نے آٹھ وہ دلیلین بیان فرمائین کہ جن سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور دیگر صفات کمالیہ اور نیز اُسکا وجود معلوم ہو جاتا ہی اور لطف یہ ہی کہ یہ دلیلین اُسکی انعام اور بخشش کے لئے آئینہ بھی ہین اور یہ آٹھون چیزین امور مذکورہ پر ایک وجہ سے نہین بلکہ مختلف وجوہ سے دلالت کرتے ہین ۔ وہ آٹھ چیزین یہ ہین (۱) آسمان و زمین کی پیدائش۔ سو یہ چند طور پر دلالت کرتی ہی از آنجملہ یہ کہ افلاک متعدد ہین اور اُنمین ستارے بھی متعدد ہین اور باوجودیکہ طبیعت جرم علوی سب مین مشترک ہی مگر ہر ایک مختلف ہے کوئی آسمان بڑا کوئی چھوٹا ہی اسی طرح کوئی ستارہ بڑا کوئی چھوٹا ہی اور کسی کا رنگ مائل بسرخی ہی کسی کا مائل بسفیدی اور کسی کی حرکت کسی طرف ہی اور کسی کی کسی طرف کُلٌّ فِیْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کسی قادر مختار کے قبضۂ قدرت مین ہین کہ اپنے ارادہ اور اختیار سے جو چاہتا ہی کرتا ہی اگر یہ چیزین از خود ہوتین تو پھر باوجود اتحاد مقتضی کے یہ اختلافات کیسے؟ از آنجملہ یہ کہ افلاک اور ستارے اجسام ہین اور ہر جسم مرکب ہی اور ہر مرکب حادث ہی یعنے پہلے نہ تھا پھر ہوا اور ہر حادث کے لئے ایک محدث قدیم و قدیر ضرور ہی اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اور زمین کے مختلف حالات سے تو زیادہ تر یہ بات ثابت ہی کہ یہ کسی قادر مختار کے قبضہ قدرت مین ہی (۲) دنون اور راتون کا اختلاف کہ رات جاتی اور دن آتا ہی اور کبھی اتین

؎ یعنے خشک زمین کو جو مردہ کے مشابہ ہے زندہ بنانے ہر لکڑتا ہے خشک ہونے کو بیکار ہونے سے مردگی سے اور تازہ ہو جانے اور نباتات اوگانے کو کارآمد ہونے کے سبب اس کی زندگی سے بطور استعارہ کے تعبیر کیا اور یہ بکلام عرب مین بڑی فصاحت ہے ۱۲ منہ

چھوٹی اور کبھی بڑی ہوتی ہین اور اسی طرح دنون کا حال ہی اور ایک ہی وقت مین کہین رات ہی کہین دن ہی آج جو ہماری رات دس یا بارہ گھنٹہ کی ہی وہی بلاد شمالیہ مین دو مہینے کی بلکہ قطب کے نیچے رہنے والون کے لئے چھ مہینہ کے برابر پس یہہ عجائبات خود نہین بلکہ اُسکے ہاتھہ مین ہین کہ جسکے ہاتھہ مین آسمان اور آفتاب کی ڈوری ہی اور وہ اللہ تعالی ہے۔

(۳) کشتی اور جہاز اور آگبوٹ کی روانگی ہی تمام زمین پر کرہ مار محیط ہی یعنی ہر طرف پانی ہی جسکو عربی مین بحر اور اردو مین سمندر کہتے ہین اور جو پانی کی بارش اور زمین کے چشمون سے یا برف کے پگھلنے سے بہتے ہین تو اونکو عربی مین نہر کہتے ہین پس اس سمندر مین سے بقدر چوتھائی زمین اوٹھی ہوئی ہے کہ جسپر یہ تمام ممالک یورپ افریقہ ایشیا وغیرہ آباد ہین اور کہین کہین اور بھی بڑے بڑے جزیرے یعنی ٹاپو ہین کہ جن مین ملک بستے ہین جیسا کہ امریکہ اور اسٹریلیا وغیرہ اور کہین کہین سیکڑون کوسون تک زمین مین سمندر کی کوئی شاخ چلی گئی ہی جسکو خلیج کہتے ہین پس ان دور دراز ملکون مین جو لوگ جاتے اور تجارت کے عمدہ عمدہ کارآمد اسباب لیجاتے ہین تو بذریعہ ہوائی اور دخانی کشتیون کے لیجاتے ہین اب اس سے انتہا دریا مین اسطرح سے کشتی کا چلنا اور اُسکے متعلق انسان کو عمدہ عمدہ علوم اور آلات تعلیم کرنا خاص اوسی خداوند تعالی و تقدس کا کام ہی اور پھر اُسکو پہاڑ سی موجون سے بچانا اور ہوا کا موافق رکھنا سب اوس کے ید قدرت مین ہے۔

(۴) آسمانون سے مینہ کا اوتارنا یعنے بادلون سے بارش کا نازل کرنا یہ بھی اُسکے وجود قدرت کاملہ کی دلیل ہی۔ ہزارون من پانی بادلون مین بھرا ہوا ہوا کی گاڑی پر لدا ہوا ہی اسکو فرشتے ادہر ادہر لئے پھرتے ہین جہان جسقدر ضرورت ہوتی ہی۔ اوسی قدر اُسکے حکم سے نہایت سہولت سے برساتے ہین۔

(۵) اس پانی سے زمین مردہ کو زندہ کرنا یعنے اس سے ہزارہا جڑی بوٹیان اناج گھاس عمدہ عمدہ پھل پھول کے درخت اوگانا یہ سب اوسی کا کام ہی باوجودیکہ ایک زمین ہی اور وہی پانی اوپر سے برستا ہے مگر ایک درخت شیرین ہی تو دوسرا تلخ بلکہ ایک ہی درخت مین کہین سرخ پھول ہین تو کہین سفید پھر نباتات مین جو کچھ یہ قدرت نے گلکاریان کیہ ہین اُسکے تو نقل کرنے مین بھی بڑے بڑے نقاش حیران و سرگردان ہین باوجودیکہ ایک مادہ ایک پانی ایک ہوا ایک آفتاب و ماہتاب کی شعاع اوسپر نباتات مین یہ کچھہ اختلافات پس اگر یہ سب نیرنگیان اوس قادر مطلق کے ید قدرت کی نہین ہین کہ جو پردہ حس کے پیچھے جلوہ گر ہے تو اور کیا ہے؟ سچ تو یون ہی کہ ہر ہر شجر بلکہ ہر برگ و بر اوسی کی خداوندی کا اقرار کر رہا ہے ؎ ہر گیاہے کہ از زمین روید ۔ وحدہ لاشریک لہ گوید ۔

(۶) زمین پر حیوانات کا پھیلانا۔ حیوان کی ہزارہا انواع و اقسام ہین اُنکی گنتی اور شمار بشر کی قدرت سے باہر ہے مگر اُنکے دو قسم عام ہین ایک قسم تو وہ ہین کہ جو توالد اور تناسل کے طریق پر پیدا ہوتے ہین جیسا کہ آدمی گھوڑا وغیرہ دوسری قسم وہ ہین کہ جو بطریق تولید پیدا ہوتی ہین جیسا کہ برساتی پانی سے سیکڑون ٹیڈک اور ہزارہا چھپکلی اور دیگر حشرات الارض مٹی سے پیدا ہو جاتے ہین۔ اب انمین جو اعلی اور اشرف حضرت انسان ہین اونمین کو ملاحظہ فرمائیے نطفہ جو اُسکی اصل ہی اوسی کو غور کیجیے کہ وہ ایک متشابہ الاجزا چیز ہے پھر وہ کون ہے جو اس نطفہ کی تقسیم کرتا ہی کسی قدر کا قلب اور کسی قدر کی ہڈی وغیرہ اعضا بناتا ہی اگر کہیے کہ یہ خود اس انسان کا فعل ہی تو یہ ہنوز بنا ہی نہین فعل کیا کریگا اور جب یہ کامل بنکر باہر آتے اور پھر علوم و فنون مین اوستاد ہو جاتے ہین تب تو اُنسے ایک بال بھی بن نہین سکتا نہ ہڈی نہ چمڑا بنا سکتے ہین تو اس حالت مین کیا کر سکتے تھے اگر کہو کہ یہ طبیعت نطفہ کا فعل ہی تو وہ ہر جزو مین مساوی ہی اوسکا فعل بھی ہر جزو مین مساوی ہونا چاہیئے تھا غایۃ الامر اسکی شکل گول مول ہوتی ہی جیسا کہ بسائط کی شکل کروی ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ کاریگری اوسی قادر مطلق کی ہے کہ جو پانی پر تصویر کھینچتا ہی۔ اب اسکی پرورش اور قوی ظاہر یہ و باطنیہ کو جو لحاظ کیجیے گا تو اوسکو اسرار الٰہی کا مجموعہ اور اُسکے جمال باکمال کا آئینہ کہیے گا۔ (۷) ہوا ؤن کا بدلنا کہ جسپر اہل دنیا کی زندگانی کا مدار ہے (۸) ہزارہا من پانی کے بادلونکو زمین و آسمان مین معلق کر رکھنا باوجودیکہ پانی کا مقتضی طبعی نیچے آنا ہی مگر اُسکے حکم سے معلق ہی پھر ان دلائل مین ایک عجیب ترتیب طبعی ہی اول آسمانون اور زمین کو ذکر کیا اُسکے بعد رات دن کے اختلافات کو کہ جو علویات سے متعلق ہی اوسکے بعد عناصر دریا اور ہوا۔ اور بادلونمین جو کچھ اُسکی صنعت ہی اُسکا اظہار کیا اُسکے بعد موالید ثلثہ نباتات حیوانات جمادات کی طرف اشارہ کیا سبحان اللہ عجب کلام ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى

اور ایسے بھی لوگ ہین کہ جنہون نے خدا کے سوا اور شریک بنا رکھے ہین جنسے ایسی محبت رکھتے ہین جیسا کہ خدا سے رکھنی چاہیے اور ایمان والون کو تو خدا ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کاش

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ

ظالمون کو (آج) معلوم ہو جائے (جیسا کہ جب معلوم ہوگا) جبکہ عذاب دیکھین گے کہ سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت تر ہے جبکہ پیشوا اپنے پیروون سے

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا

بیزاری ظاہر کرین گے اور عذاب دیکھین گے اور آپس کے علاقے ٹوٹ جائین گے اور پیرو کہین گے اے کاش ہمکو پھر ایک بار ہمکو دنیا مین جانا ملے تو ہم بھی انسے اسی طرح بیزاری

تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ۝

کرین جیسا کہ انھون نے ہم سے کی ہے خدا یون انکے اعمال کو انپر حسرتین بنا کر دکھائے گا حالانکہ (انپر بھی) وہ انکو جہنم سے خلاصی نہین ہونے کی

ترکیب

من یتخذ من نکرہ موصوفہ اور جائز ہے کہ بمعنی الذی ہو یحبونہم موضع نصب مین صفت ہی انداد کی اور جائز ہے کہ موضع رفع مین ہو صفت من کی کحب اللہ کاف موضع نصب مین ہی صفت ہے مصدر محذوف کی ای حبا کحب اللہ اشد کا متعلق محذوف ہی تقدیرہ اشد حبا للہ من حب ہولاء الانداد لو حرف شرط یری فعل اسکا فاعل محذوف (اور ممکن ہی الذین الخ فاعل قرار دیا جاوے اور یری بمعنے علم ہو ای لو عرف الذین ظلموا اور ممکن ہی کہ الذین الخ فاعل ہو اور یری بمعنے نوشاہد الذین ظلموا ان القوۃ الخ مفعول ہو یری کا بصری اور یرون العذاب اسکا ظرف ہی اور اذ تبرا الذین مین جو اذ ہے وہ بدل ہی اوس اذ سے وراؤا العذاب وتقطعت وقال الذین یکے بعد دیگر معطوف ہین تبرا پر پس مجموعہ شرط اور جواب اسکا لما اتخذ من دونہ انداد امحذوف کذلک موضع رفع مین ہی ای الامر کذلک اور جائز ہے کہ موضع نصب مین ہو صفت محذوف کی ای یریہم رویتہ۔ کذلک یریہم رویۃ العین سے ہے ہم مفعول اول اعمالہم مفعول ثانی حسرات حال ہی اور ممکن ہی کہ بمعنے یعلیہم ہو اور حسرات مفعول ثالث ہو۔

تفسیر

یعنی باوجودیکہ ہم (خدا) اپنے وجود اور وحدہ لاشریک ہونے پر اور اپنے صفات کمالیہ پر اٹھہ وہ دلائل بیان کر چکے ہین کہ جنسے تمام نعمتون اور کل بھلائیون کا خدا کی طرف سے پہنچنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ مینہہ برسانا۔ اوس سے اناج اوگانا۔ وغیرہ وغیرہ مگر بعض ایسے بھی بیوقوف ہین کہ خدا کے سوا اوس کی مخلوق مین سے عناصر اور فلکیات اور ارواح و ملائکہ وغیرہم کو بھی اوس کو خدائی مین شریک اور نفع اور ضرر کا سبب تصور کر کے اون سے بھی ویسی ہی محبت کرتے ہین کہ جیسی خدا سے کرنی چاہیئے تھی سو یہہ انہین لوگون کا کام ہے کہ جنہون نے خدا کو خدا ہی نہین جانا اور سچے دل سے اوس پر ایمان نہین لائے اور اون پر نور ایمان کا آفتاب نہین چمکا ورنہ جو اوسپر ایمان لا چکے ہین وہ تو اوس پر فدا ہین اپنی جان اور مال بلکہ اگر تمام عالم میسر آئے تو اوسکو بھی اوس پر قربان کرنے مین تامل نہ کرین ؎ قیمت خود ہر دو عالم گفتہ ٔ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ٭ پس وہ خاص اوسی کی عبادت کرتے ہین اور اوس کے حکم کے مقابلہ مین کسی کی بھی پرواہ نہین کرتے اور یہہ بیوقوف جو غیر اللہ سے جس امید پر محبت کرتے ہین اون کو اصل حال معلوم نہین کیونکہ اس امید کا انتظار شدت کے وقت

ہوتا ہے اور شدت اور تکلیف کا وقت قیامت سے زیادہ کوئی نہین پس اگر اون کو وہان کا حال معلوم ہوا اور پھر ان کے خیالی معبودون کا ان سے بیزار ہونا اور تبرا کرنا اور پھر اون کا یہہ حسرت کرنا کہ اگر ہم پھر دنیا مین جاوین تو کبھی ان سے ایسی محبت نہ کرین بلکہ کنارہ کرین اور پھر وہان ہر طرح کی امید اور رباہمی علاقہ کا منقطع ہوجانا معلوم ہو تو کبھی بھی یہ کام نکرین محبت علماء ظاہر کے نزدیک ایک قسم کا ارادہ اور خواہش ہی جو ممکن الوجود چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور خدا تعالی چونکہ ممکن نہین بلکہ واجب ہے تو اوس کی محبت کے یہہ معنے ہین کہ اوس کی عبادت وطاعت یا ثواب ورضا کو محبوب جانے۔ مگر محققین کے نزدیک یہہ ایک کیفیت اضطراری ہے یعنے روح کا میلان از خود خواہ کوئی غرض ہو یا نہو۔ اور یہ کیفیت ارادے کے علاوہ ہے اور سر اس مین یہہ ہے کہ روح کو جمال وکمال کے ساتھ میل طبعی ہے جس طرح کہ لوہے کو مقناطیس سے اور یہہ میل عالم کے ہر جزو مین رکھا ہوا ہے اس لئے کواکب وافلاک سرگردان ہین پس جسقدر جمال وکمال ہوتا ہے اوتنا ہی دل اوسی کی طرف از خود کھنچتا ہے جسمانی چیزون مین جب کوئی حسین صورت نظر پڑتی ہے از خود اوسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور آواز مین جب ایک اعتدال طبعی پیدا ہو کر حسن آتا ہے تو دل اوسی کی طرف کھنچتا ہے۔ جب حسن اور جمال ظاہری کی یہہ کیفیت ہے تو جمال وکمال حقیقی کہ جس کے جمال وکمال کا ایک ادنی ظل یہہ تمام جمال وکمال ہین اعنی حق سبحانہ وتعالے کا جمال تو اوس کی طرف روح کو جس قدر میل طبعی ہو کم ہے اور جب اجسام کا یہہ حال ہے کہ ہر شے اپنی اصل اور چیز طبعی کی طرف بغیر ارادہ بیقرار ہو کر آتی ہے تو اوس اصل کل کی طرف روح کیونکر بیقرار نہووے۔ ہان جب کفر والحاد ومعصیت کے حجاب درمیان آجاتے ہین تو جمال حقیقی دکھائی نہین دیتا اسی لئے ان لوگون کو اوس کی محبت کم ہوتی ہے اور چونکہ مومنون کے دل سے یہہ حجاب مرتفع ہین اس لئے وہ اوس پر فدا ہین اور پھر ان مین بھی درجات متفاوت ہین اولیاء۔ انبیاء۔ سب کے پیشرو ہین۔ جب محبت مین محویت ہوجاتی ہے۔ تو پھر فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے اور عشق بھی محبت کے ایک مرتبہ کا نام ہے۔

جناب سرور کائنات نے جس طرح دینی ودنیاوی خوبیون کی تعلیم فرمائی اسی طرح بنی آدم مین سب سے پیشتر عشق الہی کا مدرسہ بھی جاری کیا اس لئے اولیاء اللہ جس قدر اس امت مین گذرے کسی امت مین نہین پس بعض شوخ چشم عیسائیون کا یہہ کہنا کہ قرآن مین محبت الہی نہین نہ حضرت کی تعلیم سے ثابت ہے بڑی ہٹ دھرمی ہے۔ بلکہ محبت الہی کا جسقدر وجود اسلام مین آنحضرت صلعم کی تعلیم سے دیرپا اثر کیساتھ پایا جاتا ہے اسکا کسی قوم بلکہ کسی مذہب مین نظیر بھی نہین پایا جاتا جسکا نمونہ بدر کی لڑائی ہے اسی بات کو دیکھ کر ایک عیسائی مورخ کہتا ہے کہ عیسے کے ماننے والے اس بات کو بھی ملحوظ رکھین تو بہت بہتر ہو کہ عیسے کے حواری جو بہت سے معجزات دیکھ چکے تھے جس وقت کہ اون کے ہادی کو یہودی پکڑ کر پھانسی دینے لائے تو وہ سب تتر بتر ہوگئے ان کا دینی نشہ اوتر گیا بلکہ شمعون پطرس نے تو شناسائی کا بھی بلفظ لعنت انکار کر دیا برخلاف محمد کے پیرون کے کہ اونہون نے اپنی جان کو اپنے مظلوم پیغمبر کے لئے تہلکہ مین ڈالدیا جو نشانہ کہ محمد نے ان پر چڑہایا تھا اوس کو زمانہ کی کوئی ترشی بھی آخر عمر تک نہ اتار سکی ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ

اے لوگو زمین کی چیزون مین سے حلال پاکیزہ چیزون کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کیونکہ وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو تم کو بری

بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا

اور بیحیائی کی باتین ہی بتایا کرتا ہے اور یہ بھی کہ تم خدا پر نادانستہ باتین بناؤ اور جب ان (کفار) سے کہا جاتا ہے کہ جو خدا نے نازل کیا ہے اوسکی پیروی کرو تو کہتے ہین

عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ

ہم تو اوسی پر چلین گے کہ جسپر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا ہے بھلا اگر اون کے باپ دادا محض بے عقل اور گمراہ ہون تو بھی اونکی راہ پر چلین گے اور کافرون کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کوئی (ان جانورون کو

بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۚ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

پکارے کہ جو بجز پکار اور آواز کے اور کچھ نہین سنتے وہ بہرے اندھے گونگے ہین اس لئے رجوع نہین کرتے

ترکیب

حلالا مفعول ہی کلوا کا اور من متعلق ہی کلوا سے اور یہ ابتدار غایتہ کے لئے ہے اور ممکن ہی کہ من محذوف سے متعلق ہو اور حلالا سے حال ہو اور طیبا صفت ہی حلالا کی خطوات خطوہ کی جمع ہے اور خطوہ کو بالفتح پڑہین تو اسکے معنے مصدر کے ہین اور جو ضمہ سے تو فاصلہ بین القدمین کے وان تقولوا موضع جر مین ہی کس لئے کہ اسکا عطف بالسوء پر ہی بل ہجگا اضراب کے لئے ہی او عطف کیلئے اور ہمزہ استفہام کیلئے بمعنے توبیخ اور جواب لو محذوف ہی تقدیرہ تیبعونہم مثل الذین الخ مبتدا ر مثل الذی ینعق خبر فی الکلام حذف تقدیرہ مثل داعی الذین کفروا ای مثل داعیہم کمثل الناعق بالغنم الادعاء منصوب ہے یسمع سے ۔

تفسیر

عرب کی قومون نے بہت سے خیالی معبود اور تقرب الٰہی اور قضار حاجت کے لئے تبون اور دیگر چیزون کو وسائل بنا رکھا تھا جن سے وہ محبت زائد رکھتے تھے (انداد سے یہی چیزین مراد ہین) اور پھر جس طرح ہنود کی قومین کہین کسی چیز کا کھانا پینا کہین کسی چیز کا استعمال کرنا اپنے معبودون کے لئے ترک کر دیتے ہین اسی طرح اونھون نے بھی کیا تھا پس خدا تعالی اپنی وحدانیت اور خاص اپنی ذات سے محبت ذاتیہ رکھنے کے دلائل بیان فرماکے اور اُنکی ان خیالی امیدون کو جو انکو اپنے معبودون سے تھین باطل کرکے فرماتا ہے کہ جس طرح تمھاری ان سے محبت باطل ہے اسی طرح اوس محبت کے وسائل کہ ناحق خدا کی پاک چیزون کو حرام کر رکھا ہے بے سود ہین تم خدا کی پاک اور حلال چیزین کھاؤ اور شیطانی دھوکے مین نہ آؤ وہ تو بے سود اور بری باتین دلمین ڈالا کرتا ہے کس لئے کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اس کے بعد اُنکی بلادت اور نور فطرت کے زائل ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب اون سے کوئی عام حجتین ختم کرکے احکام الٰہی کے اتباع کو کہتا ہی تو اسکو جہالت کا یہ جواب دیتے ہین کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے طریق پر چلین گے ۔ فرماتا ہی کہ کیا باپ دادا احمق اور گمراہ ہون جب بھی اون کے طریق پر چلین گے ۔ پھر اون کی اس تاریکی باطن کی مثال دیتا ہے کہ انکو ہدایت کی طرف بلانے کی مثال ویسی ہے کہ جیسا کوئی بھیڑ بکریون کو پکارتا ہے کہ وہ اوس کی آواز تو سنتے ہین مگر کچھ سمجھتے نہین اسی طرح یہ لوگ چارپایون کے مانند ہین کہ کلام کو تو سنتے ہین مگر کلام الٰہی اون کے دلون مین نہین اوترتا یہ اس لئے کہ جو مبدار فیض سے قوی باطنیہ عطا ہوئے تھے اونکو اونھون نے معطل کر دیا اب گویا بہرے اور گونگے ہین اس لئے ہدایت پر نہین آتے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ

اے ایمان والو ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کیا کرو اگر تم اوسی کی عبادت کرتے ہو خدا نے تو تم پر صرف مردار اور

الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

خون اور سور کا گوشت اور اس چیز کو کہ جو اللہ کے سوائے اور کے نام سے پکاری گئی ہو حرام کیا ہے پس جو کوئی ناچار ہی ہو جاوے نہ حد سے بڑھ جانیوالا ہی نہو تو اُس پر ان چیزوں کے کھانیمیں بھی کچھ گناہ نہیں

ترکیب

یا حرف ندا۔ ایہا اسم منادی کلوا الخ ندا اور کلوا کا مفعول محذوف ہی ای کلوا رزقکم اور من الخفش کے نزدیک زائدہ ہے انما کلمہ حصر حرم فعل ضمیر راجع طرف اللہ کے اسکا فاعل میتہ والدم ولحم الخنزیر۔ وما اہل بہ لغیر اللہ معطوف یکے بعد دیگرے اسکا مفعول فمن شرطیہ غیر باغ حال ولا عاد اسپر معطوف فلا اثم جواب شرط۔

تفسیر

اول آیت میں خدا تعالی نے عام لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ہماری پاک اور حلال چیزیں کھاؤ یہاں خاص مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہی کہ تم ان احمقوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ ہماری پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے پاک چیزیں شوق سے کھاؤ پیو اور ہماری نعمت کا شکر کرو کہ ہمنے ان چیزوں کو تمھارے لئے پیدا کیا ہی مگر جن چیزوں کو وہ لوگ پاک سمجھتے ہیں ہمنے صرف یہہ چار چیزیں حرام و ناپاک ہیں انکو نہ کھانا اول مردار دوم خون سوم سور کا گوشت چہارم وہ جو غیر اللہ یعنی بتوں کے نام زد ہو جاوے یا اُن کے نام سے ذبح کیا جاوے اور جب کوئی اس طرح بھوک کے مارے ناچار ہو جائے تو اوسوقت اون چیزوں کے کھانے میں بھی گناہ نہیں بشرطیکہ سد رمق ہو حد سے متجاوز نہو۔ اور خدا کی عدول حکمی اور سرکشی بھی مقصود نہو۔ خدا غفور رحیم ہے اگر تم سے کھانے میں بشریت سے کچھ زیادتی ہو گئی تو معاف کر دیگا اب ہم آیت کا مطلب بیان کر کے چند ابحاث بیان کرتے ہیں کہ جو الفاظ قرآن سے متعلق ہیں اور جنپر بہت سے مسائل فقہیہ متفرع ہیں ۔

(بحث اول) کلوا یعنی کھاؤ یہہ امر اباحت کیلئے ہے یعنی طیبات کا کھانا جو فرمایا تو اس سے مقصود اجازت اور پروانگی فرض نہیں ہی لیکن کھانا اوسوقت میں کہ خوف ہلاک ہو حفظ جان کے لئے واجب بھی ہو جاتا ہی اور کبھی نفار الٰہی کا کھانا مہمانوں کا ساتھ دینے کے لئے مستحب ہوتا ہی اور اسی طرح افطاری اور ولیمہ اور مریض وغیرہ کے لئے اگر کوئی تکلف کا کھانا پکائے تو مستحب ہے جیسا کہ حضرت زید بن علی بن حسین علیہم السلام سے منقول ہی البتہ نفس تازہ کرنے کے لئے ایسے امور کا عادی ہونا مذموم ہی اسی لئے صحابہ اور تابعین رض ان لذائذ سے حتی المقدور دور رہتے تھے ۔

(۲) طیبات طیبہ کی جمع ہی اور طیب کے معنے پاک اور مزہ دار کے ہیں کہ جسمیں کچھ مضرت نہو اور حلال وہ کہ جسکو شرع نے ممنوع نہ کیا ہو اسمیں کوئی شک و شبہ نہیں کہ شریعت نے اون ہی چیزوں کو حرام و ممنوع کیا ہے کہ جن میں انسان کے لئے مضرت ہی خواہ یہ مضرت اُسکے بدمزہ اور ردی الکیفیت ہونے کی وجہ سے ہو کہ جسکو طبیعت قبول نہیں کرتی جیسا کہ مردار وغیرہ اشیاء یا اسوجہ سے کہ اسکے اخلاق اور عادات میں نقصان اور برائی پیدا کرتے ہیں جیسا کہ سور اور دیگر درندوں اور شکاری جانوروں کا گوشت۔ کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ ایسی چیزوں کے کھانے سے بیحیائی اور سخت دلی پیدا ہوتی ہی اور یا اسلئے کہ غذا جزء بدن ہوتی ہی اور اپنا اثر کھانیوالے میں پورا پورا پیدا کرتی ہی اور اسی وجہ سے سود اور چوری اور غصب اور دیگر ناجائز پیشوں کی کمائی حرام کی گئی کہ انسے اخلاق انسانی میں فتور پڑتا ہی دیکھئے سود خوار کس درجہ کے بیرحم ہوتے ہیں کہ مفلس بھائی سے ایک کے سو لیکر بھی پیچھا نہیں چھوڑتے بدیا اسوجہ سے کہ اسکے حواس سلیمہ اور عقل میں فتور برپا کرتے ہیں جیسا کہ شراب وغیرہ مسکرات۔ اور جب طیب کے یہ معنے ہوئے تو اس لئے نبی صلعم نے اسکی ہر ایک صورت کی مختلف عبارتوں سے تفسیر فرمائی ہی کبھی طیب اسکے کسب حلال کو قرار دیا اور کہیں اشیاء غیر مضرہ کو فرمایا۔

یہ بات ظاہر ہی کہ طیب کے معنے ہین ہر قوم اور ہر ملک بلکہ ہر شخص کا جداگانہ خیال ہی جن چیزون کو بہت سے اہل عقل سلیم ناپاک اور مضر اور نفرت کے قابل جانتے ہین سیکڑون انکو اچھا سمجھتے ہین بعض کو یہ افراط ہی کہ کوئی چیز بھی نہین چھوڑتے حتی کہ مردار کے کیڑے بھی بڑے مزے سے کھاتے ہین چہ جائیکہ برانڈی شراب اور موٹے تازے سور اور اسی طرح سود اور زناکاری کی کمائی کو بھی رفاہ قوم اور ترقی ملک و دولت اور لوگون کی حاجت براری کا باعث جانکر نہایت اچھی کمائی جانتے ہین اور بعض کو اس تفریط نے گھیرا کہ صدہا پاک اور عمدہ چیزین بھی حرام رکھی ہین جیسا کہ گوشت بالخصوص گائے کا گوشت اور انکے پیشواؤن نے تو عمدہ کھانے اور سرد پانی اور اچھا کپڑا اور بیوی کے پاس جانا بھی حرام کر دیا پس جب یہ حال تھا تو خدا تعالی نے طیب کی تشریح بھی الہام ربانی کے اختیار مین رکھکر پہلی آیت مین طیب کو حلال کے ساتھ مقید کیا اور یہان من تبعیضیہ لاکر آگاہ کر دیا کہ جنکو عام کالانعام طیب سمجھتے ہین وہ سب نہین بلکہ اُس مین سے وہ کہ جو در اصل طیب ہے - اور مین نے اسکو تمہارے کھانے کے لئے پیدا کیا ہی مارزقنکم (اسپر دال ہی) اور اس سے پہلے آیت مین جسطرح اُس قوم اہل تفریط کا رد ہی کہ جسنے اپنے اوپر خدا کی نعمتون کو از خود حرام کر رکھا تھا اسی طرح اس آیت مین اوس اہل افراط کا رد ہی کہ جو شتر بے مہار ہو گئے تھے اور جو لوگ پاک چیزون کو عبادت سمجھکر نہ کھاتے تھے انکی یون تسلی کی کہ تم ان نعمتون کو کھاکر میرا شکر کرو ایسے مزے کیوقت خدا کو یاد کرنا اور اسکا نہ ویسے شکر یہ بجالانا بڑی عبادت ہے واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون -

(۳) انما حرم علیکم المیتۃ الخ لفظ انما حصر کے لئے آتا ہی جسکے معنی صرف یا فقط کے ہین - اب یہان ایک شبہ ہوتا ہے - کہ اس آیت مین اور نیز سورہ انعام مین (قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر -) انہین چند چیزونکا ذکر ہوا ہے یعنی مُردار خون سور کا گوشت اور جو کہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کیجاوے یا اُنکے نام سے پکاری جاوے حالانکہ انکے سوا اور بھی چیزین حرام ہین جیسا شیر بھیڑیا ریچھ - کُتّا - وغیرہ درندے اور باز چیل - کوّا - وغیرہ شکاری پرندے اور اسی طرح حشرات الارض سانپ بچھو نیولا چوہا وغیرہ اور اسی طرح مردار خوار اور نجاست کھانے والے جانور جیسا کہ گدا اور لم ڈھینک وغیرہ اور اسی طرح قرآن مین بھی ان چیزون کے علاوہ اور حرام چیزین مذکور ہین - جیسا کہ خمر یعنے شراب کا جواب بعض کے نزدیک یہ ہی کہ کلمہ انما اسجگہ حصر کے لئے نہین آیا اور ایسا اکثر زبان عرب مین مستعمل ہوا ہی محققین یہ جواب دیتے ہین کہ حصر اضافی ہی نہ مطلق یعنی ان چیزونمین سے کہ جنکو تمنے از خود اپنے لئے حرام کر رکھا ہی صرف یہ چیزین حرام ہین المیتۃ بروزن فیعلۃ اور اسکی اصل میوتۃ ہی پس جبکہ واو اور ی جمع ہوئی اور اول ساکن تھا تو واو کو ی سے بدل لیا پھر ی کو ی مین ادغام کر دیا لیکن کثرت استعمال سے اس کو بالتخفیف پڑھنے لگے ورنہ در اصل مشدد ہے جیسا کہ سیّد اور ہیّن -

لغت مین میتۃ اوس جانور کو کہتے ہین جو بغیر ذبح مرجاوے جسکو کہ مردار کہتے ہین اور اسی لئے عرب مقتول اور میت کے معنی مین فرق کرتے ہین اور شرع مین عام معنے مراد لئے گئے ہین یعنی جو کہ بطور معمولی ذبح نکیا جاوے خواہ خود بخود مرجاوے خواہ ذبح معمول بہ یعنے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو یا حلقوم نہ کاٹا گیا یا حلقوم بغیر نام اللہ کے کاٹا ہو یا مشرک نے کاٹا ہو یا پہاڑ یا دیوار پر سے گر کر مرگیا ہو یا اُسکو کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو یا اوسکا گلا گھونٹ کر مارا ہو ان سب کو عرف شرع مین میتۃ یعنی مُردار کہتے ہین اور اس لئے سورہ مائدہ مین بعد لفظ میتۃ کے اور چیزین بھی جو اسکا مصداق تھین بطور تفسیر مذکور ہوئی ہین قال تعالی حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب الآیۃ - اور دلیل اسپر سورہ انعام کی یہ آیت ہی فکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق الآیۃ - کہ جو خدا کے نام سے ذبح نکیا جاوے اسکو مت کھاؤ کس لئے کہ اسکا کھانا بدکاری ہی یہان کچھ استثناء نہین کہ اہل کتاب کا گلا گھونٹا جانور یا اون کا جھٹکا کیا ہوا یا یون ہی بندوق سے مارا ہوا درست ہی بلکہ وہ سب امور اسم اللہ علیہ مین داخل ہی اور مردار ہی پس جو اسکو درست کہتا ہی وہ غلطی پر ہی اور اجماع جمہور کے بھی سراسر برخلاف ہی حکمت مردار کے حرام کرنے مین یہ ہی کہ اسمین ایک قسم کی سمیت پیدا ہو جاتی ہی گو وہ سمیت فی الفور اپنا اثر نہین دکھاتے مگر بارہا تجربہ مین آیا ہی اور اسی لئے ایسا گوشت

احکام مردار

بدمزہ ہوتا ہے اور باخاصیت روح کی تاریکی مین بھی ایسی چیز دنکوا ثر ہے اس لئے دونون کے لئے دو باتین مقرر ہوئین ذبح باسم اللہ جو حقارا س سے واقف نہین وہ اعتراض کرتے ہین کہ وہ خدا کی ماری حرام اور بندہ کی ماری حلال یہ عجیب مسئلہ ہی"

فوائد

(اول) نص قرآن سے میتہ کی حرمت ثابت ہی اسمین کسی کا اختلاف نہین البتہ اسکے متعلق اور بہت سے مسائل ہین کہ جو علماء دین نے احادیث یا اجتہاد سے پیدا کئے ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ مچھلی اور ٹڈی اس حکم سے بحکم حدیث صحیح مستثنے ہین احلت لنا میتتان ودمان اما المیتتان فالسمک والجراد واما الدمان فالکبد والطحال اور سر سکا یہ ہی کہ مچھلی کا خون بیشتر پانی ہے کہ جو بالطبع پاک ہی اور نیز اسی لئے اسمین خون نہین کہ جسکے نکالنے کی ضرورت ہو اور ٹڈی بے توالد وتناسل خود بخود پیدا ہوتی ہے اور نہ اس مین خون روان ہے باوجودیکہ ان مین وہ مضرتین بھی نہین کہ جو اور جانورون مین ہین اسی لئے انکا ذبح کرنا ضرور نہوا مگر جو مچھلی کہ پانی مین خود مرکر اوپر آئے کہ جسکو طافی کہتے ہین امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مکروہ ہی ابن عدی نے اسکو مرفوعاً روایت کیا ہی از انجملہ یہ کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے باقی اسکی کھال اور بالون اور ہڈیون سے نفع لینا درست ہی اسی طرح مردار کو کتے وغیرہ جانورون کو کھلانا بھی درست ہی ہاتھی دانت کی چیزین اور سمور وغیرہ پوستین اور مردار جانورون کے چمڑے بعد دباغت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مستعمل ہوتے تھے آپنے منع فرمایا از انجملہ یہ کہ جب کوئی جانور ذبح کیا جاوے اور اسکے شکم سے مردہ بچہ نکلے تو اسمین اختلاف ہی امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہین کہ یہ میتہ ہے اسکا کھانا درست نہین ہان اگر زندہ نکلتا اور ذبح کیا جاتا تو درست ہوتا امام شافعی اور ابو یوسف اور محمد کہتے ہین کہ اسکا کھانا درست ہی کس لئے کہ اسکی ماں کا ذبح کرنا اس کا ذبح کرنا ہے (تفسیر کبیر)۔

(دم) سے مراد ابوحنیفہ کے نزدیک دم مسفوح ہی یعنی خون روان اور امام شافعی کے نزدیک مطلق ہی کس لئے کہ اس آیت مین کوئی قید نہین پس انکے نزدیک ہو خون گوشت پر جما ہوا وہ بھی اور جو بہتا ہوا وہ بھی سب حرام ہین امام صاحب فرماتے ہین چونکہ دوسری جگہ دم مقید ہی بقید مسفوح (او دما مسفوحا) تو اس جگہ بھی وہی مراد ہوگا۔

عرب خون کو جما لیتے تھے پھر اسکو توے وغیرہ پر بھون کر کھاتے تھے اور یہ اخلاق انسانی کو فاسد کرتا ہی۔ علاوہ جسمانی امراض کے یہ نجس چیز کہ جسکی نجاست بالذات ہے انسان کو سخت دل کرتی ہی اسی لئے طبائع سلیمہ اس سے نفرت کلی رکھتے ہین۔ مگر کلیجی اور تلی اگرچہ بظاہر خون بستہ ہین مگر بحکم حدیث مذکور مستثنے ہین اس لئے انکا کھانا درست ہی (لحم الخنزیر) تمام امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہی کہ سور کی کل چیزین گوشت چربی وغیرہ حرام ہین انکا کھانا درست نہین مگر اس آیت مین گوشت جو ذکر کیا تو اس لئے کہ بیشتر اسی کو کھایا کرتے ہین اکل کو بعض اجزاء کے ساتھ تعبیر کرنا عرب کی زبان مین مروج ہی نماز کو رکوع کے ساتھ تعبیر کیا کرتے ہین) نہ اس لئے کہ خاص گوشت حرام اور چیزین حلال ہین۔ اس جانور کے گوشت مین جس قدر کیڑے خوردبینون سے حکماء حال نے معلوم کئے ہین اونکے بیان کی کچھ ضرورت نہین اور نیز بعد تحقیقات کے اسکے گوشت مین بیشمار مضرتین ثابت ہوئی ہین ان سب سے بڑھکر یہ ہے کہ اس جانور مین بیحیائی اور حرص اور نجاست خوری از حد ہی اور یہ ظاہر ہی کہ غذا کا اثر انسان کی اخلاق تک ضرور پہونچتا ہی چنانچہ حکماء نے اس مسئلہ کو خوب ثابت کر دیا ہی پس ان چیزون کا حرام کرنا عین مصلحت اور اس حکیم مطلق کی رحمت وحکمت کا مقتضی ہی (وما اہل بہ لغیر اللہ) اہلال آواز کا بلند کرنا پس ہر پکارنیوالے کو مہل کہتے ہین اور محرم چونکہ احرام باندھتے وقت پکار کر تکبیر کہتا ہی اسی لئے اسکو بھی مہل کہتے ہین اور اسی لئے ذبح کرنے والے کو مہل کہتے تھے کیونکہ عرب جب جانور ذبح کرتے تھے تو اپنے بتون کا نام پکار کر لیتے تھے اور اسی سے ہے استہل الصبی کیونکہ وہ بوقت ولادت چلاتا ہی اور اسی لئے چاند دیکھنے والے کو مستہل کہتے ہین۔ اب گفتگو اسمین ہی کہ اسجگہ پکارنے سے کیا مراد ہی؟ ضحاک و مجاہد اور قتادہ کہتے ہین ذبح کیوقت غیر اللہ کا

لہ ہمارے لئے دو غیر مذبوح اور دو خون حلال کئے گئے ہین دو غیر مذبوح مچھلی اور ٹڈی اور دو خون کلیجی اور تلی ہی ۱۲

نام پکارنا طور ہی اور جمہور مفسرین کا اسی طرف میلان ہی اور اسی لئے وہ عند الذبح کی قید لگاتے ہین اس تقدیر پر آیت کے یہ معنے ہوئے کہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جاوے وہ حرام ہی جیسا کہ دوسری آیت مین مفصلاً مذکور ہے۔ لیکن ربیع وغیرہ علماء کہتے ہین کہ کوئی قید آیت مین نہین بلکہ غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کا نامزد کر دینا ہی حرمت کے لئے کافی ہی جیسا کہ ہندوستان مین شیخ سدو کا بالا اور سید احمد کبیر کے نام سے گائے پکاری جاتی ہی اور ہندؤن مین دستور ہے کہ کالی بھوانی وغیرہ کے نام سے سانڈ چھوڑے جاتے ہین عرب مین بتون کے نام سے چھوڑتے تھے پس جب جانور غیر اللہ کے لئے نامزد ہو گئے یعنی بطور تقرب انکو انکے نام سے پکارا گیا تو ان مین شرک کی خباثت سرایت کر گئی اور یہ خبث باطنی اس جانور کے رگ وپے مین دوڑ گیا پس جسطرح کہ سور وغیرہ کو اللہ کے نام سے ذبح کرنا کچھ فائدہ نہین بخشتا بلکہ حرام ہی رہتا ہی اسی طرح ان جانورون کو بھی خدا کے نام سے ذبح کرنا کچھ فائدہ نہین دیتا بلکہ حرام ہی رہتا ہی مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ اپنی تفسیر مین اسی قول کو ترجیح دیتے ہین۔ احتیاط بھی اسی مین ہی اور قطع شرک کے لئے یہی قول مناسب مقام ہی ف بعض پادری پولوس کے فتوے کے بموجب کہ پاکون کو ہر چیز پاک ہے انے قرآن مجید پر اس قسم کے احکام سے کہ جو حلت وحرمت اشیاء کے متعلق ہین اعتراض کیا کرتے ہین کہ یہ باتین جسمانی شریعت کی ہین اور ہیچ۔ حالانکہ خود تورات کی کتاب احبار وغیرہ مین اس سے کہین زیادہ چیزین ہین کہ جنکو حرام بتایا ہی بالخصوص سور ومردار وشراب کو اور پھر تمام انبیا بنی اسرائیل حتی کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان حرام چیزونسے ہمیشہ پرہیز کرتے چلے آئے ہین پھر کیا وہ پاک نہ تھے اونکے لئے یہ چیزین کیون پاک نہو گئین؟ دراصل یہ شیطانی وسوسہ ہی پھر نفس پرست لوگون نے اسکو اور بھی جلا دیدی ہے ورنہ حقائق الاشیاء کبھی نہین بدلتین

(۴۴) فمن اضطر اضطرار بے بسی اور ناچاری کو کہتے ہین۔ یہ ناچاری کئی طور سے ہوتی ہی۔

اول کوئی حلال چیز اس کے پاس (بسبب نامقدوری کے یا بسبب نایاب ہوجانے کے جیسا کہ بیابانون اور ایام قحط اور سفر دریا مین ہوتا ہے) نہ ہے اور یہ شخص بھوک کے مارے چل پھر نہ سکے۔

دوم کسی مرض شدید مین گرفتار ہو جاوے اور سوائے ان چیزون کے نہ پاوے یا طبیب متدین اوسکے لئے خاص انہین چیزونمین سے کوئی چیز بتلاوے۔

سوم کوئی ظالم ان چیزون کے کھانے پر مجبور کرے اور کہے کہ اگر تو نہین کھاتا تو مین تجکو مار ڈالتا ہون یا تیرے کسی عزیز بیٹے بھائی وغیرہ کو مار ڈالتا ہون یا ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالتا ہون اور اس شخص کو یقین کامل ہو جاوے کہ اگر مین نہ کھاؤن گا تو یہ شخص ایسا کرے گا۔

پس ان سب صورتون مین خدا تعالے اپنی مہربانی سے بندہ کو ان چیزون کے کھانے کی بھی اجازت دیتا ہے سوا ایسی صورت مین اوسکے لئے مردار اور سور اور خون اور مذبوح لغیر اللہ بلکہ شراب مباح ہی بقدر رفع ضرورت۔ مگر یہ شرط ہے کہ یہ شخص باغی اور عادی نہو یعنے اس کھانے مین نہ اسکو لذت مطلوب ہو نہ حد سے زیادہ تجاوز کرے۔ ایسے وقت مین بھی یہ چیزین ناپاک اور گندہ ہین اور انکی حرمت بدستور ہے مگر اس مخمصہ کی وجہ سے اجازت ہی کھانے والے پر کچھ گناہ نہین اور جو کچھ کھانے مین اوس سے کسی قدر بے اعتدالی ہو جاوے تو خدا غفور الرحیم ہے۔

امام شافعی کہتے ہین کہ غیر باغ ولا عاد سے مراد یہ ہے کہ یہ شخص سرکش اور باغی نہو جب اوس کے لئے یہ چیزین حالت مخمصہ مین مباح ہین ورنہ غیر مباح اس پر یہ بات متفرع ہوئی کہ جو شخص امام سے باغی ہو اوس کے لئے امام شافعی کے نزدیک یہ اجازت نہو گی اور امام اعظم کے نزدیک ہو گی پس جو امام المسلمین یعنے شاہ اسلام سے بغاوت کر کے کہین جاوے یا قزاقی اور راہزنی کے لئے سفر کرے یا کسی کو ناحق قتل کرنے کے لئے سفر کرے یا چوری کے لئے جاوے اور اوس کو حالت مخمصہ پیش آوے تو اوس کے لئے شافعی کے نزدیک یہہ رخصت نہین۔ ادلہ ہر ایک کی کتابون مین مشرحاً مذکور ہین ۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ

بیشک جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو چھپاتے ہوا سکے بدلہ مین کچھ تھوڑی سی دنیا لیتے ہین تو یہی وہ لوگ ہین کہ جو اپنے پیٹون مین اور کچھ نہین مگر انگارے بھرتے ہین

إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا

اور ان سے قیامت کے روز اللہ کلام بھی نہ کرے گا اور نہ اون کو پاک کرے گا اور اونکے لئے عذاب الیم تیار ہے یہ وہی لوگ تو ہین کہ جنھون نے

الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ

ہدایت کے بدلے مین گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلہ مین عذاب سو انکو دوزخ کی کیا ہی بڑی برداشت ہے یہ اسی لئے کہ خدا ہی نے کتاب برحق نازل کی تھی

(ربع ۵) وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ

اور جن لوگون نے کہ کتاب مین اختلاف کیا البتہ وہ بڑی ضد مین پڑے ہوئے ہین

ترکیب

الذین موصول یکتمون الخ جملہ صلہ مجموعہ اسم ان - اولئک مبتدا یاکلون الخ خبر مجموعہ خبران اولئک مبتدا الذین الخ موصول وصلہ خبر فما موضع رفع مین ہے اصبرہم کلام تعجب ہے جس سے خدا مسلمانونکو تعجب دلاتا ہے اصبر مین ضمیر عائد ہے طرف ما کے وہ فاعل ہے ذلک مبتدا وبان الخ خبر والتقدیر ذلک العذاب مستحق بانزل اللہ فی القرآن من استحقاق عقوبۃ الکافر فالباء متعلقہ بمحذوف -

تفسیر

مدینہ کے یہود جانورون کی حلت وحرمت اور انکے کھانے یا نکھانے مین بڑی پرہیزگاری جتلایا کرتے اور مسلمانونسے مونہ آیا کرتے تھے حالانکہ خود ایسے حرام کے کھانے مین بڑے مشاق تھے کہ جو کسی حالت مخمصہ وغیر مخمصہ مین بھی مباح نہین وہ یہ کہ احکام الٰہی کو چھپاتے اور کچھ روپیہ پیسہ لیکر سائل کے حسب مرضی فتوی دیدیتے تھے اس لئے خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ وہ احکام کہ جنکو ہم نے نازل کیا چھپاتے اور اس سے کچھ قیمت لیکر کھاتے ہین سو یہ کھانا انکے لئے جہنم کی آگ ہوجاویگا اور قیامت کے دن خدا مہربانی کے ساتھ انسے کلام بھی نہ کرے گا اور نہ انکو پاک اور بری کریگا اور انکے لئے عذاب الیم ہوگا یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے ہدایت فطری کھو کے گمراہی خریدی اور مغفرت الٰہی جو بندون کے لئے موعود ہے زائل کرکے عذاب مول لیا جب انھون نے عمداً اسقدر اسباب دوزخ کو اختیار کیا تو گویا عمداً دوزخ کو اختیار کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو اس آتش جہنم کی بڑی برداشت ہے حالانکہ اسکی کسی کو بھی برداشت نہین اس لئے خدا تعالی بطور تعجب کے فرماتا ہے کہ انکو اسکی کیا ہی برداشت ہے پھر فرماتا ہے کہ یہ باتین محض ڈرانے کے لئے نہین بلکہ دراصل یون ہی ہین کس نے کہنے کتاب برحق بھیجدی اور اسمین جو کچھ موعود ہے وہ ضرور ہو کر رہیگا اور جو لوگ اوس کتاب مین اختلاف کرتے ہین اور اٹکل پچو تاویلین کرتے ہین وہ راہ راست سے کوسون دور جا پڑے ہین -

فوائد

(۱) ہر چیز پیٹ ہی مین کھاتے ہین پھر یہان پیٹ کا ذکر کیا فائدہ دیتا ہے؟ جواب کبھی کھانا مجازی معنے مین بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ سزی کھانا گرمی کھانا اسلئے اس توہم کے دفع کے لئے فی بطونہم فرمایا (۲) قرآن مین یون بھی آیا ہے کہ سب سے سوال ہوگا فوربک لنسئلنہم اجمعین اور یہان کہا انسے کلام نہوگا جواب وہان جو سب کیطرف سے کلام کرنا فرمایا ہے تو اسکے معنے ہین بانہ پرس کرا اور جو یہان نفی کی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ مہربانی کیطور سے کلام نکیا جاویگا ہمکلامی کا شرف عطا نہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم دین چھپانا اور کتاب اللہ مین تاویلات اڑنگے لگانا حرام ہے جسکی سزا ہم

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ

نیکی یہ نہین کہ اپنے منھ مشرق ومغرب کی طرف کرلیا کرو بلکہ نیک وہ ہے کہ جو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور

الْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَ

فرشتون پر اور کتاب اور نبیون پر ایمان لائے اور اسکی محبت مین مال کو قرابت دارون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون اور

السَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ

سائلون کو اور غلامون کے آزاد کرانے مین دے اور نماز پڑھے اور زکوۃ دیا کرے اور جب کوئی عہد کرین تو اوسکو پورا کرین اور تنگ دستی

فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

اور تکلیف اور جنگ مین ثابت قدم رہین یہی راستباز ہین اور یہی سچے پرہیزگار بھی ہین

ترکیب

البر منصوب ہے کس لئے کہ یہ خبر ہے لیس کی اور ان تولوا الخ جملہ چونکہ اس سے اعرف ہے (کس لیئے کہ مضمر کسی طرح وصف کیا نہین جاتا بخلاف البر کے) یہ اسم ہے لیس کا اور بعض نے البر کو مرفوع پڑھا ہے فاعل لیس کا مانکر۔ ولکن مشدد مشبہ بفعل البر اسم فاعل من بر یبر ویجوز ان یکون مصدرا وصف بہ مثل عدل یا اسم لکن من امن الخ اسکی خبر علی حبہ فی موضع نصب علی الحال ای المال محبا والضمیر یرجع الی اللہ ویمکن ان یرجع الی المال۔ والموفون معطوف ہے من امن پر والتقدیر ولکن البر المومنون والموفون الصابرین منصوب علی المدح ہے معطوف ہے ماقبل پر۔

تفسیر

پہلی آیات مین تھا یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض الی ولا تتبعوا خطوات الشیطان کہ خدا کی پاکیزہ چیزین کھاؤ اور شکر بجالاؤ مگر شیطان کی پیروی نکرو کہ بعض چیزون کو ازخود حرام ٹھہراکر انسے پرہیز کرنے کو باعث تقرب الٰہی سمجھو بلکہ بڑھکر حرام خدا کی نافرمانی اور اسکے احکام کا چھپانا ہے اب یہان یہ بتلایا جاتا ہے کہ جسطرح عوام کا یہ خیال خام ہے کہ بعض مباحات کو ممنوع سمجھکر انکے ترک کو خدا کی رضامندی کا باعث سمجھا جائے اسی طرح یہ خیال بھی باطل ہے کہ بعض رسوم کو جو اصول مذہب وملت نہین اصول حسنات اور باعث نیکوکاری سمجھا جائے عیسائی اور یہودیون مین صرف رسوم کی پابندی باقی رہ گئی تھی اصول حسنات چھوڑ بیٹھے تھے انکے سوا اور مذاہب مین بھی صدہا خیالات باطلہ ہین کہ جنکی پابندی کو اصول حسنات وباعث نجات وموجب فضل درجات خیال کئے بیٹھے ہین اور بعض مباحات کے ترک کو باعث رضا الٰہی وموجب نجات سمجھکر انکے ترک کرنے مین بڑی بڑی مشقتین برداشت کرتے ہین ایک جہان اس بادیہ ضلالت مین سرگردان ہے اسکا تصفیہ کہ دراصل کون کون امور باعث نجات وموجب ترقی درجات ہین اور کون کون سے افعال باعث ہلاکت ہین انسے اجتناب کرنا لازم ہے نبوت اور الہام انبیا ہی کا کام ہے بندے ادراک مین کسی قسم کی غلطی بھی راہ نہین پاتی اس لئے ان ایات مین اس اہم مسئلہ کا حل کردیا واضح ہو کہ انسان کو دو قوتین عطا ہوئی ہین جو اسکی کمالات تک اوڑکر جانے کے دو بازو ہین اول قوت نظریہ یعنی تصحیح عقائد جسکو معرفت وعلم اور ہندی مین گیان کہتے ہین یہ سب مین اعلی واشرف ہے زیادہ تر نجات وحیات ابدی کا اسی پر مدار ہے اس لئے اول اسی کو بیان فرمایا۔ اسمین مقدم مبدء یعنی ذات باری اور اسکے انعامات حمیدہ کا جاننا اور جائز اعتقاد رکھنا ہے اسی کو شرع مین ایمان کہتے ہین اس لئے فرمایا من امن باللہ کہ جو خدا پر ایمان لائے دوئم معاد یعنی اس تمام کائنات کا فنا ہوجانا جس طرح وہ اپنے وجود مین ابتدائی طرف مین یکتا ہے جس سے اسکا خالق ومالک ہونا اور جملہ موجودات کا مخلوق ومملوک ہونا عیان ہوتا ہے اسی طرح وہ انتہائے جانب مین بھی یکتا ہے ایک وہ سب کا وجود

ظلی سبب ہوجائیگا وہی رہی گا اسی لئے فرمایا والیوم الآخر کہ پچھلے دن پر بھی ایمان لائے مگر خدا اور اسکے صفات غیر محسوس ہین انکے ادراک مین نہ حواس خمسہ مدد دیتے ہین نہ آلات جدیدہ کارآمد ہوسکتے ہین اس لئے انکے بتانے کے لئے روحانی لوگ درکار ہین اور خدائے مجرد اور انسان مادی مین ایسے واسطے کی ضرورت ہے اور وہ لوگ نورانی اور روحانی ملائکہ ہین یعنی فرشتے اسی لئے اسکے بعد فرمایا والملائکۃ فرشتون پر بھی ایمان لائے اور فرشتے چونکہ روحانی ہین وہ ہر ایک انسان کو جو آلائش جسمانی مین آلودہ ہے نہ نظر ہی آتے ہین نہ انکو عالم غیب کے اسرار و حالات ہی بتاتے ہین بلکہ وہ مخصوص بندون کے پاس آتے ہین جو اپنی قوت روحانی کے سبب وہ بھی فرشتون جیسا تجرد کبھی پیدا کرلیتے ہین اور اس گروہ خاص کو انبیاء کہتے ہین اسی لئے وہ ان کے پاس وہان کے علوم لاتے ہین جسکو الہام اور وحی کہتے ہین اور جب یہ الہامات ایک جا مرتب کرلئے جاتے ہین تو انکو آسمانی کتاب کہتے ہین اور دنیا سے اٹھ جانے کے بعد انبیا کا یہ فیض باقی رہتا ہے اسی لئے ان دونون مین اسی کو مقدم کرکے فرمایا والکتاب والنبیین کہ وہ آسمانی کتابون پر اور نبیون پر بھی ایمان لائے گرچہ انبیاء پر متعدد کتابین مختلف فرمانون اور مختلف زبانون مین نازل ہوئی ہین چونکہ وہ علوم نظریہ ہین سب ایک ہی ہین اسلئے کتب جمع کا لفظ استعمال نہین ہوا بلکہ کتاب مفرد لفظ کا جو جمع جنس ہونیکے سبب سبکو شامل ہے اور اس قدر مین اجمالاً ان سب چیزون پر ایمان لانے کی طرف اشارہ بھی ہوگیا جو ان برگزیدہ لوگون نے بیان فرمائی ہین دوسری قوت عملیہ ہے جو اعمال صالح اور کرم کے نام سے موسوم ہے ایمان لانے کے بعد اس کے مقتضی اور ہدایات کو عمل مین لانا گویا اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کو اس بات کا یقین ہی نہین جو اسکو عمل مین نہین لاتا نیک کامون مین بڑا نیک کام خدا کی مخلوق پر رحم کھانا انکے ساتھ سلوک کرنا ہے زبانی اور بدنی سلوک مین سے خاص بڑے بھاری مالی سلوک کو لے لیا اور مخلوق مین سے بھی بنی نوع کو اور بنی نوع مین سے اہل قرابت کو اور انکے بعد درجہ بدرجہ دیگر اہل حاجات کو مخصوص کیا اس لئے فرماتا ہے واتی المال کہ اسنے مال بھی دیا ہو مگر نہ ریاکاری اور نمود و شہرت کے لئے کہ ایسی ہمدردی دیرپا نہین ہوا کرتی بلکہ علی حبہ بلکہ خدا کی محبت مین اور تیسرے جملہ کی ضمیر مال کی طرف بھی رجوع کرسکتی ہے تب اسکے معنے یہ ہونگے کہ مال کی خواہش خود کرکے ہوا سپردہ اور نکودے اور یہ درحقیقت ایک بڑا مردانہ کام ہے ورنہ جب اپنے آپکو کسی وجہ سے مال کی خواہش نرہے تب اسکا دینا کوئی بڑی بات نہین اور مال دینے کے بڑے عمدہ یہ چھ موقع ہین اول ذوالقربی اہل قرابت ہین درجہ بدرجہ قرابت نسبی قرابت سببی اور قرابت صحبت سے مقدم ہے (۲) الیتامی یتیمون کو دے یتیم اوس نابالغ کو کہتے ہین کہ جسکا باپ مرجاوے اہل قرابت کے یتیم غیر یتیمون سے مستحق ترہین (۳) والمساکین اور مسکینون یعنی فقیرون کو دے جو کمانے سے بسبب پیری یا بیماری کے معذور ہون یا مصیبت پڑجانے سے نان شبینہ کو بھی محتاج ہوگئے ہون اور جو تندرست و جوان ایسے ہون کہ اونہون نے بھیک مانگنا پیشہ بنالیا ہو وہ مساکین نہین مگر افسوس خیرات کا زیادہ حصہ یہی گروہ زبردستی سے چھین کر لیجاتا ہے کیونکہ مانگنے مین انکو شرم مانع ہے نہ غیرت دینی (۴) ابن السبیل مسافر کو دے بشرطیکہ وہ محتاج ہو کس لئے کہ وہ سفر مین بعض اوقات گھر کے دولتمند بھی پیسے کے مالک نہین رہتے (۵) السائلین سائلون کو دے مگر وہی سائل جو بوقت ضرورت مانگتے ہون خواہ اپنے لئے خواہ قومی کامون کے لئے (۶) وفی الرقاب غلامون کی آزادی مین صرف کرے یہ بھی ایک بڑی نیکی ہے کہ بنی نوع کو بنی نوع کی دائمی قید سے رہا کرایا جائے مخلوق کیساتھ رحم کرنیکے ساتھ خالق کی نعمتون کا بھی جان سے مال سے شکر گزار عبادت کنار رہنا وصول حسنات کے لئے ہر کا بھی ذکر فرمایا واقام الصلوۃ کہ وہ عبادت بھی ادا کرتا رہا ہے یہ عبادت اسلام مین روح اور جسم دونون سے مرکب ہے زبان سے وہ آیات پڑھی جاتی ہین جنمین خدا کی ثنا و صفت اور اسکی نعمتون کا شکریہ اور اس سے دعا وغیرہ سے مرجو کیا جاتا ہے روح سے اسکا حضور تصور کرکے دلی نیازمندی و انکساری ادا کیجاتی ہے وآتی الزکوۃ یہ مالی عبادت ہے ایک مین حصہ مال کا سال بھر مین بعد دینا اسلام کا فرض ہے ان سب باتونکے ساتھ معاملات مین لوگونکے ساتھ پورا رہنا بھی اصول حسنات سے ہے اسلئے یہ بھی فرمایا والموفون بعہدہم اذا عاہدو کہ حقیقی نیک وہ لوگ ہین جو عہد باندھکر اسکو پورا بھی کرتے ہین آیک ایسا جامع جملہ ہے کہ جو جملہ معاملات کو حاوی ہے بیع دین امانت اجارہ وغیرہ کوئی ایسا معاملہ نہین کہ جسمین کوئی نہ کوئی معاہدہ نہو اور نیز جملہ شریعت کی پابندی کا بھی اسلام لانیکے ساتھ ضمناً معاہدہ خدا سے ہوتا ہے ان تمام حسنات کے بعد انسان کا اپنے آپکو اپنی قوی غضبانیہ و شہوانیہ و نفسانیہ کو قابو مین رکھنا بھی بڑی نیکی ہے ذالک من عزم الامور اسی بات سے اپنے سے باہر ہوجانا بڑی ذلیل حالت اور اکتساب سعادت سے مانع ہے اسکو شرع مین صبر کہتے ہین صبر کے مواقع مین سے تین سخت مواقع کا ذکر کرکے جملہ مواقع کیطرف اشارہ کردیا گیا اور وہ تین یہ ہین اول تنگدستی دوم مرض وغیرہ کی تکلیف سوم دشمنون کا جنگ ان مواقع مین بڑے بڑے مستقل مزاج بھی بیاختیار ہوجاتے ہین اسلئے صبر کرنا بھی اصول حسنات مین داخل کیا والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس کہ نیلوگ وہ ہین جو ان تینون حالتون مین بھی صبر کرتے ہین اصول حسنات بیان فرماکر انکی پابندی کرنیوالونکی مدح فرماتا ہے اولئک الذین صدقوا کہ یہی وہ لوگ ہے کہ جنکو صادق کہتے ہین اسمین نظریہ کی طرف اشارہ ہے اولئک ہم المتقون اور یہی حقیقی پرہیزگار بھی ہین یہ عملیات کی طرف اشارہ ہے یعنی قوت نظریہ کی اصلاح سے صادق ہوتا ہے اور قوت عملیہ کی اصلاح تہذیب سے متقی ہوتا ہے پس اصول حسنات ضروریہ سوم مذہب ملت کی پابندی مین کیا اور ہر مشرق کیطرف

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ

مسلمانو مقتولوں کے بارے مین تم پر بدلہ لینا مقرر کیا گیا آزاد کے بدلے مین آزاد اور غلام کے بدلہ مین غلام اور عورت کے بدلہ مین عورت پھر

عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى

جسکے لئے اوس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کیا جائے تو دستور کے موافق مطالبہ کرنا چاہیے اور عمدگی سے اسکے پاس خونبہا پہونچانا چاہیئے - یہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر آسانی اور مہربانی ہے پھر اس کے بعد

بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

جو کوئی زیادتی کرے تو اسکے لئے عذاب دردناک ہے اور تمہارے لئے قصاص مین بڑی زندگی ہے اے عقل والو تاکہ تم خونریزی سے بچو

ترکیب

یا حرف ندا الذین اٰمنوا منادی کتب فعل مجہول القصاص مفعول مالم یسم فاعلہ علیکم متعلق ہے کتب سے یہ جملہ مفسر اور الحر مبتدا بالحر خبر ای الحر ماخوذ بالحر الخ یہ اسکی تفسیر پھر مجموعہ ان دونون موضع رفع مین ہی بسبب مبتدا ہونے کے اور جائز ہی کہ شرطیہ ہو اور فاتباع اسکی خبر والتقدیر فعلیہ اتباع - باحسان موضع نصب مین ہی بسبب ادا کے - اور یہی حال بالمعروف کا اور جائز ہے کہ حال ہو ہار سے اے فعلیہ اتباعہ عادلا محسنا اور عامل اس مین معنی استقرار ہین فمن اعتدی شرط فلہ عذاب الیم اسکی جزا -

تفسیر

اس سے پہلی آیت مین صبر کی ترغیب تھی اور تنگدستی اور مرض اور جنگ مین صبر کرنے والون کی خوبی مذکور تھی اب منجملہ مواقع صبر کے ایک بڑا موقع بیان فرمایا جاتا ہی کہ جہان صبر نکرنے سے ایک فساد عظیم اور سخت خونریزی پیدا ہونے کا احتمال ہی اور وہ قتل کا موقعہ ہے - جاہل قومون مین جب کوئی انکی قوم کے آدمی کو قتل کر ڈالتا تھا تو جوش اور غصہ مین آکر نہ صرف قاتل ہی پر بس کرتے تھے بلکہ جو کوئی اسکی قوم کا ملتا تھا خواہ قصوروار ہو یا نہو سب کو قتل کر ڈالتے تھے اور نیز بڑے آدمی کے معاوضہ مین صرف قاتل کا مارنا اسکی شان کے خلاف جانتے تھے بلکہ اسکے بدلہ مین دس بیس پر بھی بس نہ کرتے تھے اسی لئے ان آیات مین صبر کے مسئلہ کے بعد قتل کے احکام بیان کئے اوس مسئلہ سے نتیجہ حاصل کرنا ہی کہ ایسے وقت جوش مین نہ آؤ بلکہ جو کچھ انسانیت کے حقوق ملحوظ کرکے ہمنے حکم دیا ہے اسکی پابندی کرو اور فرمادیا کہ اے مومنو تمہارے ہمنے مقتولون کے بارہ مین قصاص مقرر کردیا ہی یعنے برابری کا حکم دیا ہی - تم کو لازم ہے کہ ایسے وقت بھی صبر کرو اور عدالت کو ہاتھ سے نہ دو جو کوئی کسی کو قتل کرے اسکے بدلے مین اسی کو قتل کرو اگر حر کو قتل کرے تو اسکے بدلے مین اس حر یعنی آزاد کو قتل کرو اسکی شرافت حسب و نسب و حسن و مالداری پر نظر نکرو کس لئے کہ حریت مین دونون برابر ہین اور جو غلام کسی کو قتل کرے تو اسکے عوض مین اوسی غلام کو قتل کرو اسکے ساتھ اسکے آقا کو نہ مارو اور جو عورت قتل کرے تو خاص اسی کو قتل کرو اسکے شوہر اور فرزند اور بھائی بندون سے کچھ سروکار نرکھو - اور جو مقتول کے وارث اپنے مسلمان بھائی قاتل کو قصاص معاف کردین اور کسی قدر مال پر راضی ہوجاوین اور دیت لینا قبول کرلین تو چاہیئے کہ سہولت اور دستور کو ملحوظ رکھین یہ نہو کہ اسپر باوجود تنگدستی کے فی الفور ادا کرنے کا تقاضا کرین بلکہ مہلت دیوین اور نہ یہ کہ سخت زیادتی سے پیش آوین اور نہ

سلہ خدا پاک نے اول حر کو ذکر کیا اس لئے کہ حر تمام اون وقتون سے بڑی ہے کہ جو عبد کے ساتھ متعلق ہوتی ہین پھر عبد کو بیان کیا جو حر سے درجہ مین کم ہے مگر انثے سے باعتبار الرجال قوامون علی النساء فائق ہے عبد کے بعد پھر انثے کو ذکر کیا جو لائق تاخیر ہے ۱۲ منہ

سلہ قصاص یعنے بدلہ لینے کا حکم مسلمانون کو دیا جاتا ہے جان کے بدلہ قتل عمد مین جان ہے پھر مقتول کے وارثون مین سے کوئی اپنی مہربانی سے اپنے بھائی مسلمان قاتل کی جان لینا معاف کردے اور خون بہا پر کفایت کرے اور قتل شبہ یا خطا مین اپنی مہربانی سے رقم کا بھی کوئی حصہ معاف کرے تو بعد مین سختی سے مطالبہ نکرنا چاہیئے بلکہ رواج و دستور کے موافق اور قاتل کو بھی اسکی رقم خوشی معافی سے ادا کردینی چاہیئے - خون کے بدلہ خون بہا لینے کا اور خون بہا مین سے بھی رقم کم کردینے کا مسئلہ خدا کی بڑی مہربانی اور آسانی ہے کہ ایک جان تو ضائع ہوئی تھی اب دوسری بھی ضائع ہوجاتی - اور قصاص مین بڑی زندگی ہے قتل کرنے والے کی زندگی اس لئے وہ اس قانون کے خوف سے قصد قتل نکرکے اپنی جان بھی اور مقتول کی جان بھی بچائے گا اور نیز بدلہ لینے سے قومونکا فتنہ فرو ہوجاوے گا یہ نہین ہوگا کہ طرفین سے چڑھائی ہوکر طرفین سے بہت سے مارے جائین ۱۲ منہ

یہ کہ خلاف شریعت اسکے معاوضہ مین کوئی بات طلب کرین کہ تو ہمکو شراب دے یا اپنی جورو بیٹی کو حوالہ کرے یا تو اپنے بیٹے کو ہماری غلامی مین دے یا تو ہمیشہ کو ہمارا غلام ہوکر رہ اور اسی طرح قاتل کو بھی لازم ہے کہ اُنکے احسانون کو فراموش نکرے جو رقم قرار پاگئی ہو اوس کو بلا حیلہ وبہانہ عمدہ طور سے ادا کرے اور جو کوئی اس قرارداد کے بعد پھر تعدی کرے کہ دیت لیکر قاتل کو مار ڈالے تو اسکے لئے عذاب الیم ہے اور اس قصاص مین اے مومنو تمھارے لئے زندگی ہے کیونکہ جب رسم قصاص جاری ہوگی تو وہ سفاکی جو ایام جاہلیت مین تھی جاتی رہے گی اور نیز لوگون کو عبرت ہوگی پھر آیندہ ہر ایک قتل سے ہاتھ روکے گا۔

ابحاث

(۱) **قصاص** کے معنے پورا پورا بدلہ لینا یعنے جیسا کہ اُسنے کیا ویسا ہی اُسکے ساتھ کیا جاوے عرب بولتے ہین اقتص فلان اثر فلان اذا فعل مثل فعلہ قال تعالے فارتدا علی آثارہما قصصاً وقال وقالت لاختہ قصیہ اے اتبعی اثرہ اور قصہ کو بھی اسی لئے قصہ کہتے ہین کہ حکایت محکی عنہ کے مساوی ہوتی ہے یہان مراد مساوات ہے۔ پھر اس مماثلت اور مساوات مین اختلاف ہے امام شافعی فرماتے ہین کہ جہۃ قتل مین بھی مساوات کرنی چاہیئے پس اگر کسی نے پانی مین ڈبو کر مارا ہے تو اسکو بھی ڈبو کر مارنا چاہیئے اور جس نے جلا کر مارا ہے اوس کو بھی اوسی طرح مارنا چاہیئے امام **ابو حنیفہ** فرماتے ہین کہ مساوات سے مراد دم نکالنا ہے جس چیز سے کہ عادتاً جلدی سے دم نکلتا ہو اور وہ خالص تلوار سے مارنا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ لاقود الا بالسیف اخرجہ ابن ماجہ فی سننہ۔ پس یہ جو نصرانیون مین پھانسی دینا مروج ہے نہایت غیر مہذب طریق ہے کچھ عجب نہین کہ اس قوم کے عقلا اسکی اصلاح کرین۔

(۲) الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی سے بعض لوگون نے یہ سمجھا کہ حر حر کے بدلے مین مارا جاوے نہ غلام کے بدلے مین اور اسی طرح ظاہر آیت یہ چاہتی ہے کہ غلام کو خاص غلام کے بدلہ مین قتل کرنا چاہیئے نہ حر کے اور عورت کو بھی خاص عورت ہی کے مقابلہ مین قتل کرنا چاہیئے نہ مرد کے یعنے عورت اگر مرد کو قتل کرے یا مرد عورت کو قتل کرے تو باہم قصاص جاری نہو لیکن ان سب صورتون مین قصاص جاری ہوگا اور اس پر امت کا اتفاق ہے کس لئے کہ کتب علیکم القصاص ایک مستقل جملہ ہے اور پھر اس کے بعد اس عام حکم کے بعض جزئیات کو الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی مین ذکر کر دیا ہے اس سے اور صورتون کی نفی نہ سمجھی گئی پس ان نصوص کے عموم پر لحاظ کرکے عام حکم دیا جاوے گا یعنے حر حر کے بدلے مین بھی اور غلام اور کافر ذمی[۲] کا اور عورت اور لڑکے اور بیمار اور مقطوع الاعضاء کے بدلے مین بھی قتل کیا جاوے گا اور اسی طرح غلام اور عورت اور کافر کے بدلہ مین بھی۔ کس لئے کہ مماثلت اور مساوات عصمت مین ملحوظ ہونی چاہیئے

---

[۱] حر اوس مرد آزاد کو کہتے ہین کہ جو کسی کا غلام شرعی نہو ۱۲ [۲] ذمی وہ کہ جو مسلمانون کے ذمہ مین رعیت بنکر رہتا ہو کس لئے کہ جو تو مین کہ ذمی نہین اور ان مین باہمی جنگ وجدال کا دروازہ کشادہ ہے تو وہان قصاص نہین مگر اس سے یہ مراد نہین کہ کافرون کے ملک مین امن لے کر جاوے یا کوئی کافر دار اسلام مین امن لے کر آوے یا جس قوم سے باہمی معاہدہ یا مصالحت تجارت وغیرہ جاری ہو وہان کسی کافر کو قتل کر دے اور اس فعل شنیع سے جنت کا مستحق بنے یہ بھی حرام اور سخت گناہ ہے اسلام اسکو ہرگز جائز نہین رکھتا ہان حالت جنگ مین جو باہم قتال کی رخصت ملت اور قوم کی بھلائی اور فساد کے بند کرنے کے لئے ہے تو وہ جائز ہے سو وہ اور بات ہے ۱۲ عبد الحق غفرلہ

یعنے معصوم الدم ہونے مین - اور یہ بات دین اور وار سے ثابت ہوجاتی ہے باقی اور تفاوتون پر نظر نہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو قصاص کا دروازہ بند ہوجاوے اور فساد کا دروازہ کھل جاوے جیساکہ ایام جاہلیت مین تھا اور یہی امام اعظمؒ کا قول ہے +-

واضح ہو کہ یہ قصاص لینا حاکم کے اختیار مین ہے نہ یہ کہ ہر شخص بطور خود آپ اس پر عمل کرے جس سے فتنہ اور فساد زیادہ قائم ہوجانے کا اندیشہ ہے اور یہ قصاص اوس صورت مین ہے جبکہ قاتل نے عمداً قتل کیا ہو اور جو خطأً یا شبہ بالعمد وغیرہ سے گولی شکار پر لگاتا تھا اتفاقاً کسی آدمی کو جالگی یہ قتل عمداً نہین بلکہ خطا ہے اس صورت مین قصاص نہین مگر خون بہا کہ جسکو دیت کہتے ہین ضرور دینی پڑتی ہے جس کی تعداد اور پوری تفصیل کتب فقہ مین ہے-

(۳) اس آیت مین دو حکم ہین اول قصاص کہ برابر بدلہ لیا جاوے ایام جاہلیت کی طرح ایک کے عوض دو یا چار یا زیادہ کو قتل نکیا جاوے نہ غلام سمجھکر اوس کا بدلا کسی اشراف سے ترک کرنا چاہیئے نہ امیر و غریب شریف و رذیل کی کچھ رعایت کرنی چاہیئے زمانہ جاہلیت مین اگر شریف قوم کا غلام رذیل قوم کے غلام سے مارا جاتا تھا تو اوس کے بدلے مین اُنکے حر کو قتل کرتے تھے اسی طرح شریف اور وضیع مین بھی باہم مساوات نہ سمجھتے تھے نہ عورت و مرد مین آیت نے ان سب مین انصافاً مساوات قصاص مین قائم کردی-

دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر قاتل کو وارثان مقتول بالکل معاف کردین یا چند وارثون مین سے بعض بالکل معاف کردے یا کل یا بعض کسی قدر روپیہ یا پوری دیت لے کر اوس کے قصاص سے درگذر کرے تو قصاص ساقط ہے مگر سختی اور خلاف دستور کوئی بات نکرنی چاہیئے بلکہ اتباع بالمعروف اور اس قاتل کو بھی چاہیئے کہ اون کا شکریہ ادا کرے اور جو کچھ مقرر ہوگیا ہے اوسکو بخوشی خاطر ادا کرے اور ادا الیہ باحسان - پہلا حکم کتب علیکم القصاص الخ مین مذکور ہے اور دوسرا فمن عفی لہ من اخیہ شیٔ فاتباع بالمعروف وادا الیہ باحسان مین مذکور ہے-

نیچر مفسر نے دیکھا کہ آج کل عیسائیون مین اولیاء مقتول کے معاف کرنے سے بھی قصاص معاف نہین ہوتا ضرور اوس کو پھانسی ہوتی ہے اور اس بات کو اون کی اور سب باتون کی طرح از حد پسند کیا اور موافق عقل سلیم جانا تو اس آیت کی توجیہ کردے کہ یہ بات ایام جاہلیت کے خونون کی بابت ہے اور لطف یہ کہ اس کے برخلاف آیت کا سیاق اور نیز قرینہ ذلک تخفیف من ربکم ورحمۃ موجود ہے اور اُمت کا اجماع بھی ہے اور بیشمار احادیث صحیحہ بھی ہین مگر اس نے بلا دلیل اتنا بڑا دعوے کرلیا شاید شرط مین عفی ماضی کا صیغہ ہے اوس کو ایام جاہلیت پر محمول کیا ہو جو خلاف قانون نحو ہے +-

قتل کا گناہ بغیر توبہ کے معاف نہین ہوتا اور قصاص محض سیاست دنیا کے لئے ہے اور نیز ورثاء کے معاف کرنے سے بھی دنیاوی حق معاف ہوتا ہے نہ حق آخرت +-

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى

تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آئے (علامات موت معلوم ہوں) اگر کچھ مال چھوڑے تو ماں باپ اور قرابت داروں کے لئے دستور کے موافق وصیت کرنی چاہیئے خدا ترسوں

الْمُتَّقِينَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ

پر لازمی بات ہے پھر جنہوں نے وصیت کو سنکر بدل دیا تو اسکا گناہ اسی پر ہے کہ جو اس کو بدلتے ہیں اللہ تو خوب سنتا جانتا ہے پھر جس کو

مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

وصیت کرنیوالے کی طرفداری یا ناانصافی کا اندیشہ ہو سو اسنے انمین صلح کرادی تو اسپر کچھ بھی گناہ نہین بیشک اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے

ع ۲۲ ۱۶

ترکیب

کتب فعل مجہول الوصیۃ للوالدین الخ جملہ مفعول مالم یسم فاعلہ اذا حضر متعلق ہے الوصیۃ سے حضور موت سے مراد حضور اسباب موت ہے ان ترک خیرا شرط اسکا جواب جملہ اولی سے سمجھا جاتا ہے ای فلیوص حقا مفعول مطلق ہے ای حق ذلک حقا اور ممکن ہے کہ صفت ہو مصدر محذوف کی ای ایصاءً حقا فمن بدلہ ای الایصاء الخ شرطیہ ہے مبتدا کی جگہ قائما ثمہ الخ اسکی خبر فمن خاف فعل بافاعل من موص متعلق ہے خاف سے شرط فلا اثم علیہ جواب شرط ۔

تفسیر

پہلے سے اصول حسنات کا ذکر چلا آتا ہے اسکے ضمن مین اشد منہیات قتل اور کتمان حق کا بھی ذکر آگیا تھا گویا کہ انسان کو جب نصیب ہوتی ہے کہ جب وہ ایسی ایسی بری باتون سے بھی بچے اور چونکہ قصاص انسان کی زندگی باقی رہنے کا باعث تھا اور قتل کو بند کرتا تھا جیسا کہ فرمایا ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب اسکے بعد وصیت کا مسئلہ ذکر کیا کس لئے کہ باوجود مال واسباب ہونیکے اپنے اقارب کو محروم رکھنا گویا انکو قتل کردینا ہے جس طرح قصاص حقیقی قتل کی دوا ہے اسی طرح وصیت اس مجازی قتل کی دوا ہے اسلیئے فرماتا ہے کہ ہمنے تمھارے لئے وصیت مقرر کردی ہے پس جب علامات موت نظر آئین اور مال موجود ہو تو متقی پر یہہ حق ضرور ہے کہ ماں باپ اور دیگر اقارب کے لئے وصیت کردے ہان اب جو کوئی قابض مال یا گواہ خبردار ہونے کے بعد اسکو بدلے گا تو یہ گناہ اسکی گردن پر رہے گا خدا سے کوئی بات مخفی نہین ۔ اور جو کسی کو یہہ معلوم ہو کہ موصی انصاف کے طور پر وصیت نکریگا یا وہ وصیت مین بے انصافی کرکے مرگیا تو اسنے محض نیک نیتی سے موصی کو وصیت کے بدلنے کی صلاح دی یا اسکے وارثون مین اور جنکے لئے وصیت خلاف انصاف کرکے مرگیا ہے اور جھگڑا پیدا ہوگیا ہو وصیت مین کچھ کمی زیادتی کرکے باہم صلاح کرادی تو اس تبدیل وتغیر مین بھی کچھ گناہ نہین اور اس صلاح مین جو کچھ خلاف وصیت اس سے سرزد ہوگئی ہے تو خدا اسکو معاف کردیگا وہ غفور الرحیم ہے ۔

جمہور مفسرین کہتے ہین کہ یہ آیت منسوخ ہے یعنی وصیت کرنیکا حکم والدین اور اقارب کے لئے جبتک ضرور تھا کہ جبتک آیت میراث نازل نہین ہوئی تھی اور اسی لئے نبی صلعم نے فرمادیا تھا کہ مسلمان کو لائق نہین کہ اسپر تین شب گزرین اور اسکے پاس وصیت نامہ لکھا ہوا نہو (صحیحین) کس لئے کہ تمام مال کو وارث میت کے زن وفرزند ہوجایا کرتے تھے ماں باپ اور دیگر اقارب محروم رہجاتے تھے پس جب آیت میراث نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوگیا اس لئے نبی صلعم نے فرمایا کہ خدا نے ہر حقدار کا حق مقرر کردیا اب کسی وارث کے لئے وصیت نہین (صحیحین) مگر حسن بصری اور علاء بن زیاد اور مسروق اور مسلم بن یسار وغیرہ علماء کبار یہ فرماتے ہین کہ آیت منسوخ نہین کس لئے کہ آیت میراث مین جن قرابتیون کا حق اور حصہ ہے البتہ انکے لئے وصیت نہین اور جو محروم الارث ہین جیسا کہ بیٹیون کی موجودگی مین یتیم پوتا یا چچازاد بھائیون کی موجودگی مین نواسہ ۔ یا اور مساکین وفقرا تو ان کے لئے بدستور وصیت مستحب ہے مگر تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہو جیسا کہ حدیث سعد سے مفہوم ہوتا ہے اور یہی قول صحیح ہے ۔

ف جب تک آیت میراث نازل نہین ہوئی تھی والدین واقارب کے لئے صاحب مال پر وصیت فرض تھی آیت میراث کے بعد یہ حکم غیر وارث کے لئے تشفین مستحب ہے ۔ وصیت کے بعد جو لوگ اس مین کمی زیادتی کرین گے وہ گناہ اور غیر ہوگا ۔ وصیت پر اگر موصی سے کسی کی طرفداری یا کسی کے محروم کردینے کا اندیشہ ہو تو باہم مصالحت کرادینا گو کوئی گناہ نہین ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا

ایمان والو تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جیساکہ تم سے پہلے لوگون پر فرض کیا گیا تہا تاکہ تم پرہیزگار ہوجاؤ گنتی کے

مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ

چند روز دن تک (اسپر بہی) جو کوئی تم مین سے بیمار ہوجائے یا سفر مین ہو تو اور دنون سے گنتی پوری کردے اور جنکو اس کی طاقت ہو تو تو اس کے بدلے مین

مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

ایک محتاج کو کہانا دینا چاہیے پہر جو اپنی امنگ سے نیکی کرے تو یہ اسکے لئے بہتر ہے اور روزہ رکہنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو

ترکیب

یاحرف ندا الذین اسمہ اصلہ وموصول منادی کتب فعل مجہول الصیام مفعول ماسم فاعلہ کما موضع نصب مین ہی صفت کتب کی ای کتبا کما کتب لیا اموصوف معدودات صفت یا منصوب ہی صوموا مقدر ہی یا الصیام سے فمن شرطیہ کان کا اسم ضمیر ہی جو من کی طرف پھرتی ہی اور مریضا اسکی خبر معطوف علیہ اوعلی سفر معطوف موضع نصب مین ہی اور مسافرا عدۃ مبتدا اور خبر محذوف ای علیہ من ایام اخر صفت ہی عدۃ کی پس یہ مجموعہ جواب شرط ہی علی الذین یطیقونہ جملہ خبر فدیۃ مبدل منہ طعام مسکین بدل مجموعہ مبتدا رجملہ معطوف برجملہ سابقہ۔

تفسیر

قصاص اور وصیت حیات دنیاوی کا سبب تہا اور کلام الہی مین جسطرح حیات دنیا کی اصلاح فرمائی گئی اسی طرح حیات ابدی کی بہی ضرور رعایت ہونی چاہیے اس لئے یہان اس چیز کا حکم دیا کہ جو حیات ابدی کا عمدہ ذریعہ ہی یعنے روزہ کس لئے کہ انسان جب صبح سے شام تک نفس کے تینون خواہشون کہانے پینے جماع سے رکے گا اور اسی کو صوم شرعی کہتے ہین اور پہر اسکے ساتھ اپنے دل کو ذکر الہی تلاوت اور نماز اور مراقبہ اور اعتکاف مین لگاویگا تو بیشک اسکی روح کو قوت ہوگی اور اس جسم کو چہوڑنے کے بعد یہی حیات ابدی اور عالم قدس مین زندہ رہنے کا سبب ہوگا اور نیز احکام مذکورہ بالا کی تعمیل جسمانی خواہشون کے خلاف ہی اور جبتک انسان اپنی نفسانی خواہشون سے مقابلہ کرنیکا خوگر نہین ہوتا تو اصول حسنات اور صبر پر بہی قادر نہین ہوتا بلکہ دنیاوی ترقی کے لئے بہی مصائب برداشت نہین کرسکتا اسلئے روزہ کا حکم دیا تاکہ روح قوی ہوجائے جسم کی خواہش اور تیزی توڑنے کے لئے آسمانی ہدایت مین قدیم سے ریاضت کا حکم ہی اسی لئے فرماتا ہی کہ ای مسلمانو تمپر روزے فرض ہوے جسطرح کہ تمسے پہلی امتونپر فرض ہوئے تہے تاکہ تم نفس کشی کے عادی ہوکر متقی ہوجاؤ۔ اور یہ روزہ تمپر ہمیشہ کے لئے نہین بلکہ چند روز۔ اور اسپر بہی تمہارے لئے یہ آسانی ہی کہ اگر کوئی بیمار یا مسافر ہو اور روزہ کی طاقت نہ رکہے تو اوسکے بدلہ مین اور دنون مین گنکر روزہ رکہلے۔ اور اسپر بہی تمہارے لئے یہ رخصت ہی کہ جو لوگ تم مین سے بڑی مشقت کیساتھ روزہ رکھ سکتے ہون جیساکہ بڈہا تو وہ ہر روزہ کے بدلہ مین ایک مسکین کا کہانا کہ جو اسکو دو وقت کافی ہو دیوے اور جو اپنی طرف سے زیادہ دو تو بہتر ہے اور جو تکلیف اوٹہاکر بہی روزہ رکہے تو تو بہتر ہے ۔۔

فوائد

(۱) کتب علیکم الصیام سے کیا مراد ہی؟ رمضان کے روزے یا اور روزے۔ معاذ اور قتادہ اور عطا وغیرہم علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہی کہ اس سے مراد علاوہ رمضان کے روزے ہین جو رمضان کی فرضیت سے پیشتر فرض تہے پہر رمضان فرض ہونے سے جیساکہ آیت آیندہ مین ہی انکی فرضیت جاتی رہی اور وہ ہر مہینے مین تین روزے تہے بعض کہتے ہین کہ اون مین محرم کی دسوین تاریخ کا روزہ بہی تہا۔ اور دلیل انکی یہ ہی کہ اس آیت مین جسکو طاقت روزہ رکھنے کی ہی اسکو فدیہ دینے کی رخصت ہی حالانکہ رمضان کے روزون کی نسبت یہ حکم نہین کہ فدیہ دیکر روزہ نہ رکہے اور نیز اس آیت مین مسافر اور مریض کا حکم ہی اور اس سے پچہلی آیت مین بہی کہ جنمین رمضان کے روزے ہین مسافر اور مریض کا حکم مذکور ہی پس اگر یہان صیام سے مراد رمضان ہو تو بیفائدہ عبارت مکرر ہوجاوے جمہور محققین کہ جنمین ابن عباس بہی ہین یہ کہتے ہین کہ اسمجگہ صیا

مراد رمضان ہی کے روزے ہین مگر اوللہ تعالی نے کتب علیکم الصیام فرمایا پھر اسکے بعد ایاما معدودات کیساتھ اسکی تشریح کی پھر اگلی آیت شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن مین تو خوب تعیین کردی جسطرح کہ دسنے اولا کما کتب علی الذین من قبلکم کہکر اطمینان دلایا تھا کہ یہ سلف صالحین کا قدیم دستور ہی ایاما معدودات کہکر یہ تسلی کردی کہ ہمیشہ کے لئے نہین بلکہ چند روز کے لئے پھر مسافر اور مریض کو رخصت دی اور جس سے نہایت مشقت سے ادا ہوتے ہون اُسکو فدیہ کی اجازت دی اور اُنکی دلیل کایہ جواب ہی کہ لیطیقونہ کے معنے یہ ہین کہ بہ تکلف و بمشقت روزہ رکھ سکتے ہون چنانچہ عکرمہ اور ابو ابو اور عطا کی قرارت مین یطوقونہ آیا ہے اے یتحملونہ یعنی یکلفونہ اور یہ اسلئے کہ وسعت طاقت کے اوپر ایک اور شئے ہی اس صورت مین اب بھی رمضان کے روزونکی نسبت اوس شخص کے لئے کہ جو مشقت سے روزہ رکھ سکے یہی حکم ہی کہ وہ ہر روزے کے بدلے مین فدیہ دیوے یہ شیخ فانی کے لئے ہے امام شافعی کہتے ہین کہ حامل اور دودھ پلانے والی جب روزہ رکھنے مین عاجز ہووے تو اُنکا بھی یہی حکم ہے امام ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لئے فدیہ دینے کا حکم اس لئے نہین کہ یہ پھر قضا کے روزے رکھہ سکتے ہین بخلاف شیخ فانی کے یہ فدیہ کا حکم خاص اوسی کے لئے ہے پس آیت لیطیقونہ کو آیت وسن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے منسوخ قرار دینا بیفائدہ ہے اور اسی طرح لامقدر ماننا اور ہمزہ کو سلب کے لئے کہنا بھی لاحاصل ہے۔

دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ الذین یطیقونہ سے مراد مسافر اور بیمار ہین اور اُنکی دو حالت ہین ایک یہ کہ روزے کی طاقت نہین رکھتے اسکا حکم تو خدا نے فعدۃ من ایام اخر مین ظاہر کردیا کہ اور دنون مین روزہ رمضان کی قضا ادا کرین دوسری حالت طاقت کی ہے سو اُسمین اُنکے لئے یہ حکم ہے فدیۃ طعام مسکین کہ فدیہ دیکر چاہین روزہ نہ رکھین یعنی دونون باتون مین اختیار ہے (کبیر) تیسرا ایک اور بھی جواب ہے کہ رمضان مین ابتدار اسلام مین مقیم صحیح کو بھی کہ جو روزے کی طاقت رکھتے تھے اختیار تھا خواہ روزہ رکھین خواہ فدیہ دیدین مگر اگلی آیت سے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور مکرر ہونے کا یہ جواب ہی کہ ابتدار مین چونکہ تندرست مقیم کے لئے فدیہ اور روزے کا اختیار تھا اور مسافر اور مریض کے لئے افطار کی رخصت تھی تو یہانسے یہ خیال ہو سکتا تھا کہ مسافر و مریض پر قضا اور فدیہ نہین کیونکہ یہ مشقت مین ہین اسلئے خدا نے مسافر اور مریض کا حال بھی بیان فرمادیا کہ اُنپر قضا واجب ہے

(۲) کما کتب علی الذین من قبلکم مین تشبیہ نہ عدد مین ہے نہ وقت مین بلکہ صرف ایجاب مین یعنی جسطرح تم پر روزے واجب ہوئے اسی طرح تم سے پہلے لوگونپر بھی واجب ہوئے تھے نہ یہ کہ جسطرح تم پر تیس روزے رمضان کے واجب ہوئے اونپر بھی تیس رمضان کے واجب تھے اور من قبلکم سے اہل کتاب یعنی یہود و نصاری مراد ہین۔

اسمین کوئی شک نہین کہ اہل کتاب کے ہان بھی روزے واجب تھے چنانچہ تورات کی تیسری کتاب کے ۱۶ باب درس ۲۹ اور باب ۲۳ درس ۲۷ و ۲۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود یونپر ساتوین مہینے کی دسوین تاریخ کو کفارہ کا روزہ رکھنا واجب تھا کیونکہ اسمین لکھا ہی کہ جو کوئی اسروز روزہ نہ رکھے گا اپنی قوم سے منقطع ہوجاویگا۔ اور اعمال حواریان کے۔ ۲ باب درس ۹ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی بھی یہہ روزے رکھا کرتے تھے۔

علاوہ اسکے چالیس روز تک کوہ طور پر حضرت موسے نے روزے رکھے جیسا کہ کتاب خروج کے ۳۴ باب سے معلوم ہوتا ہے اور کتاب دانیال کے باب دس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت دانیال نے تین ہفتہ کے روزے رکھے تھے اور اول کتاب السلاطین کے ۱۹ باب ۸ درس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت الیاس کوہ حوریب کو گئے تھے تو اونہون نے چالیس دن رات روزے رکھے تھے۔

اور انجیل متی کے ۴ باب اور انجیل لوقا کے ۴ باب درس ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسے نے بھی جبکہ وہ بیابان مین تھے چالیس دن رات کے روزے رکھے تھے۔ علاوہ اسکے بائبل کے مختلف مقامات سے اور بھی روزے رکھنا اہل کتاب کا ثابت ہے اور اسی لئے اب بھی یہود اور متدین نصاری مین روزہ رکھنے کا دستور ہے۔

ہان اب جو یورپ کا الحاد جوش زن ہے البتہ اسکی وجہ سے رسم روزہ و نماز عیسائیون سے اٹھ گئی اور یوما فیوما اٹھتی جاتی ہے بلکہ انکی تقلید مین نیچر مفسر بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۲۳۱ مین روزے کی نہایت اہانت کر رہے ہین جس کا ایک فقرہ یہہ ہے عرب کے لوگ یہودیون اور عیسائیون کو دیکھتے تھے کہ خدا کے خوش کرنے کے خیال سے اور اپنے پیغمبر کی پیروی کی نظر سے روزہ رکھتے ہین آنحضرت صلعم نے بھی اس رسم کو جاری رکھنے کی اجازت دی انتہی ملخصاً اور اس سے پیشتر اس صفحہ مین روزے کو بدنی ریاضت کہہ آئے ہین اور جملہ بدنی ریاضتون کی نسبت صفحہ ۲۳۰ مین یہ کہتے ہین قولہ غرضکہ تمام جسمانی ریاضتون کا اسی غلط خیال پر رواج ہوا ہے وہ یہ کہ انسان کی زندگی آسائش سے بسر کرنی خدا کو پسند نہین اور یہ ایک عجیب خیال تھا انتہی ملخصاً ۔

(۳) فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر جس مرض سے روزہ کا افطار کرنا درست ہی جمہور محققین کے نزدیک وہ ہے کہ جس مین روزہ رکھنے سے ضرر جان یا زیادتی مرض متصور ہو نہ ہر مرض کیونکہ اس مقام پر جو لفظ مریض بولا گیا ہی تو اہل زبان اپنے قرائن سے اس سے وہی مرض سمجھتے ہین کہ جسکا ہمنے ذکر کیا نہ عام مرض ۔

سفر کے معنے لغت مین کشف کے ہین یعنے کھل جانا اور چونکہ سفر سے لوگون اور ملکون اور زمین کا حال کھلتا ہے اس لئے اوس کو سفر کہتے ہین اور سفیر چونکہ دو شخصون کی پیچیدگی کھولدیتا ہے اس لئے بھی اوس کو سفیر کہتے ہین اور اسی لئے بولتے ہین اسفر الصبح اور کتاب چونکہ معانی کھولدیتی ہے اس لئے اوس کو سفر کہتے ہین اور اسی لئے کہتے ہین اسفار صبح کی روشنی مین آنا ۔

مگر شرع مین اس جگہ سفر سے مراد اقل مرتبہ تین منزل کا سفر ہے کس لئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کے بارہ مین فرمایا ہی کہ مقیم ایک رات دن مسح کرے اور مسافر تین رات دن اس سے معلوم ہوا کہ سفر اقل مرتبہ تین رات دن کے فاصلہ سے ہوتا ہے اس لئے کہ آنحضرت صلعم نے سفر کو علت مسح قرار دیا اور مسح کو معلول بنایا اور معلول علت سے زیادہ نہین ہوتا ۔

امام شافعی کہتے ہین کہ سولہ فرسخ کا فاصلہ ضرور ہے اور ہر فرسخ تین میل کا اور ہر میل بارہ ہزار قدم کا ہی کیونکہ ہاشم جد رسول اللہ صلعم نے جب جنگل ناپا تو میل کو بارہ ہزار قدم قرار دیا اور امام مالک و احمد و اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے ۔

مگر داؤد ظاہری نے مطلق سفر مراد رکھا ہے اور اسکی تقلید سے قاضی شوکانی نے درر بہیہ مین یہی فتوی دیا ہے۔ پس ان کے مذہب مین تو کوس کیا آدھے کوس تک جانے مین بھی روزہ نہ رکھے اور یہ بالکل غلط ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ

رمضان کا وہ مہینا کہ جسمین قرآن لوگون کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا جسمین ہدایت کی کھلی نشانیان ہین اور وہ حق و باطل مین فرق کردیتا ہی پھر جو تم مین سے کوئی

الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ۭ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

اوس مہینے کو پاوے یعنی جو گھر پر ہو اور جو بیمار یا مسافر ہو تو اور دنون مین گنتی پوری کرے اللہ تو تمہارے لئے آسانی چاہتا ہی اور تم کو مشکل مین ڈالنا نہین چاہتا

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(اور یہ اس لئے) تاکہ تم گنتی پوری کرو اور تاکہ تمکو جو خدا نے رہنمائی کی ہو اسپر اسکی بڑائی بیان کرو اور تاکہ (اسکی نعمت کا) شکر کرو

ترکیب

شہر رمضان مبتدا انزل فیہ القرآن خبر اور ممکن ہی کہ فمن شہد جملہ شرطیہ اسکی خبر اور ممکن ہی کہ شہر رمضان مبتدا محذوف کی خبر ہو یعنی شہر رمضان یعنی الایام المعدودات اور بعض نے شہر کو بانصب پڑھا ہی بدل بنایا ہی ایام معدودات سے ہدی حال ہی قرآن سے اور بعض نے کہا ہی کہ مفعول لہ انزل کا ہی بینات ای آیات وواضحات معطوف ہی ہدی پر اور والفرقان معطوف ہی الہدی پر ای حال کونہ ہادیا للناس حال کونہ بینات من الہدایۃ والفرقان ما یفرق بین الحق والباطل فمن شرطیہ تبعیضیہ اور ہ کی ضمیر کی خبر منکم حال ہی ضمیر فاعل سے اور مفعول شہد کا محذوف ہی ای شہد الصر اور الشہر ظرف ہی فلیصمہ جواب شرط ولتکملوا معطوف ہی الیسر پر اور لام زائدہ ہی۔

تفسیر

یہ آیت پہلی آیت کا تتمہ ہے۔ اول فرمایا تھا تم پر چند روز کے روزے فرض ہوئے اب اس آیت مین اُن چند روزون کی تشریح کردی کہ وہ چند دن کہ جن مین تم پر روزے فرض ہوئے رمضان کا مہینا ہے یہہ وہ مبارک مہینا ہے کہ جس مین قرآن نازل ہوا ہے کہ جو لوگون کے لئے ہدایت ہے اور حق و باطل مین تمیز کرنے کے بارہ مین کھلی نشانی بھی ہی پس جو اس مہینے کو پاوے تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو مسافر اور بیمار ہو تو اور دنون مین اتنے ہی رکھ لے اس سے خدا نے تمہارے لئے آسانی کردی اور نیز تعداد رمضان کی بھی پوری ہوجاتی ہے۔ اور اس لئے کہ تم خدا کی بڑائی بیان کرو کہ اُسنے ہمکو ہدایت کی اور ہمیشہ اسکی شکرگزاری کرتے رہو انزل فیہ القرآن اس مین کوئی بھی شبہہ نہین کہ انوار الٰہی ہمیشہ چمکتے رہتے ہین مگر علائق بشریہ اونکو ارواح بشریہ پر ظاہر ہونے مین حجاب ہوجاتے ہین اور ان علائق بشریہ کے دور کرنے مین روزہ سے بڑھکر کوئی چیز نہین اور نزول قرآن بھی انوار الٰہی کا کامل ظہور ہی سو اسلئے اسکا نزول ماہ رمضان مین قرار پایا اور یہی حکمت تھی کہ حضرت موسےٰ نے جبکہ کوہ طور پر اُنکو تورات ملی اور خدا نے اُنسے کلام کیا تو اول اُنسے چالیس روزے رکھوائے اور اسیلئے حضرت عیسےٰ نے بیابان مین چالیس روزے رکھے غالباً اونکو اُسی وقت انجیل عطا ہوئی ہو اور آنحضرت صلعم نے بھی غار حرا مین روزے رکھے اونپر وہان قرآن نازل ہوا رمضان کے مہینہ مین شب قدر مین جو تجلی الٰہی کا وقت ہے قرآن مجید تمام وکمال لوح محفوظ سے نقل ہوکر آسمان دنیا مین بیت المعمور ایک جگہہ ہے وہان نازل ہوا اور پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا دنیا مین آنحضرتؐ پر نازل ہوا کیا۔ پس اب اس آیت مین اور اس مین انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ وانا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ کچھہ بھی تعارض نرہا[۱]۔

[۱] کس لئے کہ لیلۃ مبارکہ بھی رمضان ہی مین تھی۔ اور نہ اس قول منتہی مین کہ قرآن شوال کے مہینے مین نازل ہونا شروع ہوا اور نہ اس آیت مین کچھہ تعارض باقی رہا۔

[۲] امام شافعی کہتے ہین کہ اس سے مراد عیدین کے روز تکبیر کہنا ہے ۱۲ [۳] بعض کہتے ہین انزل فیہ القرآن سے مراد یہ نہین ہی کہ رمضان مین قرآن اوترا بلکہ رمضان کی شان مین قرآن اوترنا مراد ہے جیسا کہ کہتے ہین انزل فی وعلی وانزل فی عمر ۱۲ منہ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا

اور جب آپ سے میرے بندے مجھ سے پوچھیں (تو کہدو کہ) میں تو پاس ہی ہون جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو مین جواب دیتا ہون پھر لوگونکو بھی ہمارا حکم ماننا چاہیے اور مجھ

بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

ایمان لانا چاہیے تاکہ وہ ہدایت پاوین

ترکیب

اذا سالک فعل عبادی فاعل کہ مفعول عنی متعلق ہے فعل سے یہہ تمام جملہ شرط فانی قریب ای فقل انی قریب جواب شرط اجیب خبر ثانی ہے۔

تفسیر

پہلی آیت مین تکبیر اور یاد الٰہی اور اوسکی شکر گزاری کا حکم تھا جس سے احتمال تھا کہ ہم تو اُسکو یاد اور اُسکی شکر گزاری کرتے ہین آیا وہ بھی ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے یا کہ دنیا کے امرا اور شاہنشاہون کی طرح وہان تک رسائی اور کسی کی شنوائی ہی نہین ہوتی! قطعہ روئے بر خاک عجز مے مالم ۔ ہر سحر گہ کہ بادمے آید ۔ ایکہ ہرگز فرامشت نکنم ۔ پیچیت از بندہ یادمے آید ۔ اس آیت مین اس شبہ کو زائل کر دیا کہ جب میرے بندے اے نبی میرا حال آپ سے پوچھین تو کہدو کہ مین تو انسے بہت ہی قریب ہون جو کوئی مجھے پکارتا ہے تو مین اُسکو سنتا اور جواب دیتا ہون جو مجھ سے دعا کرتا ہے قبول کرتا ہون ۔ پس میرے بندون کو بھی لازم ہے کہ میری اطاعت کرین اور گو مین اُنکی نظر سے غائب ہون لیکن وہ مجھپر ایمان لاوین تاکہ مجھ تک پہونچنے کا رستہ پاوین ۔

اس آیت کے شان نزول مین مفسرین نے مختلف اقوال نقل کیے ہین بعض کہتے ہین ایک بدوی نے آکر آنحضرت صلعم سے پوچھا تھا کہ ہمارا رب قریب ہو تو ہم اوس سے آہستہ مناجات کرین اور اگر بعید ہو تو پکارین؟ تب یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہین کہ آنحضرتؐ کسی جہاد مین تشریف لے گئے تھے صحابہ نے بلند آواز سے تکبیر و تہلیل پکارنی شروع کی آپ نے فرمایا تمہارا رب بہرا اور دور نہین تب یہہ آیت نازل ہوئی ۔ خدا تعالیٰ کا قرب اپنے بندون سے قرب جسمانی نہین کیونکہ وہ جسم سے پاک ہے علاوہ اس کے جسمانی چیزین جب مساوی درجہ پر قریب نہین ہوتی بلکہ ان دو شخصون مین سے (جو فاصلہ پر ہین) جس سے جس قدر قریب ہوگی دوسرے سے اوتنی ہی دور ہوگی بلکہ یہہ قرب علاوہ اس کے اور قرب ہے کہ جس کو کہین وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اور کہین هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ سے تعبیر کیا ہے اس کو اہل ظاہر قرب علمی کہتے ہین وہ ہم سے شاہ رگ تو کیا ہماری ذات اور ہمارے وجود سے بھی تو زیادہ قریب ہے مگر اس حجاب جسمانی کی وجہ سے وہ ہم کو دکھائی نہین دیتا ۔

اجیب دعوۃ الداع کے معنے ہم بیان کر چکے ہین کبھی جو دعا کا اثر ظاہر نہین ہوتا تو اوس مین کوئی حکمت الٰہی ہوتی ہے ملحدانہ خیال کے لوگ دعا اور اوس کے اثر کے منکر ہین جس سے تمرد پایا جاتا ہے ۔ بندہ کو لازم ہے کہ ہر حاجت مین اوسی کیطرف رجوع کرے ۔ دعا کے فضائل بیشمار ہین ۔

ملہ اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہین ۱۲

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ

روزوں کی راتوں میں اپنی بیبیوں سے اختلاط کرنا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے وہ تمہاری پوشش اور تم ان کی پوشش ہو خدا کو معلوم ہے کہ تم (اپنے)

تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

حق میں خیانت سے تھے سو اسنے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تم سے درگزر کی پس (اب رات میں) انسے ہم بستر ہو لیا کرو اور جو کچھ تمہارے لئے خدا نے مقدر کر رکھا ہے (یعنی اولاد) اسکو حاصل کرو اور جب تک

حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ

صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے ممیز ہو اس وقت تک کھا پی لیا کرو پھر روزہ کو رات تک پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں

وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

اعتکاف کے لئے بیٹھے ہو اکرو تو اپنی بیویوں سے اختلاط نکرو (یعنی رات میں بھی اختلاط نکرو) یہ (الٰہی) مقرر کی ہوئی حدیں ہیں سو انکے پاس بھی نہ جانا یوں خدا تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ

ترکیب

اصل فعل مجہول الرفث اسکا مفعول بالیم فاعل لیلۃ الصیام ظرف ہے الرفث کا اور بعض کہتے ہیں احل کا وفیہ نظر چونکہ رفث میں افضی کے معنے ملحوظ ہیں اسلئے اسکے صلہ میں الی ایا ب نہیں آئی۔ علم فعل اللہ فاعل انکم الخ جملہ مفعول۔ باشروا امر ضمیر انتم اسکا فاعل ہیں مفعول اور پھر وابتغوا اور کلوا واشربوا جملہ اسپر معطوف الآن ان سب کا ظرف من الفجر الخیط کا بیان ہے وانتم عاکفون الخ حال ہے لاتباشروہن سے۔

تفسیر

یہ آیت احکام صیام کا تتمہ ہے اکثر مفسرین یہ کہتے ہیں کہ ابتدا اسلام میں روزہ دار کو افطار کے بعد جب تک کہ عشا نہ پڑھے اور نہ سوئے کھانا پینا جماع کرنا درست تھا اور جب وہ عشا پڑھ چکے یا افطار کر کے سو جاوے تو پھر اسکے لئے یہ چیزیں ممنوع ہو جاتی تھیں جسطرح کہ اب صبح صادق سے ممنوع ہو جاتی ہیں چنانچہ اس آیت کی شان نزول میں مروی ہے کہ ایک انصاری (کہ جسکے نام میں اختلاف ہے معاذ کہتے ہیں ابو صرمہ اور براء کہتے ہیں قیس بن صرمہ) دن کے کام سے ہارا تھکا شام کو گھر میں آیا افطار کرنے کھانا لایا لگا کھانے میں کچھ دیر تھی سو گیا پھر اوسکو بیدار کیا تو اسنے اسلئے کہ بعد خواب کے کھانا منع تھا نہ کھایا اسی طرح روزہ پر روزہ رکھ لیا جس سے اگلے روز ضعف کے مارے اوسکا حال تباہ ہوا جناب رسول اللہ صلعم کو خبر دی گئی اور اس عرصہ میں حضرت عمر نے بھی عرض کیا کہ یا حضرت میں نے عشا کے بعد اپنی بیوی سے صحبت کی اسی طرح اور لوگوں نے بھی ایسے ایسے واقعات بیان کئے تب یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر کبیر) اس آیت میں خدا نے وسعت دیکر صبح صادق تک کھانے پینے جماع کرنے کی اجازت دیدی خواہ نماز عشا پڑھکر یا سوکر ان چیزوں کو استعمال میں لاوے اس آیت میں خدا فرماتا ہے کہ روزہ کی شب میں تمہارے لئے اپنی بیویوں کے پاس جانا مباح ہے کس لئے کہ اون سے تم سے باہم نہایت رغبت طبعی ہے اور ہمکو اپنے علم ازلی سے یہ بات معلوم تھی کہ تم سے صبر نہو سکے گا پس ہم نے تمکو اجازت دیدی کہ تم اونسے صبح صادق تک مباشرت کر سکتے اور کھا پی سکتے ہو مگر جب اعتکاف کے لئے مسجدوں میں بیٹھو تب اونسے رات میں بھی مباشرت نکرو۔

رفث لغت میں فحش باتوں کو کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الارفث ولا فسوق فی الحج پھر اس سے مراد وہ باتیں ہیں کہ جو بوقت جماع کیجاتی ہیں اور یہاں جماع مراد ہے (ہن لباس لکم) عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا لباس کہا اسوجہ سے کہ یہ باہم اس طرح لپٹتے اور چمٹتے ہیں کہ جسطرح لباس بدن سے لپٹا ہوتا ہے یا اسوجہ سے کہ ایک دوسرے کو ناجائز باتوں کے روکنے میں لباس کی طرح ستر ہو جاتا ہے یا اس لئے کہ جسطرح لباس مخصوص ہوتا ہے اسی طرح انمیں خصوصیت ہوتی ہے یا اس لئے کہ لباس کی طرف انسان کو رغبت طبعی ہوتی ہے اور وہ باعث زیب و زینت ہوتا ہے ایسا ہی معاملہ مرد عورت کا ہے (انکم کنتم تختانون) خیانت سے مراد وہ افعال ہیں کہ جو اس آیت کے نازل ہونے سے پیشتر بعض صحابہ سے ظہور میں آئے کہ کسی نے رات کو جماع کیا کسی نے کھایا پیا (وابتغوا) الخ سے بعض نے یہ مراد لی ہے کہ جماع سے غرض اولاد ہے سو اسکو طلب کرو محض قضاء شہوت مقصود نکرو

بعض کہتے ہین اس سے مراد ہی کہ جو چیز جماع مین تمھارے لئے جائز کی گئی ہی وہ لو یعنی دبر سے جماع نکرو اور خاص بیوی یا لونڈی سے یہ نفع لو معاذ بن جبلؓ و ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہین کہ اس سے مراد یہ ہی کہ اسی فعل مین شب کو تیر نکرو بلکہ بقدر ضرورت فارغ ہو کر لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ والخیط الابیض اور الخیط الاسود سے مراد رات اور صبح صادق ہی صبح صادق سے پہلے سفید ستون سا آسمان کے کنارہ سے مشرق کیجانب نمودار ہوتا ہے اسکے بعد سیاہی چھا جاتی ہے اسکو صبح کاذب کہتے ہین اسوقت تک کھانا پینا سب درست ہے اس کے بعد اسی سیاہی مین ایک سفید دھاری الٹ کر اوپر تک پھیل جاتی ہی یہان تک کہ پھر آفتاب طلوع کرآتا ہے اس سفید دھاری کو صبح صادق کہتے ہین پس جبتک دونون دھاریان باہم ممتاز ہو جائین جب تک کھانا پینا جماع ممنوع ہی کیونکہ صبح صادق سے دن شمار ہوتا ہے اور یہ ممانعت بموجب اتموا الصیام الی اللیل غروب آفتاب تک ہے بعض کہتے ہین کہ جب تک سرخی غائب نہو جائے تب تک بعض کہتے ہین ستارون کے برآمد ہونے تک ممانعت ہے جیسا کہ شیعہ کہتے ہین مگر جبکہ لیل عرف عرب مین غروب آفتاب سے گنی جاتی ہے اور نیز احادیث صحیحہ مین بھی بعد غروب کے متصلاً آنحضرت علیہ السلام کا افطار کرنا ثابت ہو گیا ہے تو پھر دیر کرنا تکلف بیفائدہ ہے۔

ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المساجد اعتکاف لغت مین کسی شے پر اپنے آپکو مقید کرنا خواہ بھلی پر ہو یا بری بات پر جیسا کہ یعکفون علی اصنام لہم مین وارد ہے لیکن شرع مین اعتکاف مسجد مین بہ نیت تقرب الٰہی بیٹھنے کا نام ہی امام ابو حنیفہ اس مین دو قیدین ٹھراتے ہین ایک یہ کہ مسجد مین روزہ کیساتھ بیٹھنا دوسری یہ کہ کم سے کم پورے ایک دن تک بیٹھے پس بغیر روزے کے مسجد مین بیٹھنا اسی طرح روزہ بھی تو دن بھر سے کم بیٹھنا اعتکاف شرعی نہ سمجھا جائے گا کس لئے کہ احادیث اور فعل صحابہ سے اعتکاف اسی طور سے پایا گیا ہے مگر امام شافعی ان دونون قیدون کو شرط نہین خیال کرتے کہ ان بغیر اعتکاف نہ سمجھا جائیگا ہان جو ان قیود کو مرعی رکھے تو اولے ہے۔

دلائل فریقین کی اون کتابون مین مذکور ہین اعتکاف مین بھی اپنی بیوی سے جماع کرنا درست نہین بغیر شہوت کے اگر ہاتھہ لگ جاوے تو کچھہ مضائقہ نہین۔ معتکف سوائے حاجت ضروری پیشاب پائخانہ یا نماز جمعہ کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔ رمضان کی اخیر عشرہ مین اعتکاف کرنا مسنون ہے۔ ابو مسلم اس آیت کے معنے مین یہ کہتے ہین کہ ابتدا اسلام مین روزہ کی کوئی تشریح نہ تھی کہ کب تک کھاوے پیوے اور یہود بلکہ عیسائی اس سبب سے کہ جہان کہین انکی کتابون مین روزہ کا حکم ہی وہان سے دنرات کا روزہ سمجھا جاتا ہی) دن رات کا روزہ رکھتے تھے انکے دیکھے مسلمان بھی یہی کرنے لگے تھے کہ رات کو بھی کچھہ کھاتے پیتے نہ تھے مگر اسمین مشقت تھی اور نیز وہ آسانی کہ جو اس شریعت مین رکھی گئی ہی اسکے بھی منافی تھا اس لئے خدا تعالی نے صریح اجازت دیدی کہ صبح صادق تک شوق سے کھاؤ پیو یعنے رات کا روزہ نہین سو یہ سمجھنا کہ یہ آیت پہلے حکم کے لئے ناسخ ہی غلط ہی۔ درحقیقت روزہ روح کی تازگی اور جسم کی پژمردگی کے لئے ایک عجیب نسخہ ہی اور نیز مشقت کشی کے عادی ہونیکے لئے اور تقویۃ جسمیہ کے لئے بھی اسکے فوائد بیشمار ہین اور اس لئے ہر ملت و مذہب مین اسکا دستور قدیم ہی اور ریاضت جسمانی کا مسئلہ اسلام مین ایک مہذب طریقہ پر ملحوظ رکھا گیا ہی۔ کیونکہ خدا نے اپنی اخیر نبی علیہ السلام کو متوسط طریق پر مبعوث کیا ہی اس لئے سحر تک کھانے پینے سے جسم کو پژمردگی مفرط سے بھی محفوظ رکھا کس لئے کہ افراط مین آکر بالکل جسم کو ہلاک کر یا روح کو اسکے کمالات حاصل کرنیسے محروم کر دیتا ہی اور لیکن پہلی امتون کے نفوس چونکہ زیادہ سرکش تھے اور انکے قوی بہیمیہ بھی تیز تھے اس لئے بقاعدہ ۔۔۔ وما بقدر مرض ،، انکو دن رات کا روزہ کی ضرورت تھی اسی طرح مشتہر بے مہار ہو کر ہر طرح کی لذات مین مستغرق رہنے سے بھی منع کر دیا اسی لئے اسلام مین سحری کھانا مسنون قرار پایا۔ السحور افان فی السحور برکۃ کہ سحری کھایا کرو اس مین برکت ہے

لہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی بن حاتم نے دو ڈوری سیاہ اور سفید لیکر اپنے تکیہ کے نیچے رکھہ چھوڑی پس جب تک ان مین فرق نہ معلوم ہوتا تب تک کھاتے پیتے رہے کتنے ہین کہ مین نے ایک روز آنحضرت سے اطلاع کی آپ ہنسے اور فرمایا کہ تیرے پاس بڑے لمبے چوڑے ڈورے ہین اے صاحب ان سے مراد رات دن کے دو ڈورے ہین کذا فی صحیح البخاری ۱۲ منہ

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

اور آپسمین ایک دوسرے کے مال ناروا طور پر نہ کھا جایا کرو اور نہ اوسکو حکام رسی کا ذریعہ بناؤ (رشوت مین دیکر) تاکہ لوگون کے مال کا کوئی حصہ ناجائز طور پر جان بوجھکر کھانے لگو

ترکیب

لاتاکلوا فعل انتم فاعل اموالکم مفعول بینکم ظرف ہے تاکلوا کا لان المعنی لاتتاکلوا بالباطل موضع نصب مین ہے بسبب تاکلوا کے وتدلوا مجزوم ہے بسبب معطوف ہونے کے تاکلوا پر لتاکلوا لام تدلوا سے متعلق ہے فریقا مفعول تاکلوا کا من اموال الناس اس کا بیان وانتم تعلمون جملہ حال ہے تاکلوا کے فاعل سے۔

تفسیر

گذشتہ آیات مین روزہ کا حکم اور اس مین مباح چیزون کے بھی وقت معین تک کھانے پینے کی ممانعت تھی جو نفس سرکش کے زیر کرنے کے لئے بڑی عمدہ ریاضت ہے ان آیات مین معنوی روزہ کا حکم دیا جاتا ہے کہ لوگونکے ناجائز طور پر مال نہ کھا جایا کرو وہ گناہ جو حقوق العباد سے متعلق ہین کسی کا غصب۔ رشوت۔ چوری۔ دغابازی خیانت حیلہ سازی یا معصیت کی ذرائع سے پیدا کردہ مال کھانا اور مال کو حکام رسی کا رشوت دیکر ذریعہ بناکر لوگون کے مال اوڑا جانا مخل تمدن اور روسیاہی کا بھی باعث ہے۔ ان گناہون سے خصوصاً پرہیز کرنا بھی ایک قسم کا روزہ ہے اور نیز روزون کی راتون مین کھانے کی اجازت تھی اس جگہ بتادیا کہ کھاؤ تو مال حرام نہ کھایا کرو اس مناسبت سے اس مسئلہ کا بھی ذکر ہوا اور اس کے بعد اور بھی ممنوع چیزون کا ذکر ہوتا ہے اور مفید اعمال کی تاکید فرمائی جاتی ہے تاکہ معنوی روزہ کی تکمیل ہوجائے۔

تدلوا ادلاء سے مشتق ہے جسکے معنے ہین کنوئین مین ڈول ڈالنا قال تعالی فادلی دلوہ مگر اس سے مراد بذریعہ رشوت حکام سے ربط پیدا کرنا تاکہ لوگون کے مال ناحق مارے۔

ف اموالکم کے بظاہر معنے اپنا مال ہی پھر اپنے مال کو بینکم بالباطل سے کہنے کے کیا معنے! اس کے دو جواب ہین اول یہ کہ اموالکم سے مراد اپنے لوگون کا مال ہے جو ایک معنے سے اپنے بھائیون کا مال اپنا ہی سمجھا جاتا ہے اموالکم کے ساتھ تعبیر کرنے مین شفقت دلانا مقصود ہے کہ یہ بھی تمہارا ہی مال ہے اس کو بیدریغ ناجائز حیلون سے نہ کھا جایا کرو دوم اپنا مال بھی باطل طریقہ سے کھانا درست نہین۔ اسراف فضول خرچی عیاشی کھیل تماشے لہو ولعب مین صرف کرنا ناجائز طریقون سے کھانا ہے۔

پہلی صورت مین ناجائز طریقہ سے کھانے کی یہ صورتین ہین۔ دغا فریب دیکر کھانا رشوت اور سود مین دینا لینا رمل جفر نجوم وغیرہ شعبدونسے مال مارلینا جھوٹے ٹوٹکے فال وغیرہ سے حاصل کرلینا فتوون مین رشوت لینا حکام اور اہل عدالت کا رشوت لینا جوئے سے لینا سب باطل مال کھانا ہے جو اس آیت سے حرام ہے

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا

آپ سے ہلالون (چاندون) کی حقیقت پوچھتے ہین انسے کہدو کہ یہ لوگون کے معاملات اور حج کے اوقات بتلانے کے لئے ہین اور یہ تو کچھ بھی نیکی نہین کہ گھرون میں انکے پیچھے سے آیا کرو

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

لیکن نیکی تو اسکی ہے کہ جو پرہیزگاری کرتا ہے اور گھرونمین انکے دروازون سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

ترکیب

یسئلون فعل بافاعل کہ مفعول عن الاہلۃ متعلق ہے یسئلون سے ہی مبتدا مواقیت للناس معطوف علیہ والحج معطوف مجموعہ خبر البر اسم لیس بان تاتوا البیوت اسکی خبر۔

تفسیر

جبکہ رمضان کے روزے فرض ہوگئے تو چاند کے حساب سے رمضان اور شوال کا اور تیسرے حج کے مہینونکا حساب و شمار عرب کے قدیم عادت کے موافق ایک ضروری بات ہوگئی اس لئے بعض لوگون نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہلالون سے سوال کیا کہ اسمین کیا سر ہے کہ اول رات تو نہین چاند باریک خمدار ہوتا ہی پھر بڑھتے بڑھتے بڑھ جاتا اور پورا ہوجاتا ہی اور پھر گھٹنے لگتا ہے آخر پھر وہی باریک خمدار رہجاتا ہی چونکہ یہ مسئلہ علم ہیئت سے متعلق تہا جسکے سمجھنے کی اون ان پڑھ لوگون کو لیاقت نہ تھی مفت الجھن مین پڑجاتے اس لئے اس سے اعراض کرکے جو ہلالون کا فائدہ تھا وہ بتادیا کہ یہ لوگون کے معاملات اور اوقات بتاتے ہین چاندون سے مہینے اور مہینون سے سال برس بنتے ہین عرب کے نزدیک صاف اور موٹا حساب جسکو ہر ایک سمجھ سکے چاندون ہی سے تھا۔ اور اب بھی ہے۔ اس جواب سے دو باتون کی تعلیم ہوگئی اول یہ کہ جن اشیاء کے حقائق و اسرار سمجھنے کی لیاقت نہو انسے سوال کرکے اپنا اور مجیب کا وقت ضائع نہ کرنا چاہئے بیکار باتون مین مصروف ہونا تضیع اوقات ہے دویم یہ کہ اگر کوئی اس قسم کا سوال کرے بھی تو جہان تک اسکے مفید مدعا ہو بتلا دینا چاہئے زجر و توبیخ کرنا خلاف اخلاق ہے۔

ہلال اول رات کے چاند کو کہتے ہین اسکی جمع اہلہ آتی ہے۔ چونکہ یہ ذکر جواب مین آچکا کہ ہلال حج کا وقت بھی بتلاتے ہین اس مناسبت سے حج جیسی عمدہ عبادت مین جو کچھ عرب کے جاہلون نے تعریف کر رکھی تھی اور لطف یہ کہ اسکو نیکی سمجھے ہوئے تھے اور اصلی نیکی سے بیخبر تھے اس لئے اس تعریف اور جملہ نیکیون کے اصل الاصول کو بتادیا۔ احرام باندھنے کے بعد جو عرب کے لوگون کو گھر مین آنیکی ضرورت پڑتی تھی تو پس پشت سے آتے تھے تاکہ دروازہ سے آنے مین حج سے اعراض نہ پایا جائے فرمادیا یہ کچھ بھی نیکی نہین اور تو دروازونسے آیا کرو واتوا البیوت من ابوابہا حکمت کا ایک بیش بہا گوہر ہی جسمین اشارہ ہے کہ جس کام کو کرو اسکے رستے سے کرو اسباب عادی کو اور اسکے مناسب تدابیر کو عمل مین لاؤ یہ دنیا و دین کے سب کاموںکو حاوی ہی اصلی نیکی کیا ہی اتقوا اللہ خدا سے ڈرنا اور پرہیزگاری کرنا جملہ ممنوع امور سے الگ رہنا خواہ وہ از قسم عقائد ہون یا از قسم اعمال ہون اور ہی پر فلاح دارین وابستہ ہی لعلکم تفلحون سعادت کے گھر کا یہی دروازہ ہی۔ یہ بھی معنوی روزہ کا تتمہ بیان تھا۔

ف واتوا البیوت من ابوابہا کلام حکمت ہے جو بہت سے معانی جلیلہ کی طرف اشارہ کرتا ہی از انجملہ یہ کہ جو کام کرو اسکے قاعدہ اور دستور ہی کو خلاف قاعدہ کام کرنا گھر مین پس پشت سے آنا ہے۔ گھر سے مقصود کی طرف اور دروازہ سے اسکے رستہ اور قاعدہ کی طرف استعارہ ہی ۱۲ منہ

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ

اور (اے مسلمانو) جو تم سے لڑتے ہیں تم بھی اسکے اللہ کی راہ میں لڑو اور زیادتی نکرو خدا ہرگز زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ان کو جہاں کہیں

ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

پاؤ قتل کرو اور انکو وہاں سے نکالدو کہ جہاں سے اونہوں نے تمکو نکالا ہے (مکہ سے) اور فساد تو قتل سے بھی بڑھکر ہے اور اسے خانہ کعبہ کے پاس نہ لڑو

حَتّٰی یُقٰتِلُوْكُمْ فِیْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

جب تک کہ وہ تم سے یہاں نہ لڑیں پھر اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی انکو قتل کرو کافروں کی ایسی ہی سزا ہے پھر اگر وہ باز آجاویں تو خدا غفور الرحیم ہے

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝

اور ان سے یہاں تک لڑو کہ فتنہ فساد باقی نہ رہے اور سب اللہ کا دین ہوجائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو سوائے ظالموں کے کسی پر زیادتی جائز نہیں

ترکیب

قاتلوا فعل انتم اسکا فاعل فی سبیل اللہ اسکے متعلق الذین یقاتلونکم جملہ مفعول ولا تعتدوا معطوف ہے قاتلوا پر اللہ اسم ان لا یحب اخ خبر واقتلوا فعل انتم فاعل ہم مفعول حیث متعلق ہے اقتلوا سے وقس علیہ اخرجوہم۔ الفتنۃ مبتدا اشد اخ خبر حتی بمعنے کے اور ممکن ہے کہ بمعنے الی ان ہو لا تکون کان تامہ اور یکون میں بھی کان تامہ اور جو دونوں کو ناقصہ کیا جاوے تو للہ خبر عدوان ہم لا الا علی الظالمین خبر لا

تفسیر

پہلی آیت میں فرمایا تھا کہ نیکی گھروں میں پیچھے سے آنے میں نہیں بلکہ نیکی تقوی ہے اور تقوی کی بڑی شاخ اللہ کے دشمنوں سے لڑکر زمین کو کفر و معاصی اور دیگر فساد سے پاک کرنا ہے جسکی بھلائی اور جس کا عام فائدہ آیندہ نسلوں تک باقی رہتا ہے اسی لئے اس آیت میں خدا تعالی نے قتل فی سبیل اللہ یعنی جہاد کا حکم دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کبار کے ساتھ بارادہ حج مدینہ سے کوچ کرکے مکہ کی طرف چلے اور جب بمقام حدیبیہ آئے تو کفار قریش نے آپ کو روک دیا اور کئی روز تک آپ وہاں ٹھہرے رہے اور آخر واپس چلے آئے پھر اگلے سال حج کی تیاری کی اور صحابہ کو خوف ہوا کہ قریش بجنگ پیش آئیں گے اور ان مہینوں میں صحابہ جنگ کرنے کو نہایت مکروہ جانتے تھے اس کشمکش میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جسمیں خدا تعالی نے انسے جنگ کرنیکی رخصت دی اور بوقت ضرورت تلوار اٹھانے کی اجازت دی کہ اے مسلمانو! خدا کی راہ میں جنگ کرو مگر زیادتی نکرو بچوں اور عورتوں اور بڈھوں کو نہ مارو سبر درختوں کو نہ کاٹو عہد شکنی نکرو کس لئے کہ خدا کو زیادتی کرنیوالے پسند نہیں[1] اور جب تم میں اور انمیں کوئی عہد قائم نہو تو انکو جہاں پاؤ قتل کرڈالو اور جس طرح اونہوں نے تمکو مکہ سے نکالدیا ہے تم بھی انکو وہاں سے نکالدو اور یہ خیال نکرو کہ ہمنے انکو مقام مقدس میں قتل کیا اور وہاں سے نکالا کیونکہ وہ وہاں فتنہ اور فساد کرتے ہیں اور فتنہ تو قتل سے بھی بڑھکر ہے جسکا نتیجہ خرابی بلا اور پریشانی عباد ہے۔

[1] مگر مسجد الحرام کے پاس انسے جنگ نکرو جب تک کہ وہ وہاں تم سے جنگ نکریں اور اگر وہ وہاں حرمت خانہ کعبہ ملحوظ نرکھیں اور تم سے جنگ کریں تو تم وہیں انکو قتل کرو کس لئے کہ خدا کے دشمنوں کی یہی سزا ہے[2] اور جو وہ باز آجاویں اور توبہ کرلیں تو خدا بھی غفور الرحیم ہے[3] اور کفار سے لڑتے رہو جب تک کہ دنیا پر فتنہ و فساد باقی نرہے اور احکام الہی پر بے روک ٹوک عمل درآمد ہونے لگے۔

---

[1] یعنی اگر وہ تم پر مسجد الحرام کے پاس قتال کرنیکا الزام لگاکر بے ادبی کعبہ کا طعنہ دیں تو وہ خود اس کے مرتکب ہیں کیونکہ مسجد الحرام میں فتنہ اوٹھا رکھا ہے جو قتل سے بھی بڑھکر ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی دنیا پر سب احکام الہی چلنے لگیں رکاوٹ اٹھ جائے سرکشوں کے قتل اور مغلوب کرنیسے ۱۲ منہ [3] مکہ کے قریب ایک جگہ ہے ۱۲ منہ

متعلقات

فتنہ کے لغوی معنے امتحان اور آزمائش کے ہین اور اسی لئے نعمت اور مصیبت کو بھی فتنہ کہتے ہین کہ اس حالت مین صبر و شکر کے بارہ مین آزمائش ہوتی ہی + مگر اس جگہ مراد ابن عباسؓ کے نزدیک کفر و شرک ہے کیونکہ اس سے زمین پر فساد اور خرابی پھیلتی ہے جس سے ظلم اور باہمی قتال و جدال پیدا ہوتا ہے جو موضع آزمایش ہی اور دیگر علماء فرماتے ہین کہ اس سے مراد فساد اور ظلم وغیرہ قبایح ہین اور شرک و کفر بھی اسمین شامل ہے۔

اس آیت مین خدا تعالی نے اولاً یون فرمایا کہ جو تم سے لڑے تو تم بھی اُس سے لڑو اور مسجد الحرام کے پاس حتی المقدور جنگ سے ادبا باز رہو گویا یہ جنگ بحالت مدافعت ہی مگر زمین کا ہر قسم کی برائی اور جور و ظلم سے پاک کرنا عالم بالا کا اصل منشا تھا اور اس لئے خدا تعالی نے عرب کے ملک مین وہ نبی برپا کیا کہ جسکی اجمالی خبر کتب مقدسہ بالخصوص ۵۰ زبور[1] مین ہی اور جسکی معرفت زمین پر آسمانی سلطنت کا ظاہر ہونا مقدر تھا اور ان شریر لوگونکی گوشمالی اور سزا علم الٰہی مین ٹھہر چکی تھی کہ جنسے تورات و دیگر صحائف[2] مین خطاب کرکے فرمایا گیا تھا کہ وہ بدون کوچہ و سبّی[3] کی طرح چھانٹے گا اور آتشی شریعت سے بت پرستی اور شرارت کو مٹا دیگا اور یہہ کام بعد موسےٰ علیہ السلام کے پورا پورا سرانجام پانا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھہ پر مقدر تھا کہ آپ خدا کے نائب بنکر زمین پر ہر قسم کی نیکی پھیلاوین۔

اسی لئے حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ فرماکر یہ عام حکم دیدیا واقتلوھم حیث ثقفتموھم قرآن مجید مین یہ اول آیت ہے کہ جسمین جہاد و قتال کا حکم دیا گیا ہے آنحضرت جب مکہ مین تھے تو کفار قریش نے خود آنحضرت پر اور مسلمانون پر نہایت ظلم و ستم کئے تھے یہانتک کہ مکہ سے نکالدیا اور بہت لوگ ملک حبش مین چلے گئے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور مسلمانون کو ادائے فرائض اور عبادات الٰہی سے روکدیا تھا ایسے وقت مین خدا تعالی نے مسلمانون کو جہاد و قتال کی اجازت دی مخالفین اسلام محض تعصب و عناد سے جہاد کے بارہ مین اعتراض کرکے اسلام پر دھبا لگایا کرتے ہین۔

(۱) یہ کہ بردباری اور فروتنی اور باہمی محبت اور عفو کا مسئلہ جو اور کتب انبیاء بالخصوص انجیل مین ہی (کہ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو اُسکی طرف دوسرا گال کردے اور جو تیرے لئے بُرا چاہے تو اُسکی بھلائی چاہ) قرآن و اسلام اس سے خالی ہے بلکہ برخلاف ہے۔

(۲) برخلاف تمام انبیاء سابقین کے لوگونکو بزور شمشیر اسلام مین لانے کی تاکید ہے اور جو اسلام نہ لاوے اوسکو بیرحمی سے قتل کرنا اور اُسکی جورو اور معصوم بچون کو لونڈی و غلام بنانا اور اسکے گھر بار کو لوٹنا عام دستور اہل اسلام کا ہے۔

(۳) اس جہاد کے مسئلہ نے مسلمانونکو ہر ایک قسم کے ظلم و زیادتی کی غیر مذہب والون کے ساتھہ اجازت دیدی یہانتک کہ جو مسلمان غیر مذہب بادشاہون کے ملک مین امن پاکر رہتے اور اُنکے سایہ حفاظت مین پرورش پاتے ہین اُنکے ساتھہ بدعہدی کرنا اور جس غیر مذہب نے پر قابو پانا اُسکو مار ڈالنا اور بادشاہ کے ساتھہ بغاوت کرنا بدخواہی کرنا اسلام مین باعث ثواب ہے حالانکہ یہہ وہ باتین ہین کہ جنکو نہ الہام قبول کرتا ہے نہ عقل تسلیم کرتی ہی بلکہ یہ امور تمدن کے بھی صریح برخلاف ہین پھر ایسی باتون کے سروج کو کیونکر نبی کہا جاوے؟ اور اسی لئے اسوقت کے جسقدر روشن دماغ مسلمان ہین وہ بھی انتظام مملکت مین شریعت کو دخل نہین دیتے اور جو اُس پرانے وحشیانہ قانون پر چلتے ہین تو اُنکے ملک بھی برباد اور تنزل پذیر ہین۔

---

[1] ۵۰ زبور مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے یہ لکھا ہی وہ اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا۔

[2] ہمارا بادشاہ آویگا اور چپ چاپ نہ رہے گا آگ اُسکے آگے آگے فنا کرتی جائے گی اور اسکے گرداگرد شدت سے طوفان ہوگا وہ اوپر آسمان کو طلب کرتا اور زمین کو بھی تاکہ اپنے لوگون کی عدالت کرے ۱۲ چنانچہ آنحضرتؐ کا اسکے مطابق ہیبت اور شوکت سے ظہور ہوا اور دنیا مین کامل عدالت بھی کی۔

[3] انجیل متی کے ۳ باب مین ہی۔ توبہ کرو کیونکہ آسمانی بادشاہت نزدیک ہی۔ (۱۱) وہ جو میرے بعد آتا ہی مجھہ سے زورآور ہی کہ مین اُسکی جوتیان اُٹھانیکے قابل نہین۔ اسکا چھاج اُسکے ہاتھہ مین ہی اور وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کریگا اور اپنے گیہون کو کھتے مین جمع کریگا پھر بھوسی کو اُس آگ مین جو کبھی نہین بجھتی (دوزخ) جلا دیگا ۱۲ منہ

مخالفین بالخصوص یورپ کے ملحد اور انکے مرید اور مشنری ان اعتراضات پر بڑے نازان ہین (۱) واضح ہو کہ علم اخلاق کے احکام دو قسم ہین ایک وہ کہ جنکی پابندی ہر شخص کے لئے ضرور ہی دوسرے وہ کہ جنکی پابندی سے مستحق خاص خاص لوگ بوجہ حصول مزید درجات ہین - عام لوگونسے اُنپر عمل ہو نہین سکتا مثلاً جو کوئی کسی کو قتل کرے یا چوری یا غصب سے کسی کا مال لیوے یا اور کسی قسم کی تعدی کرے اسکا معاف کردینا خاص لوگونکا کام ہی لیکن کوئی شریعت اور کوئی نبی اس حکم کو عام نہین کرسکتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو دنیا مین ظلم وستم کا دروازہ کھلجائے کبھی ایسی بات پر عمل کیا ہی! ہرگز نہین بلکہ یہ مکارم اخلاق خاص خاص لوگونکا خاص وقت مین دستور العمل ہوسکتا ہی قانون عام نہین ہوسکتا -

ہندو اپنے مذہب کو بڑا ہی رحیم کہتے ہین آدمی تو کیا کسی جاندار کا قتل کرنا بھی روا نہین رکھتے پھر کوئی دھرماتما ہندو یہ بتلا سکتا ہی کہ اس قانون کا فائدہ اور اثر سوا اسکے کہ صرف زبانی جمع خرچ ہو اور بھی کچھ کسی زمانہ مین ہوا ہے؟ جن زمانون کو یہ ست جگ اور دواپر کہکے اُنکے متبرک ہونے پر بڑی خوشی ظاہر کرتے ہین کیا اُنمین اُنکے بزرگونکے ہاتھونسے کہ جنکے یہہ مقولے ہین سیکڑون آدمیونکی جانین تلف نہین ہوئین؟ مہابھارت سے کوئی ہندو ناآشنا نہین - اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ ایسی عفو اور رحمدلی اور بردباری کی باتین جس مذہب مین ہین وہ خاص لوگون کے لئے ہین نہ یہ کہ عموماً قوم کے لئے قرآن مجید مین بھی یہ مکارم اخلاق بہت کچھ مذکور ہین سورہ حم سجدہ مین فرماتا ہی ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم ۝ بھلائی اور برائی دونون برابر نہین تو برائی کے جواب مین بھلائی کر پھر جو تیرا دشمن بھی ہی وہ بھی نہایت دوست ہوجاویگا یہ خصلت صابرین اور بڑے نصیبہ والونکو نصیب ہوتی ہی - اب دیکھئے اسمین بلالحاظ مومن وکافر ہر قوم وغیر قوم وبلا قید یگانہ وبیگانہ کیسی قدر رحمدلی اور بردباری اور عفو کی تعلیم ہی کہ جو دوسرے گال پھیر دینے کی اندر نہین کیونکہ اسمین تو دشمن کے ساتھ بجائے صبر کے نیک سلوک کی بھی تعلیم ہے ایک جگہ فرماتا ہی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیۃ کہ خدا تمکو حکم دیتا ہی کہ تم عدل وانصاف کرو اور اسی پر بس نکرو بلکہ بلا قید مومن وکافر یگانہ وبیگانہ سب کے ساتھ نیک سلوک کرو پھر نیک سلوک مین کوئی قید نہین بلکہ عام رکھا ہی ایک جگہ فرمایا ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واٰتی المال علی حبہ ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب اس آیت مین بلا قید مومن وکافر اپنے بیگانون سب کے ساتھ سلوک کرنیکا حکم ہی ایک جگہ فرماتا ہی ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور اور اسی طرح بیشمار آیات ہین اور احادیث صحیحہ اس بارہ مین بکثرت ہین علاوہ اسکے جناب پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمدلی اور فروتنی اور بردباری اور مخالفون کے ساتھ قدرت پاکر نیک سلوک کرنا ضرب المثل ہوگیا ہی ایسے صدہا واقعات فن سیرت مین موجود ہین کہ جنسے ثابت ہی کہ اسلامی رحمدلی اور خود پیغمبر علیہ السلام کی نرم دلی بردباری تواضع عفو کا کچھ انتہا نہ تھا آپکے جانشینون کے اخلاق وعادات بھی باوجودیکہ وہ بڑی بڑی سرسبز اور عالی شان سلطنتون کے مالک ہوگئے تھے نہایت رحیمانہ عفو وحلم کے سانچے مین ڈہلے ہوئے تھے مسلمانون کے بے نظیر فتوحات کا جو انکو قرن اول مین نصیب ہوئین یہ بھی ایک بڑا سبب تھا الحاصل جسنے قرآن واحادیث کو پڑھا ہی وہ مکارم اخلاق سے جو اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانہ پر ہو قرآن اور اسلام کو خالی رہنے کا الزام نہین لگا سکتا مگر اسکے ساتھ قوانین معدلت اور سرکشون اور گمراہون اور گمراہ کنندونکے سرنگون کرنیکا مسئلہ بھی ضرور قرآن مین ہی جسکا سلسلہ انبیائے پیشہ سے خوشخبری دیتا آیا ہی اور جسکی بلحاظ ادا کرنے فرض منصبی مذہب کو از حد ضرورت ہے

(۲) اسلام مین کہین بزور شمشیر مسلمان کرنیکا حکم بھی نہین چہ جائیکہ تاکید بلکہ اسکے برعکس حکم ہے تاکید نہین بلکہ علانیہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی یعنی دین مین کسی پر کچھ زبردستی نہین گمراہی اور ہدایت مین فرق ظاہر ہوگیا - اسلام کسی کو مجبور نہین کرتا کہ زبردستی مسلمان ہوجاوے[۱] - زنا شراب خواری قمار بازی وغیرہ بدرسوم کو کیون بزور مٹایا اور کیون بت پرستی کو جرم قرار دیا تو یہ محض بیہودہ اعتراض ہی کیا اسوقت کے روشن دماغ جرائم کو بزور نہین مٹاتے؟ اور بعد جنگ کے مخالفون کے مال وانباب ضبط نہین کرتے اونکو قید مین نہین ڈالتے اسی طرح اسلام آسمانی باغیون کے ساتھ کرتا ہی اور اُنکو قید غلامی کی سزا دیتا ہی اگر اسپر اعتراض ہے تو پھر دیندار عیسائی انبیاء

[۱] پیغمبر علیہ السلام اور انکے جانشینون نے مصلحت ملکی ومذہبی کے لحاظ سے اسبات کی ضرور کوشش کی کہ غیر مذہب اہل عرب عرب مین رہنے نہ پائے باہر چلا جائے اسکے سوا اور ممالک مین مسلمان اور مشرک وغیر مذاہب کے لوگ سلطنت کے مطیع رہکر مساوی درجہ پر بود وباش کے مجاز تھے پر عرب سے باہر کرنے کو اگر کسی نے بزور شمشیر اسلام لانے پر مجبور کرنا سمجھ لیا ہی تو یہ اوسکی خوش فہمی ہے اسلام بے قصور ہے ۱۲ منہ

بنی اسرائیل پر بھی اعتراض کریں کہ جنہوں نے زن و بچہ بلکہ جانوروں تک بھی مخالفوں کا زندہ نہ چھوڑا تورات اور کتاب یوشع وغیرہ کو ملاحظہ فرمائے۔

(۳) اسلام نے غیر مذہب والوں کے ساتھ ظلم و زیادتی قتل و بدعہدی کی ہرگز اجازت نہیں دی نہ جس بادشاہ کے امن میں آرام پائیں اور فرائض مذہبی کو بہ آزادی ادا کریں اُسکے ساتھ بدعہدی اور بدخواہی کی رخصت دی ہے بلکہ عہد پورا کرنیکی نہایت تاکید ہے والموفون بعھدھم بھی آیت سابقہ میں آچکا ہے اور متعدد مواضع میں آیا ہے اور احادیث میں بکثرت وارد ہے۔ ہرقل شاہ روم اور دیگر مخالفین اسلام شاہوں کے ملک میں جب صحابہ تجارت یا اور کسی کام کو گئے انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا اور جو یہ اعتراض کرتا ہے وہ اسلام اور قرآن پر بہتان باندھتا ہے یا ناواقف ہے۔ اسلام صرف ان چند صورتوں میں جہاد کی اجازت دیتا ہے اور حسب ضرورت تاکید بھی فرماتا ہے اول یہ کہ مخالفین اسلام مسلمانوں کے ملک اور معابد پر قبضہ کرنیکے ارادہ سے حملہ آور ہوں اور مسلمانوں پر چڑھائی کریں جیسا کہ احزاب کا واقعہ۔ دوسرے یہ کہ کسی جگہ مسلمان اور کافر قدیم سے ملے جلے رہتے ہیں اور پھر کفار انکو ادائے مراسم مذہبیہ سے منع کریں اور جلاوطنی پر مجبور کریں اور محض اسلام کیوجہ سے ظلم و تعدی کرنا شروع کریں جیسا کہ کفار قریش نے مکہ میں مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا اس صورت میں اگر وہاں کے لوگوں کو مقابلہ کی طاقت نہیں تو اسلام کو مخفی نکریں اور مراسم اسلامیہ سے باز رہنا اختیار نکریں بلکہ وطن چھوڑ کر کسی دار اسلام میں چلے جاویں اور اُسکو ہجرت کہتے ہیں یہ ایسی حالت میں فرض ہے جیسا کہ صحابہ اور خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اس صورت میں باہر جاکر جمعیت بہم پہنچا کر ضرور مخالفین کو مغلوب کریں جسطرح کہ آنحضرتؐ نے مدینہ سے آکر مکہ فتح کیا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ مسلمان اپنی قوت و شوکت اور سامان حرب و قتال بہم پہنچا کر اپنے آس پاس کے بادشاہوں اور قریب و بعید کے ملکوں کو دین حق کی منادی کریں اور بت پرستی اور دیگر رسوم قبیحہ ترک کرنے اور امور فطرت کے اختیار کرنیکا حکم دیویں (کس لئے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ نے راستی اور آسمانی سلطنت قائم کرنے کے لئے جناب نبی علیہ السلام کو بھیجا ہے جیسا کہ کتب مقدسہ سے بھی ثابت ہے اور آپکے بعد الی یوم القیامۃ آپکے جانشین اسکام پر مامور ہیں) اگر وہ لوگ امر حق اختیار کریں اور فساد سے باز آویں تو ان سے کچھ نہ کہیں ورنہ انکو ماتحتی اسلام پر مجبور کریں اور اگر یہ بھی نہ مانیں تو اخیر درجہ جسطرح آجکل مہذب گورنمنٹیں دفع فساد کے لئے فوج کشی کرتی ہیں شاہ اسلام لشکر کشی کرے جیسا کہ شام و ایران وغیرہ بلاد پر صحابہ نے لشکر کشی کی مگر لڑکے عورتوں بڈھوں کو نہ مارے کھیتیاں نہ اوجاڑے۔ پس ان صورتوں میں جبکہ طرفین سے جنگ قائم ہوتی ہے تو سوائے واغلظ علیھم اور واقتلوھم حیث وجدتموھم کے اور کیا ہوتا ہے؟ جس قدر کفار پر سختی اور قتل میں سعی کرنے اور ثابت قدم رہنے کی تاکید ہے سو وہ خاص ان صورتوں میں ہے اور انہیں کے لئے قرآن میں جابجا تاکید ہے اور انہیں میں مارے جانے سے شہادت ملتی ہے اور انہیں کے اجر و ثواب قرآن مجید میں جابجا مذکور ہیں باقی اور سب صورتوں میں وہی رحمدلی اور عفو و رنہ عدل و انصاف۔ اب فرمائے کونسا اعتراض ہے[1]؟

---

[1] اور جو انصاف یہود و نصاریٰ سے اب بھی اعتراض سے باز نہ آئیں اور ملحدانہ طور سے کہیں دوکہ قرآن نے ریلیجس لبرٹی اور کانشنس کا ستیاناس کر دیا اور مذہبی آزادی کو باقی نہ رکھا اور آسمانی حقوق کے لئے کیوں تلوار اٹھائی اور کیوں کافروں پر قہر و غضب ظاہر کیا یہ تو اس سے پیشتر وہ بائبل اور اپنے دینی پیشواؤں پر بھی اعتراض جمادیں کہ جنہوں نے مذہبی جنگ قائم کی اور جنہوں نے کفار سے عہد باندھنے کی بھی سخت ممانعت کر دی۔

چنانچہ تورات سفر خروج کے ۲۲ باب ۲۰ درس میں ہے تو جادوگرنی کو جینے مت دے۔ جو کوئی چارپائے سے مباشرت کرے مارا جائے جو کوئی خدا کے سوا اور معبود کے لئے قربانی کرے مارا جاوے عذاب دیگر پھر ۱۷ باب میں قوم عمالیق سے جنگ کی نسل در نسل اون سے جنگ کرنے کا حکم دیا پھر ۲۳ باب میں خدا کا کفار سے دشمنی رکھنا اور تمام کفار کی ہلاکت کا وعدہ کرنا۔ اور ان سے معاہدہ کرنے کی سخت ممانعت مذکور ہے پھر ۳۲ باب میں بسبب گوسالہ پرستی کی بھائی کو بھائی اور دوست کو دوست کے ہاتھ سے قتل کرنے کا حکم اور تیئس ہزار دن کا قتل ہونا بھی مندرج ہے پھر کتاب استثنا کے ۲ باب میں حسبون کے بادشاہ موری سے جنگ کرنے کا حکم ہے پھر ۳ باب میں عوج کو اوس کی تمام قوم سمیت قتل کرنا مذکور ہے جس میں اون کی عورتیں اور معصوم بچے بھی بحکم خدا قتل کئے گئے اسی طرح سیکڑوں مقامات ہیں پھر کتاب یشوع کو دیکھئے کہ اس میں کافروں کے ساتھ کیا بیرحمانہ برتاؤ لکھا ہے اور زن و مرد جاندار وں تک نبی نے تہ تیغ بیدریغ کیا ہے اب عیسائیوں کے بزرگوں کی طرف آئیے قسطنطین اعظم نے عیسوی چوتھی صدی میں مذہبی قتل عام کیا۔ پھر ایرین چرچ نے مقلدین اتھانسیس کو کس بیرحمی سے افریقہ میں قتل کیا اور روس چرچ نے جرمن و برطانیہ و فرانس میں اور اٹلی کے شمال میں الیس کے پہاڑوں میں دریائے خون خاص مذہب کے لئے بہایا۔ اسٹریا میں تیس برس تک مذہبی جنگ رہی ملک فرانس میں چارلس نہم عیسائی نے تین لاکھ پراٹسٹنٹ کو بیرحمی سے قتل کیا بلکہ کون بیری اور لوئیس چہاردہم نے کیسا قتل عام مذہب کے لئے کیا اور ہنری ششم شاہ انگلستان نے کاتھولیک لوگوں کو قتل کر کے مذہب پراٹسٹنٹ پھیلایا پھر انگلستان میں ایک سو تیس برس تک پراٹسٹنٹوں نے اپنا مذہب جاری کرنے کے لئے کیسے کیسے ظلم و ستم کئے پھر جان کالون نے شاہ سروئیس کو تر خیب بادی کر کے جو ہمارے مذہب کو نہ مانے قتل کیا جائے۔ پھر اسپین میں مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کئے۔ ہندوستان میں ویدیوں اور بدھ مذہب والوں میں سالہا سال تک کیسے کیسے قتل عام ہوئے؟ پس اگر مذہبی آزادی خدائی حکم ہے تو یہ ان رحم دل لوگوں نے کیوں کیا؟ اور اب روشن دماغ گورنمنٹیں دنیاوی حقوق کے لئے اور محض انسانی آزادی مٹانے اور بنی نوع کو غلامی کی قید میں لانے کے لئے کیسی کیسی خونریزی کیا کرتے ہیں اور کیسی کیسی مکر و فریب اور بدعہدی و بیرحمی کا استعمال کرتی ہیں جو انسانی سیرت کے لئے بڑا بدنما دھبہ ہے ۱۲ منہ

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى

حرمت والے مہینے کا بدلا حرمت والا ہے اور سب قابل تعظیم باتون کا بدلہ ہے پھر جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اوس پر اسی قدر زیادتی کرو

عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى

جس قدر کہ اوس نے تم پر کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا پرہیزگارونکا ساتھی ہے اور اللہ کی راہ مین خرچ کرو۔ اور اپنے تئین اپنے ہاتھون سے ہلاکت مین نہ ڈالو

التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

اور نیکی سے پیش آؤ خدا نیکی کرنے والون سے محبت رکھتا ہے

ترکیب

الشہر الحرام مبتدا بالشہر الحرام ای مقابل بالشہر الحرام خبر والحرمات جمع حرمۃ ما منع من انتہاکہ والقصاص السادات فمن اعتدی شرط فاعتدوا الخ جواب بمثل مین بعض کہتے ہین ب زائدہ ہے بعض کہتے بلکہ فعل سے متعلق ہے تہلکۃ تفعلۃ من الہلاک۔

تفسیر

عرب مین قدیم سے دستور تھا کہ ذی القعدہ اور ذی الحجہ وغیرہا چند مہینونکی نہایت تعظیم وحرمت کرتے تھے ان مہینون مین باہمی قتال وجدال کو بھی سخت مکروہ جانکر ترک کرتے تھے اور اسی لئے ان مہینون کو اشہر حرم یا اشہر الحرام کہتے تھے پس جبکہ مسلمانونکو کفار سے لڑنیکی اجازت ہوئی اور آنحضرت مع لشکر ہجرت کے ساتوین سال ذی القعدہ مین عمرہ وغیرہ کے لئے چلے اور سال گذشتہ مین بمقام حدیبیہ کفار نے روکدیا تھا تو صحابہ کو جنگ کا یقین ہوگیا مگر شہر حرام کی وجہ سے دلمین خیال پیدا ہوا اسلئے اس آیت کو خدا نے نازل فرماکر شک دل کردیا کہ جسطرح اونہون نے شہر حرام مین اگلے سال تمکو روکدیا تھا اوسی طرح تم بھی اس سال شہر حرام مین انپر چڑھے دونون برابر ہوگئے۔ (ابن عباس) یا یون کہو اگر وہ شہر حرام کا اور حرمات یعنی تعظیم کی چیزون کا (جیسا کہ مہینا حج کا اور شہر مکہ اور مسجد حرام) لحاظ اور ادب کرین اور تمسے نہ لڑین تو تم بھی لحاظ وادب کرکے اونسے نہ لڑو خلاصہ یہ کہ ان دنون مین اور ان مقامات مین تم پیش دستی نکرو ہان اگر وہ ابتدا کرین تو تم بھی انپر اوسی قدر تعدی کرو لیکن حد سے زیادہ نکرو اللہ سے ڈرو اور اسکو خوب سمجھ رکھو کہ خدا پرہیزگارون کا ساتھی ہے اگر تم پرہیزگاری کروگے تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا تم فتح پاؤگے۔ پھر جب دفع شر وفساد کے لئے جہاد کا حکم دیا تو اسکے ساز وسامان بہم پہونچانے کا بھی حکم دیا کہ اللہ کی راہ مین مال صرف کرو اور اگر ایسا نکروگے تو تمہارے دشمن تم پر غالب آجاوینگے اس صورت مین گویا تم آپ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالا سو ایسا نکرو یا یہ معنی کہ خدا کی راہ مین صرف کرو نہ ایسا کہ بالکل محتاج ہوجاؤ اور ہلاکت مین پڑجاؤ یا یہ معنے کہ گو بہنے جہاد کا حکم دیا ہے مگر بغیر ساز وسامان یون ہی اپنے سے قوی تر لوگون سے لڑکر نہ مرجاؤ کیونکہ اس سے مقصود شرع جو دفع فساد ہے حاصل نہین ہوتا ایک سورما کیا کرسکتا ہے! جہاد کے حکم کو احسان کے ساتھ ختم کیا تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ قتال وجہاد اپنی موقع پر ہی ہے یہ مراد نہین کہ ہمہ وقت خونخوار بنے رہو بلکہ نیکی اور احسان کی عادت پیدا کرو۔

(۱) یعنی اگر وہ حرمت والا قابل تعظیم مہینے کا لحاظ اور پاس کرین تو اسلام کی طرف سے بھی ادب اور لحاظ ہی قتال ممنوع ہے بسبب ادب وقابل تعظیم چیزون کے ہین جیسا کہ حرم اور مسجد الحرام اگر کافر بھی اگر ادب ملحوظ رکھین اور قتال وجدال نکرین تو مسلمانون کو بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے اور اگر وہ ادب نکرین تو اس مہینے اور ان قابل تعظیم چیزونکو آڑ بناکر مسلمانونپر ظلم اور قتال کا وہ موقعہ حاصل نہین کرسکتے ۱۲ منہ حرمت والا مہینا حج کا مہینا ہے اسکی تعظیم ایام جاہلیت مین بھی عرب کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دین کی یہ بات انمین باقی تھی ۱۲ منہ

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ

اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو پس اگر تم روکے جاؤ (راستہ مین) تو جو کچھ قربانی میسر آئے (ذبح کردو) اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ

پس جو کوئی تم مین سے بیمار ہوجاوے یا اوس کے سر مین کوئی بیماری ہو اور وہ سر منڈالے تو اوس کے بدلہ مین روزے یا صدقہ یا قربانی لازم ہے پھر جب تم

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا

امن کی حالت مین ہوجاؤ تو جو کوئی عمرہ کو حج سے ملاکر فائدہ اوٹھائے تو اوس کو جو کچھ میسر ہو قربانی کرنی چاہیئے اور جو قربانی نہ پائے تو اوسکو تین روزے حج مین رکھنے چاہئین اور سات جبکہ

رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

وطن مین واپس آؤ یہ پورے دس ہوگئے یہ اوس کے لئے ہے کہ جسکا گھر بار مکہ مین نہو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہی ہے

ترکیب

اتموا امر تم اسکا فاعل الحج والعمرہ مفعول للہ کا لام متعلق ہی اتموا سے فان احصرتم شرط فما موضع رفع مین ہے بسبب ابتدا کے اور خبر محذوف ہی ای فعلیکم یہہ تمام جملہ جواب شرط ہی محلہ ظرف مکان اور زمان دونون ہوسکتا ہی فمن کان الخ شرط ففدیۃ الخ جواب فاذا موضع نصب مین ہی فمن تمتع شرط موضع ابتدا مین فما استیسر جواب پس فمن اور اسکا جواب جملہ شرطیہ جواب ہی اذا کا فمن شرط فصیام الخ جملہ جواب

تفسیر

اگلی آیت مین جہاد و قتال کا حکم نازل ہوا تھا تو اسکی شان نزول مین آپ جان چکے ہین کہ یہ حکم جب نازل ہوا تھا کہ جب آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام حج وعمرہ کے لئے مکہ مین آنا چاہتے تھے کفار نے بمقام حدیبیہ آپکو روک دیا تھا پھر اگلے سال آپنے عمرہ ادا کیا پس چونکہ حج وعمرہ کا بیان تھا تو اسکے مانع کو دفع کرنیکے بعد احکام حج وعمرہ کا بیان شروع فرمایا کس لئے کہ یہہ بھی ایک بڑی عمدہ عبادت ہے چنانچہ اسکے اسرار اور فوائد ہم آگے چلکر بیان کرتے ہین انشاء اللہ حج وعمرہ کے بارہ مین یہہ سب سے اول آیت ہے اور پھر دیگر مقامات مین بھی اسکے احکام بیان ہوئے ہین چنانچہ اس سورہ مین اسی مقام پر اور پھر آل عمران مین ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وہدی للعلمین فیہ آیت بینت مقام ابراہیم ط ومن دخلہ کان امنا و للہ علی الناس حج الخ اس آیت مین حج کی فرضیت ہی پھر سورہ مائدہ کے اول مین فرماتا ہی احلت لکم بہیمۃ الانعام الآیۃ کہ تمھارے لئے وہ مواشی حلال کئے گئے کہ جو حرام ہونے سے مستثنےٰ ہین مگر حالت احرام مین شکار نکرو اور خدا کی نشانیون اور ہدی اور قلادہ پڑی ہوئی قربانیون کو اور حج کرنے والونکو بیحرمت نکرو پھر سورہ مائدہ کے بارہوین رکوع مین یہ فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم ط ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم ہدیا بالغ الکعبۃ او کفارۃ طعام مسکین او عدل ذلک صیاما لیذوق وبال امرہ ط عفا اللہ عما سلف ط ومن عاد فینتقم اللہ منہ ط واللہ عزیز ذو انتقام احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ ج وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیما للناس والشہر الحرام والہدی والقلائد الآیۃ اس آیت مین احرام کی حالت مین شکار کی ممانعت ہی اور جو کوئی شکار کرے تو اسکے بالعوض اور جانور دیسا ہی کعبہ کو قربانی کے لئے بھیجے یا مساکین کو کھانا کھلائے ورنہ روزہ رکھے۔ اور دریائی جانورون کے شکار کی اجازت دیتا ہے۔ اور یہ بتلاتا ہے کہ کعبہ بیت الحرام جسمین نے بنایا ہی اور ہدی اور قلادہ پڑی ہوئی قربانیان جو کچھ جاکر ذبح ہوتی ہین اور حرمت کا مہینا ہماری حکم سے مقرر ہوا ہے پھر سورہ حج کے تیسرے رکوع مین حج اور قربانی اور خانہ کعبہ کی نسبت یہ ارشاد ہوا ہی واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق ○ لیشہدوا منافع لہم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فکلوا منہا واطعموا البائس الفقیر ○ ثم لیقضوا تفثہم ولیوفوا نذورہم ولیطوفوا بالبیت العتیق ○ ذلک ومن یعظم

حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ واحلت لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم الآیۃ لکم فیھا منافع الی اجل مسمی ثم محلھا الی البیت العتیق الآیۃ والبدن جعلنھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر فاذکروا اسم اللہ علیھا صواف ج فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر کذلک سخرنھا لکم لعلکم تشکرون لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم کذلک سخرھا لکم لتکبروا اللہ علی ما ھداکم وبشر المحسنین ان آیات مین خدا تعالے یہہ فرماتا ہی کہ مین نے ابراہیم سے کہا تھا کہ لوگونمین حج کا اعلان دید و پھر تمھارے پاس ہر جانب سے لوگ حاضر ہون گے (چنانچہ ابراہیم نے عرفات کی ایک پہاڑی پر چڑھکر آواز دی) تاکہ وہ اپنے منافع دنیا و آخرت دیکھین اور ایام تشریق تک خدا کے لئے تکبیر کہین کہ اُسنے اونکے لئے چارپایے بنائے۔ ان چارپایون کا گوشت خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیر کو بھی دوپہر اس قربانی کے بعد (جو دسوین تاریخ منیٰ مین ہوتی ہی) اپنا احرام کھولکر میل کچیل دور کرو اور اپنی نذرین پوری کرو (قربانی مانی ہو تو جانور قربانی کرو) اور کعبہ کا طواف کرو (اسکو طواف زیارت کہتے ہین) الخ ہمنے تمھارے لئے مواشی مین منافع رکھے ہین انسے ہر طرح کا کام لو پھر اخیر یہ کہ اُسکو بھی قربانی کے لئے بھیجتے ہین الخ اور اونٹون مین ہمنے تمھارے لئے بہتیرے اور فوائد رکھے ہین وہ ہماری قدرت کاملہ ہین اونکے پاؤن باندھکر تکبیر کہو پھر جب وہ زمین پر گر پڑے تو اوسکو خود بھی کھاؤ اور محتاج بے سوال کو اور سوالی کو بھی دو الخ اور خدا کے پاس نہ اُسکا خون جاتا ہے نہ گوشت بلکہ صرف تمھارا تقوی ٭

اب مین آپکو سورہ بقر کی اس آیت کا کہ جسکی ہم تفسیر لکھ رہے ہین بیشتر صاف صاف مطلب سمجھاتا ہون پھر اور ابحاث شروع کرتا ہون فرماتا ہے ای مسلمانون خدا کے لئے حج و عمرہ پورا کرو یعنے شروع کرکے ناتمام نہ چھوڑ دو اور اونکے شروط و ارکان مین بھی کچھ کمی نکرو اور نیت بھی اسکے لئے کرو اور جو احرام باندھنے کے بعد راستہ مین روکے جاؤ خواہ بسبب مرض کے یا بسبب دشمن کے جیسا اوس زمانہ مین نبی صلعم کو بمقام حدیبیہ قریش نے روکدیا تھا یا کوئی اور سبب پیش آوے جیسا کہ دریائی سفر مین جہازوالون کو پیش آتا ہی ان صورتون مین ایک قربانی خواہ بکری خواہ اونٹ جو میسر آوے کعبہ کو بھیجدو جب جانور کہ وہان ذبح ہوگئی ہوگی تو احرام کھولدو اور سر منڈالو اس حج و عمرہ کو آیندہ برسون مین ادا کرو امام شافعی فرماتے ہین کہ قربانی کو ذبح وہین کرے کہ جہان وہ روکا گیا ہی اور احرام کھولدے کیونکہ محل کے معنے اون کے نزدیک یہی ہین ۱۲ اور جو بعد احرام کے کوئی مرض لاحق ہو یا سر مین جوئین اسطرح سے پڑجائین کہ بہت تکلیف ہو یا اور کوئی وجہ ایسی پیش آوے کہ جسمین سر منڈلنے کی ضرورت پڑے تو سر منڈادے لیکن اسکے بدلہ مین قربانی کرے ورنہ مساکین کو کھانا کھلائے اور جو مقدور نہو تو روزہ رکھدے ۱۲ اور جو کوئی حج کو عمرہ کے ساتھ ملائے تو اوسکو جو قربانی میسر آوے ذبح کرنی چاہئے اور جسکو مقدور نہو تو وہ اوس کے بدلہ مین دس روزہ رکھدے تین تو ایام حج مین دسوین تاریخ تک اور سات حج سے فارغ ہوکر امام شافعی فرماتے ہین کہ یہ سات روزے اپنے گھر جاکر رکھے اذا رجعتم کے اون کے نزدیک یہی معنی ہین یہہ

---

۱۲ اگرچہ آیت مین روزہ اور طعام مساکین کی کچھ تشریح نہین مگر حدیث کعب بن عجرہ مین کہ جس کو اہل صحاح ستہ نے روایت کیا ہی تصریح آگئی ہے وہ یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کعب کے پاس سے گذرے اور وہ احرام باندھے ہوئے ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور سر مین سے جوئین گر رہی تھین آپ نے فرمایا کیا تجھکو یہ تکلیف دے رہی ہین عرض کیا ہان فرمایا اچھا تو سر منڈادے اور تین روزے رکھ لے ورنہ تین صاع کا ایک فرق یعنے ٹوکرا چھوارون کا چھہ مسکینون کو دے ورنہ ایک بکری ذبح کردے۔ ان تینون مین اختیار ہے جو چاہے کر ۱۲ منہ

یعنی حج کا عمرہ سے ملانا اُسکو درست ہے کہ جو مکہ یا میقات کے اندر کا رہنے والا نہو بلکہ باہر کا رہنے والا ہو کس لئے کہ اہل مکہ یا جو اُسکے آس پاس رہتے ہین پھر بھی جب چاہین عمرہ جداگانہ کر سکتے ہین ایام حج مین اُسکو ساتھ ملانے کی کیا ضرورت؟ امام شافعی کہتے ہین ذلک یعنی یہہ قربانی یا اُسکے بدلہ مین روزہ رکھنے کا حکم اُسکے لئے ہے کہ جو اہل مکہ نہو یا اوس کے آس پاس کا نہو کیونکہ یہان کے لوگو پر تمتع مین نہ قربانی لازم ہے نہ روزہ پس ذلک کا اشارہ اسکی طرف ہوا۔ یہہ آیت کا خلاصہ مطلب ہوا اسمین یہ چار حکم تھے۔

متعلقات

واتموا الحج والعمرۃ حج لغت مین قصد کرنیکو کہتے ہین اور حج بالکسر برس کو ثمانیہ حج اور شرع مین افعال مخصوصہ کو کہتے ہین جس مین ارکان اور واجبات اور مستحبات ہین جنکی تشریح ہم سب آیات حج کے بعد کرین گے۔

عمرہ صرف طواف کعبہ اور سعی بین الصفا والمروہ کا نام ہے یعنی حل سے احرام باندھکر طواف اور سعی کرنا پھر سر منڈا کر احرام کھولنا۔ اور عمرہ مین یہہ قید نہین کہ حج کے ایام مین ہو بلکہ تمام سال عمرہ جائز ہے البتہ عرفہ کے دن اور دسوین تاریخ اور ایام تشریق مین مکروہ ہے اتموا کے معنے یہ ہین کہ جسنے حج و عمرہ شروع کیا ہو تو اُسکو پورا کرنا چاہیئے۔ امام شافعی فرماتے ہین کہ ابتدا حج و عمرہ کرنا مراد ہے۔ دلائل فریقین اونکی کتابون مین مذکور ہین۔ ثمرہ اختلاف یہہ ہوا کہ امام شافعی کے نزدیک حج و عمرہ دونون واجب ہین حضرت امام اعظم کے نزدیک حج واجب ہے ولله علی الناس حج البیت الآیۃ سے اور عمرہ سنت ہے فان احصرتم فما استیسر من الهدی حصر کے معنے رُکنے اور بند ہو جانیکے ہین عام ہے کہ مرض کیوجہ سے راستہ مین حاجی احرام باندھنے کے بعد رُک جائے جیسا کہ ابی عبیدہ اور ابن السکیت اور زجاج وغیرہم اہل لغت کہتے ہین اور خواہ کسی دشمن نے روکدیا ہو امام شافعی کہتے ہین کہ دشمن نے اوسکو روکا ہو کیونکہ احصار سے مراد یہان یہی ہے الهدی جمع ہدیۃ کما تقول تمر وتمرۃ لیکن اہل حجاز اسکو بغیر تشدید اور نبو تمیم بالتشدید پڑہتے ہین۔ ہدی مین اعلی اونٹ اور ادنی درجہ مین بکری ہے حتی یبلغ الهدی محلہ محل ظرف زمان و مکان دونون کے لئے آتا ہے امام ابو حنیفہ فرماتے ہین یہان مراد مکان ہے یعنی حرم اور امام شافعی کہتے ہین زمان خواہ حرم مین ذبح کی جاوے خواہ حل[1] مین۔

پس آیت کا مطلب امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہوا کہ جو کوئی احرام باندھنے کے بعد دشمن یا مرض سے راستہ مین رک جاوے اور حج کو نہ آسکے تو اوسکو لازم ہے کہ ایک قربانی (ہدی) مکہ کو روانہ کردے جب جانے کہ وہان پہونچ گئی اور ذبح ہو گئی تو سر منڈا کر احرام کھولدے۔ اسکی قضا پھر ادا کرے۔

امام شافعی فرماتے ہین کہ جسکو دشمن کیوجہ سے یہ حالت پیش آئے تو جہان رُک گیا ہے وہین قربانی ذبح کرکے احرام کھولدے اور آیندہ کو قضا پوری کرے۔ ہدی کو حرم مین بھیجنا کچھ ضرور نہین۔ اور جو وقت پر ہدی میسر آوے تو قیمت ہدی مساکین

[1] مکہ کے آس پاس کو حرم کہتے ہین کہ وہان شکار کھیلنا درخت کاٹنا حرام ہے اور اوسکے علاوہ سبکو حل کہتے ہین اور کبھی حرم سے خاص خانہ کعبہ اور اوسکے مکانات مراد ہوتے ہین یعنی مسجد الحرام ۱۲ منہ

کو دینا کافی ہی جیساکہ امام احمد وغیرہ فرماتے ہین فمن کان منکم مریضا جمہور مفسرین کے نزدیک یہہ جداجملہ ہی جسکا حکم محصر وغیرہ کو شامل ہی
اسی طرح بعد احرام کے جو کسی کو مرض کیوجہ سے خوشبو لگانے یا احرام کے برخلاف کپڑونکے پہننے کی ضرورت پڑی اوسکا بھی یہی حکم ہی کہ اسکی
فدیہ مین قربانی کرے یا کھانا کھلادی یا تین روزہ رکھے۔ سر مین جوئین یا مرض کی صورت مین سر منڈانے فدیہ دینے کی اجازت پر یہہ
بھی قیاس کئے گئے ہین فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج۔ واضح ہو کہ حج کی تین قسم ہین اول افراد یعنی ایام حج مین مواقیت یا حل سے صرف
حج کی نیت کرکے احرام باندھے اور مکہ مین پہنچکر پہلے طواف قدوم کرے یعنی سات بار کعبہ کے گرد پھرے اور فارغ ہوکر مقام ابراہیم
کے متصل دو رکعت نماز پڑھکر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور پھر احرام نہ کھولے یہانتک کہ آٹھوین تاریخ ذی الحجہ کو مقام منی مین
شب باش ہووے اور پھر نوین کی صبح کو بمقام عرفات جاوے اور شام تک وہان رہی اور بعد غروب کے وہان سے چلکر مزدلفہ مین
آرہے اور بڑے تڑکے اٹھکر دسوین کو پھر منی مین آوے اور تینون جمرون مین سے پہلے اوس جمرہ کو کہ جو مکہ کی طرف ہی سات کنکریان
مارکر قربانی کرے اور سر منڈاکر احرام کھولدے اور عورتین کسی قدر سر کی لٹ کترین اسکے بعد سوا جماع کے سب باتین حلال ہوگئین
پھر اوس روز یا اگلے روز یا تیسرے روز کعبہ کا جاکر طواف کرے اور اسکو طواف زیارت کہتے ہین اب اسکو جماع بھی حلال ہوگیا اگر
اوسی روز طواف زیارت کو گیا تھا تو لوٹ کر پھر منی آجاوے اور اقل مرتبہ دو روز تک بعد زوال آفتاب تینون جمرون کو سات
سات کنکریان مارے اور اب شروع اوس سے کرے کہ جو عرفات کیجانب ہے بس حج تمام ہوگیا۔

دوسرا قران یہ کہ حج و عمرہ دونون کی نیت کرے اور مکہ مین اگر پیشتر عمرہ کرے مگر احرام نہ کھولے اور پھر آٹھوین تاریخ سے حج کے
افعال شروع کرے باقی سب باتین وہی ہین مگر اسپر نوین تاریخ قربانی واجب ہی اور اس قربانی کو دم قران کہتے ہین اور جو مقدور
نہو تو دس روزے رکھے تین نوین تک اور سات حج سے فارغ ہوکر۔

سوئم تمتع کہ حج و عمرہ دونونکی جداگانہ نیت کرے اور پہلے عمرہ تمام کرکے احرام کھولدی پھر آٹھوین تاریخ کو کہ جسکو یوم الترویہ کہتے ہین مسجد الحرام
یا حرم کی عام جگہ سے احرام باندھکر حج کے تمام افعال ادا کرے اور اسکو بھی نوین تاریخ قربانی کرنی واجب ہے اور جو مقدور نہو تو دس روزے
رکھے فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج اس آیت مین خدا تعالی حج اور عمرہ دونون سے ثواب حاصل کرنے والونکو قربانی اور روزے
کا حکم دیتا ہے یہہ قران اور تمتع دونون کو شامل ہے اونٹ سے لیکر گائے بیل دنبہ بکرا بکری جو میسر آئے اللہ کے نام سے ذبح کردے
بمقام منی حاضری المسجد الحرام سے مراد امام مالک کے نزدیک خاص اہل مکہ ہین اور امام شافعی کہتے ہین کہ جو مسافت قصر نماز کی
اندر ہین وہ بھی مسجد الحرام کے حاضرین مین شمار ہین اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہین بلکہ وہ لوگ کہ جو مواقیت کے اندر رہتے ہین واللہ
اعلم تلک عشرۃ کاملۃ اس لئے فرمایا کہ وسبعۃ اذا رجعتم سے یہ نہ سمجھے کہ وجمع کے لئے نہین بلکہ تخییر کے لئے جیساکہ ثنی و ثلث و رباع
مین ہی کہ خواہ کوئی تین روز ایام حج مین روزہ رکھے یا سات بعد حج کے رکھے پس جب تلک عشرۃ کاملۃ کہا کہ یہ پورے دس ہوئے تو یہہ
احتمال جاتا رہا کسلئے کہ جبتک سات کو تین کے ساتھ ملایا نجاوے گنتی مین دس پورے نہین ہوتے۔ اسکے علاوہ اور بھی اسمین
حکمتین ہین اب ہم دوسری آیت حج کی تفسیر کرتے ہین تاکہ پھر سب کے بعد مجموعہ حج کی صورت بیان کرکے اسرار بیان کرین۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

حج کے مہینے معلوم ہین پس جو کوئی انمین حج کا قصد کرے تو احرام باندھنے کے بعد سے اخیر حج تک اسنہ اوسکو فحش بات کرنی چاہئے نہ بدکاری نہ حج مین لڑائی کرنا چاہیے اور جو کچھ نیکی کروگے خدا کو

يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا

معلوم ہوجائے گی اور حج مین توشہ بھی ساتھ لیا کرو بہتر توشہ تو پرہیزگاری ہے اور اے عقلمندو مجھی سے ڈرا کرو (یہ بڑی پرہیزگاری اور عمدہ توشہ ہے) تم پر کچھ گناہ نہین کہ (ایام حج مین) اپنے

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَ

پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو پھر جب تم عرفات سے پھرو تو اللہ کا ذکر کیا کرو مشعر الحرام کے پاس اور اسکی یاد اسطرح کرو کہ جسطرح اُسنے تمکو بتائی ہے اور

اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اس سے پہلے تو تم گمراہون مین سے تھے پھر تم بھی وہین سے لوٹ کر آیا کرو کہ جہان سے سب لوگ لوٹ کر آتے ہین اور خدا سے بخشش مانگو بیشک وہ غفور رحیم

رَّحِيْمٌ ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاۗءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

ہے پھر جب تم ارکان حج سے فارغ ہوچکو تو اللہ کو اس طرح سے یاد کرو کہ جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے ہو یا اس سے بھی بڑھکر۔ پھر بعض لوگ تو یہ کہتے ہین

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي

کہ اے ہمارے رب ہمکو تو جو کچھ دینا ہے دنیا مین ہی دے پیک حالانکہ اونکے لئے آخرت مین کچھ بھی حصہ نہین اور بعض یہ کہتے ہین کہ اے ہمارے رب ہمکو دنیا مین بھی بہتری دے اور آخرت

الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ

مین بھی نعمت عطا کر اور ہمکو آتش دوزخ کے عذاب سے بچانا یہی ہین وہ لوگ کہ جنکو اونکی کمائی کا حصہ ملیگا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے اور اللہ کو گنتی

فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا

کے دنون مین یاد کیا کرو (ایام تشریق یعنی تکبیر کہا کرو) پھر جسنے کوچ کرنے مین جلدی کی دو دن کے اندر تو اسپر بھی کچھ گناہ نہین اور جسنے تاخیر کی تو اُسپر بھی کچھ گناہ نہین یہ خدا سے ڈرنے والے کے

اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

لئے ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اُسی کی طرف جمع کئے جاؤگے

ترکیب

الحج مبتدا اشہر معلومات خبر والتقدیر الحج حج اشہر ویمکن ان یقال اشہر الحج اشہر۔ فمن فرض مبتدا متضمن شرط فلا رفث والعائد محذوف ای فلا رفث ولا فسوق بعدہ وما تفعلوا الخ قد مر ترکیبہ فی نظائرہ من آیۃ ان تبتغوا موضع نصب مین ہی علی تقدیر فی ان تبتغوا اور ممکن ہی کہ موضع رفع مین ہو جناح کی صفت ہوکر۔ من ربکم متعلق ہی تبتغوا سے پس مفعول بہ ہوگا اور فضل کی صفت بھی ہوسکتا ہی فاذا شرط فاذکروا اللہ الخ جملہ جواب عند المشعر الحرام ظرف ہی اذکروا کا کما ہداکم کاف موضع نصب مین ہی نعت ہی مصدر محذوف کی اور ممکن ہی کہ کاف بمعنی علی ہو تقدیرہ فاذکروا اللہ علی ہدایکم وان کنتم مین ان مخففہ ہی مثقلہ سے والتقدیر انہ کنتم من قبلہ لمن الضالین وا بجگہ تخییر یا اباحت کیلئے ہی اشد ذکرا مین گرچہ لوگون نے بہت قیل وقال کی ہے مگر صاف قول یہ ہے کہ اشد منصوب ہے حال ہونے کی وجہ سے اور یہ حال ذکر سے ہے اور ممکن ہے کہ اُسکی صفت ہو اور ذکرا تمیز ہے اشد کی یہان ایک اشکال اور اُسکا جواب ہے جسکا ذکر باعث تکدر فہم سامع ہے

تفسیر

یعنی حج کے چند مہینے مقرر ہین شوال ذی القعدہ دس دن ذی الحجہ کے پس جو کوئی ان دنون مین حج کرنے کے لئے احرام باندھے تو اسکے بعد نہ اپنی بیوی سے اختلاط

ف۱ کہ سے عرفات کا میدان جہان کہ نویں ذالحجہ مین جانا اور دعا کرنا حج مین فرض ہی لقریبا سات میل شمال وشرق کے رخ ہی ایام جاہلیت مین قریش اس خیال سے کہ ہم کعبہ کے خادم ہین وہان تک نہین جاتے تھے رستے ہی سے واپس آجاتے تھے اسبات کو اس آیت مین منع کرکے حکم دیتا ہے کہ سب کو عرفات مین ٹھہرکر وہان سے مزدلفہ اور منی اور مکہ کی طرف واپس آنا چاہیے ۱۲ منہ

کرے اور نہ کوئی بات فحش اور نہ شہوت انگیز کلام کرے اور نہ کسی سے لڑائی تکرار کرے اور جو کچھ نیکی ہو سکے نہایت کوشش کر کے عمل مین لاوے کس لئے کہ یہ ایام تقرب ہین ملاء اعلےٰ کو ان ایام مین بندہ کی طرف نہایت التفات ہوتا ہی یعلم اللہ اسکی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ حج مین جسطرح سفر ظاہری اور ایک دن ایک جگہ اجتماع عام ہوتا ہے اس سے سفر آخرت اور دہان قیامت کے روز خدا[۵۱] کے پاس جمع ہونے کی طرف اشارہ ہی پس اوس سفر کے لئے بھی توشہ لو اور عمدہ توشہ پرہیزگاری ہے۔ اور ممکن ہی کہ اس سے یہ مراد ہو کہ سفر حج کے لئے کچھ زاد راہ لیکر چلا کرو اور اسقدر زاد راہ بہتر ہے کہ جس سے سوال سے بچو۔ چنانچہ اسکے شان نزول مین منقول ہی کہ یمن کے لوگ بغیر زاد راہ سفر حج کرتے تھے اور خرچ ساتھ لینا مکروہ جانتے تھے پھر لوگونسے سوال کر کے حاجیون کو دق کرتے تھے جیسا کہ ہندون مین دستور ہے کہ بعض قومین تیرتھ بھیک مانگ کر کرنا ثواب جانتی ہین اسلئے اسکو خدا تعالیٰ نے منع کیا کہ ایسا نکرو ان دونون مطلبون کے لئے واتقون یا اولی الالباب نہایت چسپان ہی توشہ آخرت مین بھی خدا کا خوف بڑی پونجی ہی اور سوال بندونسے کرنا اور اسپر توکل نکرنا یا توشہ راہ ناجائز کمائی کا لینا بھی محل خوف خدا ہے۔

عرب کی قومین ایام حج مین تجارت کو برا سمجھتی تھین حالانکہ یہ کچھ برائی نہین بلکہ ایسے مجمع مین کاروبار خرید و فروخت[۵۲] بند ہونا ایک طرح کی مسافران باخدا کے لئے تکلیف ہی اور نیز قبول شخصے دست بکار دل بیار اسلام کا شیوہ خاص ہے اس لئے فرمایا کہ اگر تم ان ایام مین روزی کرو جو فضل ربی ہے تلاش کرو یعنے تجارت کے لئے کچھ مال لاؤ تو کچھ مضائقہ نہین اور یہ توشہ سفر حج کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اس لئے اسکو بھی اسکے ساتھ بیان فرمادیا۔ محققین کہتے ہین کہ اس سے فضائل و معاد حاصل کرنیکی طرف اشارہ ہی کہ جو ایسے پاکبازون کے مجمع سے حاصل ہو سکتے ہین اس مین کچھ شک نہین کہ اہل اسلام کے باہمی میل و جول اور ترقی علوم و فنون اور برکات باطنیہ حاصل ہونیکا یہ عمدہ سبب ہے اسکے بعد پھر بترتیب حج کو بیان فرماتا ہی کہ جب تم عرفات سے لوٹ کر مزدلفہ مین آکر شب کو رہو اور صبح کو منی جانے لگو تو شعر الحرام کے پاس کو جو مزدلفہ مین ایک مقدس پہاڑ ہے کہ جسکو قزح بھی کہتے ہین تکبیر و تہلیل کے ساتھ خدا کو یاد کیا کرو کیونکہ مقامات متبرکہ مین یاد الٰہی باعث نورانیت روح ہی اور اسمین ایک سر روحانی ہی کہ جسکو ہم اکثر جگہ بیان کر آئے ہین)۔ صحیح مسلم مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسجگہ کھڑے ہو کر بڑی دیر تک ذکر الٰہی کیا اور دعا مانگی یہانتک کہ صبح ہو گئی۔ اسکے بعد قریش کی اوس تحریف کو مٹاتا ہے کہ جو اونہون نے ملت ابراہیمی مین کر رکھی تھی وہ یہ کہ یہ لوگ اور بعض دیگر قبائل کہ جنکو خمس کہتے تھے اس خیال سے کہ ہم تو کعبہ کے پیر سایہ رہتے ہین ہمکو عرفات جانا کیا ضرور ہے؟ مزدلفہ ہی تک آیا کرتے تھے اور پھر وہان سے لوٹ کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے اونکو فرماتا ہے جہان سے اور لوگ لوٹ کر آتے ہین اعنی عرفات سے تم بھی وہین جا کر آیا کرو اور اپنے گناہون کی خدا سے معافی مانگو کیونکہ وہ غفور رحیم ہے اور یہ تحریف ایک گناہ ہے۔

پھر اصل مطلب کو ذکر کرتا ہے کہ تم جب منی مین آکر اپنے تمام ارکان حج پورے کر چکو تو جسطرح کہ ایام جاہلیت مین تین روز تک منی مین عرب کی قومین بعد فراغ حج اپنے باپ دادا کے محامد اور بہادریون کے شعر پڑہتے اور فخر کیا کرتے تھے اور مجمعون مین بڑے زور شور کے قصائد پڑہتے تھے اسی طرح تم ای مسلمانون اپنے خدا کی یاد کرو بلکہ اوس سے بھی زیادہ کیونکہ تم اسکی خاص جماعت ہو۔

اسکے بعد فرماتا ہے کہ ایسے مواضع مین بعض لوگ کوتاہ نظر خاص دنیا ہی کے لئے دعا کرتے ہین اور اسی کو مدنظر رکھتے ہین اور آخرت پر اونکا یقین نہین لیکن جن پاکبازون کے سامنے آخرت کھڑی ہی وہ جسطرح اپنی حوائج دنیا کے لئے دعا کرتے ہین اسی طرح اوس جہان کی خوبیان بھی اپنے پروردگار سے مانگتے ہین سو ایسے لوگونکی کوشش اور سعی کارگر ہوتی ہی اور انکو دونون جہانون مین بھلائی کا حصہ پہنچتا ہی۔ پھر فرماتا ہی کہ منی مین جنکو دو ہی روز تک رہ جانا ہی تو اسپر بھی کچھ گناہ نہین اور جو تین روز تک ٹھہرے تو اسپر بھی کچھ گناہ نہین جیسا کہ ایام جاہلیت مین سمجھتے تھے

---

[۵۱] الیہ تحشرون مین اسی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ [۵۲] مسلمانون کی اصلاح دینا کا بھی حج ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جس سے دنیا بھر کے مسلمان باہمی اتفاق اور خاص خاص تجاویز پر عمل کرنے کا باہمی عہد کر سکتے ہین دنیا مین اس سے بڑھکر اور کوئی انجمن ہو نہین سکتی جہان مشرق و مغرب کے مسلمان ہر طبقہ کے موجود ہوتے ہین اور دینی برادری کا کمال ظاہر ہوتا ہے مگر مسلمانون نے اس قوی رکن کو بیکار کر رکھا ہی صرف ادائے فریضہ کا کام لیتے ہین ۱۲ منہ

متعلقات

اج اشہر معلومات اس آیت کے ظاہر سے یہ ہین کہ حج کے لئے چند مہینے معلوم ہین مگر اس سے یہ خیال نکرنا چاہیئے کہ ان مہینون مین جب چاہے حج کے تمام ارکان ادا کرے خواہ شوال مین خواہ ذی القعدہ مین خواہ چوتھی پانچوین ذی الحجہ ہی کو فارغ ہو جاوے بلکہ یہ مراد ہے کہ جن مہینون مین کہ حج شروع کیا جاوے اور پھر وہ تمام کیا جاوے اوس کے لئے ایک موسم اور وقت مقرر ہے کہ اوس سے پہلے اور پیچھے کوئی کام حج کا نکرنا چاہیئے جیسا کہ ہمارے محاورہ مین بولتے ہین آنب کے چار مہینے ہین یعنے انکا موسم یہ ہے کہ سودا آنے سے لیکر انتہا تک یہ دن ہین نہ یہ کہ ان چار مہینون مین سے اول مہینے کے اول ہی روز آنب موجود ہو جاتے ہین - پس حج کا احرام باندھکر جب تک کہ اسکو ختم کیا جاوے اسکے لئے شوال ذی القعدہ ذی الحجہ کے دس روز ہین پس اول تاریخ شوال سے افعال حج شروع ہوتے ہین اور دسوین ذی الحجہ کو تمام ہو جاتے ہین -

اشہر معلومات مین باتفاق جمہور مفسرین شوال اور ذی القعدہ تو پورے پورے داخل ہین مگر ذی الحجہ مین اختلاف ہے عروۃ بن زبیر کہتے ہین کہ سارا مہینا اشہر حج مین شمار ہے اور یہی امام مالکؒ کا مذہب ہے انکے قول پر اگر کوئی طواف زیارت کو اخیر مہینے ذالحجہ مین بھی گریگا تو درست ہوگا اور دلیل اُنکی یہ ہے کہ لفظ اشہر جمع ہے اور عرب کی زبان مین جمع کے لئے کم سے کم تین ہونے چاہئین - ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور نخعی اور شعبی اول عشرہ یعنے دس روز لیتے ہین اور یہی مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے کس لئے کہ تمام ارکان حج طواف زیارت وغیرہ اج ہی تمام ہو چکتے ہین اور عرب مین جزو کو کل سے تعبیر کرتے ہین اس تقدیر پر دس روز کو مہینا قرار دیکر لفظ جمع بولا گیا - امام شافعیؒ کہتے ہین نودن اور دسوین تاریخ کی رات نہ دسوان دن مراد ہے کس لئے کہ عرفات مین ٹھہرنا جو بڑا رکن اعظم ہے یہی دن ہوتا ہے مگر ہنوز آیت کے معنے مین ایک اشکال باقی رہ گیا وہ یہ کہ اس آیت سے تو مدت حج دو مہینے دس روز مراد لئے گئے حالانکہ خدا تعالی چاند ونکو فرماتا ہے قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ اور نیز صحابہ مین مشہور تھا کہ عدد حج دو ہے کہ جسکے لئے گھر سے احرام باندھکر چلے اور بعض لوگونکے گھر چار یا چھ مہینے کی راہ ہوتے ہین - اسکا جواب یہ ہے کہ ہی مواقیت للناس والحج کے معنے یہ نہین کہ ہر چاند مین حج کے افعال درست ہین بلکہ یہ کہ ہر چاند کو سلسلہ وار حساب حج مین دخل ہے اور صحابہ کا قول غالبا اون عرب کی نسبت ہے کہ جنکے گھر دو مہینے کی راہ سے کم ہین امام ابو حنیفہؒ اور مالکؒ اور سفیان ثوریؒ جو اشہر حج سے پیشتر احرام باندھنے کو ان وجوہ اشکال کو تسلیم کرکے جایز قرار دیتے ہین یہ جواب دیتے ہین کہ احرام تو صرف التزام حج ہے جیسا کہ نیت پس جسطرح نیت حج کی اشہر حج سے پیشتر کرنی درست ہے اسی طرح احرام کا بھی کچھ مضائقہ نہین ہان جو امور مہتم بالشان حج کے ہین وہ اشہر حج ہی مین ادا ہونے چاہئین - اور گو موسم حج یہی ہے مگر بعض باتین بفرط شوق قبل موسم ہو گئین تو مضائقہ نہین وفیہ نظر - اب ہم پیشتر حج کے ارکان وہیئت بیان کرکے پھر اُسکے اسرار اور مخالفون کے طعن کا جواب دیا کرتے ہین احرام میقات سے باندھنا پھر مکہ مین آکر طواف قدوم کرنا پھر سعی بین الصفا والمروہ پھر اسکے بعد آٹھوین تاریخ کو منی مین جانا پھر نوین کو عرفات مین ٹھہرنا پھر شام کو وہان سے لوٹ کر شبکو مزدلفہ مین رہنا پھر صبح کو وہان سے اوٹھکر دسوین کو منی مین واپس آکر رمی جمار یعنے منارہ کو کنکریان مارنا قربانی کرکے سر منڈانا یا بال کتروانا پھر خانہ کعبہ کا جاکر طواف کرنا کہ جسکو طواف زیارت کہتے ہین پھر وہان سے منی مین آکر دو روز یا تین روز تک رمی جمار کرنا - ان چیزون مین سے بعض رکن ہین اور بعض واجب اور باقی سنت ہین - احرام اور عرفات مین ٹھہرنا تو رکن ہے اور طواف زیارت باالاتفاق رکن ہین کہ انکے فوت ہونیسے حج نہین ہوتا اور سعی بین الصفا والمروہ اور حلق و قصر یعنے سر منڈانا یا کتروانا اور رمی جمار اور مزدلفہ مین شبکو رہنا واجب ہے اور ایام تشریق کی رات منی مین رہنا اور رمی جمار کرنا اور ان ارکان کی ترتیب کے ملحوظ رکھنا واجب ہی باقی چیزین سنت ہین یا کفارہ ہین احرام اور طواف اور دیگر امور حج کی تشریح پھر اُنکے کفارات کی تشریح کتب فقہ مین مذکور ہے - کعبہ کے ہر طرف چند مقامات مقرر ہین کہ جو اوسکے اندر آئے تو کعبہ کی تعظیم کے لئے احرام باندھکر آوے خواہ نیت حج کرکے آئے خواہ تجارت یا کسی اور ضروری کام کیلئے آوے یہ صرف امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے اس حدیث سے لا یجاوز احد المیقات الا محرما رواہ ابن ابی شیبۃ والطبرانی اور امام شافعی

کہ جنکے فوت ہونے سے دم یعنے قربانی کرنی پڑتی ہے ۱۲ سید ۱۲ اور طواف افاضہ بھی کہتے ہین ۱۲ منہ

وغیرہ علما فرماتے ہین کہ احرام خاص اسوقت باندھنا لازم ہی کہ جب حج وعمرہ کی نیت سے آنا چاہئے ورنہ نہین جیسا کہ ان مقامات کے اندر کے رہنے والونکے لئے بالاتفاق اس صورت مین احرام کی کچھ ضرورت نہین - میقات کا بیان سے احرام باندھنا ضروری ہی یہ ہین اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہل عراق کے لئے ذات عرق اور اہل شام کے لئے جحفہ اور نجد کیطرف سے آنیوالون کے قرن سے اور یمن والونکے لئے اور جو اس راستہ سے آوین جیسا کہ ہندوستان کے لوگ تو اونکے لئے یلملم ہے احرام یہ ہی کہ جب ان مقامات کی حد پر پہنچے تو غسل یا صرف وضو کرکے دو کپڑے ایک تہبند اور دوسری چادر بے سلی پہنے اور دو رکعت نفل پڑھکر یہ کہے اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی بعد اسکے لبیک پکار کر پڑھے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک - لک اس کے بعد سے یہ خشکی محرم ہوگیا اسکے لئے شکار کرنا اور لڑنا جھگڑنا عورتونسے مخالطت کرنا سب ممنوع ہوگیا کما مر یہ احرام قرآن سے ثابت ہی فمن فرض فیھن الحج فلا رفث الآیۃ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتٌ بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون اور ان مقامات کو نبی صلعم نے بیان فرمایا ہی اور اسکی ہیئت اور سلا کپڑا نہ پہنا اور سر نہ ڈھانکنا پستی و بلندی پر تہلیل و تکبیر کرنا تلبیہ پکارنا سب باتین احادیث صحیحہ سے ثابت ہین کوانمین سے کوئی کوئی بات ایام جاہلیت مین بھی باقی رہگئی ہو مگر آنحضرت علیہ السلام نے اس سنت ابراہیم کو از سر نو زندہ کیا اور اس مین جو کچھ تحریفات ہوگئین تھین سبکو دور کردیا - احرام مین سر منڈانے کی ممانعت بھی قرآن سے ثابت ہی ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ طواف بھی قرآن سے ثابت ہی ولیطوفوا بالبیت العتیق سات بار پھرنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور اسکے بعد دو رکعت نماز پڑھنا سب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے سعی بین الصفا والمروہ بھی قرآن مجید سے سمجھی جاتی ہی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ - فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما عرفات مین جانا اور وہان سے لوٹکر شب کو مزدلفہ مین رہنا اور مشعر الحرام کے پاس یاد الٰہی کرنا بھی قرآن سے ثابت ہی فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام منی مین رہنا بھی قرآن سے ثابت ہی واذکروا اللہ فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ومن تاخر فلا اثم علیہ رمی جمار احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہی حج مین جو قربانی کیجاتی ہی وہ تین طرح کی ہی ایک حج وعمرہ ملانے پر ہوتی ہی اوسکا ذکر اس آیت مین ہی فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی - یہ واجب ہی دوسری وہ کہ جب حج کو چلتے ہین تو قربانی ساتھ لیجایا کرتے ہین کہ وہان جاکر ذبح کرین گے اس قسم کی قربانیون کو ہدی اور قلائد کہتے ہین - انکے گلے مین کچھ ڈالتے تھے کہ راستہ مین کوئی تعرض نکرے یا کچھ خفیف خراش سا اوسکے کوہان پر کردیتے تھے اور وہین سے خرید کر بھی بہ نیت تقرب ذبح کرتے تھے اسکا ذکر بھی قرآن مین ہی والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر فاذکروا اسم اللہ علیھا صواف فاذا وجبت جنوبھا فکلوا منھا الآیۃ تیسری قسم وہ کہ جو کفارات مین ذبح ہوتی ہین جنکو دم جنایات کہتے ہین انکا ذکر احادیث مین ہی مخالفین اسلام یہود اور عیسائی اور ہندو حج کے بارہ مین اعتراض کیا کرتے ہین کہ یہ عرب کے جاہلون کا میلہ ہی جو بغرض تجارت قائم ہوا تھا چنانچہ بیجر مفسر بھی ص ۲۴۹ مین کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے بغرض آبادی مکہ اور ترقی تجارت کے لئے لوگونکو جمع کی ترغیب دی" پس نبی علیہ السلام نے انہین رسمیات کو کہ جو بعید از عقل ہین اور صرف جسمانی باتین ہین کہ ننگا سر کرکے ایک چوکھونٹے مکان کے گرد گھومو اور وحشیانہ وضع بناؤ تہبند باندھو پھر دو پہاڑیون کے درمیان دیوانون کیطرح پھیرے کرو بیفائدہ منی اور عرفات مین رہو پتھر کے منارون کو کنکریان مارو سر منڈاؤ - ناحق جانور ذبح کرکے جنگل کو سڑاؤ فرض واجب بنادیا ہے اسکا جواب بہت سہل ہے - اہل کتاب کہ جو تورات کو مانتے ہین انکے لئے تو یہ اعتراض کرنا شیشہ کے گھر مین بیٹھکر مخالف پر پتھر پھینکنا ہی کیونکہ بائبل بالخصوص تورات سفر احبار مین متعدد مقامات پر بنی اسرائیل کیلئے خدائے موسی کی معرفت وہ احکام فرض کئے ہین کہ جو بظاہر عقل مین نہین آتے بلکہ صریح فضول معلوم ہوتے ہین پھر جو انپر اعتراض کرے حج کے بارہ مین بھی موجہ کہوے - دیکھئے کتاب خروج کے ۳۵ باب مین موسی نے لوگونکو حکم دیا کہ خداوند کیلئے سونا چاندی اور رنگ برنگ کی چیزین لاؤ جن سے بطلی ایل اور اہلیاب جو بڑے کاریگر تھے خداوند کے لئے (۱) مسکن اور خیمہ اوسکا گھٹا ٹوپا اوسکا اور انکے تختے اوسکے اور تختے اوسکے اور ستون اوسکے اور پائے اوسکے صندوق اور چوبین اوسکی اور سرپوش اوسکا اور پردہ اوسکا میز اور چوبین اوسکی اور سب برتن اوسکے اور شمعدان

(۱) نیچر مفسر کہتا ہی (ص ۲۵۵) حج مین قربانی کوئی مذہبی اصل قرآنمجید سے نہین پائی جاتی خشک بیابان تھا لہذا بہ غلام کم تھا اسلئے خوراک کیلئے لوگ جانور ساتھ لیجاتے تھے انہی قرآن مجید سے ناواقفیت ظاہر ہوتی ہی

فائدہ مخالفین کا اعتراض

فائدہ

روٹیان شمعدان روشنی کیلئے اور اوسکے سرانجام اور اوسکے چراغ اور جلانے کا تیل اور قربانگاہ بخور کے لئے اور چوبین اوسکی اور ملنے کا تیل اور بخور خوشبو مصالح کا اور پردہ مسکن کے دروازہ کا اور مذبح سوختنی قربانی کا اور اوسکے لئے پیتل کا آتش دان اور چوبین اوسکی اور حوض و کرسی اور پردہ صحن کے دروازہ کا اور میخین مسکن کی اور صحن کی میخین اور ڈوریان ان دونون کی اور خدمت کا لباس مقدس بہن عباد کیلئے اور مقدس لباس ہارون کاہن کیلئے اور لباس اوس کے بیٹون کا کاہنون کے لئے بنایا اور پھر ہر ایک کے اندر جو جو دیدہ لگین کہ ایسا رنگ ہو اور اتنا طول اور اتنا عرض اور ایسا خیمہ اور کروبیون کی تصویرین پیتل کی اور کاہن کا لباس ایسا اور ایسا اور چنان اور چنین پران احکام کی ایسی سخت تاکید کہ جو کوئی ذرا بھی سرتابی یا خلاف کرے تو بیچارا مارا جائے - اب اگر حج کے ارکان کہ جنکی وجہ ہم ابھی بیان کرتے ہین فضول ہین تو یہہ بکھیڑا کیا معقول ہے؟ پھر اگر اس سے سوائے کی نبوت اور توارت کے کتاب الٰہی ہونے مین کچھہ فرق نہین آیا تو قرآن اور نبی آخرالزمان علیہ السلام کی نبوت مین کیون نکتہ چینیان ہوتی ہین؟ لطف یہ کہ ارکان حج مین تو سراسر روحانیت ہے اور ان مین محض جسمانیت پھر انسے اعراض کرکے اوپر مونہہ مارنا عجب بات ہے - علاوہ اسکے اور جو کچھہ سوختنی قربانی اور اوسکا خون چھڑکنا اور تیل کا پکوان پکانا وغیرہ احکام مندرج توارت عجیب حیرت انگیز ہین طرفہ یہ کہ عیسائیون کے ہان باوجودیکہ شریعت سے مطلقاً آزادی ہے مگر عشاء ربانی کہ جسمین خمیری روٹیان مسیح کا گوشت تصور کرکے کھائی جاتی ہین اور پھر بپتسمہ کہ حوض مین تمام گنا ہونسے پاک ہونے کے لئے غوطہ دلایا جاتا ہے کیا نامعقول چیز ہے اور پھر اس کو دین کا اصول قرار دینا کیا امر فضول ہے -

پادری صاحب ان باتون کی کوئی معقول وجہ بیان فرمائین ورنہ غیرون پر طعن کرنا تو کچھہ بڑی بات نہین - اور ویدادر شاستر اور پوران تو پوجا پاٹ سے بھرے پڑے ہین جنمین عناصر اور آفتاب و ماہتاب اور اندر دیوتا اور دیگر لوگون کے پرستش کے عجائب طریقے لکھین ہین اور بلدان اور یگ کا دستور کہ یون آگ جلاوین اور کرچھی مین فلان چیز کا عرق چواوین اور صبح و شام یون کرین اور سیکڑون باتین بعید از عقل سلیم ان کی کتب مسلمہ مین موجود ہین اور عام دستور گنگا جمنا کا اشنان اور ایک تھیلے مین پوجا کے آلات کھین چھوٹی چھوٹی پیالیان اور صندل گھسنے کا پتھر اور تبون کو پانی پلانے کے چھوٹے چھوٹے پیتل اور تانبے کے چمچے اور بجانے کا سنکھ ہر مہاراج کی بغل مین بہان متی کا پٹارا دبا ہوا ہوتا ہے آریہ جو آج کل نئے محقق نکلے ہین اور اپنے پوچ مذہب کو عقل کے مطابق کرنا چاہتے ہین اور جو نہین مطابق ہوتا تو اوس کا انکار کرتے ہین یا ین معنے تاویل کرتے ہین وہ اپنی وید اور اوس کے اپنشدون اور شاسترون کی تو خبر لین مگر بیچارے ناواقف ہین کسی قدر انگریزی پڑھ لی چلو شوامی جی مہاراج کی تقریر سن کر وید اور شاسترون کو عام خیال مین کچھہ اور ہی سمجھہ بیٹھے ڈھٹائی کے زور سے مقدس اور پاک مذہب پر مونہہ آنے لگے - اب ہم ملحدون کے مقابلہ مین اسرار ارکان حج بیان کرتے ہین اگر عقل سلیم کے تابع ہین تو ضرور ہمارے قول کی تصدیق کرین گے ورنہ تعصب کا کچھہ علاج نہین -

اسرار حج

ہم اول بیان کرچکے ہین کہ خانہ کعبہ اوس خدائے پاک کی تجلی اور ظہور انوار کی جگہ ہی کہ جو جسم اور مکان سے پاک ہی نہ وہان کسی کی صورت ہے نہ کسی دیوی دیوتا کا استھان ہی بلکہ ایک چوکھونٹا اونچا سا مکان ہی گویا اوس بے نشان نے اپنے عاشقون کے لئے دنیا مین اپنا ایک نشان قائم کردیا ہی اور اوسکو اپنے دیدار فیض آثار کی کھڑکی قرار دیا ہی اور اپنے جمال باکمال کا آئینہ بنایا ہے (اور ثبوت اوسکا پہلے بدلائل ہوچکا ہے) اور نیز اس معبد کو بیس الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسکی عبادت خاص کیلئے اپنے ہاتھ سے تعمیر کیا ہی (جیسا کہ تواریخ مخالفین سے بھی ثابت ہی) اور تمام روے زمین پر اکثر اسی بابرکت کی نسل سے انبیاء پھیلے ہین اسوقت کیا بلکہ ہر زمانہ کی خداپرست قومین انہین کو سرقبلہ توحید تسلیم کرتی چلی آئی ہین بالخصوص اخیر زمانہ مین جناب محمد علیہ السلام انہین کی نسل سے ہین جو تمام بنی آدم کے ہادی اور سب کے رہنما ہو کر اس باخدا کے اصول مذہب کو از سر نو زندہ کرنیکو دنیا مین تشریف لائے - اور حضرت ابراہیم نے بمقام عرفات خدا پرست لوگون کو توحید کا جلوہ دکھانے کے لئے آواز دیکر بلایا - اسلئے تمام خدا پرستون پر فرض ہوا کہ عمر بھر مین بشرط استطاعت فرمان والا شان کو قبول کرکے دربار خاص مین آوین اور ایک مجمع خداپرستون کا ایک خاص دن مین (کہ جسمین اُسنے تجلی باطنی اور برکت و مغفرت کا وعدہ کیا ہی) اوس معبد مین حاضر ہوکر اپنی فرمانبرداری اور ملت ابراہیمی کی پابندی کا اظہار کرین اور حسب استعداد باطنی اُسکے جمال باکمال سے بہرہ یاب بھی ہون اور اوس معشوق حقیقی کے انوار اور عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرین اور یہ بھی ہے کہ جس طرح دنیا مین بت پرستون کے میلے اور غیر اللہ کے لئے مجمعے اونکی عظمت شان کے لئے ہوتے ہین جس سے اونکی عظمت و عزت لوگون کے دلون مین مرسوخ ہوجاتی ہی اور اُنکی پرستش و نذر و نیاز کا بازار گرم ہوتا ہی اسی طرح حکمت الٰہی مین (جبکہ خداپرستی اور نور توحید عالم پر ظاہر کرنیکا منشا تھا) ضرور ہوا کہ خاص موحدین کا بھی ایک مجمع عام روے زمین کے لوگون کا اثر دعام خاص خدا کے لئے اور اُسکی تہلیل و تکبیر و تقدیس و نیز یہ ظاہر کرنے کے لئے ہوتا کہ لوگون مین خداپرستی کی شوکت ظاہر ہو اور ہر ایک خداپرست دوسرے سے ملکر اکتساب خیر و برکت بھی کرے اور روے زمین کے خداپرستون مین ایک میل جول اور اتحاد قلبی بھی قائم ہوجاوے اور اُسکے ضمن مین علوم و فنون و تجارت و صنعت کے متعلق فوائد اور تبادلہ خیالات بھی ہو چنانچہ اس آیت مین اسی طرف اشارہ ہی لیشہدوا منافع لھم الایہ اور یہ بھی ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ دنیا مین توحید پھیلانے والے اور موحدین کے بزرگ مانے گئے ہین پس اس بزرگ کی یادگاری پر کوئی مجمع توحید کی ترقی کے لئے ہونا بالخصوص اوس مقام پر کہ جہان اُسکی بیوی اور معصوم بچے کے ہاتھ سے بھی اس خداپرستی کی بدولت خرق عادات کا ظہور ہوا ہو اور جہان اوسکا پوتا اخیر نبی پیدا ہوا خصوصاً ان مقامات پر کہ جہان حضرت آدم نے بھی سب سے پیشتر خدا کی یاد کی ہو اور جن پہاڑون اور میدانون مین اس کی قدرت کے عجائب ظاہر ہوئے ہون اور جس جگہ سے کہ اسلام کی روشنی نکلکر دنیا کے پرلے کنارون تک پھیلی ہو - ضرور اور پرضرور ہے اور یہی حج ہی - اسی لئے ان دونون مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لباس پہنکر کہ جو احرام ہے اور نیز تکلفات و تزینات دور کرکے اُسکے دربار مین فطرتی حالت اور عاشقانہ ہیئت بناکے حاضر ہونا اور ایک فاصلہ معین سے اس گھر کا ادب ملحوظ رکھکر یہ ہیئت بنانا اور اسی وقت سے اُسکی تہلیل و تکبیر و لبیک پکارنا اور اوس گھر کا ادب اور اس حالت کا لحاظ رکھنا شکار نکرنا فحش اور لڑائی جھگڑون سے باز رہنا پھر جب خاص اُس مسجد کے پاس آوین تو اُسکے شوق مین اوسکے گرد قربان[1] ہونا کیونکہ اس سے دلپر ایک عجیب اثر پیدا ہوتا ہی پھر جس طرح کہ ہاجرہ دو پہاڑیون مین دوڑتی پھری تھین اُس حالت کے یاد کرنیکے لئے ویسا ہی کرنا اور پھر عرفات مین جس میدان مین کہ حضرت آدم پر خدا کی تجلی ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم نے لوگون کو وہان سے بلایا تھا جا کر دن بھر خدا کی تکبیر و تہلیل کرنا پھر منی مین آکر جہان کہ حضرت ابراہیم نے خدا کے لئے اپنے پیارے فرزند اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا تھا قربانی کرنا اور جسطرح تین بار شیطان نے نمودار ہوکر انہین بہکانا چاہا تھا اور اونہون نے اوسکو کنکریان مار کر بھگایا تھا اسیطرح اُن مقامات پر جو منارے ہین اُنپر کنکریان مارنا جس سے نفس بد پر تین بار خاک ڈالنے کیطرف اشارہ ہی - پھر وہان سے آکر اوس مقدس مسجد مین وہی نماز عاشقان یعنی طواف کرنا سر سر مقبول اور اسلام مین بیس المومنین حضرت ابراہیم کے عاشقانہ جذبات کا اظہار ہی جسمین کوئی بات بھی خلاف عقل نہین ان سب باتون کے علاوہ قوم کو بری و بحری سفر کا تجربہ کرانا اور محنت کش اور چست بنانا اور ایسے متبرک مقام کا دیکھنا جو ہمیشہ سے توحید و حق پرستی کا سرچشمہ رہا ہی اور نیز اون خداپرستون کی عظمت بھی لوگون مین مرسوخ کرانا اور ملک کیا شہر و نکو مالی فائدہ پہونچانا بھی مقصود ہی جسکی وہ سلف ا

[1] حاشیہ صفحہ ۵۸ پر ہے

وجہ اول

وجہ دوم

وجہ سوم

اسرار حج

وجہ اول حج کے اسرار مین سے ہی اور اسی طرح اور عبادتون کے اسرار مین سے ہی کہ اونکے ظاہری افعال کے ساتھ ساتھ اونکے باطنی اسرار بھی بیان کئے جاوین

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ

اور بعض ایسے بھی ہین کہ جسکی زندگانی دنیا کی بات آپکو بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنی دل کی باتو پر خدا کو گواہ بھی کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ سخت دشمن سخت جھگڑالو ہی اور جب پیٹھ پھیر کر جاتا ہی تو ملک مین فساد و تباہی

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ

اور کھیتی اور مواشی کو برباد کرنے کیلئے کوشش کرتا ہے اور اللہ کو فساد پسند نہین آتا اور جب اسکو کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو نخوت مین آکر اور بھی گناہ کرتا ہی سو اوسکو

جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

جہنم کافی ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے اور بعض ایسے بھی ہین کہ جو خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچدیتے ہین اور اللہ بندو پر بڑی شفقت رکھتا ہے

ترکیب

من یعجبک مین من نکرہ موصوفہ ہے فی الحیوۃ الدنیا متعلق ہی قول سی والتقدیر فی امور الدنیا اور ممکن ہی کہ یعجبک کی ساتھ متعلق ہو ویشہد اللہ جملہ حال ہی ضمیر یعجبک سے الخصام جمع خصم ہی اور ممکن ہی کہ مصدر ہو بمعنے اسم فاعل اور فعل اسجگہ مفاضلہ کے لیے ہی تقدیر وہو شدید الخصومۃ لیفسد لام متعلق سعی سی ہی اخذتہ فعل ہ مفعول العزۃ فاعل بالاثم مین ب سببیہ ہے ای اخذتہ العزۃ بسبب الاثم فحسبہ مبتدا جہنم اوسکی خبر اور ممکن ہی کہ جہنم حسب کا فاعل ہو۔

تفسیر

اول آیت مین ذکر تھا کہ بعض ایسے بھی ہین کہ حج کے ایام اور ایسے مواضع مین صرف دنیا خدا سے مانگتے ہین کس لئے کہ آخرت اور وہان کی نعمتون کا اونکو یقین ہی نہین اور بعض ایسے بھی ہین کہ جو دنیا و آخرت دونو نکا سوال کرتے ہین اب یہان ان دونون گروہونکی تشریح فرماتا ہی کہ وہ جو دنیا ہی مانگتے ہین وہ لوگ ہین کہ جو بڑے شیرین کلام خوش گو بڑی باتین بناتے بات بات پر خدا کی قسم کھاتے ہین اور باطن اونکا خراب ہی جب قابو پاوین تو فساد مچاوین اور جو کوئی منع کرے تو غرور اور تکبر مین آکر اور بھی گناہ مین اڑجاوین سو اونکے لئے جہنم کافی ہی اور جو دنیا و آخرت مانگتے ہین وہ لوگ ہین کہ جنہون نے اپنی جان کو خدا کی خوشنودی کیلئے فروخت کر دیا ہی سو اپنپر خدا بھی مہربانی کرتا ہی۔ بعض مفسرین قرآن کے ایسے عام الفاظ سے اشخاص خاص مراد لیا کرتے ہین اور پھر اونکے حال بیان کرنیکو شان نزول کہتے ہین۔ اسمین کوئی شبہ نہین کہ قرآن کی عبارت مربوط ہی اسمین قصداً اسطرح سی ٹکڑے کرنا بیضرورت بات ہی مگر اسمین بھی کوئی تعجب نہین کہ ان عبارات کا مصداق اسوقت مین پایا گیا ہی چنانچہ ومن الناس من یعجبک کی تفسیر مین چند اقوال منقول ہین از انجملہ یہ کہ اس سے مراد خنس بن شریق منافق ہی کہ جو آنحضرت علیہ السلام کے پاس آکر بڑی باتین بناتا تھا کہ واللہ مین سچا مسلمان خدا ترس آپسے دلی محبت رکھنے والا ہون اور ایک روز جو آپکے پاس سے گیا تو باہر جاکر غریب بیندارون کی کھیتی جلادی اور ضد اور تکبر مین آکر مویشی ہلاک کر دئے اور من یشری نفسہ سی مراد صہیب بن سنان اور عمار بن یاسر اور بلال اور خباب بن ارت اور ابوذر وغیرہم مہاجرین ہین ان لوگونکو مشرکین نے قید کر لیا تھا اور انسے کفر اور بے دینی کرانا چاہتے تھے کہ اگر تم اسلام سی نہ پھروگے تو ہم قتل کر دین گے اور عذاب دیکر مارین گے لیکن ان حضرات نے نہ مانا سب مصیبتین سہین جو کچھ اپنے پاس تھا دیا مار کھائی فاقہ کھینچے مگر اسلام پر قائم رہے اور اونکے ہاتھ سے خلاصی پاکر مدینہ مین آئے پس اسنکے حق مین خدا فرماتا ہی کہ ان لوگون نے اپنی جان کو رضا الٰہی کیلئے فروخت کر دیا ہی یہ اسکے انعام و فضل کے مستحق ہین۔ الغرض بدون اور نیکون کی معہ نتیجہ تصویر کھینچ دی۔

لہ یہ کہنا فور صلہ جو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ اوس پتھر کے بنے ہوئے جو کھونٹے گہر مین ایک ایسی متعدی برکت ہی کہ جہان سات فوہ اسکے گرد پھرے اور پشت ہین چلے گئے یا اونکی خام خیالی ہی الخ اس چوکھونٹے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہی اوسکے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہین تو وہ کبھی حاجی نہین ہوتے انتہی اصریح رد اسنادین ہے اور نیز قرآن و حدیث بلکہ حقیقت حج سے ناواقفیت کی دلیل ہی۔ بچارے اپنی خوسے ناچار ہین جہل اور ابتدا عمر کا الحاد اور بے دینی اور دنیا پرستی نخوت وغرور دلمین بھرا ہوا ہی وہ ہے۔ ساختہ منہ سوا گل پڑتا ہی۔ سیکڑون رندون کو ہم نے دیکھا ہی وہ خدا اور رسول اور ہر امر دین سے تمسخر کرتے ہین اور زبان مین لگام نہین رکھتے بعد مردن حقیقت معلوم ہو جاویگی نعوذ باللہ من ذالک

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

مسلمانو! اسلام مین پورے پورے آجاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کیونکہ وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے پھر اگر تم کہلی کہکی

مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَقُضِيَ

نشانیین آجانے کے بعد بھی پھسل گئے تو جان رکھو کہ اللہ بھی زبردست حکمت والا ہے کیا وہ اسی کے منتظر ہین کہ انکے سامنے خدا بدلیون کے سایہ مین آموجود ہو اور فرشتے بھی آجاین اور کام پورا

الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

ہو جائے (یعنی کیا قیامت برپا ہو جانیکے منتظر ہین) اور سب باتین اللہ ہی کے اختیار مین ہین بنی اسرائیل سے پوچھو دیکھو کہ ہمنے انکو کسقدر کھلے کھلے معجزات دئے ہین اور جو کوئی خدا کی نعمت پاکر اسکو بدل ڈالے تو اللہ بھی سخت عذاب دیتا ہے

ترکیب

کافۃ من الکف کانہم کفوا ان یخرج منہم احد باجتماعہم۔ حال ہے فاعل ادخلوا فی السلم سے ای فی السلم من جمیع وجوہہ فان زللتم شرط فاعلموا الخ جملہ جواب فی ظلل جمع ظلۃ یہ ظرف ہے اور ممکن ہے کہ حال ہو من الغمام صفت ہے ظلل کی۔ سل فعل امر انت اسکا فاعل نبی اسرائیل مفعول اول کم استفہامیہ اتینا فعل با فاعل ہم مفعول اول اور کم من آیۃ بینۃ اسکی تمیز مجموعہ مفعول ثانی۔ پھر یہ تمام جملہ مفعول ثانی ہوا سل کا محلا یہ جملہ منصوب ہے۔ اور یہ سوال بطور تہدید کے ہے۔ یہ خطاب صرف آنحضرت کو نہین بلکہ ہر مخاطب کو۔

تفسیر

اگلی آیت مین ذکر تھا کہ بعض لوگ ایسے ہین کہ جنکا ظاہر حال اچھا معلوم ہوتا ہے مگر در پردہ برے ہین اب اس آیت مین خدا تعالے خطاب تو مومنون سے کر رہا ہے مگر سب کو سنا رہا ہے کہ یہہ دورنگی کچھہ نہین ہماری اطاعت مین پورے پورے آؤ ظاہر و باطن خدا کی فرمانبرداری اختیار کرو یہہ نہین کہ جس کو دل نے چاہا مانا ورنہ نہین کیونکہ یہ شیطان کی پیروی ہے تم اوس دشمن کی پیروی نکرو اس کے بعد امر حق پر ثابت رہنے کی تاکید فرماتا ہے کہ ہماری آیات عقلیہ و معجزات بنویہ اور دیگر آثار قدرت کے دیکھنے اور غور کرنے کے بعد بھی اگر تم پھسل گئے تو ہمارا کچھہ نقصان نکروگے ہم تم کو تمھارے افعال کی سزا دیسکتے ہین زبردست ہین اور اگر عذاب مین دیر ہو تو دلیر مت ہو اس مین کوئی حکمت ہوتی ہے کیونکہ ہم حکیم ہین۔ پھر فرماتا ہے کہ اے کفار و اے مشرکین و اے سخت دل یہود و نصاریٰ باوجودیکہ تم سب کچھہ آیات دیکھہ چکے ہو اور پھر ہماری طرف رجوع کرنے مین حیلہ و بہانہ کرتے ہو سو اب اور کیا باقی ہے مگر یہ کہ خدا اور اوس کے فرشتے تمھارے اعتقاد کے موافق تمھارے روبرو آوین تب تم مانو (جیسا کہ کوہ طور پر موسےٰ کے عہد مین بادلون مین سے دھوان اور کڑک اور شعلہ معلوم ہوا اور خدا کا جلوہ دکھائی دیا سو تم اسی بات کے منتظر ہو؟ ہم قادر مطلق ہین بنی اسرائیل کے علماء سے پوچھو کہ ہم نے کیا کچھہ نشانیان دکھائین ہین مگر اونہون نے اون کے بعد اس نعمت الٰہی کی ناشکری کی ہے جس پر ہم نے اون کو ہلاک کیا اور جو ہماری نعمتون کی قدردانی نہین کرتا ہم اوس کو سخت عذاب دیتے ہین۔

لہ نعمت سے مراد یا تورات اور صحف انبیاء علیہم السلام ہین کہ اہل کتاب نے اونکو حاصل کرنے کے بعد بدل دیا یا ہر ایک نعمت الٰہی مراد ہے ناشکرے بندے اوسکی قدر نہین کرتے اور اوسکو ناشکری سے بدلتے ہین ۱۲ منہ

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

کافر دنیا کی زندگانی پر رجھ گئے ہین اور وہ ایماندارونسے تمسخر کیا کرتے ہین حالانکہ قیامت کے دن پرہیزگار انسے بالاتر ہون گے اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب

حِسَابٍ ۝ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ

روزی دیتا ہے (ابتدا مین) سب لوگ ایک ہی گروہ کے تھے (پھر اختلاف ہوا) تو خدا نے نبی بھیجے جو خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے تھے اور اونکے ساتھ کتاب برحق بھی نازل کی تاکہ

بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى

اختلافی باتون مین لوگون کے لئے فیصلہ کر دیا کرے (پھر) جنکو کہ کتاب دی گئی تھی وہی اپنے پاس کھلے کھلے احکام آنے کے بعد آپس کی ضد سے اوسمین اختلاف کر بیٹھے پھر دین

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

حق کی کہ جسمین وہ اختلاف کر چکے ہین خدا نے اپنی عنایت سے مسلمانون کو رہنمائی کردی اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدہا راستہ دکھاتا ہے

ترکیب

زین فعل مجہول للذین کفروا متعلق ہے زین کے الحیوۃ الدنیا صفت وموصوف مفعول بالم لیسم فاعلہ اور زین کہا زینت نہ کہا کس لئے کہ زین اور الحیوۃ الخ مین فاصلہ آگیا دوم یہ کہ مؤنث حقیقی نہین ہے ویسخرون معطوف ہے زین پر والذین اتقو مبتدا وفوقہم خبر القیامۃ طرف سے مبشرین ومنذرین حال ہے النبیین سے وانزل موضع حال مین ہے کتاب سے بالحق بھی ہے ای مشتملا علی الحق لیحکم ای الکتاب اور لام متعلق ہے انزل سے فیہ ای الحق اوتوہ ای الکتاب من بعد الخ جملہ متعلق ہے اختلف سے بغیا مفعول لہ ہے اختلف کا من الحق حال ہے ضمیر فیہ یا ما سے باذنہ حال ہے الذین آمنوا سے ای ماذونا لہم ۔

تفسیر

پہلی آیت مین اشارہ تھا کہ کفار دلائل ومعجزات پر بھی ایمان نہین لاتے بلکہ عیانا خدا اور فرشتون کو دیکھنا چاہتے ہین پھر اسکے بعد اسکے سبب کی طرف اشارہ تھا کہ یہ ساری باتین دنیا اور دیگر نعمار کے نشے کی وجہ سے ہین اونہون نے نعمتون کو بدلا شکر کی جگہ کفر کیا۔ اب یہان دنیا اور اوس کی نعمتون کی بیوقعتی اہل ایمان کے سامنے دکھاتا ہے کہ دنیا اور اوس کی نعمتین بے ثبات ہین اونپر کافر ہی رجھتے ہین اور انہین کی آزمائش کے لئے خدا نے بیحد سامان دئے ہین کہ جنکا عالم آخرت پر یقین نہین اور دنیا ہی کو مدنظر رکھتے ہین اسلیئے وہ ایمان والون پر کہ وہ عالم آخرت کی وجہ سے دنیا پوری پوری حاصل نہین کرتے اور یاد الٰہی مین رہتے ہین اون کو بیوقوف اور مفلس سمجھکر قہقہے مارتے ہین حالانکہ یہ اہل اللہ قیامت کے روز انسے بالاتر ہون گے اور اس فراغ دستی پر ان کا غرور بیجا ہے خدا اپنی حکمت سے جسکو چاہتا ہے بیشمار رزق وروزی عطا کرتا ہے اسمین کافر ومومن ہونے کو کچھ دخل نہین پھر دنیا کی افزودگی سے یہ سمجھنا کہ ہم خدا کے نزدیک پسند اور محبوب ہین محض غلط ہے اور یہ کفر حب دنیا کی وجہ سے انسان کے لئے ایک عارضی بات ہے کس لئے کہ یہ سب لوگ بدو الخلقۃ مین فطری طور پر خدا کے وجود اور اوسکے لاشریک ہونے کے قائل تھے پھر جب نوع انسانی پہیلی اور اپر طبیعت ولذات کے حجاب پڑتے گئے حقیقی نور کم ہوتا گیا اس لئے گمراہی کے رستونپر بھی چلنے لگے ان کے وہم وخیال نے انکی کمزور عقل کو ڈگمگانا شروع کر دیا اور اوہام پرستی وشہرت رانی شروع ہوگئی تو اس رحیم وکریم نے انبیار بھیجنے شروع کر دئے وہ حقائق الاشیار کے واقف تھے ہر ایک نیک وبد کے نتیجہ کی خوشخبری اور ڈر لوگون کو سنایا کرتے اور اون کے ساتھ کتاب بھی اوتاری کہ ہر اختلافی بات مین وہ کتاب آسمانی فیصلہ کر دیا کرے لیکن جن پر گمراہی اور نفسانیت کا رنگ غالب تھا وہ اس کتاب مین بھی آیات وبینات دیکھنے کے بعد بھی مخالف رہے اور اختلاف کرتے رہے مگر اسنے اپنے فضل وکرم سے ایماندارونکو اختلافی باتون مین امر حق کی ہدایت کر دی اور وہ مختار ہے جسکو چاہے ہدایت کرے اس سے کوئی پوچھ نہین سکتا۔ پس کفار یہ سمجھکر خوش نہون کہ ہمارا طریق قدیم ہے اور پیغامبرون کی باتین باہم مختلف اور نئی ہین۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَ

مسلمانو کیا تم خیال کر بیٹھے کہ (مفت) بہشت مین چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تم پر ان لوگون کی سی حالت نہین پہونچی ہے کہ جو تم سے پہلے ہو گزرے ہین انپر ایسی سختیان اور مصیبت پڑی

زُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ۝

تہین کہ وہ ہلا دئے گئے تھے یہانتک کہ خود رسول اور جو اوسکے ساتھہ ایمان لائے تھے کہہ اٹھے کہ خدا کی مدد کا کونسا وقت ہے (جسپر آنکو تسلی دیگئی) سنہلو خدا کی مدد بہت ہی قریب ہے

ترکیب

ام بمنزلہ بل اور ہمزہ استفہام یعنے منقطعہ حسبتم فعل با فاعل ان تدخلوا الجنۃ سادا مجلہ قائم مقام دو مفعولون کے وملما الخ جملہ مستانفہ ہے شرح احوال کے لئے اور ممکن ہے کہ قد مضمر ماکر حال قرار دیا جاوے الرسول فاعل یقول والذین آمنوا اسپر معطوف مع متعلق ہے یقول کے اور ممکن ہے کہ آمنوا کے ہو متی نصر اللہ جملہ مقولہ۔

تفسیر

پہلی آیت مین اس بات کا ذکر تھا کہ دنیا اور اوس کی زینت کفار کو دی گئی اور وہ مسلمانون سے ہنسی اور تمسخر کرتے ہین یہان مسلمانون کو صبر اور توکل اور ثابت قدمی کی ترغیب دیتا ہے تاکہ اسلام مین جس قدر مصیبتین اور تکالیف اور تنگدستی اور ناامیدی اور دنیا کی ناکامی اور دشمنون سے ہر قسم کی تکلیفین پیش آوین انپر ثابت قدم رہین کس لئے کہ امر حق اور طلب معالی اور استحقاق دار آخرت بغیر برداشت کرنے شدائد کے نصیب نہین ہوتا اور بالخصوص صحابہ کو ہمت بندہاتا ہے جبکہ وہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ مین آرہے اور ان پر طرح طرح کی تکلیفین پیش آئین خصوصاً جنگ احد مین کہ جس کی نسبت فرماتا ہے وبلغت القلوب الحناجر کہ اے مسلمانون صرف ایمان لانا ہی بس نہین کرتا بلکہ تم کو ہر قسم کی مصیبتون کی برداشت کرنا چاہیئے اور تم سے پہلے انبیاء اور اون کے متبع ایماندار کیا کچھ مصیبتین نہ اوٹھا چکے ہین آرون سے چیرے گئے ہین جلتی آگ مین ڈالے گئے ہین اون کے گھر بار لوٹ لئے گئے ہین مگر تب بھی وہ دین حق پر ثابت قدم رہے ہین بلکہ اون پر یہانتک مصیبت پڑی ہے کہ رسول اور مومنون کو باوجودیکہ مدد غیبی کے آنے کا یقین کامل تھا مگر بے قرار ہو کر پکار اوٹھے کہ وہ کب آئے گی جس پر غیب سے اون کو مژدہ دیا گیا کہ مدد الٰہی عنقریب آتی ہے ؛۔

انسان کا مقتضی طبعی ہے کہ وہ نہایت سختی کے وقت بیقرار ہو جاتا ہے اور باوجودیکہ اوس کو یقین ہوتا ہے کہ مشکل کشائی ہوگی مگر پھر بھی ایک قسم کی مایوسی طاری ہو جاتی ہے کما قال اللہ تعالی حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا جاءھم نصرنا الآیۃ مگر اس سے یہ سمجھنا کہ رسول کو وعدہ الٰہی مین شک ہو گیا غلطی ہے کیونکہ اگر یہ ہوتا تو مدد الٰہی کا وقت استفسار نکرتے بلکہ یون کہتے کہ آیا مدد آوے گی یا نہین؟

يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَآ أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَٰلِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَٰمَىٰ وَالْمَسَٰكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ

آپ سے پوچھتے ہین کہ (اللہ کے لیئے) کیا دیا کرین — کہدو کہ جو کچھہ بہتر چیز خرچ کرو تو ماں باپ — اور قرابت داردن اور یتیمون — اور فقیرون — اور مسافر کو دیا کرو

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

اور جو کچھہ نیکی کروگے — سو وہ اللہ کو معلوم ہے

ترکیب

یسئلون فعل بافاعل ک مفعول ینفقون فعل بافاعل ماذا اسکا مفعول اور ممکن ہے کہ ما استفہام کے لئے ہو بمعنے اے شئی اور ذا بمعنے الذی اور ینفقون اس کا صلہ اور عائد محذوف پس ما مبتدا اور ذا مع صلہ کے اس کی خبر پھر یہ تمام جملہ مفعول ثانی ہوگا یسئلون کا وقیل تفسیر ماشرطیہ انفقتم الخ شرط فللوالدین الخ جواب شرط پھر یہ تمام جملہ محلاً منصوب ہے قل کا مفعول ہوکر۔ اور ممکن ہے کہ ما بمعنی الذی ہو اور مبتدا قرار دیا جاوے اور من خیر حال ہو محذوف سے فللوالدین خبر۔

تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ مومنون کو دنیا کی بے ثباتی بتا چکا اور دار آخرت کیلئے صبر اور استقلال کی تاکید فرما چکا کہ اسکے لئے جان و مال بھی درپیغ نکرنا چاہیئے پھر اس کے بعد چند احکام بیان فرماتا ہے اس آیت سے لے کر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ تک کس لئے کہ قرآن مجید کی عادت ہے کہ وہ توحید کے ساتھ پند و نصائح اور احکام ملاکر بیان فرماتا ہے تاکہ مخاطب کے دلپر ملال نہ آوے اور ایک کو دوسرے سے تقویت ہوجاوے۔ لیکن ان احکام مین بھی باہم ایک عجیب ربط ہے۔

پہلا حکم اس آیت مین ہے۔ ابن عباس فرماتے ہین اسکا شان نزول یہ ہے کہ عمرو بن جموح کہ جو اُحد کی لڑائی مین مقتول ہوا ایک نہایت عمر رسیدہ اور بڑا مالدار شخص تھا اوس نے آکر آنحضرت علیہ السلام سے پوچھا کہ یا حضرت ہم اپنا مال کسکو بدین؟ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ سب سے اول ماں باپ کا حق ہی پھر اوارب پھر یتیم اور فقیر اور مسافر کو بدینا اور اون کے ساتھ سلوک کرنا چاہیئے ماذا ینفقون کے معنی بعض علما یہہ کہتے ہین کہ کونسا مال خرچ کرین یہ سوال تھا خدا پاک نے اسکا جواب بھی ضمناً من خیر کے ساتھہ دیدیا کہ فائدہ کی چیز ہو خواہ کپڑا ہو خواہ اناج ہو خواہ نقد ہو اور اسکے ساتھہ مال کے مصارف (یعنے وہ لوگ کہ جنکو دینا چاہیئے اور جنکا پوچھنا سائل کو ضروری تھا) بیان کردئے اور اخیر مین عموماً ہر کسی کے ساتھہ بھلائی کرنے کیلئے ایک جملہ وما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم ایسا کہدیا کہ جسکو شامل ہو۔ بعض علما کہتے ہین کہ اس آیت کا حکم آیت میراث سے کہ جو آگے آتی ہے منسوخ ہوگیا یعنے یہ حکم والدین اور اقارب کے دینے کا جبتک تھا جب تک اونکے حصہ اور میراث قائم نہوئے تھے۔

جمہور محققین فرماتے ہین یہہ قول غلط ہے کس لئے کہ یہ حکم اپنی زندگی مین بطور خیرات کے دینے کے ہے اس کو میراث سے کیا علاقہ؟ اور نیز جس طرح مسافرون اور یتیمون کو تبرعاً اب دینے کا حکم ہے اسی طرح اپنی زندگی مین ماں باپ اور اقارب کے ساتھہ ہر ایک قسم کے سلوک کرنے کا حکم بھی ہنوز باقی ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ

(مسلمانو) تمپر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تمکو برا معلوم ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمکو بری معلوم ہو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمکو پسند ہو اور وہ تمہارے لئے بدتر ہو اور اللہ

يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ

ہی (ہر چیز کا انجام جانتا ہے اور تم نہین جانتے آپ سے حرمت کے مہینے مین لڑائی کرنے کو پوچھتے ہین کہدو اسمین لڑائی کرنا بڑا گناہ ہے اور خدا کی راہ سے روکدینا اور اوس کا

بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۡ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى

انکار کرنا اور مسجد حرام سے باز رکھنا اور وہان کے لوگو کو وہان سے نکالدینا تو خدا کے نزدیک اوس سے بھی بڑھکر ہے اور فتنہ برپا کرنا تو قتل سے بھی بڑھکر ہے اور وہ (کفار) تو تمسے سدا لڑتے ہی رہینگے تاوقتیکہ

يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

کہ اگر قابو پاوین تو تمکو تمہارے دین سے برگشتہ کردین اور جو کوئی تم مین سے اپنے دین سے برگشتہ ہوگا اور وہ کفر ہی کی حالت مین مریگا تو اونکے اعمال دنیا اور آخرت

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ

مین اکارت جاوینگے اور وہ دوزخی ہون گے جہنم مین سدا رہا کرین گے البتہ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت بھی کرگئے اور

جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اللہ کی راہ مین لڑتے بھی رہے سو وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہین اور اللہ غفور الرحیم ہے

ترکیب

کتب فعل مجہول القتال ذوی الحال وہو کرہ لکم جملہ حال مجموعہ مفعول مالم یسم فاعلہ عسی افعل ان تکرہوا جملہ بتاویل مصدر اوسکا فاعل وہو خیر لکم صفت شیئا اور ممکن ہے کہ حال ہو قتال فیہ بدل ہے الشہر سے بدل الاشتمال لان القتال یقع فیہ اور فیہ قتال کے متعلق ہے اور جائز ہے کہ اسکی صفت ہو قتال فیہ مبتدا کبیر خبر صدّ مبتدا عن سبیل اللہ اوس کے متعلق یا صفت وکفر بہ صدّ پر معطوف والمسجد الحرام مجرور معطوف ہے سبیل اللہ پر مدخول ہے عن کا ای صد عن المسجد الحرام واخراج اہلہ منہ معطوف ہے صد پر ان تینون کی خبر اکبر عند اللہ۔ ان استطاعوا شرط ولا یزالون دال برجزا۔ ومن یرتدد شرط منکم موضع حال مین ہے من سے فیمت معطوف ہے یرتدد پر فاولئک جزا۔

تفسیر

خرچ کرنے کا حکم تھا مگر مال کے خرچ کرنے سے اللہ کی راہ مین جان خرچ کرنے کا بڑا درجہ ہے اور نیز قوام ملت وقوم کے لئے ان دونون عزیز چیزون کا خرچ کرنا اصل الاصول ہے اسلیئے موجب رضا الٰہی بھی ہے اس لئے اسکا بھی حکم دیا گیا۔ آنحضرت علیہ السلام کو مکہ مین صرف صبر و برداشت کا حکم تھا پھر جب کفار کے ظلم سے مدینہ مین تشریف لائے تو اجازت ہوئی کہ جو تم سے لڑے اور تمپر ظلم کرے تو تم اُس سے بدلہ لو پھر اسپر بھی مخالفین جور و ظلم سے باز نہ آئے اور ایمان والون کو ہر جگہ ستانا شروع کیا تو جب انہین بشارات کتب مقدسہ کے اس فتنہ و فساد اور شر و الحاد کے دفع کرنے کو عموماً جنگ کی اجازت دی بلکہ حکم دیا کہ یہ تم پر فرض ہوگیا۔ اور چونکہ اپنی جان کو ہاتھ پر رکھنا اور اپنے بیگانہ کا کچھ لحاظ نہ رکھنا البتہ انسان کی طبیعت کو ناگوار اور شاق معلوم ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ اس کی مصلحتین تم نہین جانتے خدا ہی جانتا ہے تم بعض باتون کو شاق

اور مکروہ جانتے ہو مگر اوس کے نتایج اچھے ہوتے ہین - اس مین کوئی شبہ نہین کہ کج طبع شریر لوگون کو کتنا ہی وعظ و پند کرو کتنی ہی خرق عادات و معجزات دکھاؤ مگر وہ کبھی فساد اور فتنہ سے باز نہین آتے جب تک کہ سیاست سے کام نہ لیا جاوے دنیاوی سلطنتون کی بھی یہی سیاست باعث رونق ہے ہر چند آدمیکو گھر مین بیٹھا رہنا عورتون سے مخالطت کرنا ہر قسم کا عیش کرنا سفر اور جنگ کی مصیبتون سے بچنا بھلا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے نتایج بربادی ملک و دولت دشمنون کا غالب آکر مقہور کرنا دین و ملت کو خراب کرنا وغیرہ برے پیدا ہوتے ہین اور اسی طرح جفاکشی اور مخالفون کی مصایب پر برداشت کرنے کے بھی نتایج بہت عمدہ تجربہ مین آتے ہین اسکے بعد پھر ہر ایک قسم کی راحت و عزت نصیب ہوتی ہے آج کل جو اہل اسلام کا تنزل اور یورپ کے لوگون کا عروج دنیاوی ہے تو اسی وجہ سے ہے + باقی علم و ہنر سب اقبال کے تابع ہین + صحابہ کی بے نظیر فتوحات کا یہی سبب تھا -

عرب کا قدیم دستور تھا کہ وہ رجب اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم مین باہم جنگ و جدال نکرتے تھے اور ان مین کوئی کسی پر چڑھائی نکرتا تھا[1] بلکہ اس کو سخت معیوب جانتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے یہ دستور چلا آتا تھا اس لئے لوگون نے آنحضرت سے پوچھا کہ کیا ان مہینون مین بھی قتال و جہاد جائز ہے؟ جواب آیا کہ ہر چند ان مہینون مین لڑائی سخت اور بری بات ہے مگر ان مہینون مین لوگون کو خدا کی راہ سے روکنا جیسا کہ کفار کرتے ہین اور خدا سے انکار کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور وہان کے باشندون کو ناحق نکال دینا جیسا کہ آنحضرت اور صحابہ کو نکالدیا تھا اس سے بھی بڑھکر گناہ ہے اور اون کا فتنہ کہ وہ ہر جگہ ایمان والون کو ستاتے پھرتے ہین قتل سے بھی بڑھکر ہے پس جب اونہون نے ان مہینون کی رعایت نہ کی تو تمپر بدلہ لینے مین کیا گناہ ہے؟

ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے جنگ بدر سے دو مہینے پہلے عبداللہ بن جحش رض کو چند آدمیون کے ساتھ بمقام بطن نخل کہ جو طائف کے قریب ہے کفار قریش کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا سو اونہون نے جاکر اون کو گرفتار کرلیا لیکن اسی روز جمادی الثانی کی تیسوین تاریخ تھی مگر انتیسوین کا چاند ہوگیا تھا پر صحابہ کو معلوم نہ تھا اوس پر کفار نے آنحضرت اور صحابہ کو طعنہ دینا شروع کیا کہ یہ لوگ شہر حرام مین بھی لڑتے ہین اس کا جواب بھی اس آیت مین دیا گیا کبیر بعض علماء کہتے ہین کہ شہر حرام کا حکم اس آیت واقتلوہم حیث ثقفتموہم سے منسوخ ہوگیا اسلام نے ہر زمانہ مین دفع فساد کے لئے کفار سے جنگ کی اجازت دیدی بعض کہتے ہین ابتدا نہ کرے اور جو کفار چڑھ کر آوین تو مدافعت ضرور ہے کس لئے کہ ظلم ہر مہینہ مین ممنوع ہے اور بدلہ لینا ہر وقت درست ہے خواہ شہر حرام مین خواہ مسجد الحرام کے پاس -

یہ دوسرا سوال اور دوسرا حکم تھا -

ف شراب اور جوئے کی ممانعت ۱۲

[1] اس لئے اون کو شہر حرام کہتے تھے ۱۲ منہ

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا

آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہین کہدو انمین بڑا گناہ ہے اور لوگون کے لئے کچھ فائدہ بھی نہین اور انکا گناہ انکے فائدہ سے بڑھکر ہے اور آپ سے پوچھتے ہین

يُنفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

کہ خدا کی راہ مین کس قدر دیا کرین کہدو جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو خدا یون احکام تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت کے معاملات مین غور کرو

ترکیب

یسئلون فعل با فاعل کہ مفعول عن الخمر والمیسر متعلق فعل سے اثم کبیر مبتدا فیہما خبر ومنافع للناس معطوف ہے اثم پر اے فیہما منافع للناس العفو منصوب ہے بفعل مضمر تقدیرہ انفقوا العفو کذلک موضع نصب مین ہے لغت سے مصدر محذوف کی اے بیین مثل ہذا التبیین۔

تفسیر

حرام ملت و قومیت بیان فرما کر قوم و مذہب کو برباد کرنے والے کام بھی جواب سوال کے پیرایہ مین بیان کئے جاتے ہین تاکہ قانون سعادت کی تکمیل ہو جائے از انجملہ جوا اور شراب ہے عرب مین شراب نوشی کا مدت سے دستور تھا جس چیز کو شریعت نے منع نہ کیا تھا صحابہ اسکو اپنے قدیم دستور کے موافق استعمال مین لاتے تھے چنانچہ مکہ مین اسکا استعمال ہوتا رہا جب آنحضرت مدینہ مین تشریف لائے تو بتدریج شراب اور قمار کو حرام کر دیا بلکہ ایک مدت تک شراب سے برتنون کا بھی استعمال منع رہا۔ الخمر یعنے شراب اسکی ماہیت مین علماء کا اختلاف ہے امام شافعیؒ کہتے ہین جو چیز نشا پیدا کرے وہ خمر ہے مسکر اور خمر دونون لفظ ایک ہی معنے کے لئے ہین امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین زبان عرب مین خمر اوس شراب کو کہتے ہین کہ جو انگور سے بنتی تھی یعنی انگور کا شیرہ جب گاڑھا ہو جاوے اور اسمین جھاگ اوٹھنے لگین۔ دلائل دونون کے اونکی کتابون مین مندرج ہین۔ اس اختلاف کا یہ ثمرہ ہوگا کہ امام شافعی کے نزدیک ہر ایک مسکر کو حرام قطعی کہا جاویگا اور اوس کے تھوڑے اور بہت کا استعمال کرنا ممنوع ہوگا۔ امام اعظم کے نزدیک وہ خاص شراب تو قطعی حرام ہوگی اور اسکا ایک قطرہ بھی۔ مگر اور مسکرات کو جو حرام کہا جائیگا تو اسپر قیاس کرکے اون مسکرات کا اس حد مین استعمال منع ہوگا کہ جسقدر سے نشا پیدا ہو المیسر یعنے قمار یا جوا یہ یسر کا مصدر ہے جیسا کہ موعد اور برج اور اسکا ماخذ یسر ہے یعنی جوے مین چونکہ آسانی سے مال حاصل ہوتا ہے اس لئے اسکو میسر کہنے لگے (کبیر) بعض کہتے ہین حصہ مقرر کرنے کے معنے اس مین ملحوظ ہین۔ ایام جاہلیت مین دستور تھا کسی جانور کو بالاشتراک لیکر ذبح کرتے اور اوس کا گوشت یون تقسیم کرتے تھے۔ دس تیر رکھے تھے اور ان کے نام مقرر کر رکھے تھے اون کو ازلام اور اقلام بھی کہتے تھے مثل معلی نافس منیح سفیح وغد فذ توام رقیب حلس۔ ہر ایک کے متفاوت حصہ لگے ہوئے تھے بعض مین خالی لکھا ہوا ہوتا تھا سبکو جمع کرکے ایک تھیلی مین بند کر دیتے اور ہاتھ ڈالکر نکالتے جس کے نام سے جو نکل آتا اور جو جیت جاتا تو وہ گوشت فقیرون کو دیتا اور بڑا خوش ہوتا تھا شراب اور جوے کا نفع تو یہی ہے کہ مفت مال ہاتھ آتا ہے اور بدن فربہ ہوتا ہے مگر نقصان عقل جو جوہر لطیف ہے اور باہمی عداوت زیادہ تر ہے اس لئے اونکو منع کیا۔ اور پھر مال خرچ کرنے کا لوگون نے سوال کیا کہ کس قدر دین فرمایا حاجت سے زیادہ ہو دو۔ اس سے صدقہ نافلہ مراد ہے۔

لہ چار آیتین اسکی تحریم مین نازل ہوئی ہین اول مین ذرا سا حرمت کی طرف اشارہ ہوا پھر دوسری مین کچھ اور تیسری مین کچھ اور چوتھی مین صاف ممانعت کر دی اول آیت ومن ثمرات النخیل والاعناب الآیۃ دوسری فیہما اثم کبیر ومنافع للناس تیسرے لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری چوتھی انما الخمر والمیسر الآیۃ ۱۲ منہ رح ۲ شروع مین انہین پر منحصر نہین کہا بلکہ جس مین دو طرفہ شرط ہو جیسا کہ نرد اور کبوتر وغیرہ سب کو حرام کر دیا ۱۲ منہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ

اور آپ سے یتیمون کی بابت سوال کرتے ہین کہدو جسمین انکی بھلائی ہو وہ بہتر ہے اور اگر انکو اپنے شریک رکھو تو وہ تمہارے بھائی ہین اور اللہ تو مفسد کو مصلح سے الگ جانتا ہے

وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر دشواری ڈالدیتا اللہ غالب تدبیر والا ہے اور مشرک عورتین جب تک ایمان نہ لاوین انسے نکاح نکرو اور مشرک عورت سے تو ایماندار لونڈی بہتر ہے

مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ

گو وہ تمکو بھلی معلوم ہوا کرے اور مشرک مردون کے نکاح مین (مسلمان عورتین) نہ دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لاوین اور غلام بہتر ہے مشرک سے گرچہ وہ تمکو بھلا ہی معلوم ہو

اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

یہ مشرک تو تمکو جہنم کی طرف بلاتے ہین اور اللہ اپنی عنایت سے تمکو بہشت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنا حکم لوگونکو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ یاد رکھین

ترکیب

اصلاح مبتدا لہم اسکی صفت خیر خبر وان تخالطوہم شرط فہم اخوانکم جزا لو شرط یشاء فعل اللہ فاعل مفعول اعنتکم محذوف لاعنتکم جواب شرط - ولو بمعنے ان

تفسیر

ازانجملہ یتیمون کی حق تلفی ہے اسکے متعلق اول آیت مین بیان ہے - ازانجملہ مشرکونسے مناکحت ہے کیونکہ اس سے زہر آلود اختلاط ہوتا ہے مشرکون کی عادت اور خصائل رواج پاکر نہ قومیت باقی رہتی ہے نہ دین خالص جسکی نظیر ہندوستان کے مسلمان ہین دوسری آیت مین اسکی ممانعت کی گئی جب خدا نے یتیمون کے حق مین یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ تو لوگون نے احتیاطاً یتیمونکا کھانا پانی گھر مین الگ رکھنا شروع کیا اور اون کے مال کو تجارت وغیرہ منافع مین بھی لگانے سے دست کشی کی یہانتک کہ جو کھانا یتیم کا بچ رہتا تو وہ سڑبس کر خراب جاتا اسمین یتیمونکا خرچ تھا اور یتیمون کی پرورش کرنیوالون کو بھی دقت تھی اس لیے یہ آیت نازل فرمائی اور چند کلمات جامع کہکر تمام باتین ختم کردین - فرمایا کہ یتیمونکی اصلاح خواہ مال کے معاملہ مین خواہ انکی تعلیم و تربیت کے معاملہ مین بہتر ہے انکے لیے بھی اور دنیا و آخرت مین تمھارے لیے بھی - پھر فرمایا اگر انکو ملا لو خواہ انکا کھانا پینا خواہ تجارت مین مال خواہ اُنسے نکاح بیاہ کرکے تو وہ تمھارے بھائی واجب الرحم ہین اسکے بعد ظاہراً و باطناً خدا ترسی اور دلی نیک نیتی کیطرف اشارہ کیا کہ خدا کو بھلائی چاہنے والا اور برائی کرنیوالا معلوم ہی پھر نصیحت جتلاتا ہی کہ اگر ہم چاہتے تو سخت احکام کی مشقت مین تمکو ڈالدیتے مگر نہ ڈالا اور آسانی ملحوظ رکھی یتیمونکی پرورش اور اصلاح اور خدا ترسی زیادہ گھر کی بیبیونسے متعلق ہی کیونکہ مرد اپنی کاروبار مین اندر باہر آتا جاتا رہتا ہی اور نیز جزئیات امور پر اسکی نظر بھی نہین رہتی اسلئے خانہ داری کی اصلاح بھی ضرور ہوئی پس فرمایا کہ مشرک عورتونسے نکاح نکرو کس لئے کہ اسمین دیانت نہین پھر خدا ترسی اور حقوق پر نظر کجا؟ اور نیز تمھاری معاش و معاد مین بھی خلل پڑیگا زن و شوہر کا ایک نازک معاملہ ہی جو باہمی محبت پر مبنی ہی اگر اختلاف مذہب کیوجہ سے محبت نہ ہوئی تو روز کا جھگڑا پیدا ہوگا اور جو محبت ہوئی تو اسکی رسوم شرک و کفر پر چشم پوشی کرنی پڑی جس سے دین برباد ہوا[1] اور اسیطرح سے مسلمان عورتونکے مشرک مردونسے نکاح کی ممانعت کردی - اور فرمایا کہ مشرک سے غلام بہتر ہے اور مشرک سے لونڈی افضل ہے نکاح سے یہان مراد عقد ہی مگر اس لفظ کے معنی مین اختلاف ہی امام اعظم کہتے ہین اسکے اصلی معنی وطی کے ہین اور مجازاً عقد پر اطلاق ہوتا ہی امام شافعی اسکے برعکس کہتے ہین المشرکات سے مراد سوا اہل کتاب کے اور بت پرست عورتین ہین یا جو خدا کی ذات و صفات مین کسی اور کو حصہ دار سمجھتے ہین اور اہل کتاب کی عورتونسے نکاح بحکم آیت سورہ مائدہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب حلال ہی مگر المشرکین سے بالاجماع اہل کتاب وغیرہ سب کفار مراد ہین پس مسلمان عورتونکا کسی کافر سے نکاح درست نہین اس آیت سے پہلے مسلمانون اور کافرونمین بیاہ شادی کا عام دستور تھا اسکے بعد ممانعت ہوگئی

[1] اوسنکے یدعون الی النار سے اسی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ [2] جماع یعنے صحبت کرنا ۱۲ منہ

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ

اور آپسے حیض کی بابت سوال کرتے ہین کہدو وہ نجاست ہے پس عورتون سے حیض مین الگ رہو اور اون کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہولین پھر جب خوب پاک

فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ

ہو جائین تو ان پاس جاؤ جس جگہ سے کہ خدانے تمکو حکم دیا ہے ۔ ضرور خدا پسند رکھتا ہے توبہ کرنے والون کو اور پسند کرتا ہے ستھرائی والونکو تمہاری بیویان تمہاری کھیتی ہین پھر اپنی کھیتی

أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

مین جہان سے چاہو آؤ اور اپنے لئے آیندہ کی بھی تیاری کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمکو اسکے پاس حاضر ہونا ہے اور خوشخبری سنادو ایماندارون کو

ترکیب

المحیض موضع حیض یحتمل ان یکون نفس الحیض والتقدیر یسئلونک عن الحیض من حیث امرکم من اجلہ ابتداء غایۃ کیلئے ہی اور ممکن ہی کہ بمعنی فی ہو پس یسئلون فعل ہم خبر فاعل کا مفعول عن المحیض فعل کے متعلق ہو کر جملہ خبریہ ہوا ہو بتقدیر اذی خبر جملہ مقولہ لہ ہوا قل کا فاعتزلوا امر حاضر معروف ہم ہکا فاعل النساء مفعول فی المحیض متعلق ہی فعل ہی جملہ انشائیہ معطوف علیہ لا تقربوا الخ پس معطوف فاذا حرف شرط تطہرن مخفف و مثقل دونون طرح ہے اسکی اصل تتطہرن تھا تا کو ساکن کرکے طا سے بدلا اور دوسری طا مین ادغام کردیا جملہ شرطیہ فاتوہن جواب شرط من حیث متعلق ہی فاتوہن سے نساءکم مبتدا حرث لکم خبر انی شئتم ای کیف شئتم ۔

تفسیر

ازانجملہ معاشرت کے طریقہ مین خرابی ہی اور یہ ہین اپنی عورت کے خلاف فطرت بیش آنا یعنی حیض مین صحبت کرنا جو طرفین کی تندرستی کو بھی مضر ہی اور انسانی پاکیزگی کو بھی ان آیات مین اس مسئلہ کا بیان ہی اس مسئلہ مین بعض اقوام افراط بعض تفریط کرتی ہین اسلام نے درمیانی طریقہ ارشاد فرمادیا یہود مین دستور تھا کہ وہ حیض والی عورت کو جدا مکان مین رکھتے تھے نہ اسکے ہاتھ کا پکا کھاتے تھے نہ کسی چیز کو ہاتھ لگانے دیتے تھے برخلاف اسکے عیسائیون مین کوئی بھی قید نہ تھی مجامعت سے بھی چندان حذر نکرتے تھے مدینہ مین ہر ایک قوم کے لوگ آنحضرت علیہ السلام کی پاس مجتمع تھے وہ اپنی اپنی عادت کے موافق کیا کرتے تھے اس لئے اس مسئلہ مین لوگونکو خلجان پیدا ہوا تو آنحضرت سے سوال کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی ۔ فرمایا حیض ایک ناپاکی ہی اسلئے عورتونکے پاس بجاؤ یعنی انسے جماع نکرو جبتک کہ وہ خوب پاک نہ جاویں انسے صحبت نکرو پاک ہوجانیکے بعد تمہین ہر طرح سے فائدہ حاصل کرنیکا اختیار ہی اسکے ساتھ یہ بھی بتلادیا کہ لذتون ہی مین مستغرق نہ ہو کچھ آگے کی بھی فکر کرو کیونکہ تمکو خدا سے ملنا ہی سو تقوا اور پرہیزگاری کرو خدا سے ہر امر مین ڈرا کرو ۔ حیض کی لغوی معنے سیلان کی ہین اور حوض مین چونکہ پانی ادہر ادہر سے بہکر آتا ہی اسلئے اسکو حوض کہتے ہین اور وادی ایک دوسرے کی جگہ کلام عرب مین آیا کرتا ہی لفظ محیض مصدر بھی ہی اور اس ظرف بھی مراد ہو سکتا ہی یعنی حیض کی جگہ ۔ حیض عورتونکی رحم سے ہر مہینے مین خون فاسد برآمد ہونیکو کہتے ہین اسکی رنگت سیاہی مائل ہوتی ہی اور بدبودار اور گاڑھا ہوتا ہی خدا تعالی نے حیض مین عورتونکے پاس بجانیکی علت ناپاکی بیان کی ہی سو یہ اس خون مین نہین پائی جاتی کہ جو بیماریسے عورتونکو آیا کرتا ہی جسکو استحاضہ کہتے ہین اسلئے ایسمین جماع منع نہین قرآنمین حیض کی کوئی مدت بیان نہین کی کہ کب سے کبتک ہتا ہی عرف عام پر چھوڑ دیا لیکن علمانے احادیث اور اقوال صحابہ اور دیگر دلائل اور قرآن سے مدت مقرر کی ہی سو وہ امام ابوحنیفہؒ کی نزدیک کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس روز ہین اور امام شافعی کی نزدیک کم ایک رات دن زیادہ پندرہ روز ہین امام مالک کہتے ہین کوئی حد مقرر نہین ۔ قرآنمجید مین حیض کے ایام مین صرف جماع کی ممانعت ہے باقی اور احکام کہ حیض مین نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے مسجد مین نہ جاوے قرآن مجید کو نہ چھوئے طواف نکرے اور نیز نفاس کے احکام اور اسکی مدت اور یہ کہ نماز کی قضا لازم نہین روزہ کی ہی احادیث سے ثابت ہین ۔ تطہرن کو جو تشدید سے پڑھا جاوے تو اسکے معنی نہا دہو کر پاک ہونا اور جو بغیر تشدید پڑھا جاوے تو صرف حیض سے پاک ہونا ہی امام ابوحنیفہؒ نے یہ حکم دیا کہ اگر دس روز سے پہلے حیض منقطع ہوا ہی تو جبتک وہ غسل نکرے یا اتنا عرصہ نگزر جاوے کہ جسمین غسل کرسکے اس سے صحبت نکرے اور جو بعد دس روز کے خون بند ہوا ہی تو اسیوقت جائز ہی امام شافعی اور اوزاعی اور مالک اور ثوری کہتے ہین کہ جبتک عالمین بغیر غسل کی صحبت درست نہین بلحاظ قرارت تشدید ہی کہ بعد خدا نے عورت کے پاس جانیکی اجازت دی اور عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی کہ جسطرح زمین مین تخم ڈالتے ہین اور اس کوئی چیز اگتی ہی اسیطرح عورت کا رحم بمنزلہ زمین کے اور منی بمنزلہ تخم کی ہی اور اولاد درخت ہی اس نہایت تہذیب کے ساتھ طرف اشارہ کردیا کہ یہانہ کی راہ سے جماع نکرو اور اسلئے من حیث امرکم اللہ کہا اور یحب التوابین ویحب المتطہرین فرمایا بعض شیعہ کہتے ہین درست ہی کیونکہ عام اجازت ہے

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ

اور اللہ کے نام کو اپنی قسموں میں آڑ نہ بناؤ (کہ اللہ کے نام کی قسم کھا بیٹھے کہ نیکی اور پرہیزگاری اور لوگوں میں اصلاح نکرو اور اللہ خوب سنتا جانتا ہے اللہ تمکو تمہاری

اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَّلِيمٌ ۝ لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ

قسموں میں بیہودہ گوئی پر نہیں پکڑتا ہے لیکن تم سے اون قسموں پر مواخذہ کرتا ہے کہ جو تمہارے دلسے سرزد ہوئے ہیں (پورا نکرنے کی صورت میں) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے جو لوگ اپنی بی بیوں سے پاس

تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

جانیکی قسم کھا بیٹھے ہیں انکے لئے چار مہینے کی مہلت ہے (اسی عرصہ میں) اگر وہ ملاپ کر لیں تو اللہ غفور رحیم ہے اور اگر طلاق کا ارادہ کر لیا ہے تو بیشک خدا خوب سنتا جانتا ہے

ترکیب

ان تبروا موضع نصب میں ہے ای مخافۃ ان تبروا اور اہل کوفہ کہتے ہیں لئلا تبروا تقدیر ہے فی ایمانکم متعلق ہے باللغو سے اور جائز ہے کہ حال ہو اس سے تقدیرہ باللغو کائنا فی ایمانکم بما کسبت ما مصدریہ ہے للذین صلہ و موصول ثابت کے متعلق ہو کر خبر ہے تربص الخ کی فان فاؤا ای رجعوا شرط فان اللہ الخ جواب وقس علیہ۔

تفسیر

ازانجملہ بے موقع قسم کھانا ہے اور قسم کو نیکی سے باز رہنے کے لئے آڑ بنانا اور بیوی جیسی جلیس سے جسپر معاشرت و تمدن مربوط ہے کسی بات پر خفا ہو کر اسکے پاس جانیکی قسم کھا بیٹھنا بہت مروج ہے اسلئے اس مسئلہ کو بھی مسئلہ مناکحت کے بعد طے کر دیا لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ جب کسی بات پر خدا کی قسم کھائی جائے خواہ وہ اچھی ہو یا بری یا کسی چیز کے ترک پر خواہ اچھی ہو خواہ بری تو ضرور اوسپر قائم رہنا ہے چنانچہ صدیق اکبرؓ ایک قسم کھا بیٹھے تھے کہ میں اپنے بھانجے مسطح کو اب کچھ نہ دیا کرونگا اسنے عائشہ پر بہتان باندھا اور اسی طرح اور لوگ بھی قسم کھا بیٹھتے تھے کہ میں اپنے باپ سے یا ماں سے نہ ملونگا یا فلان شخص میں صلاح نکراؤنگا اسبات سے خدا تعالی نے منع فرمایا کہ میرے نام کو کیوں آڑ بناتے ہو؟ اسکے ساتھ سمیع فرمایا یعنی اگر قسم کھاؤ گے تو وہ سنتا ہے اور جو اسکے نام کی عزت کر کے ترک کرو گے تو وہ علیم یعنے جانتا ہے۔ اسکے بعد قسم کا مسئلہ بیان فرمایا کہ تم سے لغو قسموں پر کچھ مواخذہ نکریگا عرضۃ بروزن فعلۃ بمعنی المفعول کالقبضۃ والغرفۃ پس یہ اوس چیز کا اسم ہے کہ جو روکنے والی ہو جسکو ہندی میں آڑ اور اڑتلہ کہتے ہیں ایمان یمین کی جمع ہے جسکے معنے قوت اور مضبوطی کے ہیں اور عرف شرع میں اوس قسم کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کے نام سے یا اوسکی کسی صفت سے کھائی جائے جیسا کہ واللہ یا باللہ تاللہ عربی میں اور اللہ کی قسم یا بخدا اردو میں اور اسی کو حلف کہتے ہیں چونکہ خدا کے نام سے قسم میں قوت اور تاکید ہو جاتی ہے اسلئے اسکو یمین کہتے ہیں یمین تین طرح پر ہوتی ہے ایک غموس[1] یہ وہ کہ جو کسی گزری ہوئی بات پر عمداً جھوٹی قسم کھائی جائے جیسا کہ واللہ فلان شخص آیا تھا اور جانتا ہے کہ وہ نہیں آیا اسمیں بڑا گناہ ہے اسپر بحکم ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم آخرت کا مواخذہ ہے دنیا میں اسکا علاج توبہ و استغفار ہے یہی قول امام ابوحنیفہ کا بھی ہے مگر امام شافعی کہتے ہیں کہ یہ بما کسبت قلوبکم میں داخل ہے اور پھر سورہ مائدہ میں اسکو بما عقدتم الایمان سے تعبیر کیا ہے اور وہاں اس مواخذہ کی تشریح ہے کہ کفارہ دینا ہوگا دوسری منعقدہ وہ یہ کہ آئندہ کسی کام کے کرنے یا نکرنے پر خدا کی قسم کھائے کہ واللہ میں فلان کام کرونگا یا خدا کی قسم اسکے گھر نہ جاؤنگا پس جو کسی گناہ کی بات پر قسم کھا بیٹھے کہ واللہ میں نماز نہ پڑھونگا یا فلان شخص کو قتل کرونگا یا للہ نہ دونگا یا اپنے باپ سے کلام نکرونگا تو اسپر لازم ہے کہ اپنی قسم کو توڑ دے اور کفارہ دیدے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من حلف علی یمین فرای غیرہا خیرا منہا فلیات بالذی ہو خیر ثم لیکفر عن یمینہ رواہ البخاری کہ جو کسی بات پر قسم کھا بیٹھے اور اسکے خلاف کرنے میں بہتری جانے تو اوس کام کو کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور اس آیت میں بھی اسی قسم کا ذکر ہے کہ تم خدا کے نام کو نیکی سے باز رہنے میں آڑ تلہ نہ بناؤ۔ اور جو ایسی باتوں پر قسم نہیں تو اسکو پورا کرنا چاہئے اور اگر خلاف کریگا پھر عام ہے

[1] غموس کہتے ہیں ڈبونے کو چونکہ ایسی قسم کھانے والا گناہ میں ڈوبتا ہے اسلئے اسکو غموس کہتے ہیں ۱۲ منہ

کہ اچھی بات پر قسم تھی یا بری بات پر تو اسکو بالاتفاق کفارہ دینا ہوگا جسکا اشارہ یواخذکم بما کسبت قلوبکم مین ہے اور تشریح سورہ مایدہ مین ہے ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مسکین من اوسط ما تطعمون اہلیکم وکسوتہم اور تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام آلایہ کہ خدا تم سے اون قسمون پر کہ جنکو تم نے منعقد کیا ہے مواخذہ کرتا ہے سو اوس کا کفارہ دس مسکینون کو اوسط درجہ کا کھانا[1] کہلانا یا کپڑا[2] پہنانا یا غلام آزاد کرنا ہے اور اگر مقدور نہو تو تین روزے[3] رکھنا

تیسرے[1] یمین لغو اسکی تفسیر مین آئمہ کا اختلاف ہے ابن[1] عباس اور حسن[2] بصری اور مجاہد[3] اور نخعی[4] اور زہری[5] اور سلیمان[6] بن یسار اور قتادہ[7] اور سدی[8] اور مکحول[9] اور امام ابو حنیفہ[10] کہتے ہین یمین لغو یہ ہے کہ کسی گذشتہ بات پر یہ جانکر کہ یہ یون ہے قسم کھاوے اور دراصل وہ یون نہو جیساکہ کوئی کہے واللہ پرسون بارش ہوئی تھی اور اوسکو گمان غالب ہو کہ ہوئی تھی اور دراصل یہ غلطی پر تھا یا کہے کہ واللہ یہہ فلان چیز ہے اور دراصل اسکا خیال غلط ہے۔ چونکہ اسنے عمداً جھوٹ نہین بولا یہہ معاف ہے جیساکہ اس آیت مین فرمایا ہے لایواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ٭ اور عائشہ صدیقہؓ اور شعبی اور عکرمہ اور امام شافعی کہتے ہین یہہ یمین لغو نہین کیونکہ اسمین قصد پایا گیا اسپر کفارہ لازم ہوگا بلکہ لغو یہہ ہے کہ بلا قصد یون ہے بات بات پر واللہ باللہ کا لفظ استعمال کیا جاوے چونکہ اس مین قصد نہین یہہ لغویت معاف ہے خدا دلکو دیکھتا ہے ٭۔

عرب مین یہ بھی دستور تھا کہ بیوی سے خفا ہوکر قسم کھا بیٹھتے تھے کہ اب تیرے پاس نہ آؤنگا سو وہ قسم کے مارے نہ اسکے پاس آتے تھے نہ طلاق دیتے تھے اسمین عورت کو بڑی دقت پیش آتی تھی۔ اس قسم کی قسم کو شرع مین ایلاء کہتے ہین خدا تعالی نے ایلاء کے لئے مدت چار مہینے کی مقرر کردی پس اگر چار مہینے کے اندر اندر پھر ملاپ ہوگیا تو صرف اس قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ مگر بعض علماء کہتے ہین کہ کفارہ بھی دینا پڑیگا کس لئے کہ اللہ غفور رحیم آیا ہے مگر یہ قول ٹھیک نہین کیونکہ ہر قسم مین جو اللہ کے نام سے کھائی جائے حانث ہونے پر یعنے پورا نکرنے پر کفارہ لازم ہوتا ہے اور یہ بھی ایک قسم ہے دوم غفور رحیم باعتبار عذاب آخرت کے ہے۔ اور جو چار مہینے گزر گئے اور باہم ملاپ نہوا تو ایک طلاق بائن پڑجاویگی۔ امام شافعی فرماتے ہین خود بخود طلاق مدت گزرنے پر نہوگی بلکہ عورت کو مجاز ہوگا کہ حاکم کی طرف رجوع کرے اور حاکم یا ملاپ کرادے یا طلاق دلادے ٭ محققین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ ایلاء جب پایا جاویگا کہ جب شوہر چار مہینے یا زیادہ مدت لگاکر قسم کھاویگا یا مطلق کہے گا یا ہمیشہ کا لفظ بولے گا مگر چار مہینے سے کم کی مدت پر قسم کھانے مین ایلاء نہوگا ٭۔

---

[1] دو وقت وزنہ ہر مسکین کو نصف صاع گیہون کے اور ایک صاع جو وغیرہ اور صاع کا وزن تخمینا ساڑھے چار سیر ہے۔
[2] کپڑا ہر شخص کو اوسنے مرتبہ اس قدر پہنائے کہ جس سے نماز ادا کرسکے اور زیادہ کا اختیار ہے۔
[3] روزہ امام اعظم کے نزدیک پے در پے رکھے اور آئمہ کے نزدیک یہہ قید نہین ہے ۱۲ منہ۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ

اور جن عورتون کو کہ طلاق دیگئی ہو وہ اپنے نفس کو تین حیض تک روکے رکھین اور اونکو حلال نہین کہ جو کچھ خدانے اونکے پیٹ مین پیدا کر رکھا ہی (حمل) اسکو چھپائین بشرطیکہ وہ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ

اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان بھی رکھتی ہون اور اونکے خاوند اگر اچھی طرح رکھنا چاہین تو اس عرصہ مین اونکو واپس لے لینے کے زیادہ مستحق ہین اور عورتونکے بھی ویسے ہی حقوق ہین

بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

جیسا کہ دستور کموافق مردونکے حق اونپر ہین اور مردونکو عورتونپر فوقیت بھی ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

ترکیب

والمطلقات مبتدا ر یتربصن خبر معنی امر ہے۔ ثلثۃ قروء ظرف ہی یتربصن کا لایحل فعل لہن اسکے متعلق ان یکتمن جملہ تاویل مصدر فاعل ان کن شرط جملہ لایحل دال برجزا بعولتہن مبتدا احق الخ خبر ہو بردہن متعلق ہے احق کے فی ذلک ای وقت التربص

تفسیر

چونکہ ایلاء کا حکم آچکا تھا جو ایک قسم کی طلاق یا طلاق کے مبادی مین سے ہے اور معاملات کے مسائل کا بیان فرمانا معاوت انسانی کی تکمیل ہے اس لئے طلاق کا مسئلہ ان آیات اور اگلی آیات مین بیان فرمایا۔ ایام جاہلیت مین عدۃ کے بارہ مین بھی بڑا جھمیلا تھا کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی شخص طلاق دیکر برس چھ مہینے کے بعد بھی پھر اس عورت پر دعویدار ہوجاتا تھا اسلئے اس سے اور شخص نکاح نکرتا تھا نہ وہ خود اسکے نان ونفقہ کی خبر گیری کرتا تھا اسمین عورت پر بڑا ظلم ہوتا تھا اسلئے خدا تعالی نے طلاق کی عدت بیان کی اور اس عدت مین مرد کو پھر اوس عورت سے ملاپ کرنے کی اجازت دی بشرطیکہ نیت اصلاح اور عورتونکو بھی تاکید کردی کہ عدت مین کمی زیادتی کرنیکی غرض سے یا اول خاوند سے ناراض ہوکر اپنا حمل یا حیض نہ چھپائین کس لئے کہ اسمین بڑی خرابی ہی اور ایک کی اولاد دوسرے کے پاس جاتی اور نسب مین فرق پڑتا ہی۔ اور یہ بھی جتلادیا کہ عورت و مرد کا ایک دوسرے پر حقوق مساوی ہین البتہ مردونکو عورتونپر فضیلت اور بزرگی ہی

تحقیقات

(۱) مطلقہ عرف شرع مین اس عورت کو کہتے ہین کہ جو کسی کے نکاح مین ہو اور پھر اسکو طلاق دی گئی ہو۔ اگر یہ عورت ایسی ہی کہ صرف نکاح ہوا ہی مگر اس سے صحبت کا اتفاق نہین ہوا تو اسکے لئے عدت نہین کما قال تعالی اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۔ الآیۃ اور اگر اس سے صحبت ہوچکی ہی تو وہ یا حاملہ ہی یا غیر حاملہ اگر اسکو حمل ہی تو اسکی عدت وضع حمل ہی یعنی جبتک حمل ہی عدت باقی ہی اور شخص اوس سے نکاح نہین کرسکتا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ الآیۃ اور اگر حمل نہین اور صغر سنی کی وجہ سے اسکو حیض نہین آتا ہی تو اسکی عدت صرف تین مہینے ہین وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ الآیۃ اور جو اسکو حیض بھی آتا ہی لیکن وہ لونڈی ہے تو اسکی عدت دو حیض ہین احادیث صحیحہ و آثار قویہ سے اور جو لونڈی نہین تو اسکی عدت اس آیت مین ہی یعنی تین حیض یا تین طہر (۲) قرو قرء کی جمع ہی جسکے معنے حیض اور طہر دونون ہین امام ابو حنیفہ حیض لیتے ہین امام شافعی طہر۔ ۱۲ یعنی تین حیض تک عدت طلاق ہی اگر کسی سے نکاح کرین تو اسکے بعد کرین ۱۲ منہ

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا

وہ طلاق (رجعی) جسکے بعد (رجوع کرسکتے ہو) دو ہی ہین (اس مین) یا تو دستور کے موافق زوجیت مین رکھے یا اچھی طرح سے چھوڑدے اور جو کچھ اونکو دیچکے ہو اس مین سے کچھ بھی واپس لینا تمکو حلال نہین مگر جبکہ دونون

أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا

کو ڈر ہو کہ ہم احکام الہی قائم نہ رکھ سکین گے سو اگر تم کو (اے حکام) یہ خوف ہو کہ وہ دونون خدا کے حکمون پر قائم نہ رہین گے تو اسبات مین انپر بھی گناہ نہین کہ عورت مرد کو کچھ واپس دیکر چھوٹ جائے

تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

یہ خدا کی باندھی ہوئی حدین ہین سو ایسے تجاوز نکرو اور جو خدا کی حدونسے آگے بڑھتے ہین سو وہی ظالم ہین

ترکیب

الطلاق ای عدد الطلاق (الذی یجوز معہ الرجعۃ) مبتدا مرتان خبر امساک موصوف بمعروف صفت دونون مبتدا علیکم اسکی خبر محذوف او تسریح معطوف ہے امساک پر الا یحل فعل ان تاخذوا تاویل مفرد فاعل شیئا مفعول مما اوسکی صفت مقدم من تبعیض کے لئے اور ما بمعنے الذی اتیتموھن فعل من مفعول اول ایاہ مفعول ثانی محذوف الا ان یخافا ان اور فعل دونون موضع نصب مین ہین حال ہونے کی وجہ سے والتقدیر الا خائفین الا یقیما موضع نصب مین ہے یخافا سے۔

تفسیر

پہلی آیت مین رجوع کرنے کا ذکر تھا اس آیت مین اسکو کھولدیا کہ کب تک خاوند کو رجوع پہنچتا ہے فرمایا دو طلاق تک پھر تیسری طلاق کے بعد بالکل علاقہ منقطع ہوجاتا ہے مگر جاہلیت مین مرد کے رجوع کی کوئی حد مقرر نہ تھی تین بلکہ دس بیس طلاق دینے کے بعد بھی ایک عرصہ دراز تک مرد کا عورت پر دعوی رہتا تھا۔ اس مین عورت کو بڑی دقت پیش آتی تھی چنانچہ ایک عورت نے آکر حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے یہی شکایت کی تب یہ آیت نازل ہوئی جسکا مطلب یہ ہے کہ دو طلاق تک رجوع کرنیکا اختیار ہے پھر اسکے بعد یا تو رجوع کرے اور حسن معاشرت سے میان بیوی بلکر رہین ورنہ اچھی طرح سے چھوڑدے یعنی پھر رجوع نکرے عدت گذر جانے کے بعد عورت جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے یا تیسری طلاق دیکر منقطع ہی کردے جو کچھ ہو خوش معالگی سے ہو عورت کو دق نکرے نہ اوس کے عیوب بیان کرتا پھرے نہ جو کچھ مہر اور زیور اور کپڑا وغیرہ اسکو بخشدیا ہے اوسکو واپس لے مگر ایک صورت مین اور وہ خلع ہے یعنی جب یہ معلوم ہو کہ اب میان بیوی کی ہرگز نہ بنے گی اور بیوی اپنے آپکو اسکے نکاح مین رکھنا نہین چاہتی تو بیوی مہر یا جو کچھ لیا ہے اوس کو سب یا قدرے دیکر طلاق لے تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ انکے باہم ساتھ رہنے مین روزمرہ کی تکافیختی اور خدا رسول کی نافرمانی ہے۔

فوائد

(۱) مدینہ مین ایک عورت جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سکلیتہ تھی اور اوسکا خاوند ثابت بن قیس بن شماس بدشکل تھا جس قدر یہ اسکو چاہتا تھا اوسی قدر اس عورت کو اس سے نفرت تھی اسلئے ہر روز باہم بدمزگی اور رنجش رہتی تھی آخر الامر جمیلہ نے آنحضرت علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا حضرت میرا دل اوس سے ازحد نفرت کرتا ہے اور خوف ہے کہ حقوق شوہر مین کمی کرنے سے مجھ سے مواخذہ ہو اس لئے آپ مجھکو اس سے جدا کردیجئے آپ نے بہت کچھ فہمایش کی مگر جب دیکھا کہ انکا باہم اتفاق مشکل ہے ثابت سے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے اوس نے عرض کیا کہ بہتر مگر مین نے اسکو باغ دیا ہے یہ اوسکو واپس کردے جمیلہ نے کہا باغ کے ساتھ کچھ اور بھی لیکر مجھے چھوڑدیجئے حضرت نے فرمایا نہین بلکہ صرف باغ

ل۱ دو طلاق تک مرد کو زوجیت مین رکھنے کا اختیار رہتا ہے تیسری طلاق کے بعد اختیار نہین اسکا حکم بعد مین بیان ہوتا ہے۔

ل۲ یعنی مہر مین یا کچھ اور مین جو کچھ عورت نے دیا ہے وہ عورت کا مال ہوچکا طلاق کے سبب مرد کو جائز نہین کہ اس مین سے کچھ واپس لے۔ صرف خلع کی صورت مین جائز ہے اور وہ یہ کہ قرائن سے معلوم ہوجائے کہ اب ان دونون مین سلوک سے نہ گذرے گی مرد کو دو طلاق کے بعد بھی زوجیت مین رکھنے کا اختیار ہے بشرطیکہ عدت نہ گزر گئی ہو ایسی حالت مین مرد کو عورت اسکے عطیہ مین سے کل یا جزو واپس دے کر چھٹکارا لے تو مضائقہ نہین اسکو شرع مین خلع کہتے ہین ۱۲ منہ

لیکر چھوڑدے سو اوسنے باغ واپس کرکے اسکو چھوڑدیا یہ اول خلع ہی جو اسلام مین واقع ہوا۔ سنن ابی داؤد سے ثابت ہی کہ اوس عورت کا نام خفضہ بنت سہل تھا۔ (۲) ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلع جب درست ہے کہ جو مرد و عورت کو خوف ہو کہ ہم سے حقوق زوجیت ادا نہو سکینگے چنانچہ زہری اور نخعی اور داؤد ظاہری کا یہی مذہب ہی۔ مگر جمہور مجتہدین حالت خوف اور غیر خوف دونون مین درست کہتے ہین بدلیل قولہ تعالی فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا کہ جو کچھ اپنی خوشی سے مہر مین سے وہ عورتین تمکو دیدین تو تمکو درست ہی پس جب بلا عوض دینا درست تھا تو خلع کی صورت مین کہ اوسکے بدلہ مین آزادی حاصل ہوتی ہی بدرجہ اولے جائز ہے اور الا ان یخافا مین استثناء متصل نہین بلکہ منقطع جیسا کہ اس آیت مین وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ای لکن ان کان خطاء فدیتہ ف خوف اگر عورت کی جانب سے ہو کہ وہ سرکشی اور نافرمانی کرتی ہے تو اس صورت مین بالاتفاق مال لیکر چھوڑدینا درست ہے اور اگر صرف خاوند کی طرف سے ہو کہ وہ عورت کو مارتا پیٹتا یا بری طرح سے پیش آتا ہے اور تنگ کرکے اسکو اسبات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اس سے طلاق لے اور مہر اور جو کچھ دیا ہی واپس دے سو یہ بالاتفاق حرام ہے جیسا کہ سورہ نساء مین فرماتا ہے وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اور اگر دونون جانب سے خوف ہی تو بھی عند اللہ مرد کو یہ مال لینا درست نہین گو بظاہر عدالت شریعت دلوائے اور اگر دونون جانب سے نہین تو یہ وہی صورت اختلافی ہے کہ جسمین زہری وغیرہ ایک طرف اور اکثر مجتہدین ایک طرف ہین

(۳) فامساک بمعروف او تسریح باحسان کے صاف معنے یہ ہین کہ یہ دو طلاق کے بعد رجوع کرلے یا رجوع نکرے عدت گذر جانے دے اور یہی تسریح باحسان ہی یعنی اچھی طرح سے چھوڑدینا۔ بعض کہتے ہین کہ تسریح سے مراد تیسری طلاق ہی کہ پھر بالکل ہی جھگڑا پاک ہوجائے چنانچہ اگلی آیت فَاِنْ طَلَّقَهَا مین اسکا بیان ہے۔

(۴) مرتان دو دفعہ کہکے طلاق دینا ہی اثنان مین یہ بات نہین بلکہ صرف دو طلاق عام ہی کہ ایک بار دین گئین یا دوبار بتطریق اولے مرتان کا اسمین یہ بتلانا مقصود ہی کہ گو حالت مجبوری مین طلاق بغیر چارہ نہین مگر جہان تک ہو سکے اس رشتہ کو قائم رکھے اس لئے ایک بار دو طلاق دینا شارع علیہ السلام نے مذموم قرار دیا ہے یہ اس لئے کہ ایک طلاق کے بعد شاید مرد کا غصہ یا رنج جو باعث طلاق ہوا جاتا رہے اور مہر و محبت اور خانہ داری کی مصلحت معلوم ہوجائے تو پھر مل سکتے ہین داؤد اور ابن حزم وغیرہ ظاہری تو یہانتک کہتے ہین کہ اگر دو یا تین طلاق ایک بار دیگا تو ایک ہی واقع ہوگی کیونکہ اس سے شارع نے منع کیا ہی اور ممنوع کا وجود شرعاً معتبر نہین مگر ائمہ اربعہ وجمہور اہل سنت وجماعت اسکے برخلاف ہین وہ کہتے ہین ممنوع فعل کے وجود کا انکار کرنا محسوس کا انکار کرنا ہی زنا چوری ہر چند ممنوع مگر جو انکو عمل مین لائیگا اسپر زنا اور چوری کی ضرور سزا شرعاً واقع ہوگی احادیث صحیحہ سے بھی پایا گیا ہی کہ تین طلاق ایک بار دینے سے وہ تین ہی سمجھی گئین اور حلالہ بغیر چارہ نہوا اور لفظ فان طلقہا مرتان کے بعد اسی پر دلالت کر رہا ہے۔

(۵) خلع یعنی مال لیکر طلاق دینا کیا ہی؟ حضرت علی و عثمان و ابن مسعود و حسن بصری و شعبی و نخعی و عطاء و ابن مسیب و شریح و مجاہد و مکحول و زہری و سفیان ثوری و امام ابو حنیفہ و ایک قول امام شافعی کا بھی یہی ہی کہ یہ طلاق بائن ہی اور اسکو طلاق علی المال کہینگے اسمین پوری عدت لازم ہوگی مگر ابن عباس اور طاؤس اور عکرمہ اور امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہی کہ خلع فسخ ہی یعنی نکاح کو اوڈھیر دینا اسمین ایک حیض تک عورت کو روکنا لازم ہی تاکہ حمل کا حال معلوم ہوجائے پھر نکاح کرنیکا اختیار ہے

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا

پھر اگر اسنے اسکو (تیسری) طلاق بھی دیدی تو اب وہ عورت اسکو حلال نہو گی جبتک کہ وہ کسی اور سے نکاح نکریگی پھر اگر وہ (دوسرا خاوند) اسکو طلاق دیدے تو پہلے خاوند اور اس عورت پر باہم ملاپ کرنے مین پھر بھی گناہ نہیں

أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ

اگر وہ یہ جانین کہ ہم حقوق زوجیت ادا کرسکین گے اور یہ خدا کے احکام ہین وہ انکو سمجھنے والونکے لئے بیان کرتا ہے اور جب تم عورتون کو طلاق دیدو اور وہ اپنی عدت پوری کرنیکو ہون تو اونکو یا تو

بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ

دستور کے موافق رکھو یا اچھی طرح سے چھوڑ دو اور انکو ضرر پہنچانے کے لئے نہ روک رکھو کہ انپر زیادتی کرو اور جس نے ایسا کیا تو اوسنے اپنی جان پر ظلم کیا

وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ

اور خدا کے احکام سے مسخرہ پن نہ کرو اور اللہ کی اون نعمتونکو یاد کرو جو تم پر ہین اور یہ احسان بھی یاد کرو کہ اسنے پیغمبر کتاب اور حکمت نازل کی جس کو سمجھا کر تمکو نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان رکھو

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ

ع ۳۱ ۲۹ ۸۰ ۱۴

کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے اور جب تم عورتونکو طلاق دیچکو اور وہ اپنی عدت تمام کرچکین تو اب اونکو انکے خاوندونسے نکاح کرنے سے نہ روکو

إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

جبکہ وہ باہم دستور کے موافق راضی ہوجاوین تم مین سے یہ نصیحت اسکو کیجاتی ہے کہ جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے یہ تمہارے لئے بڑی پاکیزگی اور بڑی صفائی کی بات ہے اور (اسکی مصلحت) اللہ ہی جانتا ہے تم نہین جانتے ۱۲

ترکیب

فان طلقها شرط فلا تحل فعل ضمیر ہی راجع عورت کی طرف فاعل متعلق لا تحل من بعد متعلق فعل مذکور حتی غایۃ لا تحل تنکح فعل ضمیر ہی ۔ فاعل زوجا مفعول موصوف غیرہ صفت یہ تمام جملہ جواب شرط فان طلقها ای الزوج الثانی جملہ شرط فلا جناح علیهما ای المرۃ والزوج الاول ان یتراجعا محذوف جملہ جواب شرط ان شرطیہ فاعل الزوجان فاعل ان یقیما الخ جملہ مفعول پھر یہ سب شرط اور فلا جناح دال برجزا تلک مبتدا حدود اللہ خبر موصوف یبینها الخ جملہ صفت واذا طلقتم النساء شرط فامسکوهن الخ جواب ضرارا مفعول لتمسکوهن ۔ ولا معطوف ہے نعمت اللہ پر ان یتکحن ای من ان یتکحن ۔

نظم

اس آیت مین طلاق کے متعلق پانچوان حکم بیان فرماتا ہے وہ یہ کہ اگر اسنے تیسری طلاق بھی دیدی تو اب رجوع کرنیکا حق اول خاوند کو باقی نرہا بالکل اسکے اختیار سے باہر ہوگئی اب جو یہ شخص اوس عورت سے ملاپ کرنا چاہے تو اسکو یہ عورت اسوقت حلال ہوگی کہ جب اور شخص سے نکاح کریگی اور وہ اس سے صحبت کرکے (جیسا کہ صحیحین مین حدیث زن رفاعہ[1] سے ثابت ہی) طلاق دیوے سو اب اگر انکو یہ گمان ہو کہ ہم باہم سلوک و محبت سے گزران کرین گے اور حقوق زوجیت پر قائم رہین گے تب رجوع کرنا یعنے بعد عدت کے پھر نکاح کرنا درست ہے ۔ مگر یہ شخص جس سے کہ حلالہ کے لئے نکاح ہوا ہی شرط نہ کرے کیونکہ حضرت نے ایسی صورت مین دونون پر لعنت کی ہے بلکہ اس شخص کو اختیار رہے چاہے طلاق دے یا نہ دے ۔

[1] بخاری اور مسلم کی روایت ہو آنحضرت کے پاس رفاعہ کی بیوی نے آکر عرض کیا کہ یا حضرت مجھکو رفاعہ نے طلاق دی تھی پھر مین نے عبد الرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا مگر یہ سست نکلا آپ نے فرمایا تو یہ چاہتی ہے کہ پھر رفاعہ کے پاس جائے اوس نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا یہ نہین ہوگا جب تک کہ تیرے مزے سے وہ اور تو اوسکے مزہ سے واقف نہوے یعنی باہم جماع نہوے ۱۲

اس مین سرزنش ہے تاکہ خاوند اول تین طلاق دینے کی پوری سزا پاکر پھر کبھی ایسی بدحرکت کا قصد نکرے۔

واضح ہو کہ دو طلاق دینے کے بعد عورت کے تین حال ہین (۱) یہ کہ مرد اُس سے رجوع کرے یعنی عدت کے اندر ملاپ کرے سو اُسکو فامساک بمعروف مین بیان فرمایا (۲) یہ کہ رجوع نکرے یہانتک کہ عدت تمام ہوجاوے اور بالکل جدائی ہوجاوے اسکو تسریح باحسان مین ظاہر فرمایا (۳) یہ کہ تیسری اور طلاق دیکر بالکل انقطاع کردے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا فان طلقہا الخ الطلاق مرتان کے بعد فان طلقہا متصل ہے اور ان دونون آیتون کے بیچ مین ولا یحل لکم الخ آیت خلع بطور جملہ معترضہ آگئی ہے۔

اسکی شان نزول مین یون منقول ہے کہ معقل بن یسار کی بہن کو اُسکے خاوند جمیل بن عبداللہ بن عاصم نے طلاق دی اور عدت کے بعد پھر پشیمان ہوکر اوس سے نکاح کی درخواست کی عورت نے منظور کرلیا مگر معقل بن یسار نے خفا ہوکر روکدیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی تب معقل نے کہا مین خدا کے حکم پر راضی ہون۔ رواہ الحاکم۔ اس مین کوئی شک نہین کہ جب عورت ایک مدت ایک مرد کے پاس رہکر معاشرت کرچکی ہو گو کسی سبب سے باہم طلاق کی نوبت پہونچ گئی ہو مگر باہم ایک تعلق باقی رہتا ہے اس لئے اول خاوندون کے ساتھ نکاح کرنیکا اشارہ ہوا اور اسکی حکمت کو اشارتاً ذلک ازکی لکم واطہر مین بیان فرمایا پھر واللہ یعلم وانتم لاتعلمون مین اور بھی توضیح کردی۔

مخالفین اسلام طلاق کے بارہ مین بھی اعتراض کیا کرتے ہین کہ شریعت نے ایسے مکروہ مسئلہ کو جائز رکھا کہ جو باہمی محبت اور تمدن کے برخلاف ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اس مین کوئی شبہ نہین کہ طلاق مکروہ چیز ہے اور اسی لئے نبی صلعم نے فرمایا کہ یہ خدا کے نزدیک نہایت ناپسند ہے اور جو عورت بغیر کسی لاعلاج ضرورت کے طلاق لے گی اوس پر جنت کی بو بھی حرام ہوگی مگر اس مین بھی کوئی شبہ نہین کہ میان بیوی کو تمام عمر ملکر گزارنی پڑتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خود خصلت کا موافق آنا ضروری بات نہین علاوہ اسکے سیکڑون ایسی سخت ضرورتین درپیش ہوجاتی ہین کہ جنکا علاج بجز طلاق کے اور کچھ نہین ہوتا اس لئے اس شریعت نے نہ یہود کی طرح افراط کو دخل دیا کہ خواہ مخواہ بھی ذراسی بات پر طلاق[1] دینے کی اجازت دی ہو بلکہ اول یون فرمایا کہ عورتون کی کج خلقی پر صبر کیا کرو اون کے ساتھ نہایت سلوک واحسان کے ساتھ پیش آیا کرو اور عورتون کو سمجھایا کہ تم پر مردون کی اطاعت اور حفظ ناموس اور خیرخواہی ضرور ہے اس کے بعد اشد ضرورت کے لئے طلاق کی اجازت دی مگر اس کے ساتھ بھی یہ باتین ملحوظ رکھین تاکہ پھر ملاپ ہوجاوے اول یہ کہ طہر مین طلاق دے شاید حیض کے وقت کسی بات سے دل پر نفرت آگئی ہو دوم ایک بار تین طلاق نہ دے شاید پھر بیچ مین ملاپ ہوجاوے اور غصہ فرو ہوکر سمجھ آجاوے سوم عدت کے بعد بھی ملاپ کا رستہ رکھا اور نہ عیسائیون کی طرح تفریط کو کام فرمایا کہ عورت کیا ہوئی بلائے جان ہوگئی کچھ ہی کرے بغیر زنا کے اور کسی سبب سے طلاق ہی نہ دیسکے جس کے بُرے نتائج مشاہدہ مین رات دن آتے رہتے ہین۔

---

[1] اسی بات کو حضرت مسیح علیہ السلام نے مذموم فرمایا ہے ۱۲ منہ

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

اور ماؤں کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو کامل دو برس تک دودھ پلاویں اوس شخص کی اولاد کے لئے جو (ان طلاق کے بعد بھی) اوسی عورت سے پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے اور باپ پر دودھ پلانے والیوں کا کھانا

بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ

اور کپڑا دستور کے موافق لازم ہے کسی کو تکلیف نہیں دیجائے مگر اسکی گنجائش ہونہ تو ماں ہی کو اُسکے بچہ کی وجہ سے ضرر دیا جاوے اور نہ باپ ہی کو اوسکی اولاد کی وجہ سے اسی قدر اسکے وارث پر بھی ہے

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

پھر اگر دونوں اپنی رضامندی اور مشورہ سے (اس مدت سے پہلے) دودھ بڑھانا چاہیں تو اوپر کچھ بھی گناہ نہیں اور اگر کسی اور سے اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو اسمیں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں جبکہ جو کچھ

اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

تم نے دینا کہا ہے اسکو دستور کے موافق دیدیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اوس کو دیکھ رہا ہے

ترکیب

والوالدات مبتدا یرضعن الخ خبر اولادھن مفعول یرضعن حولین موصوف کاملین صفت یہ ظرف لمن ارادان یتم ثابت کے متعلق ہو کر خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ذلک لمن اراد۔ رزقھن معطوف علیہ وکسوتھن معطوف دونوں ذی الحال بالمعروف حال اور عامل اسمیں معنے مستقر ہیں یہ سب مبتدا علی المولود لہ موصول وصلہ خبر پھر یہ جملہ معطوف ہے اول جملہ اسمیہ پر۔ لاتکلف فعل مجہول نفس مفعول مالم یسم فاعلہ الا وسعھا مفعول ثانی لانتفاء فعل مجہول اصل میں لاتضار رصیغہ نہی اور کو متحرک التقاء ساکنین کی وجہ سے کیا اور فتح مجانست الف کی وجہ سے دیا اور بعض نے کو مرفوع بھی پڑھا ہے والدۃ مفعول مالم یسم فاعلہ بولدھا ای بسبب ولدھا ولا مولود لہ معطوف ہے والدۃ پر ای لایضار مولود لہ بولدہ۔

تفسیر

یہ دستور حکم رضاعت کا ہے۔ طلاق کے بعد میاں بیوی میں ایک قسم کی دشمنی اور نفرت پیدا ہو جایا کرتی ہے اور ایسی حالت میں بالخصوص جبکہ عورت کسی اور سے نکاح کرنا مدنظر ہوتا ہے تو خواہ مخواہ بچہ سے بے التفاتی ہوتی ہے اور اسکے دودھ پلانے میں بھی تکرار کرتی ہے خصوصاً اسلئے بھی کہ پہلے شوہر کو بچہ کی پرورش میں دشواری ہو اور کبھی مرد یہ چاہا کرتا ہے کہ اس سے اپنا بچہ چھین کر کسی اور سے دودھ پلوائے اور اس بیچارے کو اسکے فراق میں تڑپائے اسلئے اسکے بعد اس امر میں بھی بچہ پر رحم کھا کر فیصلہ کر دیا کہ بچہ کی مائیں کامل دو برس تک اپنے بچہ کو دودھ پلاویں اور انکا باپ اسکے معاوضہ میں دستور کے موافق اوکو روٹی کپڑا یا نقد تنخواہ دے حسب مقدور نہ ماں کو کسی نوع کے بچہ کی وجہ سے تکلیف دیجائے کہ اس سے بچہ چھین لیا جائے یا دستور سے کم اسکو نان ونفقہ دیا جاوے اور نہ باپ کو تکلیف دیجائے کہ اُسکے مقدور سے زیادہ اُس سے طلب کیا جاوے اور بچہ کو اُسکے پاس پھینک کر چلی جائے اور جو باپ نہو تو اسکے بعد اُس کے وارثوں پر بھی نان ونفقہ اسی طرح لازم ہے۔ اور جو باہمی مشورہ کر کے اور مصلحت سمجھکر دو برس سے پیشتر دودھ بڑھانا چاہیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور جو کسی مصلحت سے یہ منظور ہو کہ اور عورت سے بچہ کو دودھ پلوائیں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں۔ مگر جو کچھ تنخواہ مقرر ہو جاوے تو اسکو دیدینا چاہیئے ✦

فائدہ یعنی طلاق کے بعد اگر کوئی مطلقہ بچے کو اسی پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے تو عورت کو انکار نہ کرنا چاہیئے کس لئے کہ نسبت اور عورت کے اسکو بچہ پر جو اسکے پیٹ کا ہی ہے نہایت شفقت ہوتی ہے۔ مگر بچہ کے باپ پر دستور کے موافق نہایت زیادہ نہ ہو کم دودھ پلانے والی کا خواہ یہ مطلقہ ہو یا کوئی اور ہو روٹی کپڑا یا اسکے اندازہ سے کوئی تنخواہ دینی ضرور ہے اور اگر باہمی مصلحت سے دو برس سے پہلے ہی دودھ بڑھا دینا چاہیں تو اسمیں بھی کچھ مضائقہ نہیں اور اگر بچہ کا باپ مر جائے تو اسکے وارثوں پر یہ تنخواہ لازم ہوگی ۱۲ منہ

فوائد

(۱) بظاہر یہ حکم طلاق دی ہوئی عورت کے لئے ہے کہ اس قدر مدت دودھ پلائے اور اُسکو روٹی کپڑا دیا جاوے الخ مگر حکم عام ہے بیوی کو بھی یہی حکم ہے اور اگر دودھ پلانے کی وجہ سے اُسکو کچھ دیا جاوے تو اُسکو حق زوجیت دافع نہین۔

(۲) حولین کاملین یعنی پورے دو برس کی مدت تک دودھ پلانا کوئی ضروری بات نہین بلکہ اگر ضرورت پیش آوے تو اس سے پہلے بھی فطام ہو سکتا ہے یعنی دودھ بڑھ سکتا ہے جسکو فصال کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور دو برس کی مدت اس لئے مقرر ہوئی ہے کہ اگر اس سے پہلے باہمی مشورہ کے بغیر مرد یا عورت دودھ بڑھائے تو نہ بڑھا سکے اور یہ بھی ہے کہ جو احکام رضاعت کے متعلق ہین کہ دودھ سے بھائی بہن ہو جاتے ہین وہ اسی مدت کے اندر معتبر ہین اسکے باہر نہین پس ظاہر آیت سے امام شافعی اور علقمہ اور شعبی اور زہری نے دو برس رضاعت کی مدت قرار دی ہے اور یہی رائے حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس رضوان اللہ علیہم کی ہے اور صاحبین کا بھی یہی مذہب ہے۔

امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ڈھائی برس کی مدت ہے اُنکی دلیل یہ آیت ہے وحمله وفصاله ثلثون شهرا کہ حمل اور فصال کی مدت ڈھائی برس ہے اور اس آیت مین جو دو برس کامل مذکور ہین تو صرف اُجرت رضاعت کیلئے۔ اور ائمہ اس آیت کا جواب دیتے ہین کہ اسمین ہر ایک کی مستقل مدت نہین بیان کی بلکہ دونوں کی مجموعی مدت جس سے حمل کی ادنی مدت چھ مہینے اور رضاعت کی دو برس

(۳) عورت پر بچہ کا دودھ پلانا عموماً واجب نہین بلکہ مستحب ہے اور یہ رضعن سے بھی یہی مراد ہے اور اسلیئے دوسری جگہ اسکی تصریح آگئی ہے فان ارضعن لکم فاتوهن اجورهن یعنی اگر وہ تمہاری اولاد کو دودھ پلائین تو تم اونکو اُجرت دو وان تعاسرتم فسترضع له اخری اور جو تنگدستی ہو تو اور سے دودھ پلوالو۔ مگر بچے کے حق مین بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی ماں کا دودھ پیوے کیونکہ جو شفقت اُسکو ہو گی وہ اور کو کب ہو سکتی ہے اور نیز اسکا دودھ زیادہ تر موافق پڑتا ہے اور اسی لئے ماں کو بچہ پر رحم دلانے کیلئے اولاد ہن فرمایا کہ اپنے بچون کو دودھ پلائین اور باپ کو شفقت دلانیکو مولود له کہا۔ اور جب بچہ سوائے ماں کے اور کا دودھ نہین پیتا یا والد کو اور سے دودھ پلانے کی بالکل طاقت نہین تب ماں کو ہی پلانا واجب ہے۔

(۴) اذا سلمتم ما اتیتم پلائی کی اُجرت اوسیوقت سپرد کرنی واجب نہین بلکہ جو قرارداد ہو جاوے اور جسطرح سے ہو جاوے مدت تمام ہونیکے بعد دیجائے لیکن اوسی وقت دینے سے دل خوش ہو جاتا ہے اسلئے یہ لفظ آیا۔ اسکے بعد خدا نے ان حقوق کی رعایت رکھنے کے لئے ایک ایسا کلمہ ذکر کیا کہ جس سے ہر ایماندار کے دل پر ایک چوٹ سی لگتی ہے وہ یہ کہ اول فرمایا واتقوا اللہ اور اسکے بعد یہ فرمایا واعلموا ان اللہ بما تعملون بصیر حقیقت مین ان باہمی حقوق کی رعایت بغیر خداترسی کے ممکن نہین عدالت دنیاوی اور حکام کہان تک بندوبست کر سکتے ہین اور اسی لئے جب تک دنیا مین خداترسی اور انبیاء اور اون کے جانشینون کے ذریعے سے تنفیذ احکام ہوتی ہین انتظام عالم بھی بصداقت سے ہوتا رہا مگر جب صرف قانون حکومت رہ گیا تو بدمعاشی اور حیل سازی نے ظہور پکڑا۔

---

[1] دودھ بڑھانا بچہ کا دودھ چھڑانا ۱۲ منہ [2] حمل سے مراد امام ابو حنیفہ کے نزدیک حمل شکمی نہین بلکہ رضاعت کے ایام ہین بچہ کا گود مین اوٹھانا اور کبھی الگ کر دینا گویا حمل و فصال رضاعت ہے اگر حمل سے مراد حمل شکمی اور فصال سے مراد دودھ بڑھانا لیا جائے تو ہر واحد کی خبر ثلاثون شہرا سے یعنی اڑھائی برس انتہا مدت حمل کی ہے اور اڑھائی برس انتہا رضاعت کی ہے یہ نہین کہ دونون کی مدت اڑھائی برس ہے کلام کی تعداد الات سے ہے

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ

اور جو تم مین سے مرجاوین اور وہ بیویان چھوڑ مرین تو اون بیویون کو چار مہینے دس روز اپنے نفس کو روکنا چاہیے (یعنے عدت کرنا چاہیے) پھر جب وہ اپنی عدت پوری کر چکین تو (اے وارثو)

عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ

تم پر اس کام مین کہ جو وہ اپنے لئے دستور کے موافق کرلین کچھ بھی برائی نہین (یعنی نکاح کرنین) اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے خبردار ہے اور نہ پیغام نکاح مین کچھ گناہ ہے کہ تم ان عورتونسے اشارتاً نکاح کا

أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ

پیغام بھیجو یا اسکو دلمین پوشیدہ رکھو خدا جانتا ہے کہ تم اون عورتون کا خیال پیدا ہوگا (سو اسکا مضائقہ نہین) لیکن مخفی طور سے انسے نکاح کے وعدے نکرو ہان اگر کوئی دستور کے موافق بات کہو تو حرج نہین

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا

اور جب تک کہ خدا کی طرف کی میعاد نوشتہ (یعنی عدت) پوری نہوے اوسوقت تک نکاح کا قصد بھی نکرو اور یہ بھی جان رکھو کہ خدا تمہارے دلون کی باتونکو بھی جانتا ہے سو اوس سے بچتے رہو اور

أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَّلِيمٌ ۝

جان لو کہ اللہ بخشنے والا بردبار بھی ہے

ترکیب

والذین الخ مبتدا خبر اسکی یتربصن خبر من جملۃ الفسا یہ جائز ہے موضع حال مین ہو سر مفعول ہے یعنی نکاح ہے لا تواعدوہن نکاحا اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو ای مواعدۃ سرا

قیل تقدیرہ فی سر سویہ ظرف ہے الا ان تقولوا استثنا مفرغ ہے یہ بدل نہی سے ای لا تواعدوہن مواعدۃ ما الا مواعدہ معروفۃ

تفسیر

پہلی آیتون مین عدت طلاق مذکور تھی اسلئے عدت وفات کا بھی حکم بیان کردیا یہ گیارہوان حکم ہے فرماتا ہے جو لوگ بیوبان چھوڑ مرین تو اون کی بیویون کو چار مہینے دس روز تک چاہیئے کہ نکاح نکرین نہ جو چیزین نکاح کے اسباب ہین اونکو عمل مین لاوین زیب و زینت - سرما کاجل وغیرہ اور نہ بغیر ضرورت اوس گھر سے باہر جاوین یہ سب باتین تیربصن سے سمجھی جاتی ہین اور خود نبی علیہ السلام نے تشریح کردی ہے - اگر بیوہ کو حمل ہو تو اس صورت مین جب تک ہو عدت ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن - اور عدت کے بعد جو کچھ وہ دستور کے موافق کرین خواہ نکاح ثانی کرین یا زیب و زینت تو اونکو منع نکرو اسمین تمپر کچھ گناہ نہین عورتونکو نکاح اور اسکی داعی سے روکا تو مردون کو بھی منع کیا کہ عدت سے پہلے تم نہ اونکو صراحتاً نکاح کا پیغام دو اور نہ خفیۃً نکاح کا وعدہ کرو کیونکہ اس قسم کی تحریک اور لگاوٹ سے عورت کے دل مین ہیجان پیدا ہوجاتا ہے جس سے عدت مین فرق پڑجانے کا قوی اندیشہ ہے اور قیام عدت نکاح سابق کی عزت و حرمت کا ملحوظ رکھنا عورت کو بیجا اور بیگانون کی آشنائی سے محفوظ رکھنا ہے جو تمدن کے لیے بہت ضرور ہے اسکا مضائقہ نہین کہ اشارتاً اپنا ارادہ نکاح ظاہر کردیا جاوے کہ میرا ارادہ نکاح کرنیکا ہے ان سب باتون کے بعد فرمایا کہ وہ تمہارے دلون کی باتین جانتا ہے اوس سے ڈرتے رہا کرو -

خطبۃ - بالکسر منگنی اور پیغام نکاح کو کہتے ہین اور بالضم خطبہ پڑہنا یعنی کوئی ترغیب و ترہیب کا مضمون بیان کرنا جیسا کہ جمعہ و عیدین اور دیگر اوقات مین ہوتا ہے اگر آیا کہ آیت ہے کہ جسمین عدت وفات برس روز کی ہے اسکا حکم اس آیت سے منسوخ ہوگیا - عدت عظمت نکاح اول کیلیے اور نیز حمل اور نسب کی تمیز کیلیے مقرر ہوئی

فسا یعنی عدت وفات چار مہینے دس روز تک ہی خاوند کے مرجانیکے بعد اتنی عرصہ تک عورت نکاح نکرے اگر اسکے بعد دستور کے موافق کرے تو کچھ گناہ نہین وارثون کو اس سے انکو منع نکرنا چاہئے - اور ایام عدت مین اس نکاح کا پیغام دینا یا وعدہ کرنا کہ ہم تم سے بعد عدت نکاح کرینگے ممنوع ہے کس لئے کہ عدت حرمت و عزت نکاح کے لئے قائم ہوئی ہے پیغام دینے یا مخفی طور سے کہنے سے اس احترام نکاح مین فرق آتا ہے گو یہ عورت بے وفا اسکا منانا ہی چاہتی تھی - ہان مرد کے دلمین یہ خیال پیدا ہوتا کہ عدت کے بعد اس سے ہم نکاح کرین گے یا یہ کہلا بھیجنا کہ مجھے نکاح کی طرف رغبت ہے یعنی اشارتاً ظاہر کرنا بعض مصلحتون کے سبب کچھ ممنوع نہین

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۖ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى

تم پر اسبات سے بھی کوئی گناہ نہین کہ تم عورتون کو ہاتھ لگانے یا انکے لئے مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدو (ہان اس صورت مین) انکو کچھ سامان دینا چاہیے مقدور والا اپنی حیثیت سے اور

الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً

تنگدست اپنی مقدور کے موافق دے (جو کچھ بھی ہو) دستور کے موافق سامان دینا نیک لوگونپر ایک لازمی حق ہی اور اگر تم نے انکو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہی اور انکے لئے مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو نیمرا دہا مہر معین دینا

فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۖ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ

لازم ہی مگر اوس صورت مین کہ خود وہ عورتین معاف کردین یا وہ شخص معاف کردے کہ جسکے اختیار مین نکاح باندھنا تھا اور تمہارا معاف کردینا پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہی اور (یہ) بیس کی بڑائی کو

بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

مت بھولو کیونکہ جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اسکو دیکھ رہا ہے

ترکیب

مالم تمسوہن مامصدریہ اور زمان اسکے ساتھ محذوف ہی تقدیرہ فی زمن ترک مسہن اور بعض کہتے ہین ماشرطیہ ہی ای ان لم تمسوہن فریضۃ فعیلۃ بمعنی مفعولۃ مفعول ہی ومتعوہن معطوف ہی محذوف پر تقدیرہ فطلقوہن ومتعوہن علی الموسع خبر ہے مبتدا محذوف کی متعوہن علی الموسع پھر یہ جملہ موضع حال مین ہی فاعل سے اور ممکن ہی کہ مستانفہ ہو متاعا اسم مصدر ہے اور مصدر متمتع ہی حقا مفعول مطلق ای حق ذلک حقا وقد فرضتم موضع حال مین ہی الاان یعفون ان اور فعل موضع نصب مین ہی والتقدیر فعلیکم نصف ما فرضتم الا فی حال العفو۔

تفسیر

یہ تیرہوان حکم ہی واضح ہو کہ جن عورتونکو طلاق دیجاتی ہی اونکی چار قسمین ہین قسم اول یہ کہ انکا مہر بھی معین ہوا اور پھر انکو خلوت کرکے طلاق دیگئی ہو انکا حکم پہلی آیتونمین بیان ہو چکا کہ انکو پورا مہر دینا چاہیئے اور تنگ کرکے انسے کچھ واپس لینا نہ چاہیئے اور انکی عدت مین حیض ہی قسم دوم وہ کہ انکے لئے مہر معین نہوا اور نہ ہنوز انسے خلوت ہوئی ہو بلکہ صرف نکاح کرکے طلاق دیدی ہو انکا حکم اس آیت مین لاجناح سے لیکر حقا علی المحسنین تک بیان ہی وہ یہ کہ انکے لئے مہر نہین بلکہ دستور کے موافق متعہ یعنی خرچ دینا چاہیئے کم سے کم کپڑون کا ایک جوڑا اور زیادہ سے زیادہ نصف مہر ہے قسم سوم وہ عورتین ہین کہ جنکا مہر تو معین ہو مگر خلوت نہین ہوئی ہو اور طلاق دی گئی ہو انکا حکم اس آیت مین ہی وان طلقتموہن من قبل ان تمسوہن الایہ وہ یہ کہ انکو آدہا مہر ملے۔ ان دونون قسمونمین عورت پر عدت لازم نہین آتی جیسا کہ سورہ احزاب مین فرماتا ہی اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا قسم چوتھی قسم یہ کہ عورت سے نکاح کرکے صحبت بھی کی ہو لیکن اُسکا مہر معین نکیا ہو پھر اُسکو طلاق دیدے تو اسکا حکم اس آیت مین ہی فحا استحللتم بہ منہن فاتوہن اجورہن کہ انکو مہر مثل دینا چاہیئے یعنے جو مہر کہ اس عورت کے کنبہ کی عورتونکا ہے وہ ملے گا متعہ اور متاع لغت مین اُس چیز کو کہتے ہین کہ جس سے فائدہ حاصل ہو اور ہمیشہ دنیا کو متاع کہتے ہین اُس سے مراد یہان خرچ ہی جسکی تعداد کچھ نہین ادنی مرتبہ عورت کے کپڑے اور زیادہ مقدار نصف مہر اور یہ واجب ہی الذی بیدہ عقدۃ النکاح سے مراد حضرت علی اور سعید بن المسیب اور بہت سے تابعین اور امام ابوحنیفہ کنزدیک عورت کا میان ہی کہ اسکے ہاتھ مین نکاح ہی پس اگر یہ معاف کردے یعنی ادہا اور بھی دیدے تو پورا ہو سکتا ہی اور امام شافعی اور حسن اور مجاہد اور علقمہ کہتے ہین اس سے مراد ولی ہے یعنے عورت کا سرپرست کیونکہ نکاح کرنا اسکے ہاتھ مین تھا پس یا عورت معاف کردے یا اوسکی اجازت سے ولی معاف کردے نصف بھی ساقط ہے۔

قف ان آیات مین دو قسم کی طلاق کا حکم بیان فرماتا ہے کیونکہ عورت کو یا ہاتھ لگانے یعنی خلوت کرنے سے پہلے طلاق دیجاوے تو پھر اسکی دو صورتین ہین یا تو انکے لئے کچھ بھی مہر معین نہوا تھا ایسی صورت مین متعہ دینا یعنی ضروری سامان حسب مقدور مرد پر لازم ہی جسکی کوئی تعداد بیان نہین ہوئی مگر کم سے کم ایک جوڑا کپڑے کا اور زیادہ سے زیادہ نصف مہر مثل۔ اور اگر مہر معین ہو چکا تھا تو نصف لازم ہی ہان اگر عورت کم سن ہی تو اوسکے ولی معاف کردیں اور معاف کردینا بہتر ہے کیونکہ اس مین طرفین سے کوئی متمتع نہین ہوا پس کی فضیلت عورت کے ولی کا اختیار قائم رکھتا ہے کہ جو کچھ اسنے کر دیا ہے عورت منظور کرے سرکشی نکرے۔ ان دونون صورتون مین عورت پر عدت بھی لازم نہین۔ ہاتھ لگانے کے بعد طلاق دینے کا مسئلہ پہلی آیتون مین بیان ہو چکا ہے کہ اگر مہر معین تھا تو کل اور اگر معین نہوا تھا تو مہر مثل لازم ہے اور اس عورت کو عدت لازم ہے اور اسکے لئے ایک سے لیکر تین طلاق دیجا سکتی ہین۔ ۱۲ منہ

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا

نمازوں کی محافظت کیا کرو (اور خاصکر) بیچ کی نماز کی اور اللہ کے سامنے نیازمندی سے کھڑی ہوا کرو پھر اگر تمکو دشمن کا ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لیا کرو یا سوار ہوکر (جسطرح ہو سکے نماز ادا کرو) پھر جب تم

اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى

امن پاؤ تو اللہ کو اس طرح سے یاد کیا کرو کہ جسطرح اوسنے تمکو وہ طریقہ بتایا کہ جسکو تم نہ جانتے تھے اور جو تم میں سے مرنے کو ہوں اور بیویاں بھی چھوڑ مریں تو اونکو اپنی بیویونکے لئے سال بھر کے لئے گزارہ کی

الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ

وصیت کرنی چاہیئے گھر سے باہر کئے بغیر پھر اگر وہ خود نکل کھڑی ہوں تو پھر اوسبات میں کہ جو وہ اپنے لئے دستور کے موافق کرلیں کچھ بھی گناہ نہیں اور اللہ زبردست حکمت والا ہے اور طلاق دی

مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

ہوئی عورتوں کے لئے خرچ دینا دستور کے موافق پرہیزگاروں پر لازم ہے اللہ تمہارے لئے اپنے احکام یوں صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو

ترکیب

رجالا حال ہے محذوف سے تقدیرہ فصلوا رجالا جمع راجل کما علمکم کاف موضع نصب میں ہے ای اذکروا مثل ما علمکم والذین یتوفون مبتدا خبر محذوف ای یوصون متاعا مصدر اسلئے کہ یوصون بمعنی یتمتعون ای یتمتعون متاعا غیر اخراج حال ہے وللمطلقات خبر متاع مبتدا حقا مفعول مطلق۔

تفسیر

پہلی آیت میں خدا تعالیٰ نے تقویٰ اور احسان کا ذکر کیا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ آپس کی بزرگی کا لحاظ رکھو اس موقع پر بطور جملہ معترضہ خدا تعالیٰ اپنی بزرگی ملحوظ رکھنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ وہ سچے بڑا ہی خدا کی بزرگی ملحوظ رکھنا نماز پر داومت کرنا ہے اس لئے نمازوں کی محافظت کا ذکر اور اسکے ضمن میں حالت خوف میں نماز ادا کرنیکا مسئلہ بھی ذکر فرمادیا کہ نمازوں کی محافظت کرو یعنے نہایت خشوع وخضوع اور حضور قلب سے ادا کرو بالخصوص بیچکی نماز کی محافظت کرو اور خدا کے روبرو ادب سے کھڑے ہوا کرو نماز میں باہم اشارہ اور کلام نکرو۔ اس آیت سے پہلے اہل کتاب کی طرح مسلمان بھی نماز میں اشارہ یا بات کرلیتے تھے اسکے بعد ممانعت ہوگئی (وہ جو بعض احادیث میں ہے کہ نماز میں صحابہ یا خود حضرت نے کوئی اشارہ کیا یا بات کی یا چلے سو یہ سب اس آیت سے پہلے کی باتیں ہیں) پھر فرماتا ہے کہ اگر تمکو دشمن کے مقابلہ میں خوف ہو کہ اگر ہم نماز پڑھیں تو وہ ہم پر حملہ کردیگا تو تم سوار یا پیدل جس حال میں ہو بلا لحاظ رکوع وسجود کے وبلا لحاظ جہت کعبہ کی طرف منہ کیوں نہو نماز پڑھ ہوا سکو نہ چھوڑو پھر جب امن ہو تو جسطرح تمکو خدا نے نماز کی تعلیم کی ہے اسطرح پر پڑھو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایسے وقت نماز کی تاخیر کردے دوسرے وقت میں ادا کرے جیسا کہ صحابہ اور حضرت نے جنگ احزاب میں کیا تھا۔ الصلوٰۃ الوسطیٰ کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں بعض ظہر بعض نماز صبح کہتے ہیں مگر احادیث صحیحہ سے عصر کی نماز معلوم ہوتی ہے جیسا کہ صحیحین میں آیا ہے کہ مشرکوں نے ہمکو صلوٰۃ وسطیٰ سے روکدیا خدا اونکی قبر آگ سے بھرے اور یہ واقعہ جنگ احزاب میں نماز عصر کا ہے۔ صلوٰۃ خوف کا جو حکم اور ذکر سورہ نساء میں ہے وان خفتم فعلیہم الآیہ وہ اس فرجالا او رکبانا سے غیر ہے اسکے بعد پھر احکام عدت اور طلاق کو ذکر فرماتا ہے۔ والذین یتوفون منکم سے جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ ابتدار اسلام میں بیوہ خوہ عدت ایک برس تک تھی اور جب اسکے لئے میراث بھی نہ تھی تو خاوند کو حکم تھا کہ مرض الموت میں برس بھر کی خرچ اور مکان کی وصیت کرجائے پھر یہ حکم اور آیت سے جو پہلے آئی ہے (بعشر عشر) منسوخ ہوگیا دو باتیں تھیں ایک خرچ سال بھر کا دوسرے مکان سال بھر رہنے کیلئے۔ اب آیت میراث نے جبکہ بیوہ کا حق آٹھوان یا چوتھا حصہ مقرر کردیا وصیت کرنا بھی جاتا رہا اور سیدھے طور پر مکان دینا بھی امام ابو حنیفہ کے نزدیک ضرور نہ رہا امام شافعی کے نزدیک مکان دینا چاہیئے ابی مسلم اصفہانی اور مجاہد وغیرہما کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جو شخص مرض الموت میں اپنی بیوی کو برس بھر خرچ اور مکان میں رہنے کی وصیت کرمرے اور عورت برس سے پہلے نکلکر (بشرطیکہ چار مہینے دس دن کی عدت پوری کرچکی ہو) بر خلاف وصیت شوہر کے دستور کے موافق نکاح کرے تو پھر کچھ گناہ نہیں یعنی یہ وصیت لازم نہیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں

لہ کہ سال بھر خاوند کے گھر میں رہے اور کسی سے نکاح نکرے مگر اسکو اختیار رہتا ہے خاوند کے گھر میں عدت گذارے خواہ نکل کر اور جگہ لیکن جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو اسکو خرچ نہیں ملتا ہے کبیر منہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ

کیا آپ نے انکو نہیں دیکھا کہ جو موت سے ڈر کر باوجودیکہ وہ ہزاروں تھے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ پھر تو خدا نے انسے کہا کہ مرجاؤ پھر انکو زندہ کردیا بیشک خدا تو لوگوں پر

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

بڑا فضل کرتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے

ترکیب

الم استفہام تقریری کے لئے ترفعل اصل مین ترای مثل ترعی کے تھا مگر عرب مستقبل مین ہمزہ حذف کردیتے ہین جب ہمزہ حذف ہوئی تو الف منقلبہ اخیر باقی رہ گیا جو جزم کے وقت حذف ہوگیا ضمیر انت اسکا فاعل الی الذین متعلق ہے فعل سے۔ وھم الوف جملہ حال ہے فاعل خرجوا سے حذر الموت مفعول لہ خرجوا سے۔

تفسیر

پیشتر خدا تعالی نے جہاد کا حکم دیا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ مخالفون سے خدا تعالے کی جماعت بنکر جہاد کرنا باہمی اتفاق پر مبنی ہے اور زیادہ تر اتفاق مین خلل ڈالنے والی باتین جو روزمرہ پیش آتی ہین میان بیوی کا جھگڑا اور میراث وصیت کے متعلق امور ہین اس لئے بیچ مین چند احکام ان جھگڑون کے دفع کرنے والے ذکر فرماکر پھر جہاد کی ترغیب دلاتا ہے اور اوس سے پیشتر بنی اسرائیل کے ایک واقعہ عبرت خیز کو یاد دلاتا ہے وہ یہ کہ ایک نبی کے عہد مین مخالفون سے ڈرکر سیکڑون ہزارون بنی اسرائیل ملک چھوڑ کر بھاگ نکلے اور نبی کے برخلاف ہوگئے جنگ مین ثابت قدم نرہے آخر اونپر دشمن غالب آئے جس سے وہ سب مارے گئے پھر نبی کی دعا سے زندہ ہوئے جس سے یہ معلوم کراتا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے کوئی حیلہ کروہ ٹلتی نہین پھر نامردی اور بزدلی کرنا بعث ہے دوم بزدلی اور بھی جان کو ہلاکت مین ڈالتی ہے آدمی جانتا ہی کہ مین بزدلی سے بچ جاؤن گا مگر اس سے دشمن کو اور بھی قتل کرنے مین جرأت ہوتی ہے سوم اس سے خدا تعالی کی قدرت کاملہ کا اظہار مقصود ہے کہ وہ قادر مردہ کو زندہ کرسکتا ہی حشر اجساد بھی اُسکے نزدیک کوئی بات نہین پھر جب مرکر وہان جانا اور جزا و سزا پانا ہے تو کیون خدائے قادر پر توکل کرکے مخالفون سے جنگ نہین کرتے اسباب ظاہرہ پر کیون سہارا کرتے ہو۔

متعلقات

(۱) قرآن مجید سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ واقعہ کس زمانہ مین اور کس نبی کے عہد مین گزرا ہے؟ اور گھر سے موت سے ڈر کر دشمن کیوجہ سے نکلے تھے یا وبا کی وجہ سے۔ علماء مفسرین کے اسمین مختلف اقوال ہین مگر صحیح اور قابل اعتماد یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت حزقیل علیہ السلام

---

۵۲ مطلقہ کے لئے عدت مین خواہ طلاق بائن ہو خواہ رجعی نفقہ اور سکان ملنا چاہیئے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہے وللمطلقات متاع بالمعروف اگر مطلقہ حاملہ ہے تو وضع حمل تک اور حمل نہین تو تین حیض تک امام شافعی کہتے ہین طلاق بائن مین نفقہ نہین بدلیل حدیث فاطمہ بنت قیس قالت طلقنی زوجی ثلثا فلم یفرض لی رسول اللہ صلعم سکنی ولا نفقۃ (اخرجہ الجماعۃ الا البخاری) مگر یہ استدلال صحیح نہین کس لئے کہ اس حدیث کو خود حضرت عمر نے رد کردیا کہ ایک عورت کے کہنے سے ہم کیونکر کتاب اللہ اور سنت نبوی کو چھوڑ دین گے کیا معلوم سچی ہے یا جھوٹی بھول گئی ہے یاد (رواہ ابوداؤد و مسلم والترمذی والنسائی وغیرہم)

۵۳ حضرت علی رض اور ابن عباس اور عائشہ رض اور مزنی وغیرہم کا بھی یہی قول ہی ۱۲ منہ

۵۴ حضرت عمر اور عثمان اور ابن مسعود اور ام سلمہ رض عنہم اور امام مالک اور سفیان ثوری اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے ۱۲ منہ

کے عہد مین بنی اسرائیل پر گزرا ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہی اور کتاب حزقیل کی سینتیسوین فصل سے بھی ثابت ہوتا ہی تفصیل اسکی یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے بنی اسرائیل پر فلسطین کے لوگ غالب آ گئے تھے اور کچھہ عجب نہین کہ ایسے موقع مین کسی نبی نے اونکو جنگ کرنے پر آمادہ کیا ہو اور وہ ڈر کر گھر بار چھوڑ کر بھاگ نکلے پھر قتل کئے گئے ہون جسکو فقال لہم اللہ موتوا سے تعبیر کیا ہی اور پھر وہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوگئے ہون جسکو کہ ثم احیاہم سے تعبیر کیا ہی اور اسبات کا ذکر کتاب حزقیل کے فصل مذکور مین صاف صاف مذکور ہی چنانچہ اوسکے بعض فقرات یہ ہین اور اس وادی مین جو ہڈیون سے بھرپور تھی مجھے اوتار دیا اور مجھے اونکے آس پاس چوگرد پھرایا اور دے وادی کے میدان مین بہت تھین (وہم الوف) اور نہایت سوکھی تھین اور اسنے مجھہ سے کہا اے آدمی زاد کیا یہ ہڈیان جی سکتی ہین ؟ مین نے جواب مین کہا کہ ای خداوند یہوواہ تو ہی جانتا ہے پھر اسنے مجھہ سے کہا کہ تو ان ہڈیون کے اوپر نبوت کر اور اونسے کہہ ای سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو خداوند یہوواہ ان ہڈیون کو یون فرماتا ہی کہ دیکھو مین تمہارے اندر روح داخل کرونگا اور تم جیوگے الخ سو مین نے حکم کے بموجب نبوت کی اور جب مین نبوت کرتا تھا تو ایک شور ہوا الخ اور ان مقتولون پر پھونک کہ جی اٹھین سو مین نے حکم کے بموجب نبوت کی اور انمین روح آئی اور وہ جی اوٹھی اور اپنے پاؤن پر کھڑی ہوئی ایک نہایت بڑا لشکر + (۲) مخالفین اس مقام پر دو اعتراض کیا کرتے ہین پہلا یہ کہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم استفہام تقریری جس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ آنحضرت علیہ السلام نے ان لوگونکو دیکھا ہی حالانکہ یہ غلط ہی کیونکہ انجیل اور آنحضرت مین سیکڑون برس کا زمانہ فاصل ہی اسکا جواب یہ ہی کہ تری کے ساتھہ جب الی ملادیتے ہین تو اس سے اکثر رویت قلبی مراد لیا کرتے ہین یعنی علم سو آپکو اس واقعہ کا علم یقینی تھا دوسرا جواب یہ ہی کہ یہ واقعہ یہود مین آنحضرت کے عہد تک ایسا مشہور تھا کہ گویا آنکھون کے سامنے تھا اور فصیح بلیغ ایسے واقعات کو بمنزلہ محسوسات کے قرار دیکر کلام کیا کرتے ہین سو آنحضرت کیا بلکہ اوس زمانہ کے سب لوگ اس واقعہ کو اور اون لوگون کو دیکھہ رہی تھے اور اسی لئے عبرت کے لئے اس واقعہ کا بیان کرنا مناسب حال ہوا +

دوسرا یہ کہ مردہ کا زندہ کردینا ناممکن بات ہی یہ باتین بعید از قیاس ہین الہامی کتابون مین ایسی باتونکا ہونا تعجب کی بات ہی اسکا جواب بہت سے مقامات مین ہم دی آئی ہین اور دہریون اور ملحدونکو ساکت کرآئے ہین کہ یہ چیزین محال عقلی نہین اور جو دعوی کرے تو دلیل پیش کرے اور جب ممکن ہین تو اونکے وقوع مین بطور خرق عادت کیا تعجب ہی ؟ بالخصوص مخبر صادق نے خبر دی تو پھر کیا تردد ہی ؟ رہا خلاف عادت ہونا سو اسکو ہم بھی تسلیم کرتے ہین اور اس لئے اسکو معجزہ کہتے ہین معترض اور اونکے بھائی نیچریہ جواب دیتے ہین کہ موت سے نامردی اور بزدلا پن مراد ہے اور احیاء کے لفظ سے انکے دلمین قوت آنا اور لڑنے پر آمادہ ہوجانا مراد ہی چونکہ مدیانیونکے ہاتھہ سے بنی اسرائیل نے سخت شکست پائی تھی اور اپنا گھر بار چھوڑ کر پہاڑون اور جنگلون مین بھاگ گئے تھے آخر جدعون نے انکو جنگ پر آمادہ کیا اور اس بات سے رہائی دی پس خدا مسلمانونکو بتلاتا ہی کہ جو لوگ لڑائی مین موت کے ڈر سے بھاگ گئے تھے وہ ایسی بدتر حالت مین پہنچ گئے تھے جو موت کے برابر تھی پھر اللہ نے انکو ہمت و جرارت سے زندہ کیا اسیطرح مسلمانونکو بھی موت کے ڈر سے بزدلی اور نامردی جو موت کے برابر ہی نہ کرنی چاہیئے ۔ اور قصہ حزقیل فرضی اور غلط ہی ہمارے مفسرون نے غلطی سے آیت کو اسپر چسپان کردیا ہے ۔ صہ ۲

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ

اور لڑو اللہ کی راہ مین اور جان رکھو کہ اللہ سنتا جانتا ہے کوئی ہے کہ جو اللہ کو خوشدلی سے قرض دے تاکہ خدا اسکی کئی گنا کرے

أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۚ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ ۖ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

بہت بڑھاکر اوسکو واپس دے اور خدا ہی تنگی اور فراخی دیتا ہے اور تم اوسی کیطرف چلے جارہے ہو

ترکیب

وقاتلوا معطوف ہے محذوف فاطیعوہ پر۔ من استفہامیہ موضع رفع مین ہی بسبب مبتدا ہونیکے اور ذا اسکی خبر ہے اور الذی اُسکی نعت یا بدل ہے یقرض جملہ الذی کا صلہ قرضا مفعول مطلق حسنا یا اسم مصدر ہی اور مصدر اقراض ہی فیضاعفہ معطوف ہے یقرض پر یا جملہ مستانفہ ہی اضعافا جمع ضعف اور ضعف بضم عین مصدر نہین کیونکہ مصدر اضعاف ہے یا مضاعفۃ اس تقدیر پر یہ یضاعفہ کی ہاے حال ہو سکتا ہی اور یعنی مفعول ثانی بھی ہو سکتا ہے

تفسیر

ان تمام مسائل کے بعد پھر خدا کی راہ مین جان دینے اور مال دینے کی تاکید شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا مین کوئی قوم قوم نہین رہ سکتی تاوقتیکہ اس قوم مین اپنے ناموس اور مذہب محفوظ رکھنے کی قدرت نہو خاص وہ مذہب کہ جو تمام دنیا پر پھیلنے والا ہو جسکی توحید اور روشن احکام دنیا بھر کے شریرون کے خلاف ہون جس سے نہ صرف احتمال بلکہ یقین ہو کہ اس مذہب کے لئے اسکے گھر اور ملک مین بھی سخت سخت رکاوٹین پیش آنی شروع ہونگی بلکہ ہوگئین پھر آگے چلکر تو کیا کچھ نہوگا اس لئے حکم دیا گیا کہ اللہ کی راہ مین لڑو جو رکاوٹ پیش آئے اُسکو تلوار کی دھار دنسی مٹا دو مگر نیت نیک اور دلی اخلاص بھی ملحوظ رکھو صرف خون ریزی اور بنی نوع کا قتل کرنا ہی مقصود نہین بلکہ یہہ جہاد ایسا ہی جیسا بیضرر کے لئے فصد و فاسد مادہ کا اخراج و قطع برید ایسے معاملات مین دلی اخلاص و نیک نیتی ضرور ہے اس لئے فرمادیا کہ اللہ سنتا جانتا ہے۔

اور یہ ظاہر ہی کہ دشمنون سے لڑائی اور اُنپر چڑھائی بے ساز و سامان کی عادتاً مشکل ہی اُسکے لئے روپیہ پیسا بھی ضرور ہے اس لئے اپنے بندونکو خدا کی راہ مین مال صرف کرنے کی بھی کس عمدہ طور سے ترغیب دی رہا کہ کوئی ہی جو اللہ کو قرض دے تاکہ اُسکے بالعوض دنیا و آخرت مین خدا اوسکو دگنا تگنا بلکہ بیشمار عنایت فرماوے ۔ اللہ تعالی قرض مانگنے سے پاک ہی اوسکو کوئی حاجت اور ضرورت نہین وہ غنی اور حمید ہی اور اسی کے قبضہ مین آسمان و زمین کے خزانے ہین وہی بندونکو فراغ دستی اور تنگدستی دیا کرتا ہی مگر اللہ کی راہ مین صرف کرنیکو بطور استعارہ کے قرض دینے سے تعبیر کیا اسبات کے جتانے کیلئے کہ جسطرح غنی اور خوش معاملہ کو قرض دینا موجب اطمینان اور نتائج و منافع کا باعث ہی اسی طرح اللہ کی راہ مین دیا رائگان نہین جاتا دہ مع نفع چند در چند ملتا ہی ہم اسکے ضامن ہین گویا وہ ہمکو دیتا ہی اور اسکے بعد یہ بھی سنا دیا کہ تنگدستی و فراخ دستی سب ہماری قبضہ مین ہی جو ہماری راہ مین صرف نہین کرتے وہ اسبات پر گھمنڈ نکرین کہ ہماری دولت باقی رہے گی خدا ہزارون مصیبتین بھیجکر تنگدست کر سکتا ہی منجملہ اُنکے ایک یہ بلا نازل ہوگی کہ نخالفین غالب آکر تمام ملک و دولت چھین لینگے اور جو صرف کرتا ہی وہ تنگدستی سے نہ ڈری + دنیا مین غنائم اور فتوحات ملک اُنکے حصہ مین آوینگے آخرت مین کہ سامنے کھڑی ہی جسکو البتہ ترجون سے تعبیر کیا بیشمار نعمتین ملینگی جیسا کہ صحابہ کو ملین۔

+ یعنی اللہ کی راہ مین دینا خدا کو دینا ہی خدا قرض لینے سے پاک اور غنی ہی مگر دینے والے کی ترغیب اور اسکے اطمینان کیلئے کہ اسکا اجر کئی گنا ضرور ملیگا اس دینے کو اللہ کو قرض دینے سے بطور استعارہ کے تعبیر کیا کیونکہ جو کوئی غنی اور صادق الوعد کو دیتا ہی تو اسمین اور فائدہ کی حاصل ہونیکا اطمینان ہوتا ہی۔ اس سے یہ سمجھنا کہ خدا محتاج ہی بندون سے قرض مانگتا ہی صریح بدفہمی ہی جسکا کوئی بھی ابتک قائل نہین ۱۲ منہ

وقف لازم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ

کیا آپنے بنی اسرائیل کے سرداروں کی طرف خیال نہیں کیا کہ موسےٰ کے بعد جبکہ اونہون نے اپنے نبی (اسرائیل) سے کہا کہ ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کردیجئے کہ ہم (اسکے زیر حکم) اللہ کی راہ مین لڑین نبی نے

ھَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا

کہا کہ اگر تمپر جہاد فرض کیا جائے تو تم سے کچھ بھی بعید نہین کہ تم نہ لڑو کہنے لگے کہ ہم سے یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم اللہ کی راہ مین نہ لڑین حالانکہ ہمارے

مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ

وطن اور بال بچون سے بھی دور کئے گئے ہین - پھر جب انکو لڑائی کا حکم ہوا تو سوائے چند آدمیون کے سب کے سب پھر گئے اور اللہ ظالمونکو خوب جانتا ہی اور انکے نبی نے کہا کہ اللہ نے (تمہاری درخواست

اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ

کے موافق) تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کردیا کہنے لگے اسکے لئے ہمپر کیونکر بادشاہی ہوسکتی ہی حالانکہ ہم خود اس سے بادشاہی کے زیادہ مستحق ہین اور اسکو تو کچھ مال مین بھی کوئی بڑی فراغدستی نہین دیگئی ہی

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(نبی نے) کہا بیشک اللہ نے اسی کو تمپر سرداری کیلئے منتخب کیا ہی اور علم اور صورت مین اسکو فوقیت دی ہی اور اللہ اپنا ملک جسکو چاہتا ہی دیتا ہی اور اللہ وسعت دینے والا جاننے والا ہی

ترکیب

من بنی اسرائیل من مجرور سے متعلق ہی کس لئے کہ یہ حال ہی ای کائنات من بنی اسرائیل من بعد متعلق ہی ثابت کے اور بدل ہی من بعد سے کس لئے کہ دونون زمانہ کے لئے ہین نقاتل جو ہوسکو جزم سے پڑہتے ہین جواب امر قرار دیکر عسیتم فعل الا تقاتلوا اسکی خبر ان کتب الخ شرط جملہ معترضہ درمیان آگیا یا استفہام کی محل رفع مین ہی مبتدا ہونیکی وجہ سے لنا اوسکی خبر اور ربط ماقبل کے لئے آیا ہی وقد اخرجنا جملہ موضع حال مین اور عامل اس مین نقاتل ہے وابنائنا معطوف ہے دیارنا پر تقدیرہ ومن بین ابنائنا۔

تفسیر

ان آیات مین خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل کا دوسرا قصہ سناتا ہے کہ جو حضرت عیسی علیہ السلام سے تخمیناً گیارہ سو برس پہلے گذرا ہے اس قصہ مین خدا تعالےٰ نے مسلمانون کو جہاد مین ثابت قدمی اور استقلال اور مصائب پر برداشت کرنے کی رغبت دلاتا ہے اور خالص ایمانداروں کا توکل پھر اس پر ان کی امداد غیبی کرنا سناتا ہے اس قصہ مین چھ باتین بیان ہوئی ہین (۱) بنی اسرائیل کا اپنے نبی سے بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کرنا اور پھر سموئیل علیہ السلام کا بنی اسرائیل پر سادل کو کہ جسکو طالوت کہتے ہین بادشاہ مقرر کرنا (۲) بعض لوگون کا طالوت کے افلاس اور ظاہری حال سے انکار کرنا کہ یہ بادشاہی کا مستحق نہین اور پھر نبی علیہ السلام کا اوسکی بادشاہی کی علامت صندوق شہادت کا کہ جسکو تابوت سکینہ کہتے ہین دشمنون کے ہان سے خود بخود آجانا معین کرنا (۳) طالوت کا لشکر عظیم لیکر فلسطینون کے مقابلہ مین نکلنا اور آگے چلکر ان مین سے دریائے شور ق پر بہادرون اور غیر بہادرون کا امتحان کرنا کہ جو اس کا پانی نہ پیے وہ میرے ساتھ آئے اور جو سوائے چلّو کے پیئے وہ حملہ دشمن کی برداشت نہین کریگا میرے ساتھ نہ آئے پھر پیاس کے غلبہ مین بجز تخمیناً کئی سو آدمیون کے ہزارون بنی اسرائیل کا پانی پیلینا (۴) طالوت کے لشکر کا جالوت کے مقابلہ مین جاکر خدا سے دعا کرنا۔

ط سقہ کی اصل دستہ بفتح واو ہے اور حق اسکا کسر ہے لیکن چونکہ مستقبل مین حذف کیا گیا مصدر مین بھی حذف ہوا اور مستقبل مین اصل کسر تھا لیکن حرف حلقی کی رعایت سے فتح دیا گیا ورنہ

وعد یعد عدۃ کے طور پر کسر تھا ۱۲ منہ ط طالوت اوسکا لقب تھا - ۱۲ منہ

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ

اور اونکے نبی نے کہا کہ طالوت کی بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا کہ جسمین تمہارے رب کی طرف سے تسکین اور کچھ بچی ہوئی چیزین ہین کہ جنکو موسے اور ہارون چھوڑ گئے ہین

تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٤٨﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم

اسکو فرشتے اٹھا لائین گے۔ بیشک اسمین تو تمہارے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین رکھتے ہو پھر جب طالوت (سردار فرار پاکر) جنگ کیلئے لشکر لیکر چلا تو کہدیا کہ بیشک اللہ ایک نہر سے تمہاری آزمائش

بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ

کیا چاہتا ہی پھر جسنے اس نہر کا پانی پی لیا تو وہ میرا نہین اور جو کوئی اوسکو نہ چکھے تو وہ میرا ہے مگر ہان اگر کسی نے اپنے ہاتھ سے چلو بھر کر پی لیا (تو کچھ مضائقہ نہین) سو انمین سے سوائے چند لوگون کے سبنے پی لیا

فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو

پھر جب طالوت اور اوسکے ساتھ ایمان لائے تھے نہر سے پار ہوئے تو لوگون نے کہا کہ آج ہمکو جالوت اور اوسکے لشکر سے مقابلہ کی طاقت نہین۔ لیکن جنکو یقین تھا کہ ضرور ہمکو اللہ سے ملنا ہی اونہون نے

اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا

کہا کہ بہت ہوا ہے کہ تھوڑے سے لوگ بڑی جماعت پر حکم اللہ سے غالب آگئے ہین اور اللہ تو صبر کرنے والون کے ساتھ ہے اور جب وہ جالوت اور اسکے لشکر کے مقابلہ مین آئے تو دعا کرنے

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ

لگے کہ اے رب ہمکو استقلال عطا کر اور ہمارے پاؤن جمادے اور ہمکو کافرون کی قوم پر غالب کر پھر اونہون نے دشمنون کو اللہ کے حکم سے شکست دی اور داؤد نے جالوت کو

وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ

مارڈالا اور اللہ نے داؤد کو بادشاہی اور حکمت عطا کی اور جو کچھ وہ چاہتا تھا اسکو سکھایا اور اگر اللہ بعض لوگون کے سبب بعض کو پست نکرتا رہے تو ملک کا انتظام بگڑ جائے

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾

لیکن اللہ تو مخلوق پر فضل کرنے والا ہے

ترکیب

ان یاتیکم جزاان - التابوت اصل وزن اسکا فاعول ہے فیہ سکینۃ جملہ موضع حال مین ہی اور اسی طرح تحملہ الملائکۃ - من ربکم صفت ہی سکینۃ کی و بقیۃ اصل اسکی بقیوۃ ہی لام کلمہ ی ہی الا من اغترف استثنار ہے جنس سے اور ممکن ہی کہ اول من سے ہو اور یہ محل نصب مین ہے غرفۃ غین کے فتح اور ضمہ دونون سے جائز ہی یہ مصدر ہے - اور بعض کہتے ہین بالفتح کے معنے ایک بار چلو بھرنا اور بالضم کے معنے چلو - الا قلیلا منصوب ہی کیونکہ استثنار ہے موجب سے لاکا اسم طاقۃ اسکا عین کلمہ واو ہے لانہ من الطوق و ہو القدرۃ لنا اسکی خبر الیوم اور جالوت مین عامل معنے استقرار ہے - کم من فیۃ - کم اسجگہ خبریہ ہے اور موضع اسکا رفع ہے بسبب مبتدار ہونے کے اور غلبت اسکی خبر اور من زائدہ ہی باذن اللہ موضع حال مین ہے - والتقدیر باذن اللہ لہم و لولا دفع اللہ الناس دفع مصدر مبنی للفاعل مضاف ہے فاعل کی طرف اور الناس مفعول اور بعضہم بدل ہے الناس سے بدل بعض بعض مفعول ثانی ہی اسکی طرف فعل بواسطہ حرف جر متعدی ہوا ہے -

ف طالوت کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک بہت بھیڑ بہاڑ دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے طالوت نے آگے جو پانی کا نالہ آنے والا تھا اوس سے انکے صبر و برداشت کی آزمائش کرنی چاہی کہ جو اس پیاس کی تاب لائیگا وہ آب شمشیر کی کیونکر تاب لائیگا اسپر بھی ہاتھ سے چلو مین لیکر پینے کی اجازت دیدی تھی مگر جب وہ بھیڑ بہاڑ اوس نہر پر پہونچی تو بجز چند لوگون کے سبنے پانی پی لیا پھر جب یہ بھیڑ ائی اور انبوہ جالوت فلسطین کے بڑے قدآور بادشاہ اور اوس کے لشکر کے مقابلہ مین آئے تو ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم مین اسے مقابلہ کی کیا طاقت ہے لیکن ان چند صبر کرنے والون نے ڈہارس بندہائی کہ خدا کے ہاتھ فتح و شکست ہے قلت و کثرت پر موقوف نہین بالہام خدا کے حکم سے چند لوگون نے بڑے لشکرون کو شکست دیدی ہے پھر یہی جماعت مقابلہ مین سامنے آئی اور خدا سے صبر و استقلال اور نصرت کی دعا کی اور ان سپاہیون مین داؤد علیہ السلام بھی تھے انکے ہاتھ سے جالوت مارا گیا بنی اسرائیل مین انکی شہرت ہوگئی اور طالوت نے اسے اپنی بیٹی بیاہ دی اور طالوت کے بعد یہی بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے اور خدا نے انکو امام اور نبوت عطا کی حکمت کے اسرار تعلیم فرمائے یہ تمام قصہ بنی اسرائیل کو مسلمانونکو جہاد پر قائم رہنے کے لئے سنا کر جہاد کی حکمت بھی ظاہر فرماتا ہے کہ انتظام عالم ہے خدا نے اسپر مربوط کیا ہے کہ وہ بعض کی شوکت بعض سے برباد کرا دیتا ہے ظالم قومونکو دوسری قومونسے غارت نکرے تو انتظام عالم درہم برہم ہو جائے ۱۲ منہ

تفسیر

(۵) لشکر طالوت کا لشکر جالوت پر فتح پانا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ جالوت فلسطینی[1] کا قتل ہونا (۶) حضرت داؤد کو بادشاہی اور علم و حکمت عطا کرنا ۔ یہ باتین تورات کی اول کتاب سموئیل مین نہایت مشرحاً مذکور ہین لیکن مجملاً بیان ہونگا یہ ہے ۔

حضرت سموئیل علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل مین کوئی بادشاہ نہوتا تہا بلکہ کاہن یعنی امام یا اوس کے نائب قاضیون کے طور پر فیصلہ کیا کرتے تھے اور انبیا علیہم السلام جو وقتاً فوقتاً انمین پیدا ہوتے تھے وہ شریعت موسیٰ اور تورات کے موافق فتوی دیا کرتے تھے بنی اسرائیل آس پاس کے مشرک قومون کی طرح جب بت پرستی اور شناکاری کرنی شروع کرتے تھے تو اونپر قہر خدا نازل ہوتا تھا جس سے وہ ان قومون سے شکست کھاکر اون کی رعیت ہوجاتے تھے اور طرح طرح کی ذلت و پریشانی اوٹہاتے تھے پہر جب توبہ کرتے تو خدا اونپر اپنا فضل کرتا تھا چنانچہ جب عبدون سردار اسرائیلی تین سو بہتر سال حضرت موسیٰ کے بعد مرگیا تو بنی اسرائیل نے پہر بت پرستی اور بے دینی اختیار کی جس سے اونپر فسلطین[1] کے لوگ غالب آگئے اور چالیس برس تک اونکی حکومت رہی پہر شمسون کے عہد مین خلاصی ملی شمسون بیس برس تک سلطنت کرتا رہا اخیر اوسپر پہر اہل فلسطین غالب آگئے اور اسکو پکڑکر لے گئے اور بنی اسرائیل کا بڑا ابتر حال ہوگیا پہر تخمیناً چار سو بیالیس برس بعد حضرت موسی کے بنی اسرائیل مین ایک شخص عیلی نام کاہن ہوا اس کے عہد مین کوہستان افریم مین اتفاقاً ایک شخص ہر سال سیلا مین قربانی اور سجدہ کرانے آتا تہا اوس کی دو بیویان تہین ایک کا نام فینہ دوسرے کا نام خنہ مگر خنہ کے اولاد نہوتی تہی اس لئے وہ غمگین رہتی تہی ایک بار اوسنے جب وہ ہیکل مین قربانی کرنے آئی تہی تو روکر خدا سے دعا مانگی کہ تو مجہکو فرزند عطا کرے تو مین اوسکو تیرے لئے نذر گزرانون گی سو خدا نے اوس کی مراد دی اوس کے پیٹ سے ایک لڑکا پیدا ہوا اوسکا نام سموئیل رکہا جسکے معنے عبرانی مین خدا سے مانگا ہوا یا اللہ دیا ہوتے ہین ۔

جب سموئیل کا دودھ بڑہ چکا تو اوس کی مان اور باپ اوسکو اپنے شہر رامہ سے سیلا مین خداوند کے گہر لائے اور وہ لڑکا بہت ہی چہوٹا تہا تب اونہون نے ایک جوان بیل کو ذبح کیا اور لڑکے کو عیلی پاس لائے اور وہ عیلی کاہن کے آگے خداوند کی خدمت کرتا رہا ۔ عیلی کے بیٹے بدچلن تھے جس سے عموماً بنی اسرائیل ناراض تھے اور سموئیل خداوند اور آدمیون کے آگے مقبول ہوتا چلا ۔ اس عرصہ مین سموئیل نے عیلی کے بیٹون کی بابت رات کو خواب دیکہا کہ جسمین خدا نے عیلی کے خاندان برباد کرنے کی خبر سموئیل کو دی صبح کو یہ خبر عیلی اور بنی اسرائیل نے سنی اور سموئیل کی تمام بنی اسرائیل مین نبوت اور بزرگی تسلیم ہونے لگی ۔ پہر بنی اسرائیل فلسطیون سے لڑنے نکلے اور ابن عزر کے پاس خیمے لگائے ۔ اور فلسطیون نے افیق مین اپنے خیمے قایم کئے اور باہم صف بندیان ہوکر مقابلہ شروع ہوا تو بنی اسرائیل نے شکست کہائی اور قریب چار ہزار آدمی کے مارے گئے ۔ پہر لشکر گاہ مین بنی اسرائیل نے آکر یہ تجویز کی کہ آؤ ہم خدا کے عہد کا صندوق سیلا سے اپنے پاس لاوین کہ اوس کی برکت سے فتح پاوین اور جب وہ صندوق لشکر گاہ مین آپہونچا اور اسکے ساتہہ عیلی کے دونون بیٹے فینحاس اور حفنی بہی آئے تو بنی اسرائیل نے اس زور سے للکارا کہ زمین لرز گئی جب فلسطیون کو حال معلوم ہوا تو آپسمین عہد کیا کہ مردانگی اور مضبوطی سے جنگ کرین گے ۔ سو فلسطی لڑے اور بنی اسرائیل نے شکست کہائی اور تیس ہزار بنی اسرائیل مارے گئے اور خداوند کے صندوق کو بہی لوٹ کرلے گئے اور عیلی کے دونون بیٹے بہی مارے گئے ۔ تب بنی بنیامین مین کا ایک شخص کپڑے پہاڑکر سر پر خاک اڑاتا ہوا سیدہ سیلا مین پہونچا اور عیلی کرسی پر بیٹہا ہوا انتظار کر رہا تہا اور اسکا دل صندوق شہادت کے لئے کانپ رہا تہا اور جیون ہی اس شخص نے شہر مین پہنچکر

[1] فلسطین ملک شام کا وہ ٹکڑا ہے کہ جو مغرب و جنوب کی طرف بحر روم سے ملا ہوا ہے جیسا کہ ہمنے نقشہ مین دکہایا ہے یہان کے لوگ مشرک اور بت پرست تھے یہ لوگ ہمیشہ بنی اسرائیل سے جنگ و جدال کیا کرتے تھے کبہی غالب کبہی مغلوب ہوجاتے تھے آخر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد مین بالکل مغلوب ہوگئے تھے ۱۲

خبر دی تو سارا شہر چلایا اور عیلی نے جو شور کی آواز سنی تو کہا یہ شور کیا ہی اسواس شخص نے عیلی سے سب ماجرا کہا اور جیون ہی اوس نے یہ خبر سنی کرسی پر سے پیچھاڑ کھاکر گر گیا اور اسکی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مرگیا کہ وہ بوڑھا تھا یہ چالیس برس بنی اسرائیل کا قاضی رہا (اول کتاب سموئیل باب ۴)

یہ واقعہ ہی کہ جسمین تابوت سکینہ بنی اسرائیل کے ہاتھہ سے جاتا رہا اور فلسطی لوگ اسکو اپنے ملک مین لیگئے۔ اسوقت بنی اسرائیل مین سموئیل علیہ السلام بزرگ مانے جاتے تھے انکی نصیحت سے بنی اسرائیل نے بت پرستی اور بدفعلی ترک کی اور اس حادثہ کے تخمیناً بائیس برس بعد بمقام مصفاہ سموئیل نبی اسرائیل کو جمع کرکے فلسطیونکا مقابلہ پر آمادہ کیا آخرالامر بنی اسرائیل نے فتح پائی اور عقرون سے لیکر جات تک جسقدر بستیان انکے قبضہ مین آگئی تھین پھر بنی اسرائیل کے قبضہ مین آئین (باب) پھر جب سموئیل بوڑھے ہوگئے تو لوگون نے رامہ مین جمع ہوکر سموئیل سے کہا دیکھہ تو بوڑھا ہوا اور تیرے بیٹے یوایل اور ابیاہ تیری راہ پر نہین چلتے بلکہ نفع کی پیروی کرتے اور رشوت لیتے اور عدالت مین طرفداری کرتے ہین اب تو کسی کو ہمارا بادشاہ مقرر کر جو ہمپر حکومت کیا کرے اور ہمارے آگے آگے چلے اور ہمارے لئے لڑائی کرے (باب) تب سموئیل نے مصفاہ مین خداوند کے حضور لوگونکو بلایا اور کہا خداوند اسرائیل کا خدا ایسا فرماتا ہی کہ مین اسرائیل کو مصر سے نکال لایا اب تمنے بادشاہ کی درخواست کی سو ایک ایک فرقہ کرکے ہزار ہزار سب کے سب خداوند کے آگے حاضر ہو جاؤ اور جب سب حاضر ہوئے تو قرع بنیامین کے فرقے کے نام پر پڑا پھر انمین سے مطری کے گھرانے کا نام نکلا اور قیس کے بیٹے ساول کا نام نکلا جو بہت خوب جوان تھا اور بنی اسرائیل مین اُس سے خوبصورت کوئی شخص نہ تھا یہ ساری قوم مین کاندی سے لیکر اوپر تک ہر ایک سے سوا اونچا اور شہر جبعہ کا رہنے والا تھا مگر بنی بلعال نے اوسکی تحقیر کی کہ یہ کس طرح ہمکو بچائیگا سموئیل نے کہا اسکی سلطنت کی علامت یہ ہی کہ تمہارے پاس صندوق شہادت آجاویگا پس ساول کی بادشاہت قائم ہوگئی اور سموئیل کی صلاح سے فلسطینون سے لڑائیان ہوتی رہین اور فلسطی روز بروز دبتے چلے گئے اور وہ صندوق جو لوٹ کر لیگئے تھے جہان اوسکو رکھا وہین اوپر بیماری وغیرہ سخت بلائین نازل ہوئین اور یہ بھی سمجھے کہ بنی اسرائیل کی لڑائی ہمسے جبتک کہ یہ صندوق ہمارے ہان رہیگا موقوف نہوگی اسلئے انہون نے اسکو ایک گاڑی مین رکھا اور اسکے ساتھہ ایک صندوقچہ مین کچھہ سونیکی تصویرین بھی بند کرکے رکھدین اور اس گاڑی کو بیت شمس کی طرف کہ جو بنی اسرائیل کا شہر انکے حد سے ملتا تھا چھوڑ دیا اس گاڑی کو فرشتے ہانک کر بیت شمس مین ایک شخص یشوع کے کھیت مین لے آئے ان لوگون نے بڑی خوشی کی اور صندوق کو گاڑی سے اتار لیا اور پھر قریت یعاریم کے لوگونکو کہلا بھیجا وہ آکر اسکو اپنے ہان لیگئے۔ اسکے واپس آنے سے بنی اسرائیل مین نہایت خوشی پیدا ہوئی۔

اس عرصہ مین کئی بات تو تخت ساول یعنی طالوت نے سموئیل علیہ السلام کی نافرمانی کی جس سے وہ ناخوش ہوئی جسپر خدا نے سموئیل کو کہا تو کب تک ساول کی بابت غم کھاتا رہیگا تو بیت لحم مین جا اور یسی کے بیٹونکو بلا انمین سے جسکو مین بتلاؤن اوسکو منتخب کر چنانچہ سموئیل وہان گئے اور یسی کے بیٹونکو بلایا کسی کو بھی پسند نکیا پھر پوچھا کہ تیرے یہی لڑکے ہین اوسنے کہا سب سے چھوٹا ایک اور ہے وہ بھیڑ بکریان چراتا ہے سموئیل نے کہا اوسے بلا بھیج سو اُسنے بلایا وہ سرخ رنگ اور خوش چشم اور دیکھنے مین اچھا تھا تب سموئیل نے تیل لیکر داؤد پر ملا اور پھر سموئیل رامہ چلے گئے اس کے بعد پھر فلسطیون نے جنگ کے ارادہ سے اپنی فوجین جمع کین اور یہوداہ کے شہر شوکہ مین فراہم ہوئے اور شوکہ اور عزیقہ کے درمیان افسدیم مین خیمہ زن ہوئی انکے مقابلہ مین طالوت نے بنی اسرائیل کو جمع کرکے ایلہ کے قریب خیمے لگائے (یہ وہ لڑائی ہی کہ جو قرآن مجید کی ان آیات مین بیان ہوئی ہی) ان دونون لشکرونکے درمیان دریائے شورق واقع تھا فلسطی اوس کے جنوبی طرف مین تھے اور بنی اسرائیل شمالی طرف مین۔

چونکہ متواتر فتوحات سے بنی اسرائیل کا حوصلہ بڑھ گیا تھا اسلئے بنی اسرائیل کے عام وخاص بہادر غیر بہادر سب نکل کھڑے ہوئے تھے اور تجربہ کاروں کے نزدیک عام بھیڑ بھاڑ لڑائی مین اکثر شکست کا باعث ہوجایا کرتی ہے اس خیال سے طالوت نے دریا پر پہنچکر جبکہ لشکر مین گرمی اور تشنگی تھی انتخاب کرنا چاہا اور اُنسے بیشتر مدیانیون کے مقابلہ مین جدعون ہی طرح کا انتخاب کرچکا تھا اور حکم دیا کہ جو اس کا پانی پی لے میرے ساتھ نہ آوے مگر چلّو بھر کے زبان تر کرلینے کا کچھ مضائقہ نہین سو اس عام بھیڑ مین سے اُنہین دل چلون اور بہادرون نے نہ پیا کہ جو اپنے جوش اور حمیت سے جنگ مین شریک ہوئے تھے ورنہ سب نے پی لیا۔ پھر جب ان بہادرون کا فلسطیون سے آمنا سامنا ہوا تو اُنمین سے ایک شخص جالوت نام جو بڑا قدآور تھا اور پیتل کی زرہ پہنے ہوئے اور سر پہ پیتل کا ٹوپ بھاری خود دھرے ہوئے تھا سب سے پہلے صف مین سے نکلکر اپنا مقابل مانگنے لگا بنی اسرائیل مین سے کسی کی جرأت اوس کے مقابلہ کے لئے نہوئی داؤد سے بادشاہ نے بڑے انعام واکرام کا وعدہ کیا تو داؤد علیہ السلام اوس کے مقابلہ کو چلے اور اپنا لٹھ ہاتھ مین لیا اور پانچ پتھر چکنے چکنے اپنے واسطے چُن لئے اور جھولے مین ڈالے اور فلاخن لیکے اوسکی طرف قدم بڑھائے جالوت نے داؤد کو حقیر جانکر کہا کیا مین کتا ہون جو لٹھ لیکر مجھپر آیا ہے داؤد نے کہا تو تلوار ڈھال برچھا لیکے میرے پاس آیا ہے مین رب الافواج کے نام سے تیری طرف آیا ہون جالوت نے حملہ کیا داؤد نے پھرتی کرکے ایک پتھر فلاخن مین دھرکر جالوت کے ماتھے پر ایسا مارا کہ وہ مونہہ کے بل زمین پر گر پڑا اور اوسی کی تلوار سے اوسکا سر کاٹ لیا یہ حال دیکھکر فلسطی بھاگ نکلے اور ہزارون مارے گئے تب داؤد علیہ السلام اوسکا سر لیکر یروشلم مین آئے جس سے بنی اسرائیل مین اون کی دھوم ہوگئی اور طالوت نے اپنی چھوٹی بیٹی میکل کا داؤد سے بیاہ کردیا مگر دلمین رشک اور حسد پیدا ہوگیا داؤد کے قتل کی بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی پیش نہ چلی آخرالامر طالوت اور اوسکے بیٹے ایک عرصہ کے بعد فلسطیون کی لڑائی مین مارے گئے اور بنی اسرائیل کی تمام سلطنت داؤد علیہ السلام کو ملی (کتاب اول سموئیل) عیسائی مورخ ان آیات پر دو اعتراض کیا کرتے ہین (۱) یہ کہ تابوت سکینہ طالوت کے بادشاہ مقرر ہونے سے پہلے آگیا تھا جیسا کہ کتاب سموئیل سے ثابت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب سموئیل مین خود تعارض ہے اسکے ۱۵ باب ۲۹ درس مین ہے "یعنے خداوہ انسان نہین ہے کہ پچتاوے" پھر اسی باب کے ۳۵ درس مین ہے "اور خداوند بھی پچتایا کہ اوس نے ساول کو بنی اسرائیل کا بادشاہ کیا" پھر اسی کتاب کے ۱۶ باب درس ۱ مین ہے کہ داؤد کو ساول نے اپنے پاس بلایا اور وہ آیا اور اوس نے پیار کیا اور اپنا سلح بردار کیا جس سے معلوم ہوا کہ ساول داؤد اور انکے باپ سے خوب واقف تھا پھر ۱۷ باب ۳۱ درس سے ۳۹ تک یہ ثابت ہے کہ ساول داؤد سے واقف نہ تھا۔ اسوجہ سے خود عیسائی مورخ یہ کہتے ہین کہ قصہ اُلٹ پلٹ ہوگیا بلکہ بعض احباب کو احمق کہتے ہین علاوہ اسکے یہ بھی تحقیق نہین کہ یہ کتاب کس کی تصنیف ہے کوئی خود سموئیل کی کہتا ہے کوئی ناتن نبی کی کوئی یرمیاہ کی پھر جب اسکے لکھنے والے مختلف لوگ ہون تو اُلٹ پلٹ ہونا کچھ تعجب کی بات نہین جس سے یہ یقین ہوسکتا ہے کہ جس طرح قرآن مین بیان ہے وہی صحیح ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کرتے ہین کہ کتاب سموئیل مین لشکر کا پانی سے آزمایا جانا نہین پایا جاتا اور نہ بوقت مقابلہ دعا کرنا اس کا۔

جواب یہ ہے کہ کتاب سموئیل مین نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ باتین واقع نہین ہوئین کوئی عیسائی کہہ سکتا ہے کہ تمام باتین کتاب سموئیل مین مندرج ہوگئی ہین! تابوت سکینہ کہ جسکو خداوند کا صندوق کہتے ہین اسمین کچھ من اور وہ لوحین کہ جو موسی کو کوہ طور پر ملی تھین اور ہارون اور موسے کے بعض کپڑے اور عصا رکھا ہوا تھا۔

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جنہیں ہم آپکو صحیح صحیح پڑھکر سناتے ہیں اور آپ بھی رسولوں میں سے ہیں ان رسولوں میں بھی ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے

مِنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ۚ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۗ وَلَوْ شَاءَ

انمیں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جنسے خدا نے کلام کیا اور انمیں سے کے درجے بلند کئے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ہمنے کھلے ہوئے معجزات عطا کئے اور روح القدس سے اونکو مدد بھی دی اور اگر اللہ

اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِن بَعْدِهِم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَٰكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُم

چاہتا تو ان انبیا کے بعد والے اپنے پاس کھلے کھلے احکام آنے پیچھے آپس میں نہ لڑتے لیکن آپسمیں اختلاف کر بیٹھے پھر بعض تو انمیں سے ایمان لے آئے اور بعض

مَّن كَفَرَ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۝

منکر ہوگئے اور اگر خدا چاہتا تو وہ نہ لڑ مرتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

ترکیب

تلک آیات اللہ مبتدا نتلوہا علیک خبر اور نتلو حال ہے تلک مبتدا الرسل خبر اور ممکن ہے تلک الرسل مبتدا فضلنا خبر ہو۔ من کلم اللہ بدل ہے محل فضلنا سے درجات حال ہے بعضہم سے اور ممکن ہے کہ فی مقدر ہو من بعدہم بدل ہے من بعضہم سے مع اعادۂ حرف جر ولکن استدراک ہے مضمون ماقبل سے۔

تفسیر

اس سے پہلے خدا تعالیٰ نے طالوت وجالوت اور انکے باہم مقابلہ اور ایمانداروں کی استقلال کا ذکر کرکے جہاد کے مشروع ہونیکی وجہ بیان فرمائی تھی کہ اس سے خدا مفسدوں کے شر کو دفع کرتا ہے اگر یہ نہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کرڈالیں اور یہ انبیاء اولوالعزم کا قدیم معمول ہے پھر آپ پر اعتراض بیجا ہے کہ نبیوں کا کام لڑائی نہیں بلکہ آپ بھی انہیں رسول میں سے ہیں جو ایسا کام کرتے آئے ہیں اور اسلیئے طالوت وجالوت کا قصہ بیان کیا گیا اب یہاں یہ بات تبلاتا ہے کہ شر کے دفع کرنے والا انبیاء علیہم السلام ہیں جو درجات میں مختلف ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل میں اول سرگروہ موسیٰ علیہ السلام تھے جنکی طرف منہم من کلم اللہ کیساتھ اشارہ کیا اور اخیر بنی اسرائیل میں بڑے اولوالعزم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جنکے فضائل واتینا عیسیٰ ابن مریم البینات وایدناہ بروح القدس کے ساتھ بیان ہوئے اور انکے درمیان حضرت سموئیل اور داؤد اور الیاس اور یحییٰ اور یرمیاہ اور دانیال وغیرہم علیہم السلام موسیٰ کی شریعت کی اصلاح کرنیوالے گزرے ہیں اور ای محمد آپ بھی رسول برحق ہیں اسبات کیطرف تلک آیات اللہ الخ میں اشارہ کیا یعنی باوجودیکہ آپ نبی امی ہیں نہ تورات کو دیکھا نہ انجیل کو پھر بنی اسرائیل کی صحیح صحیح اور جزئیات احوال کا اسطرح بیان کرنا کہ جو مطابق واقع ہوں حالانکہ بائیبل کے علماء بھی اسطرح سے بیان نہیں کرسکتے خود بائیبل میں تعارض اور غلطیاں ہیں) آپکا کام نہیں بلکہ ہم تمکو یہ باتیں ٹھیک ٹھیک جبرئیل کی معرفت سناتے ہیں۔ اسمیں آنحضرت کو تسلی بھی دی گئی کہ پہلے زمانہ میں موسیٰ اور اونکے متبعین کو بنی اسرائیل کی سرکشوں نے نہ مانا اور پھر حضرت عیسیٰ کا معجزات دیکھکر انکار کیا اگر آپکا انکار اور آپکے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں تو کچھ نئی اور تعجب کی بات نہیں نہ یہ رسالت کا قصور ہے اسکے بعد مفسد اور شر کشوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے ولو شاء اللہ الآیہ کہ یہ انکا راہ حق میں اختلاف اور قتال کہ کوئی ایمان لایا کوئی کافر ہوگیا سب تقدیر الٰہی کیوجہ سے ہے اسمیں ان نادانوں کے اعتراض کا بھی جواب ہے جو کہتے ہیں خدا کیوں لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا اور کیوں انبیاء بھیجکر ہدایت پر مجبور کرتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے ہماری تقدیر سے ہوتا ہے لیکن ہم ہر حال میں اتمام حجت کرنے کے لئے اسباب ہدایت دکھاتے ہیں ولکن اللہ یفعل ما یرید۔

ف روح القدس سے بعض کہتے ہیں جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں بعض کہتے ہیں وہ روح کہ جو حضرت عیسیٰ اور حواریوں پر نازل ہوئی تھی جسکی وجہ سے معجزات وکرامات دکھاتے تھے اور یہی اون کی مؤید تھی ف کوئی یہ شبہ نکرے (کہ یہاں تو خدا تعالیٰ کلم اللہ فرماتا ہے کہ خدا نے کلام رسولوں سے کیا اور سورہ شوریٰ میں یہ فرمایا وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا الآیہ کہ کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ خدا اوس سے کلام کرے مگر بذریعہ وحی کے یا حجاب سے یا فرشتہ کے ذریعہ سے پس تعارض پایا گیا) کس لئے کہ یہاں جو کلام کرنا فرمایا ہے اس سے مراد اسیطرح کا کلام کرنا ہے کہ جو سورہ شوریٰ میں بیان ہوا یعنے بذریعہ وحی یا حجاب یا فرشتہ کے ذریعہ سے کس لئے کہ وہ بدو بالمشافہ جیسا کہ انسان باہم کلام کرتے ہیں اسطرح اس سے کوئی نہیں کرسکتا پس تعارض نرہا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

ایمان والو اس دن کے آنیسے پہلے کہ جسمین نہ کچھ خرید وفروخت ہوگی نہ یاری اور نہ سفارش (کام آئیگی) ہمارے دئے مین سے دے لو اور کافر ہی ظالم ہین

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ

اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہین وہ ہمیشہ زندہ اور قائم ہے نہ اوس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند - اوسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے کون ہی جو اوسکی اجازت بغیر اسکے

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ

حضور مین (کسی کی) سفارش کرسکے - اگلے اور پیچھے سب حالات کو وہی جانتا ہے اور اسکے علم کلکوئی بھی احاطہ نہین کرسکتا مگر جسقدر کہ اوسنے چاہا اسکی کرسی (حکومت) نے آسمانون اور

الْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

زمین کو گھیر لیا ہے اور وہ انکی حفاظت کرنے سے نہین تھکتا - اور وہ عالی شان بڑی عظمت والا ہی

ترکیب

انفقوا - اسکا مفعول شیا محذوف ہی مما مین ما بمعنی الذی اور عائد محذوف ہی ای رزقناکموہ لا بیع فیہ جملہ صفت یوم - ولا خلۃ ولا شفاعۃ معطوف ہین بیع پر

اللہ مبتدا لا الہ الا ہو جملہ خبر الحی القیوم خبر ثانی - لا تاخذہ الخ جملہ مستانفہ اور ممکن ہے کہ خبر ہو حی کی سنۃ اصل مین وسنۃ مثل وہو یعد عدۃ -

تفسیر

پہلے خدا تعالی نے جہاد کا حکم دیا تھا اور قاتلوا فی سبیل اللہ فرمایا تھا جسطرح اوسکی تائید اور فوائد ظاہر کرنیکے لئے طالوت کا قصہ سنایا تاکہ ترتی دین اور پھیر جم جاوی اسکے بعد اللہ کی راہ مین صرف کرنیکی تاکید کی تھی کہ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا اسیطرح اس حکم کی تائید کیلئے پھر یہ آیت انفقوا الخ نازل فرمائی کیونکہ جان و مال کا صرف کرنا نفس پر گران گذرتا ہی اور یہ بات بتلادی کہ آج جو کچھ نیکی کرنی ہو سو کرلو کل یعنی روز حشر نہ کوئی عمل مول مل سکتا ہی نہ وہان کسی کی دوستی کام آسکتی ہی نہ سفارش پھر جو کچھ کافرونپر عذاب اور سختی ہوگی وہ انہین کی ہاتھون سی ہوگی کہ انہون نے دنیا مین سعادت حاصل نہ کی سو یہ ظلم انکے نفسون پر انہین کیطرف سے ہی - اسکے بعد خدا تعالی اپنی صفات کے متعلق مسائل بیان فرماتا ہی کس لئے کہ قرآن مجید کی عادت ہے کہ وہ علم توحید اور علم احکام اور علم قصص کو بڑی خوبی سے ملاکر بیان کرتا ہی ہر ایک قصہ یا واقعہ کو ایسے موقع پر لاکر بیان کرتا ہی کہ جس سے اسکی توحید و صفات کاملہ کا ثبوت ہوتا ہی یا احکام پر نفس کو رغبت ہوتی ہی - اور یہ بیان کا نہایت عمدہ طریق ہی تاکہ طبیعت سامع کو ملال نہو اور جب ایک بیان سی دوسرے کیطرف متوجہ ہوتا ہی تو گویا ایک باغ کی سیر کرکے دوسرے کی سیر کرتا ہی جس سے دل پر فرحت پیدا ہوتی ہی سو اس لئے اوسنے یہ آیت اللہ لا الہ الا ہو کہ جسکو آیۃ الکرسی کہتے ہین نازل فرمائی اسمین ان جملہ عیوب و اعتراضات کی کہ جو جہاد کے بارہ مین جاہل لوگ خدا پر کرتے ہین نفی کردیگئی اس آیت کے مضامین کی خوبی بیان سے باہر ہی تمام کتب الہامیہ مین اسقدر مطالب اوسکی ذات و صفات کے متعلق نہین ہین جسقدر اس آیت مین ہین اسی لئے احادیث صحیحہ مین اس کے فضائل بیشمار آئے ہین جنکے بیان کی یہان گنجائش نہین **متعلقات** جو چاہے مشکوۃ المصابیح وغیرہ کتابون مین دیکھ لے

(۱) اللہ لا الہ الا ہو منصب نبوت کا یہ پہلا کام ہی کہ اسکی ذات کا ثبوت کرے جسقدر بیوقوفون نے اسکے ساتھ شریک بنا رکھے ہین انکی نفی کرکے اسکی صفات کاملہ کا ثبوت کرے اور جو کچھ قوت متوہمہ نے مخلوقات و محسوسات پر قیاس کرکے اس بیچون و بیچگون مین عیوب ثابت کر رکھے ہین انکو مٹادے اس لئے سب سے مقدم لفظ اللہ کو ذکر کیا کہ جو ایسی ذات کا نام ہی کہ جسمین تمام خوبیان ہون اور وہ کسی کا کسی بات مین محتاج نہو اور پھر سب نقصانی باتون سی پاک ہو سو جب عاقل اسمضمون کو خیال کرے گا تمام کائنات کیطرف دیکھیگا تو سبکو حادث اور فانی اور مستعار الوجود جانکر ضرور یقین کریگا کہ اس عالم کے پردہ مین ضرور کوئی ایسا شخص ہے کہ جسکیطرف سے

وجودات کے سلسلے منتہی ہوتے ہین اور سبکے ہاتھ مین سبکی ڈور بان ہین یا جسکے نور کی سب شعاعین ہین اسکے بعد لا الہ الا ہو سو اسکی وحدانیت ثابت کی اور عالم وجود مین اُسکے وجود کے آگے سبکو پست کردیا اسکے بعد الحی القیوم کہکر اوسکی حیات حقیقی اور اسکا واجب الوجود ہونا ثابت کردیا۔ القیوم بروزن فیعول من قام یقوم پھر جب واو اور ی جمع ہوئے اور اول ساکن تہا تو واو کو ی کرکے ی مین ادغام کردیا مجاہد کہتے ہین اسکے معنے ہر چیز پر قائم کے ہین یعنی ہر شخص کے رزق و روزی وغیرہ اُمور کی تدبیر کرنیوالا ضحاک کہتے ہین دائم الوجود۔ قوی یہ ہی کہ اسکے معنے واجب الوجود کے ہین سو یہ لفظ تمام صفات کمالیہ کا سرچشمہ ہے اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہونے کا منبع۔ اسکے بعد پھر کسی صفت کی تشریح اجمال کی تفصیل ہی اسکے بعد لا تاخذہ سنۃ ولا نوم سے یہ بات ثابت کردی کہ وہ جمیع خصائص ممکنات سے بری ہی پھر جب ایسا ہی تو مافی السموات ومافی الارض کہ تمام آسمان و زمین اوسی کے ہین اوس کے آگے اور کون ہی کہ جو ہمسری کا دعوی کرے یا اپنی وجاہت اور دہمکی سے کسی کے سفارش کرسکے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ جب تمام ممکنات اوسکی معلول اور وہ سبکی علت ہے تو ہر چیز کا علم اوسکو حاضر ہے یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم بخلاف اور ممکنات کے کہ اونکو دوسری ممکنات سے یہ علاقہ نہین پھر کون ہی کہ جن چیزون کو وہ جانتا ہی وہ بھی جانے لا یحیطون بشی من علمہ ہان جسقدر چیزین اوسنے اپنے بندونکو خواہ بذریعہ حواس خواہ بذریعہ الہام وحی بتلائی ہین اوسی قدر بندے جان سکتے ہین الا بما شاء (۲) وسع کرسیہ کرسی کے لغوی معنی ایک چیز کا دوسرے سے ملنا (والکرس البوال الدواب البعار یا تیلبد بعضہا فوق بعض ومنہ الکراسۃ لترکب بعض اوراقہا علی بعض، تفسیر کبیر) اور کرسی کو بھی اسی لئے کرسی کہتے ہین کہ اوسکی لکڑیان باہم ملی ہوئی ہوتی ہین علماء محققین کہتے ہین وہ کرسی اور تخت پر بیٹھنے سے پاک ہے یہ الفاظ بطور استعارات اوسکی ذات مقدسہ کے لئے قرآن مین مستعمل ہوئے ہین اس جگہ اس کے معنے سلطنت اور قدرت کے ہین کہ جو ہر چیز کی ایجاد کے لئے اصل ہی والعرب یسمون اصل کل شئی الکرسی اس تقدیر پر آیت کے یہ معنی ہین کہ اوس کی قدرت آسمانون اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے کوئی چیز اوس سے باہر نہین اور یہ قرین قیاس ہی کیونکہ خدا تعالے بندون سے اونکی عادات وعرف کے موافق کلام کرتا ہے سو جسطرح بندے بادشاہ کے لئے تخت اور کرسی تصور کرتے ہین اسی طرح یہ الفاظ اوس نے اپنی ذات پاک کے لئے بولے اس سے ظاہری معنے مراد نہین اہل حدیث یہ کہتے ہین کہ ان الفاظ کے جو معنے ہین اوسکی ذات کے لئے ثابت ہین مگر ہم اوسکی حقیقت و کیفیت نہین جانتے اور ظاہریہ اور اون کے مقلد نہایت غلو کرکے اوسکے لئے عرش پر بیٹھنا اور دیگر خواص جسمانیہ صرف خبر احاد اور ظاہر الفاظ کے زور پر ثابت کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ قرآن مین جسطرح حقیقت کا استعمال ہوا ہے اوسی طرح مجاز اور کنایہ اور استعارہ اور تشبیہ کا بھی)۔

(۳) من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ اس سے معتزلہ نے شفاعت کا انکار کیا ہے مگر یہ اونکی غلط فہمی ہی اس سے تو شفاعت کا ثبوت ہوتا ہے غایۃ الامر یہ کہ شفاعت اوسکے اذن پر موقوف ہی سو اوس نے اپنے حبیب کو اذن دیدیا ہے اور پھر قیامت کو اوسکو تازہ کریگا اس لئے آنحضرت علیہ السلام شافع اکبر ہین تمام بنی آدم حضرت کے دامن تلے پناہ لینگے آپ یا مذاہبون کو پناہ دینگے

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

دین میں زبردستی نہیں گمراہی سے ہدایت خود ممیز ہو چکی ہے پھر جسنے جھوٹے معبودوں کا انکار کر دیا اور اللہ کو مان لیا تو اُسنے ایسا مضبوط سہارا پکڑ لیا

الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

کہ جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ ایمانداروں کا مددگار ہے انکو تاریکیوں سے نکالکر روشنی میں لا رہا ہے اور جو منکر ہیں

اَوْلِيٰۗـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

انکے دوست شیاطین ہیں انکو نور سے نکال کر اندھیروں میں لا رہے ہیں یہی دوزخی بھی ہیں وہ دوزخ میں سدا رہیں گے

ع ۳۶

ترکیب

اکراہ اسم لافی الدین خبر تبین اسے تمیز فعل الرشد فاعل من الغی موضع نصب میں مفعول ہو کر تمام جملہ علت ہے لااکراہ کی فمن یکفر الخ شرط طاغوت اسکی اصل طیغوت ہے کیونکہ یہ طغیت تطغی کا مصدر ہے مثل ملکوت اور رہبوت کے یہ مذکر مونث دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے فقد استمسک الخ جزا الوثقی مونث ہے اوثق کا مثل اوسط دوسطے لاانفصام لہا جملہ حال ہے ضمیر وثقے سے یا عروہ سے اللہ مبتدا اولی الذین الخ خبر یخرجہم جملہ حال ہے اللہ سے نفس علیہ السلام

تفسیر

گرچہ پہلی آیات میں خدا تعالے جہاد کی علت فرما چکا تھا ولولا دفع اللہ الناس الآیہ اور معترضوں کو جواب شافی دے چکا تھا مگر وہ جواب اشارۃً تھا اس لئے اوسکی تشریح اور تفسیر کر دی کہ جہاد سے یہ غرض نہیں کہ کسی کو زبردستی سے مسلمان کیا جاوے اور بزور شمشیر اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جاوے جیسا کہ مخالفین اسلام کج فہمی سے یہ تصور کر کے اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہیں اور یہ اس لئے کہ خدا نے اپنی برحق کی معرفت وہ معجزات و آیات بینات ظاہر کئے کہ جنسے حق و باطل میں رات دن کی طرح امتیاز ہو گیا پھر اب جو کوئی غیر اللہ کی عبادت و شان الوہیت کا انکار کر کے خدائی واحد پر ایمان لاتا ہے تو وہ ایک ایسی قوی وسیلہ کو پکڑتا ہے کہ جو کبھی نہیں ٹوٹے گا اور اللہ خلوص دل اور زبانی باتیں سب کو سنتا اور جانتا ہے۔

ایمان ایسی عمدہ چیز ہے کہ جسکی وجہ سے اللہ بندہ سے محبت کرتا ہے اور اوس کو کفر اور طبیعت اور رسوم کی اندھیریوں سے نکالکر نور میں داخل کرتا ہے اور جو اسپر ایمان نہیں رکھتے اون کے محب اور مددگار شیاطین ہیں کہ جو انکو نور فطرت سے نکال کر کفر اور اخلاق رذیلہ اور شہوات و حب جاہ و مال کی اندھیریوں میں ڈالتے ہیں جو موت کے بعد جہنم کی صورت میں ظاہر ہونگی اور جسطرح ان اندھیریوں سے انکو عمر بھر رستگاری نہ ہوئی وہاں بھی نہوگی اس لئے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ۔

پس جہاد سے یہ غرض نہیں جو مخالفین سمجھتے ہیں بلکہ دنیا سے شر اور فساد کا دفع کرنا اور قبیحات کا مٹانا اور دنیا کے ناپاک کرنے والوں کی شوکت کا توڑنا سو یہ عین مقتضی رسالت اور نتیجہ سلطنت آسمانی ہے جسکے ظہور کی حضرت یحییٰ اور حضرت عیسے اور حضرت موسے علیہم السلام خبر دیتے آئے ہیں اسپر اعتراض کرنا عقل سلیم پر تہمت رکھنا ہے۔

طاغوت سے مراد سرکش ہیں جنکا مصداق بعض نے شیاطین جن و انس قرار دیا یعنی انکے گرو اور سرگروہ جو کفریات کی تعلیم کرتے تھے بعض نے بت مراد لئے ہیں واللہ اعلم عروہ اسکی جمع عُرا آتی ہے اسکی معنی دستہ وغیرہ کے ہوتے ہیں جیسا کہ ٹوٹے اور پیالیاں سے لگا ہوا ہوتا ہے یہ ایک طرح کا استعارہ ہے کہ جو امر معقول کو محسوسات کے پیرایہ میں بیان کیا کرتے ہیں جو شخص دین الٰہی قبول کرتا ہے گویا ایک نہایت مضبوط دستہ غیبی کو پکڑتا ہے ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ

کیا آپ نے اسکو بھی دیکھا کہ جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے معاملہ مین حجت کی تھی اس غرور مین آکر کہ اسکو خدا نے سلطنت دی تھی جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے کہ جو جلاتا اور مارتا ہی اوسنے کہا

اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

مین بھی تو جلاتا اور مارتا ہون ابراہیم نے کہا اچھا اللہ تو آفتاب کو مشرق سے نکالا کرتا ہے سو تو اوسکو مغرب کی طرف سے نکال دی تب تو کافر حیران رہگیا اور خدا انصاف لوگون کو ہدایت نہین دیا کرتا

ترکیب

ان اتاہ اللہ یہ جملہ موضع نصب مین ہی سیبویہ کی نزدیک اور خلیل کی نزدیک موضع جر مین ہی تقدیرہ لان اتاہ اللہ من المشرق اور من المغرب فعل سے متعلق ہین

تفسیر

جبکہ خدا تعالی نے اپنی ذات وصفات کا ذکر آیت الکرسی مین کیا اور علم التوحید کی بحث شروع فرمائی تو اسکے بعد تین قصے اسکے مناسب اور موید ذکر کیے جنکی فی الجملہ جہاد اور قتال فی سبیل اللہ سے بھی ایک لطیف مناسبت ہے (۱) قصہ ان آیات مین حضرت ابراہیم اور نمرود کا ہی جو خدا تعالے کے وجود کی اثبات کیلئے برہان قاطع ہی۔ (۲) او کالذی مر علی قریۃ سے شروع ہوتا ہی (۳) واذ قال ابراہیم کیف تحی الموتی سے شروع ہوتا ہی یہ دونون قصہ اثبات حشر کیلئے ذکر ہوئے ہین تاکہ مبدا و معاد کا کامل یقین ہوجاوے حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل کی قریب پیدا ہوئے تھے جب وہان انکی خدا پرستی کا شہر ہوا اور بت پرستی کی مذمت لوگونمین مشہور ہوئی تو وہانکے بادشاہ نمرود بن کوش کہ جو جبار اور سخت بیدین اور ملحد تھا حضرت ابراہیم کو بلاکر پوچھا کہ رب کون ہی اور کہان ہی اگر ہی تو مجھکو دکھا بلکہ دنیا مین ہر ایک چیز اپنے اسباب سے پیدا ہونیسے پیدا ہوجاتی پھر آپ ہی فنا ہوجاتی ہی یہ سب باتین اسکی بادشاہی اور دولت کے نشہ سے تھین) حضرت ابراہیم نے خدا تعالی کے موجود ہونے پر یہ دلیل بیان کی کہ ہم دنیا مین ایک ایسا فعل پاتے ہین کہ جو کسی کے قبضۂ قدرت مین نہین جس سے معلوم ہوا کہ اس فعل کا فاعل کوئی اور قوی قادر ہی جو اپنی لطافت کی وجہ سے محسوس نہین ہوتا اور وہ فعل مارنا اور جلانا ہی جسطرح کوئی شخص کسی تخت یا صندوقچہ کو اوس کاریگر کا وجود کہ جو اسکو بنایا ہی بغیر دیکھے جواب دیتا یون ثابت کرے کہ آخر کوئی ہی کہ جس نے ان لکڑیونمین تصرف کیا اور جیسا تراش کر ایک طور پر جمع کر دیا اسیطرح مارنا جلانا تمام مخلوقات مین ایک قوی تصرف ہی جو کسی کی قبضہ مین نہین نہ کوئی از خود زندہ ہوسکتا ہی نہ کسی کو زندہ کرسکتا ہی نہ مار سکتا ہی اسکے جواب مین نمرود نے کہا اگر یہ فعل بلا توسط اسباب ہی تو مین اسکا قائل نہین اور اگر اسباب کے ذریعہ سے ہے تو مین بھی بذریعہ اسباب مار سکتا جلا سکتا ہون ہم جماع کرتے ہین اوس نطفہ کے سبب سے آدمی بن جاتا ہی زہر کھلانے تلوار مارنے سے مرجاتا ہے انا احی واُمیت اسکی طرف اشارہ ہی حضرت ابراہیم نے جو ابدیا کہ گو دنیا مین اوسکے کاربار عادتاً اسباب پر مبنی ہین مگر وہ اسباب کسکے قبضہ مین ہین منجملہ اسباب عالم کے گردش افلاک اور آفتاب کا دائرہ خاص پر طلوع وغروب کرنا ہی اچھا آپ اوس مین تو کوئی تصرف کردیجئے آفتاب کو مغرب کی طرف سے تو نکال کر دکھائے یہ سنکر وہ حیران اور بھونچکا ہوگیا مگر ایسے بے انصاف راہ پر نہین آتے بلکہ شرمندہ ہوکر حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈلوایا جس مین خدا نے ابراہیم کو سلامت رکھا اور پھر ابراہیم وہان سے ہجرت کرکے ملک شام مین آئے۔ پادری اور اون کے مقلد اعتراض کیا کرتے ہین کہ یہہ قصہ تورات مین نہین اس لئے غلط ہی اونسے کوئی پوچھے کہ کیا تورات کے دس بارہ ورق مین حضرت ابراہیم کے تمام وقائع عمر یہ مندرج ہین بلکہ ہزارون باتین نہین بھر کیا وہ سب غلط ہین اور خدا کا بیان فرمانا اونکی صداقت کیلئے کیا کافی نہین!۔

سلہ یعنی اس سے معاملہ کو بھی دیکھا ۱۲ منہ سلہ بعض کہتے ہین یہ ضحاک کی طرف سے حاکم تھا سلہ جیسا کہ تورات کتاب پیدائش کے ۱۰ باب مین مذکور ہی ۱۲ منہ سلہ دیکھئے ہوا یا وجہ یکہ جسم ہے مگر لطافت کی وجہ سے نظر نہین آتی اور جو جسم کی کثافت سے بھی بری ہے تو وہ کیونکر محسوس ہوسکے ۱۲ منہ

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ

یا جیسا کہ وہ شخص جو ایک ایسے شہر پر سے گذرا جو چھتوں سمیت ڈہا پڑا تھا اسنے (دیکھکر) کہا کہ اسکی ویرانی کے بعد اسکو خدا کیونکر آباد کریگا تب اوسکو خدا نے سو برس تک مردہ پڑا رہنے دیا پھر اوسکو اوٹھا کر پوچھا

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ

کہ تو کب تک پڑا رہا اوس نے کہا ایک دن یا اوس سے بھی کم پڑا رہا ہونگا (خدا نے) کہا بلکہ تو سو برس پڑا رہا پھر تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ ابھی تک بسا ہی نہیں اور اپنی گدہے کو بھی دیکھہ

إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(کہ بالکل گل گئی) اور ہم تجھکو لوگوں کے لئے قدرت کا نمونہ کیا چاہتے ہیں اور ہڈیوں کو دیکھہ کہ کس طرح سے ہم انکو جوڑتے ہیں پھر کیونکر انکو گوشت پہناتے ہیں۔ پھر جب اوسکو یہ قدرت معلوم ہوئی تو کہا (اٹھا) کہ میں معلوم ہو گیا کہ خدا ہر چیز پر

ترکیب

او تفصیل کے لئے کالذی میں کاف زائد ہے جیسا کہ کمثلہ میں۔ بعض نے کہا زائد نہیں جب اسکا موضع نصب ہے والتقدیر ارایت مثل الذی وہی خاویۃ جملہ موضع جر میں ہے صفت قریۃ کی علی عروشہا متعلق ہے خاویۃ کے یعنی گر پڑے تھے اپنی چھتوں پر انی یحیی موضع نصب میں ہے یحیی سے مائۃ عام ظرف ہے اماتہ کا لم یتسنہ ثبت ظرف ہے ثبت کا لم یتسنہ آیسن ہا زائدہ ہے وقف میں اصل فعل تسن جیسا کہ حامیم سنون آیا ہے چونکہ تین نون جمع ہو گئے تھے اخیر کو ی سے بدلا پہری کو الف سے اور الف جزم کی وجہ سے حذف ہو گیا بعض ہا کو اصلی کہتے ہیں۔ وانجعلک محذوف پر معطوف ہے تقدیر اریناک ذلک لتعلم قدرتنا ولنجعلک میں بعض کہتے ہیں زائد ہے

تفسیر

یہ دوسرا قصہ ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام سے تخمیناً چھ سو برس پیشتر ملک شام میں بمقام ایلیا گزرا ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ پہلے جملہ میں بابل کے بادشاہ بخت نصر نے ہزار ہا بنی اسرائیل کو قتل کیا اور شہر یروسلم کو جلا کر برباد کر دیا بیت المقدس کو ڈھا کر اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور ستر ہزار کو گرفتار کر کے ساتھ لے گیا اور ستر برس تک بنی اسرائیل وہاں اوسکی قید میں رہے مگر حضرت یرمیا علیہ السلام یہیں رہے تھے ایک بار وہ اس شہر کے پاس سے گزرے اسکی یہ حالت اور ملک اور قوم کی بربادی دیکھکر دل بھر آیا حسرت کی طرح سے کہنے لگے کہ اب اس شہر کو خدا کیونکر آباد کریگا خدا نے انکو اپنی قدرت کاملہ کا تماشہ دکھایا وہ یہ کہ حضرت یرمیا نے اپنی سواری کا گدہا زیتون کے درخت سے باندھ دیا اور انگور کے شیرہ کا برتن اور روٹیوں کا تھیلا درخت سے لٹکا کر سو رہے خدا نے انکی روح قبض کر لی یہانتک کہ سو برس کا عرصہ انپر گزر گیا گدہے کی ہڈیاں بھی خشک ہو گئیں اس عرصہ میں بخت نصر مر گیا اور ایران کے بادشاہوں کا دور دورا ہو گیا تخمیناً نبی اسرائیل کو حکم دیا کہ اپنے ملک میں واپس جاویں اور پھر بیت المقدس اور شہر کو آباد کریں سو تخمیناً بیالیس ہزار بنی اسرائیل کہ جنمیں حضرت عزیر علیہ السلام اور یرمیا علیہ السلام بھی تھے ملک شام میں آئے اور بیت المقدس اور شہر کو از سر نو تعمیر کرنا شروع کیا پھر کسی نے بادشاہ کو بہکا دیا اور لوگ بھی مانع آئے آخر دارا شاہ کے عہد میں بنی اسرائیل کی واپسی کے بیس برس بعد یروسلم اور بیت المقدس پھر از سر نو تعمیر ہوا جیسا کہ دوم کتاب تاریخ اور کتاب عزرا اور کتاب نحمیاہ ثابت ہے اس موقعہ میں خدا نے حضرت یرمیا کو زندہ کیا اور انسے بطور الہام پوچھا کہ تم کتنی دیر تک پڑے رہے چونکہ وہ سمجھے کہ سو برس کے مرے ہوئے زندہ ہوئے ہیں کہا کہ ایک دن یا کم پڑا رہا ہوں وہاں سے جو اٹھا کہ تو سو برس تک پڑا رہا ہے گدہے کو دیکھا۔ دیکھا تو اوسکی ہڈیاں سفید پڑی ہیں کھانے پینے کو دیکھا تو ویسا ہی تھا پھر خدا نے انکے روبرو گدہے کو زندہ کیا اور شہر میں آکر سب شہر اور بیت المقدس کو آباد دیکھکر کہا مجھے یقین ہے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے مردے کو بھی زندہ کر سکتا ہے سو حشر اور بعد مرون تمام خلائق کو زندہ کر کے حساب لینا بھی اسکی قدرت میں ہے۔

۱؎ حضرت یعقوب سے تخمیناً پانسو برس پہلے ہوئے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ

اور اس واقعہ کو بھی یاد کرو کہ جب ابراہیم نے کہا کہ ای رب مجھے بھی تو دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کریگا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں آتا ابراہیم نے کہا کیوں نہیں لیکن دل کا اطمینان کرنا چاہتا ہون فرمایا تو اچھا چار پرند لو اور

الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝

پھر اونکو اپنے ساتھ ہلالو پھر اون مین سے ہر ایک کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑی پر رکھدو پھر اونکو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئین گے اور جان لو کہ بیشک خدا زبردست حکمت والا ہی

ترکیب

اذ کا عامل محذوف ہی تقدیرہ اذکر یس یہ مفعول بہی نہ مفعول فیہ قال فعل ابراہیم فاعل ربّ ارنی الخ جملہ مقولہ کیف تحی الموتی جملہ مفعول ہی ارنی کا ای کیفیۃ احیاء الموتے لیطمئن کا لام محذوف سے متعلق ہے تقدیرہ ولکنک لیطمئن من الطیر صفۃ ہے اربعۃ کی منہن حال ہے جزء سے سعیا مصدر موضع حال مین اور مفعول مطلق بھی ہوسکتا ہے۔

تفسیر

یہ تیسرا واقعہ ہی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ملک بابل سے ہجرت کرکے ملک شام مین آنیکے بعد گزرا حضرت ابراہیم کو ہر چند خدا کے فرمانیکے وجہ سے یقین تہا کہ آدمی مرکر گو اسکے اجزا مخلوط ہوجائین ہوا مین ہوا اور خاک مین خاک اور پانی مین پانی آگ مین آگ ملجائی مگر خدا اسکو زندہ کریگا اور اسکے اجزا کو جمع کریگا لیکن بمقتضائی بشریت یہ بات گونہ عجیب معلوم ہوتی تہی اسلئے خدا سے سوال کیا کہ مجھکو دکھا تو کس طرح سے مردونکو زندہ کریگا خدا نے فرمایا کیا تجھکو یقین نہین عرض کیا یقین تو ہے لیکن اطمینان قلبی کیلئے سوال کرتا ہون کہ اس امر کا مشاہدہ بھی کرلون تاکہ عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوجائی خدا نے فرمایا تو چار پرند جانور لیکر چند روز انکو اپنے پاس رکھ پہر سدکا قیمہ کرکے تھوڑا تھوڑا پہاڑ کے مختلف ٹیلون پر رکھدی اور پھر ہر ایک کو بلا تیری پاس ہر ایک جانور دوڑ کر چلا آویگا چنانچہ حضرت ابراہیم نے مور اور کبوتر اور مرغ اور کوا لیا اور اسیطرح کیا پھر جسکو پکارا اور اوسکے اجزا مجتمع ہوکر زندہ ہوا اور ابراہیم کے پاس دوڑتا ہوا چلا آیا اس امر کے مشاہدہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یقین کامل ہوگیا ؛۔

گرچہ ان چار پرندونکے لینے کیوجہ اور انکے نام کسی صحیح حدیث سے معلوم نہین ہوتے مگر علما کے اقوال سے یہ نام جو اوپر گذری ثابت ہوتے ہین اور چار پرندون کے لینے اور انکے بلانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ بیشتر انسان کے جسم کے لئے چار عنصر آگ پانی ہوا مٹی جزو غالب ہین اور دنیا مین چارون پرند کہ جو ہر ایک دوڑکر اپنی خیر اصلی کیطرف اوڑ جانا چاہتا ہی آپسمین ملے رہتے ہین اور ایک روز یہ پھر جدا ہوجاوینگے اور قیامت کو اوس قادر مطلق کے حکم سے پھر ملینگے ہر ایک دوڑتا چلا آویگا اس امر کے مشاہدہ کے لئے انکا نمونہ اور انکے مناسب چار پرند جانور مختلف الطبائع لینے کو کہا اور انکو ہلا نیکو فرمایا تاکہ پہچان رہے اور یہ شبہ نہو کہ یہ اور جانور ہین ۔

ف اول قصہ مین جو نکہ حضرت ابراہیم نے ادب ملحوظ نہ کہا اور انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا کہا تو خدا نے قرآن مین انکا نام نہ لیا اور خود انہین پر استحان ہوا برخلاف اس کے حضرت ابراہیم نے پہلے رب ارنی کہا اور کیفیت احیاء موتی پوچھی اونکا ذکر آیا۔ ف۲ پہر مفسرنے ان دونون قصونکا انکار کیا ہی اور اپنی عادت قدیمہ کے موافق مفسرین پر اعتراض بیہودہ کرکے ایک لغو توجیہ کی ہی کہ کالندی سے مراد کنایہ مرئی قریہ یعنی خواب مین یہ واقعہ گزرا ہی اور اسیطرح ابراہیم کا واقعہ بھی خواب کا ہی چونکہ بجز تقلید ملحدین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی اس شخص کے اپنے دعوی پر قائم نہین کی اور توجیہ کو کوئی نحوی یا اہل زبان تسلیم نہین کرتا اور نیز انکے کلام مین باہم تعارض بھی ہی اسلئے مین لفظ بجواب دینا مناسب نہین جانتا۔ بعض عیسائیونکا یہ اعتراض کہ مردے دنیا مین زندہ نہین ہوتے خود بائبل کے برخلاف ہی دیکھو کتاب حزقیل مین سیکڑون مردونکا زندہ ہونا

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ

مثال اون کی جو اپنے مال خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین - اوس دانے کی ہے کہ جو سات بالین نکالے اور ہر بال مین سو دانہ ہون اور اللہ جسکے لئے چاہتا ہے

لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ

دوچند کر دیتا ہے - اور اللہ وسعت والا خبر دار ہے جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین پھر خرچ کرکے نہ احسان جتلاتے ہین اور نہ ستاتے ہین انہین کے لئے انکا بدلہ انکے پاس ہیگا

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ

اور نہ اونکو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی رنجیدہ ہونگے ایسی بات کہنا اور درگزر کرنا ایسی خیرات سے بہتر ہے کہ جسکے پیچھے سائل کو ایذا پہنچے اور اللہ بے نیاز بردبار ہے

ترکیب

مثل الذین الخ جملہ ابتدائی مثل انفاق الذین الخ مثل حبۃ الخ خبر - انبتت سبع الخ جملہ موضع جر مین صفت ہی حبۃ کی مائۃ حبۃ مبتدا فی کل سنبلۃ خبر یہ جملہ صفت ہی سنابل کی الذین ینفقون صلہ و موصول مبتدا لھم اجرھم الخ خبر قول معروف موصوف و صفت مبتدا خیر الخ خبر تبعھا اذی جملہ صفت صدقۃ کی

تفسیر

جبکہ خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ اور عالم آخرت کا ثبوت قطعی کر چکا تو اب عالم آخرت کیلئے ساز و سامان کی ترغیب دیتا ہی کہ وہان کیلئے کچھ دیا کرو وہ ضائع نہین جاتا وہ خدائے قادر کہ جو مردہ کو زندہ کرتا ہی اور جسکے اوصاف مذکور ہوئے اس خیرات کے اجر کو عالم مثالی مین قائم کرتا ہی جسطرح کوئی یہان ایک دانہ زمین مین ڈالے اور اس سے گیہون یا باجرہ وغیرہ کا کوئی پیڑ اوگے اور اسمین سات خوشہ پیدا ہوین اور ہر خوشہ مین سو دانہ ہون تو ایک دانہ کے سات سو دانہ زمین مین مخفی کرنے سے حاصل ہوتے ہین بشرطیکہ اسکو پانی دیا جاوے اور آفات سے محفوظ رکھا جاوے اسی طرح جو کوئی خدا کی راہ مین صرف کرتا ہی تو اوس کو عالم مثالی کی زمین مین مخفی کرتا ہے اوسکا وہان ایسا درخت اوگتا ہے اور ایسے ثمرات پیدا ہوتے ہین بشرطیکہ ایمان اور خلوص کا پانی دیا جاوے اور احسان جتلانے اور سائل کو ایذا دینے کی بلاؤن سے بچایا جاوے ورنہ سائل کو زبان سے نیک بات کہنی اور اوس کے الحاح پر درگزر کرنا یا عموماً ہر شخص سے نیک بات کہنی اور درگزر کرنا ایسی خیرات سے بہتر ہے -

ف ۱ یہ مثال ایک ذہنی الوجود چیز کے ساتھ ہی اوسکے لئے یہ کچھ ضرور نہین کہ خارج مین کوئی ایسا پیڑ بھی پایا جاوے کہ جس کے سات خوشے ہون اور ہر خوشہ مین سو دانہ ہون ف ۲ لاخوف علیہم مین تعمیم ہے نہ دنیا مین ایسے لوگون کو افلاس کا خوف و غم ہوگا نہ آخرت مین -

ف ۳ مال انسان کو بہت عزیز ہے اوس کے صرف کرنے والے کے لئے واسع علیم فرمایا کہ ہم وسعت اور فراخی عطا کرتے ہین اور خلوص دل سے آگاہ ہین - اور موذی ریاکارون کے لئے غنی حلیم فرمایا کہ ہم کو کچھ پروا نہین اور نہ ادینے مین جلدی نہین کرتے -

ہونا مذکور ہے اور ۲ کتاب تاریخ کے تیرہوین باب ۲۱ ورس مین ہے کہ الیسع نبی کی قبر مین لوگون نے ایک مردہ کو ڈالدیا اور جب وہ شخص گر گیا اور الیسع کی ہڈیون سے لگا تو وہ جی اوٹھا اور پاؤن پر کھڑا ہوا انتہی و اصل ایسی باتین ملحد بنایا کرتے ہین جو کہ سوا رمحسوسات کے معقولات کے منکر ہین خدا تعالی اور اسکی قدرت اور اسکے افعال خوارق عادت سب کے منکر ہین انکی نظر بہائم کی مانند ہے جو محسوسات سے تجاوز کرکے معقولات تک نہین پہنچتی - اور یہ کہنا کہ یہ قصہ تورات مین کیون نہین یا الٹ پلٹ کر وہان سے نقل کئے گئے ہین خیال خام ہے اسکا جواب بارہا ہم دیچکے ہین ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

ایمان والو اپنی خیرات کو احسان جتلاکر اور ایذا دیکر اوس شخص کی طرح برباد مت کردیا کرو کہ جو اپنا مال لوگونکے دکھانیکو خرچ کرتا ہے اور نہ وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ قیامت کے دن پر

الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ

سو اوس کی مثال ایسے چکنے پتھر کی ہے کہ جسپر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اوسپر زور کا مینہہ پڑجائے اور اوسکو صاف کرجائے جو کچھ اونہون نے کمایا تھا سب کچھ گیا گزرا ہوا اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ

(راہ) کافر لوگونکو ہدایت نہین کیا کرتا اور ان لوگون کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اور اپنے دلی اعتقاد سے خرچ کرتے ہین ایک ایسے باغ کی

جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

ہے جو نرم زمین پر ہو اوسپر زور کا مینہہ برسے تو دوچند پھل لائے پھر اگر اوسپر مینہہ نہ پڑے تو شبنم ہی کافی ہوجائے اور جو کچھ تم کر رہے ہو خدا خوب دیکھ رہا ہے

ترکیب

کالذی کاف موضع نصب مین ہے نعت ہے مصدر محذوف کی تقدیرہ ابطالا کابطال الذی ینفق رئاء الناس مفعول لہ ہے ینفق کا ریاء کی پہلی ہمزہ نفس کلمہ ہے کہ یہ رای سے ہے اور الخیر بدل ہے ی سے صفوان جنس ہے وقیل جمع صفوانۃ علیہ تراب جملہ موضع جر مین صفت ہے صفوان کی ابتغاء مفعول لہ ہے ینفقو نکا اور تثبیتا اسپر معطوف ہے اور یہ مصدر ہے فعل متعدی کا ای یثبتون اعمالھم باخلاص النیۃ اور ممکن ہے کہ بمعنے ثبت ہو ربوۃ بضم الراء وفتحہا بلندی یا پھولی ہوئی نرم زمین اصابہا وابل جملہ صفت ہے جنۃ کی وابل وبل سے مشتق ہے یقال اوبل فھو موبل اکل سکون کاف اور ضمہ دونون طرح جائز ہے یہ جمع ہے واحد اسکا اکلۃ ہے بمعنی ماکول ضعفین حال ہے ای مضاعفا فطل خبر ہے مبتدا محذوف کی اسکی معنی شبنم ہین اور خبر بھی محذوف کی کہہ سکتے ہین۔

تفسیر

پہلی آیات مین خیرات دیکر احسان جتلانے اور فقیر کو بدزبانی یا طعن وتشنیع سے ایذا دینے سے منع فرمایا تھا یہان اوسکے اجر ضائع ہونیمین منافقونسے مثال دیتا ہے کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہین رکھتے نہ انکو اجر آخرت کا یقین ہے بلکہ محض نام آوری کے لئے مال خرچ کرتے ہین یعنی منافق سو تم ایسا نکرو انکو کچھہ بھی اجر نہین اسیطرح تمکو بھی نہ ملیگا کس لئے کہ عالم مثال مین جسطرح شجر خیرات کو احسان جتلانا اور ایذا دینا برباد کرتا ہے اسیطرح ایمان نہ لانا اور ریاکاری کرنا بھی برباد کرتا ہے۔ پھر ان منافقون کے حال ظاہر کرنیکے لئے مثال دیتا ہے کہ ایمان اور خلوص نیت بمنزلہ ربوۃ یعنی نرم اور بلند زمین کی ہے جو اپنے پیڑون اور درختون اور جڑی بوٹیون کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے اعنی عمدہ زمین اور کفر اور ریاکاری بمنزلہ سخت پتھر کے ہے کہ جسپر کوئی چیز نہین اوگتی اور اوسپر کسی قدر مٹی پڑی ہو یعنی ظاہری اسلام پس جو منکر اور ریاکار خیرات کرتے ہین تو گویا اس پتھر پر کسیقدر مٹی دیکھکر کچھہ بونا چاہتے ہین اور جب اسپر سخت بارش پڑجاتی ہے تو سب کو بہادیتی ہے کچھہ بھی انکے قبضہ مین نہین رہتا اسیطرح جب موت اور مرور دہر کا مینہہ پڑیگا انکو آخرت مین کچھہ نہ ملیگا وہ ظاہری نیکو کاری جو غبار تھی اوڑجاویگی اور جو مومن مخلصین خدا کی خوشنودی اور خلوص دل سے حسنات وخیرات کرتے ہین تو اس عمدہ زمین پر (عالم مثالی مین) باغ لگاتے ہین جسپر زور کا مینہہ برستا ہے تو دوگنا پھل آتا ہے اور چونکہ زمین عمدہ ہے اگر زور کا مینہہ نہین برستا تو کسی قدر تر شبنم ہی کافی ہوجاتی ہے یعنی موت کے بعد تو بیشمار اجر حاصل ہوگا اور دنیا مین بھی اسکا کچھہ پھل اسکو ملے گا۔

نکتہ ان دونون مثالون مین جو کچھہ باریکیان ہین انکو مین اس مختصر مین بیان نہین کرسکتا مفرد اور مرکب کے لحاظ سے ہر پہلو مین اعجاز ہے۔

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ

کیا تم مین سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اوس کے لئے کوئی کھجورون اور انگورون کا ایسا باغ ہو کہ جسمین نہرین بہتی ہون اس مین اوسکے لئے ہر قسم کے میوے بھی ہون اور اوسپر بڑھاپا آگیا ہو

وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝

اور اوسکے بال بچے بھی ہون پھر اوس باغ پر ایسا لو کا جھونکا چل جاوے کہ جسمین آگ ہو جس سے وہ جل جاوے اللہ یون اپنی آیتین کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ

ایمان والو اپنی کمائی مین سے پاک چیزین اور جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے آگائی ہین وہ دیا کرو اور ایسی بری چیز کے دینے کا تو ارادہ بھی نکرنا

وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝

کہ جسکو تم خود بھی بغیر چشم پوشی کے لے نہین سکتے اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا خوبیون والا ہے

ترکیب

من نخیل صفت جنۃ کی جیسا کہ تجری اور لہ فیہا الخ واصابہ الکبر جملہ بحذف قد حال ہی احدسی ولہ ذریۃ حال ہی اصابہ کی ضمیر سے ولا تیمموا ای لا تقصدوا فصل الخبیث مفعول منہ جار مجرور متعلق تنفقون سی اور تقدیم تخصیص کیلئے پس یہ جملہ ای تنفقون منہ حال ہی الخبیث سی ولستم باخذیہ الخ جملہ حال ہی فاعل تنفقون سے

تفسیر

یہ ایک اور مثال اوس شخص کیلئے بیان کی گئی کہ جو خیرات وصدقہ خلوص نیت سی نہین دیتا یا دیکر احسان جتلاتا اور سائل کو طعن اور عار کی باتون سی ایذا دیتا ہی وہ یہ کہ کسی کے پاس ایک ایسا عمدہ باغ ہو کہ جسمین اکثر کھجور اور انگور ہون اور اسمین نہرین بھی ہون یعنی آب روان اور علاوہ اسکے اُسمین ہر قسم کا میوہ ہو۔ اور مالک باغ کا بڈھا ہو کہ علاوہ اُس عمدہ باغ کی آمدنی کے اور کوئی وجہ معاش نرکھتا ہو نہ اور فنون کسب معاش پر قادر ہو اور اُسپر طرہ یہ ہو کہ اُس بیکسی کی حالت مین اُسکے ضعیف نئے نئے بال بچے بھی ہون کہ جنکا خرچ اور پرورش سب اُسی کی ذمہ ہو پھر اس حالتمین اُس باغ پر کوئی آفت آسمانی ایسی پڑجائے کہ جو اُسکو جلاکر نیست ونابود کردے پھر دیکھئے کہ اُس شخص پر کسقدر صدمہ اور کیسا بے کسی اور حیرت اور حسرت طاری ہوتی ہی + اسیطرح انسان کا صدقہ وخیرات عالم غیب مین نہایت عمدہ باغ کی صورتمین کہ جسکے صفات مذکور ہوئے ظہور کرتا ہے اور عالم آخرت مین انسان بڈھے کی طرح حسنات اور اعمال صالحہ کرنے سے معذور و مجبور ہوتا ہی اور اُسکو اپنی اس کمائی اور انمین اعمال صالحہ کیطرف توقع کی نظر ہوتی ہی اور اسکا احسان جتلانا اور ایذا دینا اور خلوص نیت نہونا بمنزلہ بگولیکے ہی کہ جسمین لو اور آگ ہو کہ جو اسکے اوس تروتازہ باغ کو خاک سیاہ کردیتی ہی + فرماتا ہی کہ آیا کوئی تم مین سے ایسا چاہتا ہی کہ ایسا باغ ایسی حالت مین تباہ ہوجاوے یعنی کوئی نہین چاہتا پھر تم کیون اپنے اوس تروتازہ باغ کو تباہ کرتے ہو اسکے بعد یہ بتلاتا ہی کہ کیسی چیزین خیرات وصدقہ مین دینی چاہئین آیا دل سے اُتری ہوئی کہ جنکو باہم بھی کوئی بجز کراہت اور ناخوشی کے نہین لیتا یا عمدہ اور مرغوب چیزین حکم دیتا ہی کہ اپنی کمائی مین سے عمدہ چیزین دو اور نیز طیبات ماکسبتم مین یہ بھی اشارہ ہی کہ جو چیز تمنے حلال اور جائز طور سے حاصل کی ہی اوسکو دو اوسی کو خدا قبول بھی کرتا ہی حرام اور ناجائز کمائی کی خیرات اوس کے نزدیک قبول نہین ہوتی۔ اور جو چیزین کہ اناج میوے وغیرہ زمین سے پیدا ہوتے ہین اون مین سے بھی دو اور جن چیزون کو تم خرچ کرتے ہو اُن مین سے اُن بری چیزون کے دینے کا تو قصد بھی نکرنا کہ جنکو تم بھی خوشی سے نہین لیتے کس لئے کہ خدا بے پروا ہی بری نذرین قبول نہین فرماتا تغمضوا اغماض آنکھہ بند کرنا اور اُسکی اصل غموض یعنے چھپانا ہے اور اسی لئے کلام خفی کو غامض کہتے ہین مگر یہان مراد مسامحت ہی کیونکہ آدمی جب کوئی ناپسند چیز دیکھتا ہے تو آنکھہ بند کرلیتا ہے۔

الشیطٰن یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشآء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا واللہ واسع علیم یؤتی الحکمۃ

شیطان تو تمکو محتاجی سے ڈراتا اور بری باتون کا حکم دیتا ہی اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فراخی کا وعدہ کرتا ہی اور اللہ وسعت دینے والا خبردار ہی حسکو چاہتا ہی دانائی

من یشآء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا وما یذکر الا اولوا الالباب وما انفقتم من نفقۃ

عطا کرتا ہے اور جسکو دانائی دی گئی تو اوس کو سب کچھ دیا گیا اور سمجھتے بھی وہی ہین جو عقلمند ہین اور جو کچھ بھی تم خیرات کرتے ہو

او نذرتم من نذر فان اللہ یعلمہ وما للظلمین من انصار ان تبدوا الصدقٰت فنعما ہی وان تخفوہا

یا کوئی نذر مانتے ہو تو بیشک اس کو اللہ جانتا ہے اور ظالمون کا تو کوئی بھی مددگار نہین اگر خیرات ظاہر کرکے دو تو بھی اچھا ہے اور اگر اوسکو چھپاکر

وتؤتوہا الفقرآء فہو خیر لکم ویکفر عنکم من سیاتکم واللہ بما تعملون خبیر

فقیرون کو دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہی اور یہ تمہارے گناہ ہونکو مٹا دیگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سب سے واقف ہی

ترکیب

الشیطان مبتدا یعدکم الخ جملہ خبر واللہ مبتدا یعدکم خبر منہ صفت ہے مغفرۃ کی جو مفعول ثانی ہے یعد کا یؤتی الحکمۃ جملہ صفت ہے علیم کی وما انفقتم الخ شرط فان اللہ الخ جواب۔ ان تبدوا شرط فنعما ہی جواب ف جواب کے لئے نعما اصل مین نعم ما تھا باہم ادغام کردیا ہی مبتدا رہو خر نعم فعل مانکرہ بمعنی شیٔ اسکا فاعل مجموعہ خبر۔ اور یون بھی ہے کہ ہی مخصوص بالمدح خبر مبتدا محذوف کی ہو تقدیر الکلام نعم الشیٔ شیئا ہی۔

تفسیر

خیرات وصدقات سے اکثر خیالات فاسدہ منع گیا کرتے ہین کہ یہ مال جاکر پھر کہان سے آئیگا یا تمہارے بال بچے ہین آیندہ کیا کیا ضرورتین پیش آنی ہین جنکا شمار انسان کا طبعی بخیل ہی شیطان ان خیالات فاسدہ کو دلمین ڈالتا ہے مگر ایمانداروں کے دلون مین خدا کی طرف سے ایک روحانی سلسلہ الہام بھی قائم ہے اسکے ذریعہ سے خدا اس صدقہ وخیرات پر مغفرت اور فضل یعنی کشائش وفراغدستی وبرکت کا وعدہ کرتا ہے کس لئے کہ واللہ واسع علیم خدا بڑی کشائش دینے والا اور خبردار ہے انسان اپنے ذرائع معاش اور کوشش کو وسعت کا سبب جانتا ہی حالانکہ یہ غلط ہی کس لئے کہ بارہا ایک دو نہین تو سیکڑون عاقلون کی کوششین اور باریک بینین بیکار ہوجاتی ہین بجائے فائدہ اور دولت کے افلاس اور نقصان پیش آتا ہی یہ اسرار اور حکمت ہر ایک کو نصیب نہین ہر ایک کا فہم یہان تک نہین پہونچتا مگر انہین کے فہم کو رسائی ہوتی ہے کہ جن کو خدا نے حکمت یعنی دانائی دی ہے اور جسکو دانائی دیگئی اوس کو سب کچھ دیا گیا کس لئے کہ انسانی سعادت خواہ دنیاوی ہو یا اخروی ہو سب علم وحکمت ہی پر مبنی ہے اس خزانہ غیبی کے آگے دولت ومال واسباب کامرانی کیا چیز ہین ممکن ہے کہ خدا کا وعدہ مغفرت وکشائش انبیا کی معرفت ہوا ہو جو ہر ایک شریعت مین متوارث ہی شیطان صدقہ وخیرات کرنے پر تنگدستی ہی سے نہین ڈراتا بلکہ فحش کا بھی حکم دیتا ہی سائلونکو گالیان دینا اور نیک کامون کی مذمت کرنا شہوات ولذات اور نمود کے کامون مین روپیہ اوڑانا شراب خواری اور زناکاری قمار بازی اور سب بازیون مین بیدریغ روپیہ اوٹھانا شہرت کے لئے مجامع کرنا رقص وسرود کی مجلسین بیاہ شادی مین کرنا بلاحاجت مکانات بنانا وغیرہ جملہ فحش شیطانی الہام ہی جسکا بدیہی نتیجہ افلاس اور رسوائی ہی عجب ہی کہ ان کامون مین روپیہ خرچ کرنے سے تو افلاس سے ڈراتا ہی مگر شیطانی کامون مین بیدریغ اوڑانے سے افلاس سے نہین ڈرتا حالانکہ راتدن دیکھا جاتا ہی کہ شیطانی کامون مین صرف کرنیسے افلاس آتا ہی جسکی نظیر ہندوستان کے امرا زمانے موجود ہین اور نیک کامون مین صرف کرنے سے ابتک کوئی بھی محتاج دیکھا نہین گیا بلکہ برکت اور فراغدستی دیکھی جاتی ہے مگر شیطانی الہام نے کیسا برعکس معاملہ سمجھایا ہی اسکے بعد حکم دیتا ہی کہ جب تمہارے دلمین اخلاص ہی تو تمکو اختیار ہی مخفی طور سے دو یا ظاہر دو۔ پھر خلوص نیت پر آمادہ رہنے کے لئے واللہ بما تعملون خبیر فرمایا۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ

آپکا ذمہ نہین کہ اونکو راہ راست پر لائین لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے راہ پر لاتا ہی اور تم جو کچھ بھی اچھی چیز خیرات کرتے ہو تو اپنی ہی بھلے کیلئے کرتے ہو اور تم تو صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے خرچ کرتے

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا

اور جو کچھ تم خیرات دوگے تو پوری پوری تم کو ملے گی (یعنی اور کا ثواب) اور تمہارا کوئی حق نہ مارا جائیگا خیرات تو ان فقیروں کا حق ہی جو اللہ کی راہ مین گھر گئے ہین ملک مین کہین جا بھی

فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

نہین سکتے ناواقف تو انکو قناعت کے سبب غنی سمجھتا ہے (تو اے مخاطب) انکی صورت سے انکو خوب جان سکتا ہے وہ کسی سے چمٹ کر نہین مانگتے اور تم جو کچھ بھی کام کی چیز خرچ کرگے

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

سو اوسکو اللہ جانتا ہی جو لوگ رات اور دن چھپے اور کھلے اپنے مال اللہ کی راہ مین خرچ کیا کرتے ہین تو انکا اجر ان کے رب کے پاس موجود ہے نہ اونپر کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی رنجیدہ ہونگے

ع ۳۷ الربع ۱۵

ترکیب

للفقراء خبر ہے مبتدا محذوف کی ای الصدقات المذکورۃ للفقراء پھر فقراء کے احصروا الخ لایستطیعون ضربا یحسبہم اجاہل اغنیاء۔ تعرفہم بسیماہم لایسئلون الناس پانچ وصف بیان فرمائے اول بطور صفت اور باقی بطور حال وفیہ سر لایسعہ المقال الذین موصول وصلہ مبتدا فلہم اجرہم جملہ خبر اور فاء اس لئے آئی کہ مبتدا مین لوئی شرط تھی۔

تفسیر

یہ خیرات کی بابت چوتھا حکم ہی جسطرح پہلی آیتون مین خیرات مین دینے کے قابل چیزونکا بیان تھا۔ اسمین اون لوگونکا بیان ہی کہ جنکو خیرات دینی چاہئے صحابہ یا خود آنحضرت علیہ السلام مشرکین اور بت پرستون کو دینے مین کوتاہی کیا کرتے تھے اون کی بت پرستی سے نفرت کرکے۔ اسپر حکم آیا کہ تم ہر ایک محتاج کو دو خواہ مومن ہو خواہ کافر بدکا ہدایت پر لانا آپکا ذمہ نہین کہ آپ اونکو ایسی باتونسے مجبور کرکے مسلمان کرین ایمان اور ہدایت اوسکے قبضہ مین ہے جسکو چاہتا ہے نصیب کرتا ہی تم شوق سے دو تم کو انکی بت پرستی سے کیا تم تو خاص اللہ کی رضامندی کے لئے دیتی ہو اب جو کچھ تم دوگے پاؤگے انکو کیا دیتی ہو اپنے لئے جمع کرتے ہو یہ سب خدا تمکو واپس دیگا کچھ کہہ لیگا۔ اسکے بعد جو لوگ خیرات کیلئے زیادہ مستحق ہین اونکو بیان کرتا ہی کہ ان صدقات کے زیادہ مستحق وہ فقرا ہین کہ جنمین یہ پانچ باتین پائی جاتی ہین (۱) یہ کہ وہ خدا کی راہ مین بند کئے گئے ہون جیساکہ آنحضرت سے تعلیم پانے اور شب و روز یاد الٰہی مین بہت سے صحابی گھر بار چھوڑ کر حضور مین حاضر رہتے تھے[۱] جن کے فیض نے آنحضرت کے بعد تمام عالم کو منور کیا سوان کا دینا علاوہ عام ثواب کے تائید و تقویت اسلام بھی ہے اس لئے ہر زمانہ مین طلبا و علما و خادمان دین کی خدمت ضروری سمجھی گئی (۲) یہ کہ وہ ان وجوہ سے پاشکستہ ہوکر بیٹھ گئے ہین کہین تجارت یا سوال کے لئے نہین جا سکتے (۳) اس فقر و فاقہ پر بھی اس کشادہ پیشانی اور خرمی سے گزارتے ہین کہ ناواقف اون کو اس بے اعتنائی اور بے سوالی سے غنی سمجھتا ہے (۴) جس سے اون کے چہرون پر انوار تقدس ایسے چمکتے ہین کہ جنکو ہر ایک صاحب بصیرت پہچان لیتا ہے کہ یہ خاصان خدا اور محبوبان کبریا ہین (۵) ان مین صفت توکل غالب ہے عام سائلون کی طرح سے دربدر بھیک مانگتے اور رستون مین لوگون سے لپٹتے نہین (جیساکہ آج کل چرس بھنگ پی کر گدائی کرنا ولایت اور کمال احمقون مین سمجھا جاتا ہے) اس کے بعد زیادہ خیرات دینے کی ترغیب دیتا ہے کہ جو اپنا مال رات دن خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین نہ اون کو اوس مال کے خرچ کرنے سے رنج ہوگا نہ اون کو کچھ آخرت مین خوف ہوگا۔

---

[۱] یہ مہاجرین کے گروہ مین سے ایک خاص فرقہ تھا جن کو اصحاب الصفہ کہتے تھے ۱۲ منہ

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ

جو لوگ سود کھاتے ہین (قیامت مین) کھڑے نہون گے مگر جسطرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے کہ جو بھوت چمٹ جانے سے دیوانہ ہوجاتا ہی یہ اسلئے کہ انہون نے کہدیا کہ سودا کرنا بھی تو

الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ

سود ہی جیسا ہے حالانکہ خدا نے سودے کو تو حلال اور سود کو حرام کردیا ہے پھر جسکے پاس اسکے رب کی طرف سے نصیحت پہونچ جائے پھر وہ باز آجائے تو جو کچھ لے چکا وہ اسکا ہوگیا اور اسکا معاملہ خدا کے حوالے اور جو پھر بھی

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ اِنَّ الَّذِیْنَ

سود لے تو یہ لوگ دوزخی ہین جو ہمیشہ اسمین رہینگے خدا سود کو مٹاتا اور خیرات کو بڑہاتا ہے اور اللہ کو کوئی بھی ناشکرا گنہگار پسند نہین جنیک جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

ایمان لائے اور اونہون نے اچھے کام کئے اور نماز پڑہتے اور زکوۃ دیتے رہے اونکا اجر اون کے رب کے پاس ہے اور نہ اونکو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی رنجیدہ ہونگے

ترکیب

الذین یاکلون الخ مبتدا لا یقومون الخ جملہ خبر کما کاف موضع نصب مین ہی صفت ہی مصدر محذوف کی تقدیر ہ الا قیاما مثل قیام الذی الخ ذلک مبتدا بانہم الخ خبر من المس متعلق ہی یتخبطہ سے فمن جاء شرط فلہ ما سلف جواب امرہ معطوف جواب پر ومن عاد شرط فاولئک جواب الذین آمنوا الخ ان لہم اجر خبر۔

تفسیر

صدقہ وخیرات کے بعد سود کی برائیان بیان کرنا اور اسکو حرام کردینا گویا صدقہ وخیرات کے بیان کو پورا کردینا ہی کس لئے کہ جسطرح صدقہ وخیرات مین رحمدلی اور مسکینون اور غریبونکی دستگیری ہی اسیطرح سود مین سخت دلی اور حاجتمند وپر سخت گیری ہی یہ اسکی پوری ضد ہے ہم پہلے الفاظ آیت کی تفسیر پھر مسئلہ ربوا کی تشریح اور اسکے حرام ہونے کی وجہ بیان کرتے ہین۔

فرماتا ہی جو لوگ کہ سود کھاتے ہین وہ قیامت مین اس فعل بد کی سزا مین عذاب الہی کی دہشت سے بدحواس ہونگے جیسا کہ کوئی مخبل آسیب سے بدحواس ہوجاتا ہی (چونکہ دنیا مین محتاجونکو انکی سخت گیری سے دہشت اور حیرانی ہوتی تھی انکا یہ فعل اس عالم مین اُنپر آسیب بنکر سوار ہوگا) اور یہ اس لئے ہوگا کہ ان سود خورون نے یہ بات بنائی ہی کہ سود مین اور بیع مین کیا فرق ہی جسطرح ایک روپیہ کی چیز کو دس روپیہ مین بیچنا درست ہی اسی طرح بوقت حاجت کسیکو دس روپیہ دیکر پندرہ لینا اپنے روپیہ کا نفع حاصل کرنا ہے کہ جس سے اتنی مدت مین ہم نفع حاصل کرتے ہی کا جواب دیتا ہی یہ تمہارا قیاس غلط ہی کیونکہ بیع مین ایک چیز معاوضہ مین دیجاتی ہی اور سود مین اصل روپیہ لیکر اوسپر زیادتی کونسی چیز کا معاوضہ ہی رہی یہ بات کہ اس سے ہم نفع حاصل کرتے تو یہ یقینی بات نہین اس تقریر کی طرف اجمالا احل اللہ البیع وحرم الربوا مین اشارہ کردیا اسکے بعد فرماتا ہی کہ اسکی ممانعت سے پہلے جو کچھ کسی نے لے لیا خیر وہ اسکا ہوگیا دنیا مین اسپر کچھ مطالبہ نہین آخرت مین خدا چاہی تو معاف کرے چاہی حساب لے وامرہ الی اللہ لیکن باوجود حکم ممانعت آنے کے پھر جو کوئی سود لیگا اور خدا کے حکم کو حقیر جانیگا تو جہنمی ہوگا ہمیشہ اسمین رہیگا سود خور نادان نہون کہ ہم نفع حاصل کررہے ہین بلکہ نقصان کررہے ہین کیونکہ خدا کے نزدیک روپیہ نہایت مکروہ ہی اوس عالم مین اس سے کچھ نفع نہوگا کیونکہ اُس عالم مین خدا اُسکو مٹاتا ہے

گو بظاہر زیادتی معلوم ہو مگر باطن مین بربادی ہو برخلاف صدقہ وخیرات کے کہ ظاہر مین مال گھٹتا ہی لیکن باطن مین بڑہتا ہی اسلئے احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ جب کوئی خلوص نیت سے خدا کی راہ مین کوئی تھوڑی سی چیز بھی دیتا ہی تو خدا اسکو عالم باطن مین بڑھاتا ہے اور زیادہ کرتا ہی یہانتک کہ بعد مردن وہ تھوڑی سی چیز اسکو پہاڑ کی برابر اجر مین معلوم ہوگی ویربی الصدقات چونکہ سود خور چند مدت کی مہلت کا معاوضہ لیتا ہی اور یہ خدا کی نعمت دولت کی ناشکری ہے سو اوسکو کوئی ناشکر گنہگار نہین بھاتا بلکہ وہ نفرت کرتا ہی جسکی نفرت کا پرتو اس عالم مین یہ ہوتا ہی کہ سود خور کو لوگ بنظر حقارت دیکھتے اور کہ وہ جانتے ہین اور سخی کی عزت اور اس سے محبت کرتے ہین۔

اس وعید کے بعد ایماندارونکو کہ جو خیرات وزکوۃ دیتے ہین خوشخبری سناتا ہی کہ یا دونکا مال برباد نہین جاتا بلکہ اُسکے پاس جمع ہوتا ہی اور اس عالم مین سب کچھ اجر ملیگا کہ اُنکو کوئی رنج وغم نہوگا عالم قدس مین شادان رہین گے کیونکہ اُنھون نے میرے محتاج بیکسونکے دل خوش کئے تھے لاخوف علیہم ولاہم یحزنون ۔ ربوا یعنے سود یا ہیاج (نسیئہ مین زیادتی کا نام ہی کہتے ہین ہبی الشی یربو ومنہ قولہ تعالیٰ اہتزت وربت اسی زیادت ربوا کی دو قسم ہین ربا النسیئہ ربا الفضل اول قسم کا ربوا ایام جاہلیت مین جاری تھا اور وہ یہ تھا کہ کوئی شخص کسی کو کسی میعاد پر قرض دیا کرتا تھا اور اوسپر کچھ یا ہوا ری مقرر کرلیتا تھا پھر جب میعاد پر وہ روپیہ مدیون سے ادا نہوتا تھا تو فرخواہ اصل مین کچھ اور بڑھا کر مہلت دیتا تھا اور کبھی سود کو اصل مین جمع کرکے پھر اُسپر سود لگایا کرتا تھا جسکو اضعافاً مضاعفاً اور سود در سود کہتے ہین سود خوارونکا عموماً دستور ہے قسم دوم یہ ہی کہ گیہون یا جو وغیرہ کسی چیز کو اوسی کی جنس سے ڈیوڑھے یا دگنے پر فروخت کیا جاوے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اول مین یہ رائے تھی کہ اول قسم کا ربوا حرام ہی اور قسم ثانی درست ہے مگر پھر اُنھون نے اس مذہب سے رجوع کیا۔ لیکن جمہور ائمہ دونون قسم کے سود کو حرام کہتے ہین اول کی حرمت قرآن کی انہین آیات سے ثابت ہی اور قسم دوم کا حرام ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہی منجملہ اونکے ایک حدیث صحیح ہے کہ جسکو عمر بن الخطاب اور عبادہ بن صامت اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے اصحاب الصحاح نے روایت کیا ہی قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم الذہب بالذہب الفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواءً بسواء یداً بید فاذا اختلفت ہذہ الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یداً بید رواہ مسلم۔

اس حدیث مین جناب نبی صلعم نے اُن چھ چیزونمین برابر اور دست بدست فروخت کرنیکا حکم دیا اور وہ چھ چیزین ہین سونا چاندی گیہون جو چھوارہ نمک پس جب سونے کو سونے سے اور چاندی کو چاندی سے اور گیہون کو گیہون سے اور جو کو جو سے اور چھوارہ کو چھوارون سے اور نمک کو نمک سے فروخت کرین تو کمی زیادتی نکرین اور اسیوقت دیدین تو اسیوقت لیوین اگر سیر دیکر دو سیر لیگا یا دوسرے وقت سیر بھر ہی لیگا تو یہ ربوا ہوگا پھر علماء ظاہر یہ کہتے ہین کہ صرف انہین چھ چیزونمین ربوا ہی باقی اور چیزونمین نہین سیر بھر باجرہ دیکر دو سیر خواہ اوسیوقت لو خواہ پھر مگر جمہور مجتہدین بالخصوص آئمہ اربعہ یہ کہتے ہین کہ علاوہ انکے اور چیزونمین بھی انہین پر قیاس کرکے حکم جاری ہوگا مگر جب کسی چیز کو کسی چیز پر قیاس کرتے ہین تو دونون مین ایک وصف مشترک ضرور دیکھا جاتا ہی جسکو علم اصول فقہ مین علت کہتے ہین اس علت مین ائمہ کا اختلاف ہی امام ابوحنیفہ رح کی تو یہ علت قدر وجنس ہی یعنی تلنی اور ناپنے مین آتی ہون تول اور ماپ کو قدر کہتے ہین پس اگر یہ چیز بھی تلکر بکتی ہی اور دوسری بھی جیسا کہ چاندی سونا پھر اگر دونون ایک جنس ہین تو بیع مین کمی زیادتی بھی منع ہوگی اور اوہار بیچنا بھی۔ اور اگر صرف قدر مین شریک ہین اور جنس غیر ہین جیسا کہ گیہون اور جو کہ دونون ناپکر عرب مین بکتے ہین مگر جنس الگ الگ ہین اسصورت مین زیادہ لینا دینا تو درست ہوگا مثلاً سیر گیہون دیکر دو سیر جو خریدے مگر اوہار کرنا درست نہوگا اسیطرح جنس ایک ہو مگر قدر مین شریک نہون جیسا کہ پشاور کی ایک من لنگی کو دو کی ساتھ فروخت کرے تو وہان بھی فضل

جائز ہی نسیئہ حرام خلاصہ یہ کہ اگر قدر وجنس دونون متحد ہونگے تو فضل اور نسیئہ دونون حرام ہونگے اور ایک بات مین اتحاد ہوگا تو صرف نسیئہ یعنی اودہار بیچنا حرام ہوگا فضل یعنے زیادہ لینا درست ہوگا اور جو دونون مین اتحاد نہین تو فضل ونسیئہ دونون درست ہونگے جیسا کہ روپیہ سے غلہ خریدنا بیچنا۔ اب رہی یہ بات کہ امام صاحب نے ان دونون چیزونکو علت کیون قرار دیا؟ اسکے ادلّہ کتب حنفیہ مین مذکور ہین۔

دوسرا قول امام شافعی کا ہی وہ یہ کہ چارون چیزون مین تو علت ربوٰ ہ کے حرام ہونیکے لئے طعم ہی یعنی کھانے مین آنا اور چاندی سونے مین نقدیت اور دوسرا وصف جنس کا متحد ہونا تیسرا قول امام مالک کا ہی وہ یہ کہ علت قوت ہے یعنے غذا ہونا یا جو اسکی اصلاح کرے جیسا کہ نمک چوتھا قول عبدالملک بن ماجشون کا ہی یعنی قابل نفع ہونا۔

انہین باتونپر نظر کرکے علمار نے فرمایا ہی کہ آیت ربوا مجمل ہی اور حضرت عمر نے بھی کہا کہ آنحضرت دنیا سے تشریف لیگئے اور ربوا کے مسائل ہمنے حل نہین کئے اس مجمل کی تفسیر آئمہ نے خوب کردی ہی اب جو کوئی خواہ مخواہ اس آیت کی تخصیص کرکے کہ صرف غریبون سے سود لینا حرام ہی اور دولت مندونسے درست ہی اور گورنمنٹ کے پرامیسری نوٹ کی آمدنی بھی درست ہی اور رفاہ عام کے سرمایہ کا سود لینا بھی درست ہی اور ریل وغیرہ امور تمدن مین بھی سود کے لئے روپیہ دینا درست ہی دادوستد کیا اعتبار ہے؟ پھر اسپر دہلی کے علمار پر بہتان باندہنا کہ اُنہون نے ایسا فتوی دیا تھا صریح غلط ہی اور یہہ کہنا کہ یہ مسئلہ تجارت اور ترقی ملک کے حق مین سدراہ ہے سخت بیوقوفی اور ابلہ فریبی ہی حق یہ ہی کہ سود کی تمام قسمین حرام ہین اور اسپر چار وعید نازل ہین اول تخبط اور اسکے بعد حرم الربوا دوم ومن عاد فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خلدون کہ سود کو جائز کرنے والے ہمیشہ جہنم مین رہین گے سوم یمحق اللہ الربوا چہارم فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کہ سود خوارون کو اللہ اور رسول سے لڑائی کرنے پر مطلع کردو۔ اسیطرح احادیث صحیحہ مین اسکے لینے والے اور دینے والے اور کاتب اور شاہد سب پر لعنت آئی ہی اور سراسکا یہ ہے۔ (۱) ہر فعل کی روح پر ایک تاثیر پڑتی ہے اور جب اوس فعل کی مداومت کرتا ہے تو یہ قوت راسخہ اور ملکہ اسکی روح پر رنگ کی طرح پیوست ہوجاتا ہے۔ اور تجربہ سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ سود خوری سے دلپر سختی اور روپیہ کی محبت اور بزدلی اسدرجہ کی طاری ہوتی ہے کہ جسکا کچھہ بیان نہین اور یہ تینون اوصاف نہایت درجہ کے خراب ہین۔ دیکھئے سود خور کیسے سخت دل ہوتے ہین کہ کیسا ہی غریب ومفلس کیون نہو اوس کی خانہ بربادی کرکے اپنا بھلا کرنے مین دریغ نہین کرتے اور بزدلی اون کی مشہور ہے اور ہی لئے آپ تاریخون کے ورق اولٹ جائے کبھی کسی سود خور قوم کو آپ نہ پاوین گے کہ اوس نے اولوالعزمی کی ہو یا وہ فاتح ملک ہوئی ہو بلکہ بیشتر یہہ تاجائز روپیہ جمع کیا ہوا دلیرون کے ہاتھہ لگاکرتا ہی یہ تاثیر دنیا مین ظاہر ہوتی ہے اور عالم باطن مین اسکے یہ اخلاق رذیلہ ہمیشہ اسکی روح کو صدمہ پہنچاتے ہین جیسا کہ اسنے لوگونکے دلونپر صدمہ پہنچایا (۲) سود خوری سے ملک کی ترقی اور علوم وفنون اور کارخانون اور تجارت کیطرف (کہ جو قوم اور ملک اور سلطنت کی رونق کا باعث ہین) توجہ نہین رہتی اور کاہلی اور بدبختی آجاتی ہے آپ سود خورون کی ملک کو کبھی سرسبز نہین دیکھین گے بلکہ صرف انہین چند مردار خورون کو (۳) صلہ رحمی اور ہمدردی انسانی اور مروت کا دروازہ اس سے بند ہوجاتا ہے اعاذنا اللہ منہ

---

۵۱ یعنے معاملات مین بعاوضہ قیمت انکا جاری ہونا دیکھو جو کچھہ لین دین ہوتا ہے تو روپیہ اشرفی سے ہوتا ہے ۱۲ منہ

* امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلون دخیرہ اون چیزون مین کہ جو وزن اور پیمانہ سے نہین فروخت ہوتین بڑہوتری ربوا کا حکم نہین رکھتین اسی طرح امام شافعی کے نزدیک جو چیزین سبادلہ مین سوا چاندی سونے کے دی جاتی ہین جیسا کہ لوہا تانبا پیتل اور کپڑا وغیرہ ان کی بڑہوتری مین ربوا نہین اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے امام مالک کے نزدیک سوا چاندی سونے کے اور جس قدر چیزین کہانے مین نہین آتین نہ ذخیرہ ہوسکتی ہین جیسا کہ سبز ترکاری اور تانبا لوہا وغیرہ ان مین بھی ربوا نہین اور اس مسئلہ کی تفریعات کتب فقہ مین نہایت تشریح کے ساتھہ مذکور ہین ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ

ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود لینا باقی رہ گیا ہے اوسکو چھوڑ دو اگر تم (سچے) مومن ہو پھر اگر (ایسا) نہین کرتے تو اللہ اور اوس کے رسول سے لڑنے

رَسُولِهِ ۖ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَن

کو خبردار ہو جاؤ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تم کو تمہاری اصل رقم پہنچ سکتی ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے اور اگر قرضدار تنگ دست ہو تو اوسکو فراخی تک مہلت دینی چاہئے اور اگر

تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

سمجھو تو معاف ہی کر دینا تمہارے لئے بہتر ہے اور اوس دن سے ڈرتے رہا کرو کہ جسدن تم خدا کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے پھر جس کسی نے جو کچھ کیا ہوگا اسکو پورا پورا دیا جاویگا اور کسی کی کوئی حق دبا نہ رکھا جاویگا

ترکیب

ان کنتم مومنین شرط جملہ متقدم دال بر جزا فان لم تفعلوا شرط فاذنوا الخ جواب وان شرطیہ کان تامہ ذو عسرۃ اسکا اسم فنظرۃ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای فالمکم نظرۃ الخ یہ تمام جملہ جواب شرط واتقوا فعل انتم فاعل یوما مفعول بہ ترجعون الخ جملہ اسکی صفت۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا وسود سے باز آؤ اور جو کچھ ممانعت سے پیشتر لے چکے ہو وہ تمہارا ہے، اسپر خیال پیدا ہوتا تھا کہ ممانعت سے پہلے کا جو سود قرضدار کے ذمہ پر چڑھا ہوا ہے وہ بھی ہمارا ہے اسکو لینا چاہئے اس خیال کو خدا تعالی نے رد کیا کہ جو کچھ سود قرضداروں کے ذمہ پر باقی رہگیا ہے اسکو چھوڑ دو اگر سچا ایمان رکھتے ہو اور جو تم باز نہیں آتے تو تمکو خدا اور اسکے رسول کی طرف سے لڑائی کا اشتہار دیا جاتا ہے کسلئے کہ باوجود ممانعت شدید اور تاکید مزید کے پھر سود لینا اور غریبون کا دل دکھانا خدا اور اسکے رسول سے جنگ کرنا ہے ہان اگر تم اس فعل بد سے توبہ کرتے ہو تو تمکو تمہارا اصل مال پہنچتا ہے نہ سود لیکر تم کسی پر ظلم کرو نہ اصل مال مین کمی کر کے تم پر ظلم کیا جاوے جبکہ سود کی سخت ممانعت ہوگئی اور ذمہ پر چڑھا ہوا سود لینا بھی حرام ہوا تو قرضخواہ کا قرضدار کو تنگ کر کے جلدی وصول کرنا بھی ایک طبعی بات ہے کس لئے کہ جو امید نفع کی تھی جسکی وجہ سے وہ مہلت دے رہا تھا وہ تو منقطع ہوگئی مگر جو قرضدار تنگ دست ہین اونکے لئے اسمین بڑی دقت ہے وہ کہان سے لاکر اونکو دین ادھر قرضخواہ ہے کہ تقاضون کے مارے اوسکو پیسے ڈالتا ہے بے آبرو کر رہا ہے قید مین ڈلوانے کی فکر کر رہا ہے اس لئے خدا تعالی نے ان بیکسون کے حال زار پر رحم کر کے اسکے ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ اگر قرضدار تنگ دست ہے (یعنی سردی گرمی کے کپڑون اور دو ایک دن کے کھانے اور خرچ عیال کو علاوہ نہ کوئی جائداد رکھتا ہے کہ اوسکو فروخت کر کے قرض ادا کرے نہ نقد مال ہے کہ دیکر پیچھا چھڑائے) تو اوسکو مہلت دینی چاہئے یہانتک کہ اوسکو قرض ادا کرنیکا مقدور حاصل ہو جائے اتنے عرصہ مین اوسکو تنگ کرنا یا قید کرانا حرام ہے اسلام مین سراسر رحمدلی ہے اول ربوا الفضل کو بھی اسی لئے حرام کیا تھا کہ اگر مثلاً کسی غریب کو اچھے گیہون کی ضرورت پڑے تو برابر سرابر کسی سے بدلے اس تفاوت قلیل پر نظر نہ کیجائے اسی طرح ربوا النسیئہ کو حرام کیا باہم احسان اور صلہ رحمی کے طور پر دوسرے بھائی کی حاجت قرض دیکر روا کر دینا چاہئے پھر فرماتا ہے اگر تم بالکل معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ یہ خزانہ آخرت مین جمع ہو کر تمہین آخرت مین نفع دیگا اسکے بعد اس صلہ رحمی اور رحمدلی اور اس سخت گیری کے لئے ایک کوڑا سا غافلون کی پشت پر مار دیا کہ اس دن سے ڈرو کہ جسمین تم پھر خدا کے پاس واپس جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا نتیجہ پائیگا۔

اس مین اشارہ ہے کہ تم پر بھی تو خدا تعالے کے سیکڑون مطالبات ہین پھر جب تم سخت گیری کرتے ہو تو اپنے لئے اوس روز رحم کی کس بھروسہ پر امید رکھتے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ

ایمان والو جب تم اودھار کسی میعاد معین تک لین دین کیا کرو تو اوس کو لکھ لیا کرو اور چاہیے کہ تم مین سے کوئی کاتب پورا پورا لکھے اور لکھنے والے کو چاہیے

أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِنْ كَانَ الَّذِي

جیسا کہ اوسکو خدا نے سکھایا ہو انکار نہ کرے پس اوسکو لکھدینا چاہیئے اور مضمون وہ بتائے کہ جسپر مطالبہ ہو اور اللہ سے ڈرے جو اسکا پروردگار ہو اور اسمین کوئی کسر نہ رکھ جائے پھر جسپر مطالبہ ہے

عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ ۖ

اگر وہ بیوقوف ہو یا معذور ہو یا وہ مضمون نہین بتا سکتا تب اسکے ولی کو چاہیئے کہ انصاف سے مضمون بتائے اور اپنے لوگونمین سے دو مرد گواہ کر لیا کرو

فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَ

اور اگر دو مرد نہ ملین تو ایک مرد اور دو عورتین کہ جنکو تم گواہون مین پسند کرتے ہو کیونکہ اگر اون مین سے ایک بھولیگی تو دوسری یاد دلا دیگی اور

لَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ

گواہون کو انکار نکرنا چاہیے جبکہ وہ طلب کئے جائین اور معاملہ میعاد کیلئے مین کاہلی نہ کرو چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا ہو یہ خدا کے نزدیک منصفانہ بات ہے اور گواہی کیلئے بھی مضبوطی

وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۖ

اور زیادہ قرین عقل ہے کہ تمکو شبہ نہ پڑے مگر جبکہ وہ معاملہ دست بدست تجارت ہو کہ جسکو باہم لیتے دیتے ہو تب اوس کے نہ لکھنے مین تمپر کچھ مضائقہ نہین اور جب سودا کرو تو گواہ کر لیا کرو

وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

اور نہ کاتب کو ضرر پہونچایا جاوے اور نہ گواہ کو اور جو ایسا کروگے تو یہ تمہاری بدکاری ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور خدا تمکو سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز جانتا ہے اور

إِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ

اگر تم سفر مین ہو اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ ملے تو قرضخواہ کے ہاتھ مین کوئی چیز گروی کردو اور جو تم مین سے کوئی کسی کے پاس امانت بسر کرے تو اوسکو چاہیئے کہ اسکی امانت واپس کردے اور اللہ سے

اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

ڈرے جو اسکا پروردگار ہے اور گواہی نہ چھپایا کرو اور جو اسکو چھپاتا ہے تو وہ دلکا کھوٹا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اسکو جان رہا ہے

ترکیب

یا حرف ندا ایھا الذین الخ صلہ و موصول منادی اذا کلمہ شرط تداینتم بدین الی اجل متعلق ہے فعل سے یہ جملہ شرط فاکتبوہ جواب بالعدل متعلق ہے ولیکتب سے کما علمہ اللہ کاف موضع نصب مین ہی صفت ہے مصدر محذوف کی۔ ولیملل اسکی ماضی املی ہے من رجالکم صفت ہے شہیدین کی ممن ترضون موضع رفع مین صفت ہی رجل وامرتان کی من الشہداء بدل ہے من سے جو من مین ہے ان تضل ان مصدریہ ناصبہ فعل ہے اور یہ مفعول لہ ہے تقدیرہ لان تضل فتذکر منصوب ہے معطوف ہے تضل پر احدہما فاعل الاخری مفعول ان تکتبوہ تاویل مصدر مفعول ہی لاتسامو اکا صغیرا او کبیرا دونون حال ہین تکتبوہ کی ہ سے عند اللہ ظرف ہی اقسط کا اور لام للشہادۃ مین اقوم سے متعلق ہے ان لاترتابوا موضع نصب مین ہی و تقدیرہ لئلا ترتابوا۔ تجارۃ موصوف حاضرۃ صفت مجموعہ خبر تکون اور اسم اسکا ضمیر ہے یکون مین جو المعاملۃ کی طرف پھرتی ہے تدیرونہا بینکم اسے تقبضونہا جملہ صفت ثانیہ ہے تجارۃ کی رہان موصوف مقبوضۃ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اسے الوثیقہ رہان۔

تفسیر

پہلی آیتون مین صدقہ و خیرات کا حکم دیا اوسکے بعد سود کو منع کیا جس سے بظاہر مال مین کمی ہوتی ہے اسکے بعد مال کی حفاظت اور ترقی کی تدبیر ان آیات مین

بیان کی لکھنے اور بیع السلم کا حکم دیا یہ اس لئے کہ مال سے انسان بہت سے نیک کام کر سکتا ہے اور سوال اور ذلت سے بچتا ہے بفراغت دل عبادت کر سکتا ہے اور اسی لئے بیجا صرف کر کے مال برباد کرنے سے بھی بڑی تاکید سے منع فرمایا ولا تسفوا یا یوں کہو جبکہ خدا نے سود سے منع کیا تو اسکے بدلہ مین ایک اور جائز آمدنی یعنی بیع السلم کو جائز کیا کیونکہ بعض مفسرین نے اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی سے بیع السلم مراد لی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوتا ہے فرماتا ہے اے مسلمانون جب تم باہم کچھ قرض کسی میعاد پر لو دو تو اوسکو لکھ لیا کرو اور کوئی لکھنے والا حق لکھنے کی زیادتی نہ کرے اور قرض لینے والا خود بتاتا جائے اور جو وہ کم سنی یا بیوقوفی وغیرہ کی وجہ سے خود نہین لکھ سکتا یا مضمون تمسک نہین بتا سکتا تو اسکے ولی وارث بتائین اور گواہین اور پھر وہ شخصون کو کہ جو معتبر ہون گواہ بنالو اور جو دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین گواہی مین کافی ہین تاکہ ایک بھولے تو دوسری یاد دلائے اور جب وقت پڑے تو گواہون کو لازم ہے کہ پوری گواہی دین اوسکو ہرگز نہ چھپاوین ہان اگر نقد بنقد تجارت ہو تو اوسکا لکھنا کچھ ضرور نہین اور جو باہم بیع کرو تو کسی کو اسپر گواہ بنالیا کرو اور جو سفر کی وجہ سے لکھنے والا نہ ملے تو کوئی چیز رہن کر دینی چاہیئے اور جو کوئی کسی کو امانت سپرد کرے تو اوسکو لازم ہے کہ پھر اوسکی امانت واپس کر دے خدا سے ڈرے یہ آیت کا خلاصہ مطلب ہے اب ہم اسمین جسقدر احکام ہین اونکی تفصیل کرتے ہین اور اس مین اقوال مفسرین بھی بیان کرتے ہین تاکہ آیت کے مطالب پر بخوبی آگاہی ہو جاوے ۔(۱) اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین جبکہ نبی صلعم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ پھل ایک دو برس تین برس کے وعدہ پر بیع کیا کرتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیع سلم کرے تو وزن اور وقت اور پیمانہ معین کر لیا کرے اسپر خدا تعالے نے اور بھی اس آیت مین اس بیع کی حفاظت کر دی کہ ان سب باتون کو لکھ لیا کرے پس ابن عباس رضؓ کے نزدیک اس آیت مین تداینتم بدین سے بیع سلم مراد ہے اور اسکے لکھنے سے یہ مراد ہے کہ وزن اور پیمانہ اور وقت لکھ لیا جاوے جمہور مفسرین کہتے ہین کہ بیع چار طور سے ہو سکتی ہے اول نقد بنقد یعنے ابھی دام دینا اور ابھی چیز لینا جسکو تجارۃ حاضرۃ سے تعبیر کیا ہے سو وہ اس جگہ مراد نہین کیونکہ وہان دین نہین اور تداین تفاعل ہی دین سے اور تداینتم بتایتم بدین دوم اور بار کا اور بار سے فروخت کرنا کہ ہم تجکو پچاس روپیہ دین گے تم ہمکو اس قدر چیز دینا سو یہ بیع باطل ہی ہے بھی اس آیت مین داخل نہین تیسرے کسی چیز کو اور بار سے فروخت کرنا یعنے بیع العین بالدین جیسا کہ کوئی کہے ہمنے یہ شے اتنے روپیہ سے خریدی مگر روپیہ دو مہینے مین دونگا چوتھی بیع الدین بالعین یعنے روپیہ تو اوسی وقت دیدیا جاوے اور مال کے لئے کوئی مہلت مقرر ہو جاوے مثلاً کوئی کہے کہ ہمنے تم سے سو من گیہون اس نرخ سے خریدے اور فلان مہینہ مین ہم تمسے لے لین گے اسکو بیع السلم اور بیع السلف کہتے ہین اس آیت مین تیسری اور چوتھی قسم مراد ہے اور یہی قوی ہے بعض کہتے ہین اس سے قرض دینا مراد ہے کہ اگر کوئی کسیکو قرض دے تو اسکو لکھ لے لیکن اسمین ضعف ہی کیونکہ لغت مین قرض اور چیز ہے دین اور چیز ہے قرض مین مدت مقرر کرنا درست نہین دین مین ہے + قرض روپیہ پیسہ وغیرہ کسی کو بشرط واپسی دینا دین کسی حق کی بابت کوئی چیز اسپر لازم ہونا اور کبھی دونون ایک معنے مین بھی مستعمل ہوتے ہین پس آیت مین دین کا ذکر ہے نہ قرض کا +

(۲) فاکتبوہ جمہور محققین کے نزدیک یہ امر وجوب کے لئے نہین بلکہ اباحت کیلئے یعنے لکھنا اس معاملہ کا فرض و واجب نہین بلکہ بہتر ہے تاکہ باہم نزاع اور کسی شرط پر جھگڑا نہو (۳) ولیکتب بینکم کاتب بالعدل کاتب پر بھی اسکا لکھنا بقول جمہور فرض واجب نہین ۔

۱؎ بیع السلم جمہور ائمہ کے نزدیک جائز ہی جسکو ہمارے عرف مین بیانہ کہتے ہین مگر اسمین چند شرطین ہین مال ہو یا ادا ہو یگا اور اوسکا وزن یا ناپ قول مقرر ہو جانی چاہیئے اور یہ کہ کب لیا جاویگا اور کہان لیا جاویگا وغیرہ تاکہ کوئی جھگڑا پیدا نہو خواہ وقت مقررپر وہ چیز ارزان ہو خواہ گران بالع کو دینی پڑیگی اور اوسکا نفع مشتری کو دست ہوگا ۱۲ منہ ۲؎ اسکو امام بخاری وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے ۱۲ منہ

ولا یضار کاتب ولا شہید بلکہ اسی لئے متاخرین نے کاتب کے لئے اجرت کتابت لیکر لکھنا جائز قرار دیا ہی اور مستحب یہ ہی کہ کاتب بلا اجرت اس شکر یہ مین کہ خدا نے اوسکو لکھنا سکھایا ثواب جانکر لکھے جیسا کہ اہل اسلام کے اور سب کار اجر آخرت پر ہوتے ہین والیہ اشیر بقولہ ولا یاب کاتبا ان یکتب کما علمہ اللہ (۴) ولیملل الذی علیہ الحق املال اور املا دونون کے لغت مین بتانے اور پڑھکر سنانے کے معنے ہین قال تعالے فہی تملی علیہ بکرۃ واصیلا یعنے جسپر دین ہے اور اسنے اپنے ذمہ پر لیا ہے کہ مین فلان مہینے مین اس شے کو کہ جسپر بیع واقع ہوئی دونگا وہ اقرار کرے اور لکھوائے اور کچھ کم زیادہ نکرے اور جو یہ خود لکھوا نہین سکتا یا خود لکھ نہین سکتا تو اسکا ولی انصاف سے یہ کام کرے ٭

(۵) واستشہدوا شہیدین من رجالکم گواہ بنانا بھی امر استحبابی ہی من رجالکم اور ممن ترضون من الشہدا سے شہادت کے متعلق چند مسائل مستفاد ہوتے ہین اول یہ کہ سوائے شہادت زنا کے ہر امر کی شہادت کے لئے دو آدمی کافی ہین لانہ قال شہیدین اور زنا کے معاملہ مین چار شخصون کی گواہی معتبر ہے کما قال اللہ تعالیٰ واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم وقال ثم لم یاتوا باربعۃ شہدا کیونکہ یہ کام مرد اور عورت دونون سے متعلق ہے ہر ایک کے دو دو گواہ چاہئین اور نیز پردہ پوشی بھی مطلوب ہے پھر سوائے زنا کے اگر حدود و قصاص کا معاملہ ہے تو اسمین صرف دو مرد ہون عورتین نہون کیونکہ ابن ابی شیبہ نے مصنف مین زہری سے روایت کی ہے مضت السنۃ من لدن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والخلیفتین من بعدہ ان لا شہادۃ للنساء فی الحدود کہ حضرت کے عہد سے ابوبکر و عمر رض کے عہد تک حدود (و قصاص) مین عورتون کی گواہی قبول نکی جاتی تھی - اسکے سوائے اور سب معاملات مین خواہ مالی ہون خواہ غیر مالی دو مردون کی گواہی اور جو دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتون کی کافی ہے دو عورتین ایک مرد کے قائم مقام کی گئی ہین کیونکہ انکے مزاج مین برودت ہے جس سے نسیان پیدا ہوتا ہے دو مین اگر ایک بھولیگی تو دوسری یاد دلائیگی امام شافعی کہتے ہین کہ ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی مالی معاملات مین قبول ہوگی اور غیر مالی مین مرد کا ہونا ضروری بات ہے (دوم) ممن ترضون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر شخص گواہی کے قابل نہین بلکہ عمدہ آدمی ہو اب اسکی تفسیر بالتفصیل علما نے احادیث اور قیاس سے یون کی ہی کہ گواہ مین دس شرطین ہونی چاہئین اول حر ہو یعنی کسی کا غلام نہو دوم بالغ ہو کم سن لڑکا نہو سوم مسلمان ہو جیسا کہ من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے کافر نہو البتہ کافر مستامن کی گواہی دوسرے کافر مستامن پر درست ہو سکتی ہے نہ مسلمان نو پر واضح ہو کہ یہ شرطین اون باتون کی گواہی مین معتبر ہین جو دین سے متعلق ہین اور معاملات مین تو صرف ہر اہل عقل و تمیز کا قول معتبر ہوگا خواہ حر ہو خواہ غلام خواہ مسلمان ہو خواہ کافر ہو ان ہو یا عقل و تمیز والا لڑکا کس لئے کہ معاملات کثیر الوقوع ہین اگر انمین یہ قیدین معتبر ہون تو حرج ہوگا چنانچہ ہدایہ کی کتاب الکراہیۃ مین لکھا ہے ویقبل فی المعاملات قول الفاسق ولا یقبل فی الدیانات الا قول العدل ووجہ الفرق ان المعاملات یکثر وجودہا فیما بین الناس فلو شرطنا شرط زائد الیودی الے الحرج فیقبل قول الواحد فیہا عدلا کان وفاسقا کافرا کان او مسلما عبدا کان او حرا ذکرا کان او انثی دفعا للحرج ٭ معاملات کی مثال

(۱) اگر وہ معاملات جن پر دو مرد مطلع نہین ہوتے وہان صرف ایک عورت کی بھی شہادت کافی ہی جیسا کہ بکارت و ولادت اور عورتون کے خاص عیب ہدایہ ۱۲ منہ

شہرا دادن تجارت اور وکیل بنانا وغیرہ اور دیانات کی مثال بخاست آب کی خبر دینا یا اور کوئی حل وحرمت کے متعلق خبر دینا چہارم عدل ہو فاسق نہو پنجم جس چیز کی گواہی دیتا ہو اوسکو خوب جانتا ہو ششم اس گواہی سے اسکا کوئی نفع نہو ہفتم اس سے کوئی اس کی مضرت دفع نہو ہشتم غلط اور نسیان مین مشہور نہو نہم بیمروت لالچی نہو دہم جسپر گواہی دے رہا اسمین اور اُسمین کوئی عداوت نہو۔

(سوم) واذا ما دعوا ۔ ولا تکتموا الشہادۃ سے گواہون پر فرض وواجب ہوگیا کہ جب اونکو عدالت مین طلب کیا جاوے تو ایمانداری سے سچی شہادت دیوین اوس مین سے ہرگز کوئی بات مخفی نکرین نہ اوسکو بدل کر کہین خواہ اپنا ہی نقصان کیون نہوتا ہو۔ اگر گواہ کا کوئی حرج واداے شہادت مین سفر کرنا پڑے تو جب درس تدریس وعہدہ قضا کے لئے اُجرت لینا متاخرین نے جائز رکھا ہے تاکہ یہ دروازہ بند نہ ہوجائے تو اسی طرح گواہ کو خرچ وخوراک بھی دینا جائز ہوسکتا ہے جس کی طرف ولا یضار کاتب ولا شہید مین اشارہ ہے۔

(چہارم) وان کنتم علے سفر ولم تجدوا کاتبا فرہان مقبوضۃ جمہور محققین کہتے ہین کہ یہ قید اگر تم سفر مین ہو اور کوئی کاتب نہ ملے تب کوئی چیز رہن کردو) ایک امر کثیر الوقوع کے بیان کے لئے ہے کیونکہ سفر مین اکثر ایسا ہوتا ہے مگر اس سے یہ غرض نہین کہ وطن مین باوجود کاتب ہونے کے رہن نکرو بلکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی درع کو کسی قدر جو لے کر رہن کیا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے۔

(پنجم) فان امن بعضکم بعضا الآیہ چونکہ کبھی اس طرح سے بھی بیع ہوتی ہے کہ نہ مشتری سے نقد روپیہ لیا جاتا ہے نہ معتبر اور امین سمجھکر تمسک لکھوایا جاتا ہے نہ کوئی شے زرثمن کی عوض مین رہن کی جاتی ہے گویا اس مشتری کو امین تصور کیا جاتا ہے اس امر مین ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی کو ایسا سمجھے تو اوس کو لازم ہے کہ اوسپر جو کچھ آتا ہے خدا سے ڈر کر حسب وعدہ دیدے انکار نہ کرے اور نیز اس مین یہ بھی اشارہ ہے کہ جو چیز کسی کے پاس رہن کی گئی ہے وہ مرتہن کے پاس رہن رکھنے والے کی امانت ہے اوس کو واپس دیدے جبکہ قرضہ ادا کر دیا جائے۔ اس سے بہت سے مسائل رہن کے ثابت ہوتے ہین منجملہ اون کے یہ کہ اس چیز پر جو کچھ صرف ہو اسکے مالک کے حساب مین لگے اور جو کچھ اوس کی آمدنی ہو وہ بھی مالک کی ہے۔

منجملہ اون کے یہ کہ اگر امانت کسی آسمانی یا زمینی حادثہ سے تلف ہوجاوے تو امانت ہے اس کا معاوضہ نہین اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ یون بھی کوئی کسی کو امانت سپرد کرے تو اوس کو واپس دینا لازم ہے۔ یہ بھی حفظ مال کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اور حفظ مال کے لئے یہ آیات بیان ہو رہی ہین۔ ان آیات مین جس قدر احکام اشارتاً مذکور ہین اور پھر جو کچھ الفاظ مین اسرار رکھے گئے ہین اور بلاغت مرعی ہے وہ ایک بحر زخار ہے جس کے بیان کے لئے ایک دفتر چاہیئے +۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ

جو کچھ کہ آسمانوں مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے سب اللہ ہی کا ہی اور جو کچھ کہ تمہارے دلون مین ہے خواہ تم اوسکو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ اوسکا تم سے حساب لیگا پھر جسکو چاہے معاف کرے گا اور

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ

جسکو چاہے عذاب دیگا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو کچھ رسول پر اوسکے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اسپر رسول اور ایمان والے یقین لے آئے ہر ایک اللہ اور

مَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

اوسکے فرشتون اور اوسکی کتابون اور اوسکے رسولون پر ایمان لے آیا کہ ہم کسی ایک رسول مین بھی فرق نہین کرتے اور کہدیا کہ ہمنے سن لیا اور مان لیا تیری مغفرت چاہتے ہین اور تیرے ہی پاس پھر جانا ہے

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا

اللہ بھی کسی کو اوسکی گنجائش سے زیادہ تکلیف نہین دیتا جسنے اچھے کام کئے تو اپنے لئے اور جسنے برے کام کئے اوسکا وبال بھی اوسی پر ہے اے رب اگر ہم بھول چوک جائین تو ہمکو نہ پکڑنا اے ہمارے رب

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۠ وَاغْفِرْ لَنَا

اور ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال دینا جیسا کہ جسے پہلون پر ڈال دیا تھا اور پھر ایسا بار گران نہ رکھدینا کہ جسکی ہمکو طاقت نہو اور ہم سے درگزر کر اور ہم کو بخشدے

وَارْحَمْنَا ۠ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اور پھر مہربانی کر تو ہمارا کارساز ہے پس ہمکو کافر قوم پر فتحیاب بھی کر

ترکیب

مافی السموات الخ مبتدا اللہ خبر وان تبدوا شرط یحاسبکم جزا فیغفر مرفوع جملہ مستانفہ اور جو مجزوم پڑھا جائے تو یہ یکما سب پر معطوف ہے والمومنون معطوف ہے الرسول پر کل مبتدا امن باللہ الخ خبر بعض کہتے ہین المومنون مبتدا اور یہ جملہ اسمیہ یعنی مبتدا و خبر اوسکی خبر غفرانک ہی نسئل غفرانک ۔

تفسیر

پہلے رکوع مین فرمایا تھا کہ "گواہی نہ چھپاؤ اور جو چھپائے گا تو اوسکا دل گناہ گار ہوگا" اور نیز یہ بھی فرمایا تھا کہ "کسی کو مضرت نہ پہنچاؤ" اور یہ بھی کہ "امانت کو گواو سپر کوئی گواہ نہو واپس دو" اور ایسا ہوتا ہے کہ بعض ظاہر بین تو گواہی دیتے ہین مگر اسمین ایسی گول گول باتین کہجاتے ہین کہ جس سے مضرت ہوتی ہی یا کوئی حیلہ کرکے اور شرع اور قانون کو آڑ بنا کے مضرت پہنچاتے ہین یا بدنیتی سے کوئی ایسا کام کرتے ہین کہ جو بظاہر اچھا ہے مگر در پردہ اوس مین خیانت ہی جسپر حکام ظاہری کچھ مواخذہ نہین کرسکتے ان سب باتون کے لئے جبتک خوف خدا نہو اور یہ بات دلنشین نہ ہوجائے کہ وہ ظاہر و باطن سب کچھ جانتا ہی ہر خطرہ قلبی بھی اوس کے سامنے موجود ہی وہ بدنیتی اور باطن کے فریبون اور حیلون پر عذاب لیگا و ہر چیز پر قادر ہی) تو اور کوئی علاج نہین اسلیئے یہ آیت للہ مافی السموات الخ نازل فرمائی تاکہ خدا کا علام الغیوب اور قادر مطلق ہونا دلپر نقش ہوجائے صفات کمالیہ مین سب سے بڑھکر علم و قدرت ہے اس لئے للہ مافی السموات و مافی الارض مین تو اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کردیا اور ان تبدوا مافی انفسکم الایۃ سے کمال علم کو تعبیر کیا کہ اوسکو ہر بات معلوم ہی اس سے فرمانبردارون کو پوری تسلی ثواب اور جزا خیر ملنے کیلئے ہے اور سرکشون اور نافرمانون کو پوری پوری تہدید و تنبیہ اور اسی لئے سورہ بقرہ مین نماز[1] زکوۃ[2] روزہ[3] حج[4] قصاص[5] جہاد[6] نکاح[7] طلاق[8] مہر[9] ایلاء[10] خلع[11] رضاعت[12] بیع[13] ربوا[14] رہن[15] وغیرہ احکام متعلقہ بحقوق العباد اور حقوق اللہ کو بیان کرکے اس آیت پر کلام کو تمام کردیا ۔

واضح ہو کہ انسان کے افعال دو قسم ہین ایک وہ کہ جو خاص قلب سے متعلق ہین جیسا کہ محبت الٰہی رحمدلی اللہ اور اوسکے رسولونپر اور قیامت اور فرشتونپر

ایمان لانا اور خدا کو حاضر و ناظر جانکر اوس سے ڈرنا اور معبود حقیقی اور مولیٰ حقیقی ہی کو محبت رکھنا یا کینہ حسد بغض نفاق دل مین نہ رکھنا وغیرہ اوسکی ذات وصفات اور قیامت اور فرشتون اور کتابون اور رسولون کا انکار کرنا۔ ان سب کو اعتقادیات اور نظریات کہتے ہین دوسرے وہ کام جو ہاتھ پاؤن زبان وغیرہ اعضا سے متعلق ہے جیسا کہ نماز زکوۃ صدقہ وخیرات وغیرہا یا زنا چوری اور جھوٹ بولنا گالی دینا وغیرہ انکو عملیات کہتے ہین اور یہ باتین امور ظاہرہ مین شمار ہوتی ہین قسم اول مین بھی نیک و بد باتین ہین اور قسم دوم مین بھی قسم دوم کو ان تبدوا ما فی انفسکم سے تعبیر کیا اور قسم اول کو اوتخفوہ سے تعبیر کیا مگر نیک لوگون سے بھی کبھی بھول چوک ہوجاتی ہے اور دلمین بھی کبھی بے اختیار خطرات بد پیدا ہوتے ہین اگر گرفت ہو تو بڑی مشکل پیش آئے اس لئے فیغفر لمن یشاء بھی فرمادیا مگر بری باتون کے لئے ویعذب من یشاء سے تہدید کردی۔

اور جبکہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء فرمادیا جسمین اشارہ تھا کہ انسان کی بعض باتین مغفرت و رفعت درجات کا سبب اور بعض عذاب کا سبب ہین عام ہے کہ دنیاوی ہو یا اخروی یا دونون ہون اسلئے اسکے بعد موجبات رحمت و مغفرت کو بالخصوص انکو جو علم و معرفت سے متعلق ہین کس لئے کہ انسان کی سعادت کا زیادہ تر مدار اعتقادیات و معارف ہی کی درستی پر ہے اس لئے فرمادیا امن الرسول بما انزل الیہ الایہ اس مین یہ بھی بات ظاہر ہوگئی کہ اول سورہ مین جو ہدی للمتقین الایہ آیا اور متقین کا حال بیان فرمایا اوس سے یہی لوگ مراد ہین تاکہ ابتدا کلام اور انتہائے کلام مین وہ ربط ہوجائے جو کہ دعوی اور دلیل کے نتیجہ مین ہوتا ہے یہ کمال بلاغت ہے اور نیز یہ بات بھی بتلادی کہ وصف تقوی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگیا۔

یہ بات ہم مقدمہ کتاب مین ظاہر کرچکے ہین کہ خدا اور بندون مین بہت سے وسائط ہین پاکباز بندون یعنے رسولون مین اور اللہ مین واسطہ فرشتہ ہے کہ تجرد زیادہ رکھتا ہے پھر اور آدمیون کے لئے واسطہ رسول ہین کس لیئے ملائکہ پر تو عالم ملکوت خود ظاہر ہے انکو بجز یقین کرنے کے چارہ نہین ہان انسانون سے بچشم ظاہر مخفی ہی اسلئے انکا ایمان لانا زیادہ تر ضروری ہی سب سے اور بیشتر انکے ہادی اور مرشد رسول کو اوس عالم کا یقین ہونا پر ضرور ہی تاکہ اوسکی صداقت اور ایمان کا پرتو امت کے دلون پر پڑے اور اسی لئے جناب نبی علیہ السلام کو شب معراج مین مختلف اوقات مین اوس عالم کا مشاہدہ کرادیا اور سب کچھ دکھادیا اس لئے فرماتا ہے امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ اسکے بعد والمومنون ذکر کیا اور پھر سبکو جمع کرکے کل امن باللہ و ملائکتہ وکتبہ ورسلہ مین علی ترتیبہ کرفرمایا اور مومنون کی طرف سے یہ بھی ظاہر کردیا کہ لانفرق بین[1] احد من رسلہ کہ ہمکو اوس کے کسی رسول کا بھی انکار نہین حقیقت مین خدا کی فرمانبرداری کے یہی معنی بھی ہین کہ اوسکے کسی برگزیدہ یا رسول کا انکار نکیا جائے سو یہ بات بھی خاص اہل اسلام کو حاصل ہی یہود حضرت عیسے علیہ السلام کا انکار کرتے ہین عیسائی انمین بجہ وجوہ سے کہ جنسے یہودی حضرت عیسے کی کسرشان پر استدلال کرتے ہین جناب محمد علیہ السلام کا انکار کرتے ہین جنکے انکار کی وجہ نہ تورات سے ثابت ہی نہ انجیل ہی نہ وہ ان حضرات انبیاء کی برخلاف ہے بلکہ اونکی مصدق علاوہ اسکے صدہا معجزات اور سب سے بڑھکر معجزہ عرب جیسے جاہل اور وحشی قوم کو خدا پرست اور نیکوکار ہوتے اور کایا پلٹے بھی

[1] اسی لئے مسلمان تمام انبیاء علیہم السلام کو برحق جانتے ہین جن کا ذکر قرآن مجید مین ہی ان پر بالتفصیل ایمان رکھتے ہین اور جنکا ذکر نہین ہو جب اس آیت کے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ ولکل قوم ہاد ان کو اجمالاً برحق جانتے ہین۔ یہان سے یہ بات بھی پیدا ہوئی کہ ہندوستان ایران چین وغیرہ بڑے آباد ملکون مین ضرور خدا کے انبیاء اور ہادی آئے ہون گے بعد مین بمرور زمانہ ان کے مذہب و ملت مین تحریف ہوکر بگڑ گئی اس لئے انکے مذاہب مین بعض بعض باتین حقانی بھی ملتی ہین اور اسی لئے انکے مشاہیر کی بابت سکوت بہتر ہے سوء ادبی نہین کرنی چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ رسول ہون ان کے پیرون کی غلط تاریخ اور غلط اقوال کی وجہ سے وہ ہم نہین کہہ سکتے تو منہ

دیکھ چکے ہین اور انکی بشارت بھی کتب مقدسہ مین ہین - اس کے بعد اہل ایمان کی سیرت اور رویہ کو بیان کرتا ہی وقالوا سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر یہ آپ ابھی جان چکے ہین کہ انسان کا کمال اوسکی قوت نظریہ اور عملیہ کی تکمیل پر منحصر ہی قوت نظریہ کی تکمیل اعتقادیات کو درست کرنا اللہ اور اوس کے رسولونپر اور قیامت اور فرشتون پر ایمان لانا ہے سو اس کی طرف کل امن بالله و ملائکتہ الخ مین اشارہ تھا اور قوت عملیہ کی تکمیل اوسکی اطاعت کرنا اور اسکے احکام پر کان دھرنا ہی سو اسکو اس آیت قالوا سمعنا الخ مین واضح کیا - اور یہ بھی ہی کہ انسان کے تین حال ہین اول وہ جو گزر گیا - گزشتہ اور پہلی باتون کے علم کو علم المبدا کہتے ہین دوسرا حال موجود اسکے علم کو علم الحاضر کہتے ہین کہ اس عالم مین انسان کو کیا کرنا چاہیئے تیسرا حال آیندہ کہ مرنے کے بعد اسپر کیا گزریگا اور کیا پیش آویگا اسکو علم المعاد کہتے ہین قرآن چونکہ کتاب الٰہی ہی اسمین ان تینون علمون کیطرف ضرور اشارہ ہوتا ہی اور انہین کی تعلیم کے لئے انبیاء دنیا مین آئے اور کتابین لائے ہین اس لئے اخیر سورہ بقرہ مین ان تینون علومکو بیان فرمایا امن الرسول سے لیکر لانفرق بین احد من رسلہ تک تو علم المبدا کیطرف اشارہ ہے کہ اول سب سے وہ ذات باری ہی اور پھر ملائکہ مخلوقات مین منظر اول ہین پھر آسمان و زمین جن و انس اونکی ہدایت کیلئے کتابین اور رسول آئے اور علم الوسط کی طرف وقالوا سمعنا واطعنا مین اشارہ ہے کیونکہ بجز طاعت و فرمانبرداری کے دنیا مین انسان کے لئے فلاح و نجات کا اور کون ذریعہ ہو سکتا ہے اسکو دنیا مین ہی کرنا چاہیئے غفرانک ربنا والیک المصیر مین علم المعاد کی طرف اشارہ ہے کہ مرکر عالم قدس مین جانا اور خدا کے پاس حاضر ہونا ہے جہان سوائے مغفرت کے اور کوئی عمدہ چیز نہین ۞ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا الخ جتنی قرآن مین اور رسول مین اور رسول کا اور قالوا کا مقولہ ہی یعنی مومنون نے جبکہ یہ کہا سمعنا واطعنا تو اسکے ساتھ خدا کی مدح مین بھی کہا کہ ہم کیونکر اسکی اطاعت کرین جبکہ وہ کسی کو طاقت سے زیادہ کوئی حکم ہی نہین دیتا بعض مفسرین کہتے ہین یہ جملہ خدا کیطرف سے اس بیان مین بطور جملہ معترضہ کے بیان ہوا ہی کہ وہ جو میرے حکم کی اطاعت کرتے ہین بجا کرتے ہین مین بھی ایسا نہین ہون کہ جو کسی کو کوئی حکم طاقت سے زیادہ دون اور طاعت مین میرا کوئی فائدہ نہین نافرمانی مین نقصان نہین بلکہ بندہ کا ہی نفع اور نقصان ہی ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا یہ ایمانداون کی طرف سے ہی کہ اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو معاف کیجیو یہ اسلئے ذکر کیا کہ عابد لوگ اپنی عبادت پر مغرور نہ ہو جائین - ربنا و لا تحمل علینا اصرا الخ یہ دعا کی دوسری قسم ہی - اصر لغت مین بھاری بوجھ کو کہتے ہین اس سے مراد احکام کی سختی اور بھاری پن ہی یعنی ہمپر وہ سخت احکام فرض نہ کرنا جو باعث دقت ہون جیسا کہ بنی اسرائیل پر تھے جو کتاب احبار وغیرہ تورات کے حصون مین اب تک موجود ہین یا یہ مطلب ہے ہمپر دنیا مین سخت تکلیفین اور بیگار موسیٰ کی غلامی کا بوجھ نہ ڈالیو جیسا کہ بنی اسرائیل پر پڑا - ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ حمل اور تحمیل مین فرق ہی حمل اپنے اوپر اٹھانا تحمیل اوٹھوانا - یہ تیسری قسم دعا کی ہی کہ ہمپر کوئی ایسی افتاد بھی نہ پڑے جس سے ہمکو وہ باتین برداشت کرنی پڑین جو ہماری طاقت کے باہر ہون واعف عنا و اغفر لنا و ارحمنا عفو مغفرت رحمت کے الفاظ ہین عفو کے معنی ہین گناہ کا اثر دور کر دینا مغفرت کے معنی ہین گناہ کو ڈھانپ دینا رحمت کے معنی ہین گناہ کے بعد بھی اپنی رحمت سے نوازنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین اور ہمکو دشمنان دین پر فتحیاب بھی رکھیو یہ چوتھی قسم دعا کی تھی حقیقت مین غیر ملت کی حکومت مین رہنا پوری غلامی ہی مخالف کو غیر فتحیاب بھی ایک عجیب نعمت ہی -

---

لیع وسعہا - اسکو علم الوسط بھی کہتے ہین ۱۲ ۞ بعض علماء نے اس سے یہ بات پیدا کی ہے کہ خدا کو اختیار ہے کہ بندہ کو اسکی طاقت سے زیادہ کسی کام کا حکم کرے - اسپر بحث کی گئی ہے دقال وقال ہوئی ہے مگر صحیح طاقت وقدرت سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے کہ جس سے بآسانی وسہولت کام کر سکے تو جو کام مشکل اور دقت سے ہو سکے عرف عام مین اسکو طاقت وقدرت سے باہر کہتے ہین کونسا انقلاب ہو سکتا ہے اس سے تاکہ خدا کام کا حکم دینا ثابت کرے پہلے انقلاب کی طرف سے ارتکاب عبث وظلم کا جواب دہ ہونا ایک فضول بات ہے ۱۲ منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۝

الم اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ زندہ عالم کا کارساز ہے اسنے آپ پر کتاب برحق نازل کی جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور وہ لوگوں کی ہدایت کے لئے

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

اس سے پہلے تورات اور انجیل کتابی نازل کر چکا ہے اور اسنے حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا بھی اتارا (قرآن) جو لوگ اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں انکو سخت عذاب ہے اور اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے

ترکیب

الم کی ترکیب بیان ہو چکی اللہ مبتدا لا الٰہ الا ہو جملہ اسکی خبر الحی القیوم موصوف و صفت خبر ثانی نزل علیک کتاب جملہ یا خبر ثالث ہے یا مستانفہ ہو بالحق حال ہے مفعول سے یا فاعل سے ای نزلہ محقا فی تنزیلہ او متلبا بالحق مصدقا حال ہے کتاب سے لما بین یدیہ جملہ مفعول ہو مصدقا کا اور لام لاجلہ ہے تقویۃ عمل کے لئے ہدی للناس جملہ نصب بالیں جملہ مفعول لہ ہونے کی وجہ سے

تفسیر

یہ سورہ مدنیہ ہے اسمیں دو سو آیتیں اور بیس کوع ہیں چونکہ آل عمران کا قصہ ذکر ہے اس لئے اسکا نام آل عمران ہوا۔

اس کی شان نزول محمد بن محمد بن اسحاق نے یوں روایت کی ہے اور دیگر روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے گو وہ روایات بقاعدہ محدثین فرادی فرادی کم درجہ کی ہیں وہ یہ کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور دین حق کی روشنی کے چمکانے سے اطراف و جوانب میں پھیلے اور مدینہ کے آس پاس کے یہود حجت حق سے ملزم ہو گئے تو نجران[1] کے عیسائیوں کی ایک جماعت مناظرہ کے لئے آئی جسمیں تخمیناً ساٹھ آدمی تھے ان میں اونکا سردار عبد المسیح اور اوسکا وزیر و مشیر ایہم اور اونکا بڑا پادری کہ جسکو وہ حبر اور اسقف بھی کہتے تھے ابو حارثہ بن علقمہ قبیلہ بنی بکر بن وائل کا بھی موجود تھا اس پادری کی روم کے بادشاہ اس کے علم و فضل کی وجہ سے بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور اسکو انعام و اکرام جاگیر بھی دے رکھی تھی اور کلیسیا رعب کا سردار بھی کر رکھا تھا جب یہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ابو حارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو اوس کے بھائی کرز نے کہا جہان کے لئے جا رہے ہیں وہ بڑا کمبخت ہے ابو حارثہ نے کہا تو کم بخت ہے اوس نے کہا بھائی صاحب یہ کیوں اوس نے کہا واللہ وہ شخص کہ جس کے پاس ہم جا رہے ہیں وہ نبی ہے کہ جس کا حضرت مسیح اور انبیاء کے عہد سے اب تک انتظار تھا اور جس کی خبر موسےٰ نے توراۃ میں دی ہے اور حضرت مسیح بھی مصلوبی کے وقت بشارت دے گئے ہیں کرز نے کہا جب آپ یہ جانتے ہیں تو پھر کیوں اسکے دین کو قبول نہیں کر لیتے ابو حارثہ نے کہا بھائی اگر میں ایسا کروں تو جو کچھ بادشاہوں نے ہمیں دے رکھا ہے سب واپس لے لیں عزت جاتی رہے دنیا بھی رکھنی ضرور ہے یہ لوگ الوہیت مسیح کے قائل تھے اور انکو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور تثلیث کے بھی قائل تھے آخر جب یہ مدینہ آئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ شروع ہوا آنحضرت نے بڑے قوی دلائل سے حضرت مسیح کا بندہ و مخلوق ہونا ثابت کیا کیونکہ خدا کا بیٹا ہونا بات پاک ہے کہ وہ کسی صورت کے جسم میں نہیں

[1] نجران یمن سے چوبیس منزل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے جو اب ویران کھنڈر ہو گیا ہے

پرورش پاوے اور پھر باہر آکر اور بندون کی طرح کھانے پینے اور بقول نصاے صلیب پر کھینچا جاوے تڑپ تڑپ کر جان دے اور بیٹا باپ کا مماثل اور مشابہ ہوتا ہے اور خدا تعالے سے کوئی چیز مماثل اور مشابہ نہین میدان وجود مین اُسکے سوا کوئی معبود نہین کیا مسادی ہونا جب وہ لاجواب ہوئے تو آپ نے فرمایا اچھا اگر اب بھی تمھارے دل مین کوئی کھٹکا ہے تو آؤ ہم تم اپنی اولاد کو لیکر باہر نکلین اور خدا سے دعا کرین کہ جھوٹے پر لعنت خدا نازل ہو اونہون نے عرض کیا کہ اسکا مشورہ کرکے جواب دین گے آپسمین گفتگو کرنے لگے کہ ارے بھئی یہ شخص بلاشک خدا کا سچا رسول ہے اگر ہم اسکے مقابلہ مین یون مباہلہ کرین گے تو ہمپر خدا کا غضب ٹوٹ پڑیگا اپنے گھر چلے چلو۔ اس اثنا مین یہ سورۃ نازل ہونے لگی سو وہ واپس نجران مین آئے۔ اس سورہ مین بیشتر نصاے کے عقائد باطلہ کا رد ہے اور نہایت عمدہ دلائل سے اون کی تسکین کی گئی ہے الم اسکی تشریح سورہ بقر مین ہو چکی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم ان عیسائیون کے مقابلہ مین اون کے تینون عقیدون کے بطلان کے لئے یہ ایک چھوٹا سا جملہ بیشمار دلائل اور براہین کا مجموعہ اون کے تین عقیدے یہ تھے اول تثلیث کہ خدا اور عیسے اور روح القدس تینون ملکر ایک خدا بعض حضرت مریم کو تیسرا اقنوم قرار دیتے تھے دوم حضرت عیسے خدا ہے انسان کی شکل مین خدا نے ظہور کیا تھا سوم حضرت عیسے خدا کا بیٹا ہے آج کل کے عیسائی بھی بجز چند فرقون کے یہی عقیدہ رکھتے ہین۔

اس آیت مین ان تینون عقیدون کو باطل کر دیا اللہ لا الہ الا ہو کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہین صرف اس توحید حقیقی سے تینون عقائد کا ابطال ہو گیا اول کا اسلئے کہ جب خدا تثلیث اور توحید حقیقی مین صریح تضاد ہے اگر ہر ہر جز کو خدا مستقل مانا جائے تو تین خدا ہوتے ہین اگر تینون سے مرکب کو خدا کہا جائے تو وہ مرکب اعتباری واحد ہے نہ حقیقی طور پر علاوہ اس کے وہ حادث بھی ہوگا پھر وہ قیوم نہین ہو سکتا کیونکہ قیوم حقیقی وہی ہے جس نے سب کو قائم و موجود کیا ہو اسکو کسی نے موجود نہ کیا ہو اور حادث کے لئے محدث قیوم ہونا ہے دوسرے کا ابطال اس طور سے کہ اگر عیسے کو بھی خدا مانا جائے تو دو خدا ہو جاتے ہین توحید نہین رہتی اسی طرح سے تیسرے عقیدہ کا ابطال بھی ظاہر ہے کہ بیٹا قیوم نہین ہو سکتا اسکے لئے باپ قیوم ہے رہی یہ بات کہ وہ ایک ہے اسکی کیا دلیل ہے اوس کی دلیل یہ ہے الحی القیوم حی کے معنی زندہ کے ہین جسکو واجب الوجود کہتے ہین اور اسکے سوا جو کچھ ہے ممکن الوجود ہے اسکی ذات کے لحاظ سے وہ معدوم ہے نہ حی ہے نہ قیوم ہے۔ اس جملہ مین اور جملہ مذاہب باطلہ کا بھی ابطال ہو گیا کس لئے کہ جس قدر مشرک گروہ ہین وہ جو غیر اللہ کو پوجتے ہین ضرور انکو حی و قیوم سمجھتے ہین خدائی کارخانہ مین نفع و نقصان کا مالک و مختار بھی جانتے ہین عرب کے مشرک بتون کو ارواح غیر مرئیہ کو جنون کو ایرانی عناصر اور سیارات کو بعض فرشتون اور خدا کے برگزیدہ بندون کو پوجتے پکارتے ان کی نذر و نیاز کرتے ہین اسی اعتقاد سے کہ وہ کارساز ہے جب آیت نے یہ ثابت کر دیا کہ وہی حی یعنی زندہ ہے تو یہ جملہ اشیاء مرتبہ ذات مین سرے سے موجود ہی نہین معدوم ہین پھر جب معدوم ہین تو کیونکر قیوم یعنی کارساز ہین۔

جب خدا تعالیٰ اون کے عقائد مذکورہ کو باطل کر چکا اور توحید خوب ثابت ہو چکی تو اب آنحضرت علیہ السلام کی نبوت اور قرآن مجید کا کتاب الٰہی ہونا ثابت کرتا ہے نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ یہان کتاب یعنی قرآن مجید کی نسبت فرمایا ہمنے اسکو تم پر اے نبی نازل کیا ہے یہ کتاب برحق ہے اور اگلی کتابون کی تصدیق کرتی ہے یہ دو گواہ کتاب الٰہی ہونے کے لئے خدا نے بیان فرمائے جیسا کہ پہلے مطالب کے لئے دو گواہ الحی القیوم بیان کئے تھے۔ اس مین کوئی شبہ نہین کہ ایک شخص ایسے ملک کے باشندے سے کہ جسمین علوم وفنون کا مطلق پرچہ نہو اور خاص اوس شخص نے نہ کبھی کچھ لکھا پڑھا ہو نہ کسی اہل علم یہودی یا نصرانی یا مجوسی کی صحبت پائی ہو نہ جہان کی سیر کی ہو بلکہ چالیس برس عمر کا وہ حصہ (کہ جسمین اکتساب علوم کیا جاتا ہے) ایک ریگستانی ملک کے دو خشک پہاڑون مین گزارا ہو پھر اوس پر دنیا کی تنگدستی اور عزیز واقارب کے روزمرہ کے جور وظلم اور بھی مزید ہون پھر اوس سے ایک ایسی کتاب کا ظاہر ہونا کہ جسمین یہ دو وصف ہون بلاشک معجزہ ہے وہ کتاب آسمانی اور وہ شخص نبی ہے۔ وصف اول برحق ہونا اسکی یہ صورت ہے کہ قرآن مجید کے مطالب عالیہ (ذات وصفات مبدء ومعاد انسان کی سعادت وشقاوت قصص گذشتہ اخبار آئندہ قوانین ملت دستور العمل سیاست ملک میراث بیع وشراء حلت وحرمت طہارت ونجاست علم اخلاق رحمدلی راستبازی بردباری خداترسی دنیا سے دل برداشتگی وغیرہ وغیرہ کس عمدہ اور پاکیزہ عبارت مین مبالغہ شاعرانہ اور تخیلات جاہلانہ سے خالی ایسے ہین کہ جنمین سے کوئی بھی عقل سلیم کے برخلاف نہین۔

دوسرا وصف تصدیق کرنا کتب الٰہیہ کا سو یہ بھی ایک بڑی بھاری بات ہے قرآن مین اور کتب سابقہ تورات وانجیل وزبور کے مضامین مذکورہ بالا مین سر مو تفاوت نہین اور جو امور جزئیات فرعیات مین کچھ فرق ہے تو وہ بلحاظ ملک وزمانہ ہے اس لئے کہ انبیاء ہر زمانہ مین لوگون کے مناسب احکام مین کمی زیادتی کیا کرتے ہین یہ بات بغیر اس کے کہ سب کا مبداء الہام ربانی واحد مانا جاوے ممکن نہین بالخصوص اوس شخص کے لئے کہ جس نے وہ کتابین آنکھ سے بھی نہین دیکھین چہ جائیکہ اونکو یاد کیا ہو۔

پس جب اس قرآن مین یہ دو وصف ہین تو اس کے کتاب الٰہی ہونے مین کیا شبہ ہے اور جب یہ کتاب الٰہی ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہین۔

وانزل التورۃ والانجیل من قبل الآیہ یہ دوسری دلیل ہے اس دعوی کے لئے یعنی یہ بات تو تم بھی مانتے ہو کہ اس سے پیشتر خدا نے تورات وانجیل نازل کی تھی اب بتلاؤ اون کے کتاب الٰہی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ جو دلیل ان کے لئے ہے وہی قرآن کے لئے ہے مبدء فیاض نے اپنی اسی رحمت سے انزل الفرقان قرآن نازل فرمایا ہے۔ پھر باوجود ان آیات بینات کے ان الذین کفروا جو کوئی خدا کی ایات کا انکار کریگا اون کو عذاب شدید ہے وہ خدائے رحیم جس نے اپنے فضل سے کتابین نازل فرمائی ہین عزیز زبردست یعنی ذو انتقام بدلہ لینے والا بھی ہے۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کی کتاب الٰہی ہونے کا ثبوت ۱۱

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۝ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

اللہ سے (کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں) زمین کی نہ آسمان کی — وہی جسطرح چاہتا ہے ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں بناتا کرتا ہے — اوسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ آيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ

زبردست ہے حکمت والا — وہی تو ہے جسنے آپ پر کتاب نازل کی کہ جسمیں سے کچھ آیتیں تو مستحکم[1] ہیں کہ جو کتاب کے اصول ہیں — اور کچھ دوسری ایسی بھی ہیں کہ جنکے کئی کئی معنے ہیں پھر جنکے دلوں

فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ

میں کجی ہے — وہ تو اوس کتاب کی انہیں آیات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جنکے کئی معنے ہیں تاکہ فتنہ برپا کریں اور اونکی تاویل کریں — حالانکہ اونکی تاویل تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور

الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبَابِ

وہ جو علم میں ثابت قدم ہیں کہتے ہیں ہم اوسپر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقلمند ہی سمجھا کرتے ہیں

ترکیب

ہو مبتدا الذی الخ خبر فی الارحام متعلق ہے یصورکم سے کیف ظرف ہے یشاء کا یہ کل جملہ موضع حال میں ہے فاعل یشاء سے تقدیرہ یصورکم علی مشیتہ ای مریدا۔ منہ آیات محکمات جملہ موضع نصب میں ہے کیونکہ حال ہے کتاب سے اس جملہ میں آیات محکمات صفت وموصوف مبتدا اور منہ خبر ہن مبتدا ام الکتاب خبر لفظ ام گرچہ مفرد ہے لیکن معنی جنس کے دیتا ہے اسلئے جمع کی خبر ہوگیا واخر جمع ہے اخری کی جو مونث ہے آخر افعل تفضیل کا معطوف ہے آیات پر متشابہات اسکی صفت ہے بامعنی الذی تشابہ منہ صلہ مجموعہ مفعول ہے یتبعون کا ابتغاء مفعول لہ یتبعون کا مضاف الفتنۃ مضاف الیہ اور اسی طرح ابتغاء تاویلہ۔ والراسخون فی العلم مبتدا یقولون الخ خبر اور بعض کہتے ہیں والراسخون معطوف ہے لفظ اللہ پر اور یقولون حال ہے۔

تفسیر

پہلے خدا تعالی نے عقائد باطلہ کے ابطال میں اپنے وصف میں الحی القیوم ذکر فرمایا تھا اور حی قیوم وہ ہے کہ جو اپنی مخلوق کی حاجات پوری کرے اور اُنکی ضروریات کا خبر گیران رہکر تدبیر وتصرف کرے اور یہ بات دو وصف چاہتی ہے ایک یہ کہ اُسکو ہر ایک بات کا علم بھی ہو انجام آغاز پر نظر ہو بے سوال کی بھی حاجت کو جانتا ہو دوسرے یہ کہ ہر چیز پر قادر بھی ہو جو چاہتا وہ کرسکتا ہو اس لئے صفت علم کے اثبات کیلئے ان اللہ لا یخفی علیہ شئی فی الارض ولا فی السماء فرمایا کہ اُسکو ہر چیز معلوم ہے کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہیں۔ دوسرے وصف کے ثابت کرنے کو ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء فرمایا کہ اوسکا تصرف اشرف المخلوقات انسان پر بھی ماں کے پیٹ اور اندھیری کوٹھری میں کس نظم ونسق کے ساتھ ہے کہ عقل حیران ہے جسکی کسی قدر کیفیت کتب طبیہ سے معلوم ہوتی ہے اور لطف یہ ہے کہ اول وصف ان اللہ الخ بھی گویا ایک دعوی تھا اُسکے ثبوت کے لئے ہو الذی یصورکم دلیل قاطع ہے کیونکہ جو ارحام میں ایسی تصرفات کرتا ہے اوسپر کوئی چیز کب مخفی رہسکتی ہے؟ یا یوں کہو پہلی آیات میں نصاریٰ کے عقائد فاسدہ تثلیث اور الوہیت مسیح وغیرہ کا رد تھا اور بیشتر عیسائی ان خیالات باطلہ پر حضرت عیسے علیہ السلام کے علم وقدرت سے استدلال کیا کرتے ہیں علم سے یوں کہ حضرت عیسے غیب کی باتیں بتاتے تھے اور جو کوئی گھر میں کچھ کھاکر آتا تھا اوسکو بھی ظاہر کردیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا تھے کہ خدا انسان کی صورت میں ظاہر ہوا تھا یا خدا کے بیٹے تھے کہ جو باپ کی طرح علم مخفیات رکھتے تھے قدرت سے اسطرح کہ حضرت عیسے مردوں کو زندہ کرتے تھے کوڑھیوں اور اندھوں کو تندرستی دیتے تھے ہوا کو اڑتی اور جنوں کو نکالتے تھے یہ بھاری کام انسان کے نہیں اس سے بھی معلوم ہوا کہ وہ خدا یا اوس کے بیٹے تھے گرچہ پہلی آیتوں میں الحی القیوم فرماکر ان شبہات کو رد کردیا تھا

[1] مستحکم یعنی صاف صاف اصول دین بیان کرتے ہیں ۱۲ منہ

لیکن یہان تتمہ کے طور پر اور بھی اون شبہات کا دلائل قطعیہ سے رد کر دیا +

پہلے شبہ کا جواب ان اللہ لا یخفی الخ مین دیا کہ خدا کی شان علام الغیوب ہونا ہے سو یہ بات سوا ذات باری اور کسی کو حاصل نہین اور جو کسی نبی یا فرشتہ کو کوئی بات معلوم ہو تو وہ بھی اسکی طرف کا فیضان ہوا اور جو ایسے خدا ہوتے تو ضرور انپر بھی کوئی بات مخفی ہوتی حالانکہ اوپر بہت سی باتین مخفی تھین چنانچہ انجیل لوقا کے چوتھے باب مین لکھا ہے کہ یسوع روح قدس سے بھرا ہوا یردن سے پھرا اور روح کی رہنمائی سے بیابان مین گیا جب غیر کی رہنمائی ہوئی تو علام الغیوب کہان رہا ؟ علاوہ اسکے اوسی کتاب کے آٹھوین باب مین ہے کہ ایک عورت نے کہ جسکا بارہ برس سے خون جاری تھا پیچھے سے مسیح کی پوشاک چھوئی جس سے اوسکا خون بند ہو گیا مگر مسیح کو نہ معلوم ہوا کہ کون سے پوچھا آخر اوس عورت نے اظہار کیا اور بہت سے مقامات سے یہی ثابت ہوتا ہے - دوسرے شبہ کا جواب ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشارین دیا کہ خدا تو مطلق ہے حضرت عیسیٰ کو یہ بات کب حاصل تھی وہ خدا سے دعا مانگتے تھے چنانچہ اسی انجیل کے چھٹے باب اور اوس مین ہے کہ وہ پیچ پہاڑ پر دعا مانگنے گیا اور خدا سے دعا مانگنے مین رات کاٹی اسکے علاوہ بقول نصاری جب اونکو سولی دینے یہودی لے چلے اور سولی پر چڑھا دیا تو اونھون نے خدا سے فریاد کرنی شروع کی کہ مجھے کہان چھوڑ دیا اور بڑی سختی سے چیخ چیخ کر جان دی جیسا کہ انجیل متی کے ۲۷ باب مین مذکور ہے +

اور نیز ہو الذی یصورکم الخ مین اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر عیسے خدا ہوتے تو وہ عورت کے رحم مین آکر آدمی کی شکل کیون قبول کرتے خدا تو اوسکو بھی شکلین رحم مین بناتا ہے اس کے بعد پھر کلمہ توحید کا اعادہ کرتا ہے لا الہ الا ہو العزیز الحکیم اس مین بھی لفظ عزیز سے قدرت کاملہ کی طرف اور حکیم سے علم حقیقی کیطرف اشارہ ہے جب نصاری کو دلائل عقلیہ سے عاجز کر دیا جاتا ہے تو وہ اس مسئلہ مین یون کہنے لگتے ہین کہ کتب سماویہ مین اونکو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اور خدائی کے الفاظ بھی اونکی نسبت بولے گئے ہین اور قرآن مین بھی اونکو روح اللہ و کلمۃ اللہ کہا ہے تو ہم اسبات کو عقل و ادراک کے احاطہ سے باہر جانکر صرف کلام الٰہی کا اتباع کر کے خدا اور اوسکا بیٹا کہتے ہین چنانچہ آنحضرت علیہ السلام سے بھی عیسائیون نے یہی تقریر کی تھی اور اب بھی عاجز آکر یہی کہا کرتے ہین اسکا جواب خدا تعالیٰ نے ان جملون مین دیا ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ہن ام الکتاب و اخر متشابہات۔ کہ خدا کے کلام مین وہ آیات (کہ جنپر احکام شریعت اور امر و نہی و مواعظ و قصص و تذکیر آخرت کا مدار ہوتا ہی) جنکو ام الکتاب یعنی اسکی بنیاد کہتے ہین صریح اور کھلی کھلی ہوتی ہین اور کہین کسی رمز اور مصلحت سے ایسے جملے بھی ہوتے ہین کہ جنکے کئی معنی اور پیچیدہ مطلب ہوتا ہی اور اوس کلام کا دوسرا پہلو بھی ایک پہلو کا ہمسر ہوتا ہی جن عبارتون سے انکا استدلال ہی وہ از قسم متشابہات ہین اون کا لفظ حقیقی بیٹے پر بھی بولا جاتا ہی اور پیار مین نوکر اور غلام اور بندہ کو بھی کہدیتے ہین اور اسکے برعکس لفظ خدا و مذدات باری پر اور بادشاہ اور ذی سرتبہ و گرنیز بھی اطلاق ہوتا ہی پس جو بیجا گمراہ لوگ ہوتے ہین وہ انکی تاویل اپنی خواہش کے موافق کر کے ایک مطلب گھڑ لیتے ہین جیسا کہ عیسائی اور جاہل علم اور باخدا ہین وہ ان ظاہر الفساد معنی کو ترک کر کے اس کلام کی اصلی مراد کو خدا کے سپرد کر دیتے ہین کہ اسکو وہی جانتا ہی - اور یہ بات کتب سابقہ ہی پر منحصر نہین بلکہ قرآن مین جو اسی نبی آپ پر نازل ہوا ہی اسمین بھی یہی بات ہے[1] پھر ان عقائد فاسدہ کو ان متشابہات سے ثابت کرنا اور وہ معنے لینا کہ جو دیگر آیات کے برخلاف ہین صریح گمراہی ہی یا یون کہو کہ قیوم کیلئے دو باتین ضرور ہین اول مصالح جسمانیہ کا پورا کرنا شکل و صورت بنانا اسکو ہو الذی یصورکم مین بیان کیا دوم مصالح روحانیہ یعنی علم و الہام سے بہرہ ور کرنا اسکو ہو الذی انزل الخ مین بیان کیا۔

[1] انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات مین یہ بات بتلائی ہی کہ جسطرح قرآن مین یہ بات ہی اسی طرح پہلی کتابون مین بھی تھی کیونکہ یہ قیوم ہر ایک کو واضح اور بیان تام سے اپنے اسرار سے جو عقول عامہ پر مخفی ہوتے ہین مطلع

فائدہ

محکم اور متشابہ کے معنی لغت مین مضبوط اور ملتے جلتے کے ہین - عرب محکم مضبوط بنیاد کو کہتے ہین اور جو دو چیزین آپسمین ملتی جلتی ہون اُنکو متشابہ کہتے ہین اور اسی لئے قرآن کو کتابا متشابہا فرمایا کہ حسن وخوبی مین باہم ہر ایک آیت دوسرے سے برابر ہے - ان معنے کے لحاظ سے تمام قرآن پر متشابہ کا اطلاق ہو سکتا ہے اور محکم کے معنے لغوی مضبوط اور حق ہونے کے ہین اس لحاظ سے تمام قرآن کو محکم بھی کہہ سکتے ہین جیسا کہ فرماتا ہے الر کتاب احکمت آیاتہ یہ دونون لغوی معنی باہم کچھ منافات نہین رکھتے مگر بعض نا سمجھ پادری اس نکتہ کو نہ سمجھے اونہون نے ان مین تعارض ثابت کرکے قرآن پر اعتراض کر دیا البتہ اس آیت مین محکم اور متشابہ کے اصطلاحی معنے مین منافات ہے جو محکم ہے متشابہ نہین اور جو متشابہ ہے اسکو محکم نہین کہہ سکتے اور وہ معنے یہ ہین محکم ممنوع کو کہتے ہین کہ اُسمین ایک احتمال کے سوا دوسرا احتمال منع کیا گیا ہے اوسکا گذر نہین اور اسی لئے حاکم کو حاکم کہتے ہین کہ وہ ظالم کو منع کرتا ہے اور حکمت چونکہ لایعنی باتون سے روکتی ہے اسلئے اوسکو حکمت کہتے ہین اور متشابہ وہ کلام کہ جسمین چند احتمالات مساوی ہون اور اس معنے سے جو محکم ہے وہ متشابہ نہین علماء اصول نے کلام کی یون تقسیم کی ہے کہ جو کلام کسی معنے کے لئے موضوع ہو اگر اُسمین دوسرا احتمال نہین تو اُسکو نص کہتے ہین اور جو ہو تو پھر اگر وہ دونون احتمال برابر ہین تو اُسکو مشترک کہتے ہین اور بالتعین ہر احتمال کے لئے مجمل اور جو ایک احتمال قوی ہو اور دوسرا ضعیف احتمال قوی کے لحاظ سے اُسکو ظاہر کہتے ہین اور ضعیف کے لحاظ سے ماوّل - انمین سے نص اور ظاہر پر لفظ محکم بولا جاویگا اور مجمل اور ماوّل کو متشابہ کہینگے بعض محققین کہتے ہین کہ تقسیم یون ہونی چاہئے جو کلام کہ کسی معنی پر ظاہر دلالت کرتا ہے اور اسمین دوسرے احتمال کی گنجایش بھی ہے پس اگر یہ معنی نفس الفاظ سے سمجھے جاتے ہین تو اوسکو ظاہر کہینگے اور جو سیاق بھی اسکے لئے ہے تو اوس کو نص کہینگے (اور کبھی عموماً ہر آیت و حدیث کو نص کہدیتے ہین) اور جس مین دوسرے احتمال کی گنجائش نہین اگر احتمال نسخ ہے تو اوس کو مفسر کہتے ہین اور اگر یہ بھی احتمال نہین تو اوسکو محکم کہتے ہین - اور جو ظاہراً دلالت نہین کرتا اور اوس مین پوشیدگی ہے اگر وہ پوشیدگی کسی عارضی وجہ سے ہے تو اسکو خفی کہتے ہین اور اگر نفس الفاظ مین ہے پھر اگر وہ قرائن کی مدد سے دور ہو سکتی ہے تو اس کو مشکل کہتے ہین اور جو قرائن سے بھی دور نہین ہوتی مگر متکلم سے انکشاف کی امید ہے تو اس کو مجمل کہتے ہین اور اگر امید بھی نہین تو اُس کو متشابہ کہتے ہین وہی اس آیت مین مراد لیا گیا ہے -

لایعلم تاویلہ الا اللہ ابن عباسؓ اور عائشہؓ اور حسن اور مالک بن انس اور کسائی اور فرّاء اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہم علماء یہ کہتے ہین کہ الا اللہ پر کلام تمام ہو گیا اور یہان وقف لازم ہے اور والراسخون جُدا کلام ہے وعطف کے لئے نہین بلکہ ابتدار کلام کے لئے - اس تقدیر پر یہ معنے ہون گے کہ متشابہات سے جو کچھ مراد ہے اوسکو بجز خدا کے اور کوئی نہین جانتا اور یہی ٹھیک ہے کس لئے کہ اسرار غیب کو عقل جب تک جسم کے ساتھ مقید ہے اوس کی تاریکی کی وجہ سے نہین دریافت کر سکتی - اور مجاہد اور ربیع بن انس اور اکثر متکلمین اور جمہور معتزلہ یہ کہتے ہین کہ والراسخون فی العلم کا اللہ پر عطف ہے یہان وقف نہین - اس تقدیر پر یہ معنے ہون گے کہ علماء ربانی بھی متشابہات کو جانتے ہین کیونکہ بندون سے جب کلام کیا گیا ہے تو ایسا نہین ہو سکتا کہ اوسکو کوئی بھی نہ سمجھے ورنہ اوس کے نازل کرنے سے کیا فائدہ تھا والعلم عند اللہ تعالی -

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ

(اور وہ دعا بھی کرتے رہتے ہین) اے ہمارے رب ہمارے دلونکو ہدایت دینے کے بعد ٹیڑہا نہ کردیجئے گا اور خاص اپنے پاس سے ہمارے لئے رحمت عطا فرمائیے کیونکہ تو بڑا ہی دینے والا ہی ہمارے رب بیشک تو ایک روز کہ جسکے آنے مین کوئی

لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ

بھی شبہ نہین سب کو جمع کرے گا (کیونکہ) خدا کبھی وعدہ خلافی نہین کیا کرتا بیشک جن لوگون نے انکار کر دیا ہے نہ تو انکے مال ہی اونکے کچھ کام آئین گے اور نہ انکی اولاد ہی (کچھ کام آئے گی) اور یہی ہین

هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

جو دوزخ کا ایندھن ہونگے ان کی بھی فرعون والون اور انسے پہلے لوگون جیسی حالت ہی کہ اونہون نے ہماری آیتین جھٹلائین جسپر خدا نے اونکو اونکے گناہون سے پکڑ لیا اور اللہ کی مار بھی بڑی سخت ہے

ترکیب

بعد ظرف ہی لاتزغ کا من لدنک صفت ہے رحمۃ کی یا حال - لیوم لام بمعنے فی ای فی یوم لاریب فیہ جملہ موضع جر مین ہی صفت ہے یوم کی الذین موصول وصلہ اسم ان بن تغنی الخ اسکی خبر من اللہ موضع نصب مین ہی تقدیرہ من عذاب اللہ ای لا یدفع اموالہم ولا اولادہم عذاب اللہ شیئا مفعول بہ ہی لن تغنی کا اور حال بھی ہو سکتا ہے کداب کاف موضع نصب مین ہے نعت ہو کر مصدر محذوف کی ای کفروا کفرا کعادۃ آل فرعون اور ممکن ہے کہ خبر ہو مبتدا محذوف کی ای وابہم کداب آل فرعون -

تفسیر

یہ بھی راسخین فی العلم کا مقولہ ہے یعنے وہ متشابہات کو علم الٰہی کے حوالہ کرکے اور اس پر ایمان لاکر یہہ دعا بھی کرتے ہین کہ اے رب تو نے ہم کو ہدایت دی اور فہم سلیم عطا کیا ہے اب ایسا نہو کہ ہمارے دل کجی کی طرف میلان کر جاوین کیونکہ استقامت تیرے ہی ہاتھ مین ہے (جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بنی آدم کے دل خدا کی دو انگلیون مین ہین جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے) داعیہ خیر اور داعیہ شر قلب مین اوس کی طرف سے پیدا ہوتا ہے اور دلی استقامت کے بعد ہمکو اپنی رحمت خالصہ بھی عطا کر -

فائدہ

رحمت کی چند قسمین ہین اول یہ کہ دل مین نور ایمان و توحید حاصل ہو دوم یہہ کہ اعضاء پر اطاعت اور خدمت کے انوار ظاہر ہون سوم یہہ کہ دنیا مین رزق اور اسباب معاش سہل ہو جاوین اور تندرستی اور امن و عافیت حاصل ہو چہارم یہہ کہ شدت موت اور اس کے بعد قبر اور حشر مین رستگاری ہو پنجم یہہ کہ عالم سرور مین اوس کا دیدار اور نظارہ بیشمار حاصل ہون - لفظ رحمت ان سب کو شامل ہی - اس کے بعد کافرون کا حال ذکر کرتا ہے کہ وہ جو دنیا مین اولاد و مال کے لئے خدا سے غافل ہین یہ آخرت مین ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گا وہ دوزخ مین جلین گے جس طرح کہ فرعون کے لوگ اور ان سے پہلے منکر لوگ اولاد و مال مین مستغرق ہو کر خدا کو بھول گئے اور اس کی آیات کو جھٹلانے لگے ہر چند انبیاء نے اون کو سمجھایا لیکن نہ مانا آخرالامر خدا نے اون پر اون کی بدکاری کی وجہ سے عذاب نازل کیا - داب عادت اور خصلت کو کہتے ہین - وقود بالفتح ایندھن اور بالضم آگ جلانا +

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ

(اے نبی) کافروں سے کہدو کہ تم بہت جلد مغلوب کئے جاؤ گے اور مرنے کے بعد جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے تمہارے لئے ان دو لشکروں میں جو بدر کے دن باہم مقابل ہوئے تھے

الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

قدرت کی بڑی نشانی تھی ایک لشکر تو خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا کافر گروہ تھا جو مسلمانوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے دوچند دیکھ رہا تھا اور اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی مدد سے فتح دیتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

بیشک اس واقعہ میں انکے لئے جو آنکھ رکھتے ہیں بڑی عبرت ہے

ترکیب

آیۃ اسم کان لکم خبر فی فئتین موصوف التقتا صفت مجموعہ صفت ہے آیۃ کی اور ممکن ہے فی فئتین خبر ہو اور لکم کان سے متعلق ہو فئۃ موصوف تقاتل فی سبیل اللہ صفت بمجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای احدھما فئۃ الخ واخری نعت ہے مبتدا محذوف کی ای وفئۃ اخری کافرۃ خبر یرونھم ہ کا فاعل المسلمون وقیل الکفار مثلیھم ای مثل مسلمین او مثل عسکرھم مفعول ثانی رای العین مفعول مطلق یہ جملہ محل نصب میں ہے کیونکہ صفت ہے فئتین کی۔

تفسیر

نیک اور بد بندوں کی سیرت بیان فرما کر اس مقام سے کچھ حال بد بندوں کا بیان فرماتا ہے جنہوں نے نہ صرف یہی ایک جرم کیا تھا کہ آیات اللہ کی تکذیب کی تھی بلکہ نیک بندوں کے ساتھ طرح طرح سے بدسلوکیاں بھی کی تھیں جسلئے انپر اوس عزیز ذوانتقام کا غضب بھڑکا اور انکو دنیا سے ہلاک کیا اس لئے ہلاک ہونے سے پہلے اپنے نبی کو حکم دیتا ہے کہ قل الذین کفروا الخ کافروں کو جو ایات اللہ کی تکذیب کرنے والوں کو پہلے سے مطلع کردو کہ تم اپنے زور و کثرت پر گھمنڈ نکرو عنقریب دنیا میں تم مغلوب کئے جاؤ گے اور مرنے کے بعد جہنم میں جمع کئے جاؤ گے آنحضرت صلعم نے انکو یہ پیغام الٰہی پہونچا دیا مگر وہ کب باور کرنے والے تھے تمسخر میں اوڑا دیا آخر انپر اس مغلوبی کا وہ وقت آیا جسکی ابتدا اس جملہ سے ہوتی ہے قد کان لکم آیۃ الخ جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب مکہ سے ہجرت کرکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو کفار مکہ جب بھی اہل اسلام کو امن و امان نہ دیتے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا ہجرت سے اگلے سال رمضان کے مہینے میں آنحضرت کو یہ خبر لگی کہ ابوسفیان ایک قافلہ لیکر شام سے مکہ کو آتا ہے جس میں تجارت کا مال ہے آنحضرت نے اسی بشارت الٰہی کے اطمینان پر لوگوں کو آمادہ کیا گرچہ لوگوں کی یہ خوشی تھی کہ قافلہ کو لوٹ لیجئے کیونکہ اسمیں نفع اور آسانی تھی مگر خدا کو یہ منظور تھا کہ کفر کی شوکت توڑے اس لئے یہی بات پیش آئی کہ ابوسفیان کو بھی کہیں یہ خبر ملگئی وہ قافلہ کو دوسرے راستہ سے لیکر مکہ کی طرف نکلا اور کہلا بھیجا کہ جلد میری مدد کو پہونچو ورنہ محمد علیہ السلام اور انکے اصحاب میرے تعاقب میں آرہے ہیں آنحضرت اوس کے تعاقب میں مکہ سے کئی منزل کے قریب تک آپہنچے اور ایک میدان میں کہ جسکو بدر کہتے ہیں پانی دیکھکر ڈیرا کر دیا حضرت کے ساتھ تقریباً تین سو تیرہ آدمی تھے جو محض بے سامان تھے جن میں صرف دو سوار تھے اور چند زرہ پوش تھے اور انہی کے پاس تلوارین تھیں باقی لٹھ تھپر لئے ہوئے تھے اون کے مقابلہ میں مکہ کے لوگ نکلے ابوجہل اور ابوسفیان اور عتبہ اور عباس وغیرہ بڑے بڑے سردار تھے ان کی تعداد ہزار کے قریب تھی انکے پاس ساز و سامان بھی خوب تھا سوار بھی بہت تھے اونہوں نے بھی اسی میدان میں ایک طرف ڈیرا کر دیا اور پھر باہم صف بندی ہو کر مقابلہ شروع ہوا۔ اب یہاں سے تائیدات غیبیہ کا ظہور ہونا شروع ہوا۔ اول یرونھم الخ کہ کفار کو مسلمان لشکر جو بہت قلیل تھا اپنے سے دوچند نظر آنے لگا جس سے ان کے دلوں میں رعب بیٹھ گیا پھر کیا تھا جو کچھ ہے دل ہی تو ہے۔ اس بات کا ثبوت خود اس جماعت کے بہت سے لوگوں سے بھی ہوا جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ یرونھم مثلیھم کے یہی معنے ہیں مگر بعض نے یرون کا فاعل مسلمانوں کو بتایا ہے کہ مسلمان ان کو دوچند دیکھ رہے تھے اس پر خدا نے

تائید غیبی کا اظہار کیا آخر کار کفار نے بڑی شکست کھائی وہ بشارت صادق ہوئی ابوجہل وغیرہ بڑے بڑے کفر کے سردار مارے گئے ستر گرفتار کئے گئے کچھ بھاگ گئے۔

واضح ہو کہ کفروا کا اطلاق مشرکین عرب پر بھی ہوتا ہے جن کے مغلوب ہونے کا حال معلوم ہو گیا اور یہود و نصاریٰ و مجوس وغیرہ فرقوں پر بھی اس لئے عموماً اس پیشین گوئی کا روئے سخن سب ہی کی طرف ہے جو اس زمانہ پر لحاظ کرنے والوں کے نزدیک ایک امر محال کی پیشین گوئی تھی کس لئے کہ مسلمانوں کی مدینہ میں بہت ہی تھوڑی جماعت تھی جس کا غلبہ قریش مکہ اور دیگر قبائل عرب پر بھی جو بڑے بہادر اور جنگ جو تھے بظاہر محال تھا اس کے سوا دو سلطنتیں ایسی زبردست زور آور تھیں کہ جنہوں نے دنیا پر احاطہ کر رکھا تھا ایک مجوسی سلطنت کسریٰ شاہان ایران کی جنکے ماتحت ہندوستان وغیرہ ملک تھے دوسرے عیسائی قیصروں کی سلطنت جس کا اقتدار تمام یورپ اور ایشیائے کوچک اور شام اور بعض ممالک افریقہ پر مسلم تھا مگر آسمانی تائید کے بھروسے پر سب میں باواز بلند پکار دیا گیا ستغلبون کہ تم جلد مغلوب کئے جاؤ گے۔

کس لئے کہ عرب کی زبان میں سین زمانہ استقبال میں قریب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ایک صدی تمام نہونے پائی تھی کہ یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی اگر یہ منجانب اللہ کوئی علامت پیغمبر علیہ السلام کی صداقت اور اسلام کے برحق ہونے کی نہیں تو اور کیا تھا؟۔

اس لئے خدا فرماتا ہے واللہ یؤید بنصرہ من یشاء کہ یہ تائید الٰہی ہے وہ جس کو چاہے اس سے فیضیاب کرے ظاہری سامان و اسباب اس کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہیں آتے جس کا اب بھی تجربہ و مشاہدہ ہوتا رہتا ہے یہ بات بڑے غور و فکر کے لائق ہے۔ ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار کہ اس میں چشم بصیرت والوں کے لئے خدا پر اور اوس کی آیات پر ایمان لانے اور ایمان لاکر رسولوں کے رستے پر چلنے کے لئے ایک بڑی عبرت ہے اس لئے کہ یہ بات عالم اسباب کے مخالف ہے پھر اس کا ظہور اگر خاص خدا کی طرف سے نہیں تو اور کیا ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ

لوگون کو مرغوب چیزون کی خواہش بھلی معلوم ہوتی ہے عورتون کی اور اولاد کی اور سونے چاندی کے بہت سے ڈھیرون کی اور پلے ہوئے گھوڑون کی اور چارپایون

وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ

اور کھیتی کی یہ سب زندگی دنیا کا سامان ہے اور عمدہ ٹھکانا تو اللہ ہی کے پاس ہے (اے نبی ان سے) کہدیجئے کہ کہو تو میں تمکو اس سے بھی بہت بہتر چیز بتاؤن وہ پرہیزگار لوگون کے لئے

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ

ہان باغ ہین کہ جنکے نیچے نہرین بہ رہی ہین وہ انمین ہمیشہ رہا کرین گے اور انکے لئے پاکیزہ بیویان ہین اور اون کے لئے خدا کی خوشنودی ہے اور اللہ اپنے بندونکو دیکھ رہا ہے یہ انکے لئے

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ

جو کہا کرتے ہین کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیو وہ جو صبر کرتے اور سچ بولتے اور بندگی مین لگے رہتے اور خرچ کرتے رہتے ہین

وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

اور صبح کے وقتون مین استغفار کیا کرتے ہین

ترکیب

زین فعل مجہول للناس اس کے ساتھ متعلق حب الشہوات مفعول ما لم یسم فاعلہ من النسآء الخ اوس کا بیان ذلک مبتدا متاع الحیوۃ الدنیا خبر واللہ مبتدا عندہ جار الخ خبر قل فعل انت اسکا فاعل اؤنبئکم جملہ مقولہ بخیر موضع نصب مین ہے اؤنبئکم سے من ذلکم موضع نصب مین ہے بسبب خبر کے تقدیرہ بما ہو افضل ذلک۔ جنت موصوف تجری الخ صفت مجموعہ مبتدا للذین اتقوا خبر خالدین فیہا حال ہے محذوف سے وازواج معطوف ہے جنات پر الذین یقولون موضع جر مین صفت ہے للذین کی الصابرین الخ موضع جر مین صفت ہے للذین کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار کہ ان عجائب قدرت مین اہل بصیرت کو عبرت کا مقام ہے جس سے عاقل کے نزدیک یہ دنیا اور اسکے تمام ایک ناچیز اور فانی معلوم ہوتے ہین اور عالم باقی کے آگے خواب سا معلوم ہوتا ہے مگر اس چشم حقیقت بین پر لذات دنیا اور اسکے سامان کی محبت کے پردے پڑے ہوئے ہین جس سے وہ عالم آخرت پر دنیا کو ترجیح دے رہا ہے اور چند روزہ عیش کے لئے کفر و الحاد مین آکر آخرت اور عالم باقی کی خوبیون سے بے خبر ہے اس مضمون کو خدا تعالے نے ان آیات مین کس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ جس کا بیان نہین۔ یان یون کہو کہ خدا کی منزل کتابون کے منکرون کا دنیا و آخرت مین جو انجام ہوگا اسکو بیان فرما کر انکی غفلت اور اندھے پن کا سبب ذکر کرتا ہے کہ وہ مال و زن فرزند کی محبت اور فریفتگی ہے جو فانی ہین اسکے بعد اسی سلسلہ سے دار آخرت کی نعمتین جو نیکون کو ملین گی انکا ذکر فرماتا ہی اور نیکی کے اصول بھی ذکر کرتا ہے۔ لہذا دنیا کہ جسپر ہر انسان تفاخر کرتا اور انکی رغبت کا دم بھرتا ہے سات چیزین ہین۔

اول عورت اس سے جسقدر مرد کو لذت اور انس ہی وہ کس چیز سے ہے؟ اسی کی محبت انسان کو ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے مرد مین اور اس مین ایک جذب مقناطیسی رکھا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ہے خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ اسکے بعد بیٹا ہے جسکو انسان اپنا نائب اور قائم مقام سمجھکر جو بات اپنے لئے چاہتا ہے اوس سے بڑھکر اوس کے لئے چاہتا ہے اور نیز اسکا ہر وقت مین قوت بازو اور معین و مددگار بھی ہوتا ہی اس سے بھی انسان کو بڑا فخر اور نہایت خوشی ہوتی ہے اس کے بعد مال دولت روپیہ اشرفی بالخصوص توڑے چنے ہوئے یہ بھی ایک عجیب

چیز ہے جسمیں حاجات کا ذریعہ خیال کیا گیا ہے اسکا غرور اور سرور بھی انسان کو اندھا کر دیتا ہے خدا اور رسول سے بغاوت پر آمادہ کرا دیتا ہے خدائی دعوی کرانے لگتا ہے پھر کو تل گھوڑے بھر گائے بیل اونٹ وغیرہ مواشی پھر باغ کھیتی ان چیزون کے بعد خدا تعالے نے یہہ بات جتلائی ہے کہ یہ چیزین صرف زندگی دنیا کا سامان ہین مگر خدا کے پاس اس سے زیادہ اور عمدہ لذائذ روحانیہ وجسمانیہ موجود ہیں مگر تقاضی آب وگل انہین محسوس اور فانی چیزون پر فریفتہ ہے اور یہ اسکی جبلی بات ہے کیونکہ آدمی جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اوسی کو عمدہ عالم سمجھتا ہے یہان تک کہ جب باہر آتا ہے تو رو رو کر غل مچاتا ہے پھر جب آنکھ کھلتی ہے تو اس عالم حسی پر غش ہو جاتا ہے سدا یہین رہنا پسند کرتا ہے یہین کی ان چیزون پر دم جاتا ہے آخر جب اوس عالم باقی مین جاتا ہے تو اس عالم کو وہان کے لعل اور دولت کے مقابلہ مین ایسا تنگ وتاریک وپر الم سمجھتا ہے کہ جسطرح دنیا مین ماں کے پیٹ کو اور وہان کے رہنے اور واپس جانے کو یہ چیزین دل لگانے کے قابل نہین کیونکہ یہان کا ہر عیش وہر چیز فانی وہان کی باقی اور جاودانی ہے یہان ہر عیش تلخی پر مبنی ہے اور پھر ہر راحت کے بعد تلخی ہے جب تک کہ پیاس اور دھوپ کا سنج نہ اوٹھاوے سایہ اور سرد پانی کا کبھی مزہ نہ آوے اوس عالم باقی مین یہ باتین نہین اسلئے خدا نے جنت اور خندہ حسن المآب کا لفظ کہکر اوس عالم کا شوق دلایا۔ اسکے بعد اور بھی کلام کو بلند کیا اور نبی سے فرمایا کہ لوگونسے کہدو کہ کہو تو مین تمکو دنیا کی ان چیزون سے عمدہ چیزین بتلاؤن؟ پھر آپ ہی فرماتا ہے کہ پرہیزگارون کے لئے اوس عالم مین (عند ربھم) باغ ہیں کہ جنمین نہرین بہتی ہین (جہان تمام جگہ خوشبودار رنگ برنگ کے پھول وپھل اور طائران خوش الحان اور نہایت تکلف کے مکانات ہین) انمین بیویان ہیں کہ جو صورت وسیرت کی تمام برائیون سے مبرا حسن وخوبی مین یکتا۔ اسپر دوام اور بقا۔ یہانتک تو جنت جسمانیہ کی طرف اشارہ تھا اسکے بعد جنت روحانیہ کی طرف اشارہ فرماتا ہے ورضوان من اللہ یعنی خدا کی رضامندی آنحضرت علیہ السلام نے گویا صحابہ کو اوس عالم کو دکھا دیا تھا جس سے اونکی نظرون مین دنیا اور اسکے تمر ہیات گرد ہو گئے تھے یہ کیا کم معجزہ ہے؟ اسکے بعد اون لعل کے مستحق لوگون کا بھی عجب لطف کے ساتھہ ذکر فرماتا ہے للذین اتقوا یعنے پرہیزگارون کے لئے یہ عام لفظ ہے پھر اسکے بعد اسکی اور بھی تشریح ہے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ جنمین یہ چھہ وصف پائے جاتے ہین۔

(۱) یقولون ربنا الخ کہ وہ خدا سے دعا کرتے رہتے ہین کہ اے رب ہم تجھپر ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور عذاب النار سے بچائیو (۲) صبر کرنے والے۔ صبر کہتے ہین محنت کا نفس پر برداشت کرنا خواہ عبادات قائم کرنے مین خواہ نفس کو اوسکی خواہشون سے روکنے مین (۳) صادقین سچ بولنے والے اور ہر بات کو سچ کر دکھانے والے (۴) خدا کی عبادت کرنے والے (۵) منفقین یعنی خدا کی راہ مین خرچ کرنے والے خواہ بذریعہ صدقہ نافلہ خواہ بذریعہ زکوۃ خواہ اپنون کو دے خواہ بیگانون کو (۶) سحر کے وقت خدا سے استغفار کرنے والے۔ اسوقت شب کی ظلمت دور ہو کر نور پھیلتا ہے رات کا مردہ زندہ ہوتا ہے یہ وقت جود عام اور فیض تام کا وقت ہے اور کچھہ عجب نہین کہ عالم قدس کی صبح کا پرتو اس عالم کی صبح ہو دوم یہ خواب وغفلت کا وقت ہے ایسے وقت اوس طرف متوجہ ہو کر استغفار کرنا اور اوس مبدء فیاض سے اپنی مغفرت کا سوال کرنا بلاشک عالم سرور مین پہنچنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور اسی لئے صحابہ اور صالحین امت بلکہ اگلے انبیاء اور اونکے تربیت یافتہ اسوقت عبادت واستغفار کرتے تھے اور اسی لئے اسوقت سونا نشہ مین پڑا رہنا نحوست اور بربادی کا باعث ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ اور فرشتے اور علم والے عدالت کے ساتھ گواہی دے چکے کہ اسکے سوائے کوئی معبود نہیں کوئی بھی خدا نہیں مگر وہی ایک زبردست حکمت والا بیشک دین تو خدا کے نزدیک

الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ بِـَٔايٰتِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا ہے تو صرف معلوم ہو جانے کے بعد آپس کی ضد سے اور جو کوئی اللہ کی آیتوں کا انکار کرتا ہے تو اللہ بھی بہت جلد حساب لینے والا ہے

ترکیب

شہد فعل اللہ فاعل انہ یہ جملہ بیان شہادت والملائکۃ واولوا العلم معطوف ہی لفظ اللہ پر قائما بالقسط حال ہی فاعل شہد سے الدین اسم ان الاسلام خبر عند اللہ ظرف عامل اسمین الذین ہے ومن مبتدا یکفر خبر۔ اور ممکن ہے کہ من شرطیہ یکفر الخ شرط فان اللہ جزا۔

تفسیر

اس بیان کو تمام کرکے پھر مسئلہ توحید کی طرف رجوع کیا جاتا ہی پہلے فرمایا تھا کہ دنیا اور اسکے نعمتیں فانی ہین اور دار آخرت اور وہان کی نعمتین باقی ہین اور وہ نعمتین انکے لئے ہین کہ جو کہتے ہین ربنا اننا آمنا الخ یعنی جنکی قوت نظریہ ایمان کامل توحید اور اسکی صفات پر یقین ہی اور قوت عملیہ بھی کامل ہی جیسا کہ الصابرین الخ مین اشارہ ہی اب یہان اسبات کو ظاہر فرماتا ہی کہ خدا تعالے اور اسکی توحید پر ایمان لانا جو نجات کا مدار ہی کوئی خلاف واقع اور بے اصل بات نہین کہ جس سے عقل رکے جیسا کہ بے عقل لوگ جو صرف محسوسات ہی کا وجود مانکر اور چیزون کے وجود کا انکار کرتے ہین بلکہ یہ بات بہت واضح اور کھلی ہی خدا نے خود آسمان وزمین اور انکے اندر کی کائنات کو اپنے وجود اور توحید کے لئے شاہد بنا رکھا ہی جسطرح کوئی نقش پاؤن رکھنے والیکے وجود پر نظیر اسکے کہ کسی نے اسکو آنکھ سے دیکھا ہو بآواز بلند گواہی دے رہا ہی اسی طرح ہر چیز مخلوق الٰہی بزبان حال اوسکے وجود اور وحدت کو بیان کر رہی ہی ؎ ففی کل شی لہ شاہد ؎ یدل علی انہ واحد۔ شہد اللہ الخ کے یہ معنے ہین اسکے علاوہ یون بھی خدا تعالی کتب الہامیہ مین شہادت دے رہا ہی اور نیز وہ ملائکہ سے اور ملائکہ انبیاء سے کہتے ہین وہ علماء سے فرماتے ہین وہ عامہ خلائق کو سناتے ہین والملائکۃ واولوا العلم اس سے بڑھکر یہ ہے کہ جب عقل نور الہام کی روشنی سے آنکھ اوٹھا کر عالم ہستی مین دیکھتی ہے تو اس مخلوقات کو اسکا مظہر اور ظل جانکر سوائے اسکے اور کوئی نظر نہین پڑتا ؎ بجز ایزد ہیچ در دو جہان چیزے نیست ؎ لا الہ الا ہو مگر بسبب لطافت کے وہ عزیز حکیم حس بصری سے محسوس نہین ہو سکتا۔ اور جبکہ یہ عقائد اور یہ اعمال صالحہ وہ ہین کہ جنکا تسلیم کرنا عقل سلیم کے نزدیک ضرور ٹھہرا تو یہی مذہب حقانی اور مقبول عند اللہ رہے پس مذہب اور مذہب اسلام اسی کا نام ہی۔ تمام انبیاء اور ہر بنی آدم کا فطرتی مذہب یہی ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے مجدد ہین نہ موجد اور اب جو یہود اور نصاری اور دیگر مذاہب اختلاف کرتے ہین تو یہ سب دلائل حقہ سے اعراض کرکے محض ضد اور نفسانیت سے کرتے ہین۔ اسکے بعد مذہب اسلام کا عجب لطف سے برحق ہونا ثابت کرکے اہل کتاب سے مناظرہ شروع فرماتا ہے اور اونکو اونکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ پر اذعدوت من اہلک تک الزام دیتا ہے۔ اسلام کے لغوی معنی فرمان برداری کرنا اور شرع مین ایمان اور اسلام سے ایک معنی مراد ہیں۔ ہان کبھی لغوی معنی کے لحاظ سے دونون مین فرق ہوتا ہے جیسا کہ قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا تب ایمان سے مراد تصدیق قلبی اور اسلام سے انقیاد ظاہری لیجاتی ہے۔

فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا

پس اگر وہ آپ سے حجت کرے تو کہدو کہ میں اور میرے ماننے والون نے تو اپنا سر اللہ کی آگے جھکا دیا اور آپ اہل کتاب اور ان پڑھون سے پوچھئے کہ کیا تم بھی سر جھکاتے ہو پھر اگر وہ بھی سر جھکا دیں

فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ

تو وہ بھی ہدایت پائی اور اگر نہ مانین تو آپ پر صرف پہونچا دینا ہی ہے اور اللہ اپنے بندون کو آپ دیکھ رہا ہے بیشک جو لوگ اللہ کی آیتون کا انکار کرتے اور نبیون کو ناحق

النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ

کرتے ہین اور انکو بھی قتل کرتے ہین جو لوگون کو انصاف کرنے کا حکم دیتے ہین تو اے نبی انکو عذاب الیم کا مژدہ سنا دو یہی وہ لوگ ہین کہ جن کے عمل

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝

دنیا اور آخرت مین اکارت گئے اور انکا کوئی بھی مددگار نہین

ترکیب

ومن اتبعن من موضع رفع میں واو عطف ہے اسلمت کی تاء پر واو اتبعن کی ہی حذف ہوئی ہے روس آیات کی مشابہت سے اور قائم بھی کی جاتی ہے کیونکہ اصل ہے الذین موصول وصلہ مع معطوف ہم ان فبشرہم انکی خبر اور ف اسپر اسلئے داخل ہوئی کہ الذین کا صلہ فعل تھا تاکہ معلوم ہو یہ بشارت جزا کی خبر ہے اور ان اسکو قائم نہین

تفسیر

جبکہ بدلیل قوی یہ ثابت کر دیا گیا کہ دین برحق عند اللہ اسلام ہے اور جو کچھ اختلافات لوگون نے پیدا کئے ہین وہ حسد اور تعصب ہین اسپر بھی نا انصاف حجت کئے چلے جاتے ہین تو اب انکی تمام بیہودہ گفتگو اور کل شکوک شبہات کا ایک عجیب لطف کے ساتھ جواب اپنے نبی کو تعلیم فرماتا ہے کہ جسکے آگے منصف مزاج کو سوائے تسلیم کے اور کچھ بن ہی نہین آتا۔ وہ یہ کہ دنیا میں دو قسم کے اہل مذہب ہیں ایک وہ کہ جو کتاب الہامی اور کسی نبی کے اتباع کا ادعا کرتے ہین جیسا کہ یہود اور عیسائی وغیرہم دوم وہ کہ جو ایسے نہیں جنکو ان پڑھ اور بے علم کہا جاتا ہے جیسا کہ مشرکین عرب ان سب سے کہدو کہ حقانی اور آسمانی مذہب خدا تعالے کی حقیقی فرمان برداری ہے کہ جسکو تم بھی مانتے ہو سو میں اور میرے متبع لوگون نے تو فرمانبرداری کی بلکہ اوس کے آگے گردن جھکا دی خواہ اعتقادیات خواہ عملیات سب مین تسلیم ہے۔ خدا کو وحدہ لاشریک اور جمیع صفات عمدہ سے متصف اور بری صفتون سے پاک جاننا اور قیامت پر ایمان لانا اور اس کے تمام انبیاء کو بلا تفریق برحق سمجھنا ہمارا عقیدہ ہے پنجگانہ نماز مین طہارت ظاہری و باطنی حاصل کر کے اپنی روح اور جسم کو اسپر نثار کرنا کہ جسکو نماز کہتے ہیں اپنے مال مین سے علاوہ اور خیرات کے ایک حصہ معین دینا مخلوق الٰہی پر رحم کرنا بلا وجہ کسی کے ایذا سے باز رہنا اور اسکی عزت و توحید پھیلانے مین اپنی جان عزیز کو بھی قربان کر دینا شہوات و لذات دنیا کی پیروی نکرنا ہمارا شیوہ خاص ہے ؎ کار ما عشق ست و بار ما عشق ست ۔ حاصل روزگار ما عشق ست ۔ یہ باتین تمام شریعتون کا عطر اور عقل سلیم کا مسلم مسئلہ ہین پس اگر تم بھی ایسا کرتے ہو تو تم نے بھی ہدایت پائی اور یہی اسلام ہے اور جو نہین تو اب تمھارے گمراہ ہونے مین کیا کلام ہے اب نبی کا ذمہ خبر دینا ہے اس کی سزا عالم آخرت مین خود پائین گے۔ اس کے بعد یہود و نصاری کے وہ خصائل بد کہ جو ان مین پائے جاتے تھے مجملاً بیان کر کے عذاب آخرت سے ڈراتا ہے۔ وہ خصائل بد یہ تھے عقائد مین آیات الٰہی کا انکار کرنا۔ اعمال مین انبیاء کو اور دیگر کلمۃ الخیر کہنے والون کو ناحق قتل کرنا۔ اور سپر نجات کا امیدوار رہنا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جنکو کتاب مین سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی طرف اس لئے بلائے جاتے ہین کہ وہ کتاب انکا جھگڑا فیصلہ کرے (اسپر بھی) انمین کا ایک فریق سونہ موڑ کر پھر جاتا ہی یہ اسلئے

بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ

کہ وہ کہہ چکے ہین کہ ہمکو ہرگز دوزخ کی آگ نہ لگیگی مگر گنتی کے چند روز تک اور ان کو انکے مذہبی ڈہکوسلون نے مغرور کر دیا ہے پھر اوسدن کہ جسکے آنے مین کچھ بھی

لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

شک نہین کیا حال ہوگا اور (اسدن) جسنے جو کچھ کیا ہی اسکا اسکو پورا بدلہ دیا جاویگا اور کسی پر ظلم نکیا جاویگا

ترکیب

یہ خون موضع حال مین ہی الذی سے اور ہم معرضون جملہ موضع رفع مین ہی صفت ہے فریق کی یا حال ہے ضمیر مجرور سے ذالک مبتدا اور باانہم خبر کیف موضع نصب مین ہی اور عامل اس مین محذوف ہی تقدیرہ کیف یصنعون لاریب فیہ جملہ صفت ہے یوم کی ووفیت اسپر معطوف واو مقدر محذوف ہی۔

تفسیر

یہ ان اہل کتاب کی ایک خصلت بد بیان کی جاتی ہے اور اسکا سبب بھی بتایا جاتا ہے کہ مذہبی بنیائی مین تحریف کرکے اونہون نے چند ڈہکوسلے بنا رکھے ہین جنکی اعتماد پر وہ ایسا کرتے ہین خصلت بد یہ تھی کہ جب انکو باہمی منازعات کے فیصلہ کے لئے کتاب اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا کہ جو کتاب اللہ کہدے اسکو مانو تو وہ روٹھکر چلے جاتے تھے چنانچہ ایک بار جیسا کہ کتب حدیث مین مذکور ہے یہود مین ایک مرد و عورت شریف اور دولتمند نے زنا کیا اور انکے علمار نے بلحاظ دولتمندی اصلی حکم جاری کرنے مین حیلہ بہانہ کیا اور باہم جھگڑا ہونے لگا تو وہ لوگ فیصلہ کے لئے آنحضرت علیہ السلام کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے اور عبداللہ بن صوریا یہودی عالم بھی آیا تو آنحضرت نے فرمایا حکم الٰہی انکے لئے کتاب اللہ یعنی قرآن مین یہ ہی کہ انکو پتھرون سے مارا جاوے (جسکو رجم کہتے ہین) اور یہی حکم تورات مین بھی ہی عبداللہ نے کہا نہین ہے آپنے فرمایا اچھا تورات لاؤ جب لائے اور اس مقام کو نکالا تو عبداللہ نے اوسپر اُنگلی رکھکر چھپانا چاہا مگر عبداللہ بن سلام نے ہاتھ اوسکا اوٹھا کر وہ آیت پڑہدی تب آنحضرت نے رجم کا حکم دیا جسپر یہود اور انکے علمار آنحضرت سے اور بھی زیادہ ناراض ہوگئے اور اکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اسپر خدا تعالی فرماتا ہے کہ جب اونکا اوس کتاب کی نسبت بھی کہ جسکو یہ برحق سمجھتے ہین یہ حال ہے تو پھر قرآن کی نسبت کیا ٹھکانا؟ اور اس بے دینی اور بیباکی کا سبب یہ ہی کہ اونکے پیر مرشدون نے چند ڈھکوسلے انکے دلمین بٹھادئے تھے (۱) یہ کہ بجز چند روز کے یہود کو نسل ابراہیم ہونے کے سبب عذاب نہوگا جسپر وہ مغرور تھے۔ فرماتا ہی کہ قیامت کے روز کہ جسمین کوئی بھی شبہ نہین جب ہم اونکو جمع کرین گے اور ہر شخص کو اسکے اعمال کی پوری جزا و سزا ملے گی تو پھر انکو ان خیالات خام کی حقیقت معلوم ہوجاوے گی۔ دراصل اب بھی سیکڑون فرقے مذہبی ڈھکوسلو پر نازان ہین ہندؤن کے پنڈتون نے ہزارون ایسے مسئلے بنا رکھے ہین عیسائیون نے یہ بات بنا رکھی ہی کہ مسیح جملہ گناہونکا کفارہ ہین

فائدہ یدعون الی کتاب اللہ عبداللہ بن عباس کے نزدیک کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید ہی اور یہی ٹھیک بھی ہی کس لئے کہ جب پیغمبر حجت قائم ہوچکی تب کتاب اللہ کی طرف بالخصوص اوس فیصلہ کے لئے بلانا کہ جسکو وہ بھی تسلیم کرتے تھے بہت ٹھیک تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہی کہ عموماً تورات و انجیل و دیگر صحف مراد ہون کیونکہ اپنے زعم مین وہ سبکو کتاب اللہ کہا کرتے تھے پھر جب اُنکی بشارت کیطرف کہ جو آنحضرت کی شانمین تھین (اور کچھ اب بھی) ہدایت کیجاتی تھی تو ہرگز نہین مانتے تھے

(۱) کتاب احبار کے باب ۲۰ درس مین تصریح ہے ۱۲ منہ

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ

آپ یہ کہئے کہ اے ملک کے مالک تو جسکو چاہتا ہے بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے عزت دیتا اور جسکو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ہی تیرے ہی ہاتھ میں سب بہتری

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

تو ہر چیز پر قادر ہے تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور تو مردوں سے زندہ اور زندہ سے مردہ پیدا کرتا ہے

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

اور جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے ایمان والوں کو نہ چاہیئے کہ ایمانداروں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائیں اور جو ایسا کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف سے

فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

کسی حمایت میں بھی نہیں ہاں اگر تم انسے کوئی بچاؤ کرنا چاہتے ہو (تو مضائقہ نہیں) اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کے پاس پھر جانا ہے

ترکیب

اللھم میم مشددہ قائم مقام یا کے ہے مالک الملک ندا ثانی ہے ای یا مالک الملک تو تی الملک اور اس کے بعد کے جملہ جو اسپر معطوف ہیں خبر ہیں مبتدا محذوف کی ای انت یبدک الخیر جسمیں حصر مستفاد ہے بعض کہتے ہیں اسکا حکم پہلے جملوں کا سا ہے بغیر حساب صفت ہے مصدر محذوف کی ای رزقا غیر قلیل لا یتخذ نفی ہے بجنے نہی من دون اللہ موضع نصب میں ہے صفت اولیاء کی لیس کا اسم ضمیر ہے فی شئی خبر من اللہ حال ہے فی شئی سے ای لیس فی ولایۃ اللہ فی شئی۔

تفسیر

منجملہ انکے خصائل بد کے یہ بات بھی انمیں تھی کہ وہ دنیا اور اسکے اسباب پر مغرور تھے آنحضرت اور صحابہ کو بسبب انکے فقر و افلاس کے بچشم حقارت دیکھتے تھے اور نیز یہود کو اپنے خاندان اسرائیلی ہونے پر بھی بڑا فخر تھا اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ نبی آخر الزمان جو مبعوث ہوگا تو اسی انبیائی خاندان میں سے ہوگا نہ عرب کے جاہلوں مشرکوں میں سے ان سب کا ابطال ان آیات میں کیا جاتا ہے اول کا اس آیت میں قل اللھم مالک الملک الی قدیر کہ سلطنت و دولت عروج و نزول عزت و ذلت کسیکی موروثی نہیں جسکو چاہے خدائے قادر دے اور جس سے چاہے چھین لے اسمیں انکے اس طعن کا بھی جواب ہے جو وہ مسلمانوں کی بشارت پر کیا کرتے تھے کہ بایں ذلت و خواری اہل کتاب پر غالب ہونیکی امید رکھتے ہیں جنکے پاس نہ زور و سلطنت ہے اور نیز اسطرف بھی اشارہ ہے کہ یہ سلطنت و عزت عنقریب گروہ خدا پرست اسلام کو دیجائیگی اور ان سرکشوں سے لی جائیگی جسکا ظہور بہت جلد ہوا دوسری بات کا جواب اس جملہ میں دیا جاتا ہے توج الیل فی النہار الخ کہ تم لوگ اسکی قدرت کا کرشمہ دیکھ رہے ہو کہ دن میں رات داخل ہوتی ہے اور رات میں دن رات جو بڑھتی ہے وہ اس قدر وقت کو لیتی ہے جو گرمیوں میں دن کرلیتا تھا اسیطرح گرمیوں میں دن جو بڑا ہوتا ہے تو رات میں داخل ہو جاتا ہے کہ جاڑے کی رات کا جو وقت تھا اب اسمیں آگیا اور نیز رات آتی ہے دن نکلتا ہے یعنی اسیطرح رات کے بعد دن آتا ہے اسیطرح وہ مردہ سے زندہ پیدا کرتا ہے مرنکے بعد جاندار سے زندہ بچہ بھی پیدا ہو جاتا ہے مٹی جو ایک جرم مردہ ہے اس سے زندہ حیوان پیدا ہوتا ہے مادہ بے جان سے صدہا زندہ حیوان ہوتے ہیں اسیطرح زندہ حیوان سے مردہ بچہ یا منی مردہ پیدا ہوتی ہے اسمیں اسطرف اشارہ ہے کہ خدا زندہ اور انبیائی خاندانوں سے نالائق لوگ بھی پیدا کرتا ہے جو مردہ سے بدتر ہیں اور جاہل خاندانوں سے جو نہ مردہ ہیں ایسے وشمن انبیاء پیدا کر دیتا ہے جو روشنی اور حیات ابدی کا باعث ہوتی ہیں جیسا کہ عرب بالخصوص خاندان قریش خصوصاً بنی ہاشم ہے کیسے زندہ لوگ پیدا کئے کہ جنہوں نے ملک عرب بلکہ روئے زمین کو دوبارہ زندگی بخشی اور زندہ خاندانوں سے یہود و نصاریٰ پیدا کر دیتا ہے جو روشنی اور حیات ابدی کے کچھ اثر نہیں وہ جسکو چاہتا ہے بحساب روزی عطا کرتا ہے اور جبکہ یہ بات خدا نے ظاہر فرما دی کہ یہ سب باتیں ہمارے قبضہ قدرت میں ہیں اور دنیا کی ظاہری طمطراق بے اصل و حقیقت ہے مسلمانوں کو یہ تعلیم فرماتا ہے کہ انہیں لوگوں کو ترک کر کے خدا کے دشمنوں سے انکی شوکت ظاہری پر نظر کر کے دوستی اور محبت نہ کریں جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا کے طرفداروں اور دوستوں میں کچھ بھی شمار نہ ہوگا الا اگر کچھ خوف جان ہو تو ظاہر داری کا کچھ مضائقہ نہیں

واضح ہو کہ کفار سے ایماندار کی محبت کی تین طریق ہیں (۱) یہ کہ انکی ملت و مذہب کو جسمیں وہ خوش ہو کر اسکو حق سمجھتا ہے گو یہ اعتقاد قطعی ہی ہو کہ وہ کافر ہوگا (۲) یہ کہ انکی ملت و مذہب کو تو برا جانتا ہے مگر بمقابلہ اہل اسلام قرابت یا محبت یا کسی دنیاوی فائدہ کی غرض سے انکی مدد کرتا ہے یہ کفر نہیں لیکن سخت گناہ ہے انجام اسکا کفر ہو جاتا ہے قرآن کی اس آیت اور دیگر آیات لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء و لا تتخذوا الیھود و النصاریٰ اولیاء میں اسی منع کیا ہے چنانچہ اسکے شان نزول میں حاطب بن ابی بلتعہ صحابی کا قصہ کتب حدیث میں مذکور ہے کہ انہوں نے آنحضرت کے ارادہ کا حال کفار مکہ کو لکھ بھیجا تھا جسپر ان سخت مانپرس ہوئی۔ (۳) ان دونوں کے درمیانی حالت وہ ہے کہ کفار کے ملت و مذہب کو تو برا جانتا ہے مگر بمقابلہ اہل اسلام قرابت یا محبت یا کسی دنیاوی فائدہ کی غرض سے انکی مدد کرتا ہے یہ کفر نہیں لیکن سخت گناہ ہے انجام اسکا کفر ہو جاتا ہے قرآن کی اس آیت میں ممنوع نہیں (۴) ان دونوں کے درمیانی حالت وہ ہے کہ کفار کے ملت و مذہب کو تو برا جانتا ہے مگر بمقابلہ اہل اسلام قرابت یا محبت یا کسی دنیاوی فائدہ کی غرض سے انکی مدد کرتا ہے یہ کفر نہیں لیکن سخت گناہ ہے انجام اسکا کفر ہو جاتا ہے قرآن کی اس آیت میں ممنوع نہیں (۳

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

کہدیجئے کہ اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ گے یا اوسکو ظاہر کروگے تو اللہ اوسکو جان ہی لے گا اور وہ جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہی سب کچھ جانتا ہی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗۤ اَمَدًا بَعِیْدًا ؕ وَیُحَذِّرُكُمُ

اوسدن کو یاد کرو کہ جسنے جو کچھ نیکی کی آوس دن اوسکو موجود پائیگا اور جو کچھ برائی کی ہے تو چاہے گا کہ کاش برائی مین اور اس مین بڑی دور کا فاصلہ ہو جائے اور اللہ تمکو اپنی

اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ بندو پر بڑا ہی مہربان ہے

ترکیب

ان تخفوا شرط یعلمہ اللہ جزا اور اسکا ترتب باعتبار علم تفصیلی کے ہی۔ یوم ظرف منصوب اسکے ناصب مین مختلف اقوال ہین ابن انباری کہتے ہین المصیر سے متعلق ہی بعض کہتے ہیں اذکر محذوف ہی۔ بعض کہتے ہین تود سے۔ وما عملت ما بمعنی الذی اور عملت اوسکا صلہ اور یہ معطوف ہی ما اول پر تود ان الخ یہ جملہ ممکن ہے کہ تود کی صفت ہو تقدیرہ وما عملت من سوء الذی تود ان بینہا وبینہ امدا بعیدا کبیرا اور ممکن ہے کہ حال ہو امدا اسم ہے ان کا۔

تفسیر

جبکہ مومنون کو کفار سے محبت کرنے کی ممانعت کردی اور بشرط ضرورت ظاہرداری کی اجازت دی تو ان آیات مین اس بات پر تنبیہ کردی کہ دیکھو دل کا حال کوے مخفی نہیں اور پس زمین و آسمان کا حال منکشف ہی پھر اگر کفر کی محبت کو دل مین جگہ دوگے تو وہ تمکو سزا دیگا وہ ہر چیز اور ہر قسم کی سزا پر قادر ہے۔ پھر روز حساب کا ذکر کرکے شامت اعمال کے نتیجہ سے ڈراتا ہے کہ اس روز جسنے جو کچھ کیا ہے اوس کو موجود پائے گا اور برائی کو دیکھکر آرزو کرے گا کہ کاش وہ مجھ سے بہت ہی دور رہے پھر فرماتا ہے کہ خدا تمکو اپنے سے ڈراتا ہے کہ اس مین شان قہر بھی ہے باوجود اسکے وہ بندو پر مہربان بھی ہے اور عواقب امور سے متنبہ کرنا بھی اسکی بڑی مہربانی ہے۔

ف ہفتہ دن گھنٹے برستے رہتے ہین جسقدر دن گھٹتا ہی وہ رات مین شامل ہوجاتا ہے اور جس قدر رات گھٹتی ہی دن مین شامل ہوجاتی ہی کبھی مردہ عورت مین سے زندہ بچہ پیدا کرتا ہی اور کبھی زندہ عورت سے مردہ بچہ پیدا ہوتا ہے یا یہ مراد کہ لائق سے نالائق اور نالائق سے لائق پیدا کرتا ہے۔ یہ سب اس قادر مختار کی قدرت کے عیان نمونے ہین ۱۲ منہ

فائدہ متعلقہ صفحہ ۱۲۵

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

کہدیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بھی معاف کردے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے کہدیجئے کہ اللہ اور

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى

رسول کی فرمانبرداری کیا کرو پھر اگر وہ نہ مانیں تو خدا کو بھی منکروں سے کچھ محبت نہیں بیشک اللہ نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم اور عمران کے خاندان کو دنیا بھر

الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

فضیلت عطا کی تھی جو ایک دوسرے کی اولاد سے تھے اور اللہ سنتا جانتا ہے

ترکیب

ان کنتم تحبون اللہ شرط فاتبعونی جواب شرط یحببکم اور یغفر لکم مجزوم ہیں اتبعوا امر کے جواب میں اگر ذریۃ منصوب ہے یا اسوجہ سے کہ یہ بدل ہی نوحا و ما عطف علیہ سے اور ممکن ہے کہ ان اسماء سے حال بھی ہو اور عامل اس میں اصطفی ہو بعضھا مبتدا من بعض خبر یہ جملہ موضع نصب میں ہے کیونکہ صفت ہے ذریۃ کی۔

تفسیر

جب توحید ثابت کردی گئی تو مشرکین کے پاس بجز اسکے اور کوئی حیلہ نہیں رہا کہ ہم انکو اللہ کے تقرب کا ذریعہ سمجھکر پوجتے ہیں مقصود خدا اور اُسکی محبت ہے اسکے جواب میں فرماتا ہی کہ اگر تمکو اللہ سے محبت ہی تو اوسکے رسول کے کہنے پر چلو اس نادیدہ خدا کی محبت کے وہی عمدہ طریق بتا سکتا ہی کہ جس سے وہ راضی ہو اور تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بھی بخشدے اور وہ غفور الرحیم ہے۔ تمہارے کل خیالات فاسدہ باعث محبت نہیں ہوسکتے خدا کی محبت اسکی اور اسکے رسول کی فرمان برداری سے وابستہ ہے کیونکہ خدا کا فر سے جو خدا اور اوسکے رسول کے نافرمان ہیں محبت نہیں کرتا رسول کی اطاعت پر محبت کے منحصر کرنے سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ بندے بندے سب برابر ہیں انکی اطاعت کس لئے! اسکے جواب میں فرماتا ہی کہ خدا نے انکو برگزیدہ کرلیا ہے جنمیں سے اول برگزیدہ آدم ہیں پھر نوح پھر ابراہیم اور عمران کا خاندان موسی و ہارون وغیرہ یہ خدا نہ تھے نہ فرشتے تھے آدمی تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے تھا۔ اور برگزیدگی اسکے علم و حکمت پر منحصر ہے کیونکہ وہ سمیع و علیم ہے اس میں قریش کے شبہہ کا بھی جواب ہے وہ کہتے تھے محمد اپنی اطاعت کراتا ہی حالانکہ ہم ہی میں کا ایک شخص ہے جواب یہ ہوا کہ سلسلہ نبوت قدیم سے چلا آتا ہے اور نوح ابراہیم وغیرہ بھی اسی طرح برگزیدہ قابل اطاعت تھے یہ کوئی نئی بات نہیں اور یہ برگزیدگی خدا کے ساتھ انکا ارتباط خاص تھا جسکے سبب وہ ان امور سے مطلع کئے جاتے تھے جن سے تم نہیں کئے جاتے اس لئے اون اسرار کی تعلیم کے سبب وہ مقتدا قابل اطاعت تھے۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا

جبکہ عمران کی بیوی نے یہ کہا کہ اے میرے رب میرے پیٹ مین جو بچہ آزاد ہے اوسکو مین نے تیرے لئے نذر کیا سو تو مجھ سے قبول کرلے کیونکہ تو ہی سنتا جانتا ہی پھر جب اسنے لڑکی جنی

قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ

اور اللہ ہی خوب جانتا تھا کہ اسنے کیا جنا تھا تو کہنے لگی کہ اے رب مینے تو یہ لڑکی جنی ہے اور لڑکا لڑکی جیسا کا ہی کو ہوا لڑکا اور مین نے اسکا نام مریم رکھدیا اور مین اسکو اور اسکی اولاد کو

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا

شیطان مردود سے تیری پناہ مین دیتی ہون پھر تو اسی کو اوس کے رب نے اچھی طرح سے قبول کرلیا اور اسکو عمدہ اٹھان اٹھایا اور زکریا نے اسکی کفالت کی جب زکریا اوس کے پاس

زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

حجرے مین جاتے تو اوسکے پاس کچھ کھانا پاتے پھر مریم سے پوچھا کہ اے مریم یہ تیرے پاس کہان سے آتا ہے - مریم نے کہا یہ خدا کے ہان سے آتا ہی - اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے -

ترکیب

اذ اسکا عامل اذکر ہے محرراً حال ہی ما سے جو بمعنی الذی ہے انثی حال ہے وضعتہا کی تا سے یا بدل بنا تا بمعنے انبا تا مفعول مطلق ہی فعل مذکور سے کفل کا فاعل اللہ ہا مفعول اول ذکریا مفعول ثانی کلما کلمہ شرط دخل علیہا اسکے متعلق زکریا فاعل المحراب مفعول فیہ دخل کا وحقہ ان یتعدی بفی او بالی لکنہ اتسع فیہ فاوصل بنفسہ الے المفعول یہ جملہ شرط - وجد کا فاعل زکریا عندہا ظرف رزقا مفعول تمام جملہ جواب شرط قال یا مریم جملہ مستانفہ -

تفسیر

چونکہ ابھی خدا کی محبت اور اسکی طاعت کا ذکر تھا اس لئے مناسب ہوا کہ خدا کے محبوبون اور حقیقی مطیعون کے واقعات غیب کے اجمالی طور پر بیان فرمائے جاوین جس سے روح کو اسکا ذوق اور ان پاکبازون اور راستبازون کے اتباع کا شوق دلمین پیدا ہو - سب سے اول قصہ آل عمران کا عبرت انگیز حضرت مریم اور انکے فرزند ارجمند حضرت عیسے علیہ السلام کا ہی پھر اسکے ضمن مین حضرت زکریا کی دعا اور التجا پر رحم فرماکر اونکے ہان فرزند سعادتمند حضرت یحیی علیہ السلام کے تولد کا ہی کہ جنکو یوحنا بھی کہتے ہین ان آیات مین خدا تعالی مریم کی والدہ کا نذر کرنا اور پھر بجای لڑکے کے مریم کا پیدا ہونا اور انکا حضرت زکریا کے زیر حفاظت محراب یعنی مسجد کے حجرے مین پرورش پانا جسکو اہل کتاب ہیکل کہتے ہین اور پھر بطور خرق عادت مریم کے پاس بے موسم کے میوے دیکھکر حضرت زکریا کا متعجب ہوکر پوچھنا اور مریم کا جواب دینا بیان فرماتا ہے -

اگرچہ اناجیل اربعہ کے مصنفون اور حواریون کے خطوط مسلمہ نصاریٰ مین عمران اور اسکے باپ اور مریم کی ماں کا نام مع التفصیل مذکور نہین مگر مورخین اسلام نے اپنی تحقیقات سے بیان کیا ہی یہ عمران وہ عمران نہین کہ جو موسے اور ہارون کے والد تھے بلکہ یہ ماتان کے بیٹے ہین جو حضرت ہارون کی اولاد سے ہین یہ حضرت زکریا بن اذن کے عہد مین تھے یہ حضرت عیسے علیہ السلام کے نانا ہین - بنی اسرائیل مین دستور تھا کہ وہ اپنے لڑکے کو خدا کی نذر مانا کرتے تھے جب اوسکا دودھ بڑھ جاتا تو اوسکو ہیکل یعنی اوس مسجد مین کہ جسکو حضرت سلیمان نے

ف محرراً اس نذر مین لڑکے کو کہتے تھے جو دنیا کے کاروبار سے آزاد کرکے مسجد مین دینی خدمات کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا - لڑکی پیدا ہونے سے وہ امید جاتی رہی کس لئے کہ لڑکی لڑکون کے برابر کیا خدمت کا سرانجام دیسکتی ہی پھر انکی ماں کی حسرت کے کلمات ہین جو جناب باری مین مریم کی ولادت کیوقت لڑکی کہنا چیز سمجھکر کہے تھے خدا کو انکا نیاز وخلوص پسند آیا اسکو قبول کیا اور لڑکون سے عمدہ ثمرہ حضرت مسیح علیہ السلام انسے ظہور پذیر ہوا ۱۲ منہ

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ

اسوقت فوراً زکریا نے بھی اپنے رب سے دعا کی کہا اے میرے رب مجھکو بھی اپنی جناب سے پاک اولاد عطا کر بیشک تو دعا کا سننے والا ہی پھر اوسکو فرشتے نے آواز دی جبکہ

قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ

وہ محراب مین کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تم کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ (کے پیدا ہونے) کی تصدیق کریگا خدا کے ایک کلمہ کی اور سردار ہوگا اور کوّا اور عورتوں کا نہ ہونگے نکریا

رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۚ قَالَ

نے کہا اے رب میرے کہان سے لڑکا ہوگا اور مجھپر تو بڑھاپا آگیا اور میری بیوی بانجھ ہے (فرشتے نے) کہا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہی کرتا ہی زکریا نے کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی مین

آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝

تیرے لئے یہ نشانی ہی کہ تو تین روز تک لوگون سے بجز اشارہ کے بات نکر سکیگا اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور شام و صبح تسبیح کیا کر

ترکیب

ہنالک اصل ظرف مکان کے لئے ہے مگر یہان ظرف زمان مراد ہی لک سے اسمیں بعد ہوگیا یہ دعا سے متعلق ہے من لدنک ہب لی سے متعلق ہے پس من ابتدا غایۃ ہے کے لئی ہی

نادت فعل الملئکۃ فاعل ہ ضمیر مفعول ذی الحال وہو قائم جملہ حال یصلی ضمیر قائم سے حال وان اللہ جملہ بیان ندہ ہے مصدقا اور سیدا اور حصورا اور نبیا یحیی سے حال ہیں لی خبر

یکون غلام اہم وانی بمعنی کیف ایتک مبتدا ان لا تکلم الخ جملہ خبر عشی مفرد ہی بعض کہتے ہیں عشیۃ کی جمع اور ابکار بروزن افعال مصدر ہے ای وقت الابکار ۔

تفسیر

شہر یروشلم میں بنایا تھا جسکو اہل اسلام بیت المقدس کہتے ہین کاہن یعنی امام کے پاس لاکر چھوڑ جاتے تھے اور وہ وہان مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا جیسا کہ سموئیل کو نذر مانا تھا

عمران جب مرگئے تو اون کی بیوی حنہ حمل سے تھین اسنے خلوص نیت سے بدستور بنی اسرائیل یہ نذر مانی کہ الٰہی جو کچھ میرے پیٹ مین ہی مینے سب کا مون سے محرر یعنے آزاد کرکے تیرے

لئے نذر مانا ہی سو جب جنی تو لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی ہیکل کی خدمت کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی یہ سمجھکر نہایت حسرت سے جناب باری مین عرض کی کہ الٰہی مین نے لڑکی جنی اور لڑکی

لڑکے کے برابر نہین ہوتی مطلب یہ کہ یہ تیری نذر کے قابل چیز پیدا نہین ہوئی کیا کرون؟ چونکہ وہان تو خلوص اور محبت پر نظر ہے وہان لڑکی اور لڑکے کی کچھ پروا نہیں اس لئے

خدا تعالیٰ نے بطور جملہ معترضہ کے یہ فرمایا کہ اللہ ہی خوب جانتا ہی جو کچھ اسنے جنا یعنی وہ لڑکی لڑکون سے بھی بہتر ہے اور اسی لئے ایک جگہ کانت من الصالحین فرمایا ہی اور اس تقدیر

پر اگر ولیس الذکر کالانثی کے خدا کی طرف کا جملہ ہوکر یہ معنے قرار دئے جاوین کہ اس لڑکی کے برابر کوئی لڑکا نہین تو ممکن ہی حنہ نے اوسکا نام مریم رکھا اور جب اوسکا دودھ بڑھ

چکا تو بدستور بنی اسرائیل اسکو ہیکل میں کاہنون کے پاس بھیجدیا انمین حضرت زکریا بھی تھے جو رشتہ مین مریم کے خالو ہوتے تھے مریم کی خالہ الیسباع جسکو الیصابات بھی کہتے

ہین زکریا کی بیوی تھی کاہنون مین باہم گفتگو ہوئی کہ اس لڑکی کی کون پرورش کرے؟ زکریا نے فرمایا مین مستحق ہون اسکی خالہ اسکے حال کی خوب نگران رہے گی اور اون نے

نہ مانا اسپر قلم ڈالنے یعنے چٹھی لکھکر ڈالنے کی قرعہ کی طور پر نوبت پہنچی اور قرعہ مین بھی زکریا کا نام نکلا تب زکریا کے مریم سپرد ہوگئیں اور اونہون نے اون کے لئے ایک جداگانہ جگہ

ہیکل کے متعلق تجویز کردی مریم کو خدا نے نذر مین خوش ہوکر قبول کرلیا تھا اور خدا غیب سے اوسکے خورش کے سامان مہیا کیا کرتا تھا۔ اس عرصہ مین مریم جوان ہوگئین

خدا کی قدرت حضرت زکریا کے مان اس بڑھاپے تک کوئی اولاد نہ تھی ہر چند دعا کرتے تھے کہ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین ان ایام مین کئی بار مریم کے پاس جب

اُنکے حجرے مین گئے تو بے موسم کے پھل اور میوے دیکھے پائے جس سے متعجب ہوکر پوچھا کہ یہ تیرے پاس کہان سے آئے؟ مریم نے کہا خدا کے یہان سے وہ جسکو

ف۵ خدا کا کلمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین جو انکے کلمہ کن کے کہنے سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے حضرت یحییٰ کے پیدا ہونیکی جب خوشخبری فرشتہ نے دی تو انکے اوصاف بھی بیان کردئے کہ وہ عیسیٰ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرینگے رہے

عیسیٰ بھی پیدا نہین ہوئے تھے) سردار ہونگے معصوم و محفوظ ہون گے نبی ہون گے نیکوکار ہون گے یعنی فرزند بھی دیتے ہین تو ایسا نہ کہ نالائق و ناہنجار ۱۲ منہ

چاہتا ہو بغیر حساب روزی دیتا ہی یہ حال دیکھکر زکریا کو تنہا ہوا اور دلمین خیال گذرا کہ خدا تعالی مجھکو بھی بے موسم پیری مین پھل
دیسکتا ہی خدا سے نہایت عاجزی کے ساتھہ اولاد کی دعا کی وہ ہیکل مین کھڑے ہوئے عبادت مین مصروف تھے اور یہی انکی
نماز تھی کہ فرشتہ نے اونپر ظاہر ہوکر یہ بشارت دی کہ دیکھہ خدا نے تیری دعا قبول کی وہ تجھکو ایک ایسا فرزند دیا چاہتا ہے
کہ جسکا ہم نام تیرے خاندان مین کوئی نہیں وہ بنی اسرائیل کا سردار ہوگا اور اُس قوم کی خراب حالت کی اصلاح کریگا اور خصوصاً
ہوگا یعنے خدا کی طرف سے نفسانی خواہشون اور گناہون سے روکا جاویگا اوسکو ان چیزون کی طرف ازخود رغبت نہوگی اور نبی
ہوگا اور پاکباز لوگون مین سے ہوگا اور وہ کلمۃ اللہ یعنے حضرت مسیح کی تصدیق کریگا۔ یہ مژدہ سنکر زکریا نے کہا الٰہی مین بوڑھا
ہوگیا اور میری بیوی بانجھہ ہی وہ کیونکہ ہوگا؟ فرشتہ نے کہا خدا یون ہی کردیتا ہی اوسپر کوئی بات مشکل نہین بغیر اسباب
ظاہرہ بھی وہ اپنے افعال ظاہر کردیا کرتا ہے زکریا نے عرض کیا کہ مجھکو کوئی علامت یا نشانی دینی چاہیئے جس سے مجھکو یہ معلوم
ہو فرشتہ نے کہا تیرے لیئے یہ علامت ہی کہ تو تین روز تک بغیر اشارہ کے کسی سے کلام نکرسکے گا۔ گویا یہ ایک روزہ تھا۔
بنی اسرائیل مین عبادت کی عبادت علامت کی علامت۔ اسکے بعد زکریا اپنی بیوی کے پاس گئے وہ حاملہ ہوگئین۔
یہ وہ مختصر قصہ ہی جو مریم کے قصہ مین ضمناً مذکور ہوا پھر اگلی آیات مین مریم کے قصہ کو تمام فرماتا ہے وہ یہ کہ حضرت
یحیی پیٹ ہی مین تھے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو جبکہ وہ اپنے حجرہ مین غسل حیض سے فارغ ہوکر بیٹھین آدمی کی شکل
مین جبرئیل دکھائی دئے اور کہا خدا تجھکو ایک سعادتمند فرزند کی بشارت دیتا ہے مریم نے کہا نہ مین کسی مرد کے پاس گئی نہ
مین بدکار ہون پھر لڑکا کیونکر ہوگا؟ جبرئیل نے کہا خدا یون ہی کردیتا ہے پھر جبرئیل نے قریب آکر اون کے کُرتے کے
گریبان مین پھونکدیا جس سے وہ حاملہ ہوگئین اور کچھہ عجب نہیں کہ ایسی حالت مین جرچا پھیلا ہو مریم اپنے چچازاد بھائی
یوسف کے ساتھہ بیت المقدس سے ناصرہ کو چلی گئی ہون اور پھر اسم نویسی کو ہیرودیس کے عہد مین یروسلم مین
مین آئی ہون اور بیت اللحم مین کسی گوشہ مین کہ جہان کوئی کھجور کا درخت تھا حضرت عیسے پیدا ہوئے ہون اور اسی لیئے
حضرت زکریا پر یہود نے تہمت لگاکر (کہ یہ حمل اونکا ہے) قتل کیا تھا جیسا کہ کتب تاریخ سے ثابت ہے اہل کتاب یوسف
کو مریم کا شوہر کہتے ہین کچھہ عجب نہین کہ حمل ظاہر ہونے کے بعد یا ولادت کے بعد ان سے شادی ہوئی ہو یا یہ بات صرف
جاہلون کے طعن دور کرنے کو اُس وقت مشہور کردی ہو قرآن مین اسکا کچھہ ذکر نہیں واللہ اعلم عند اللہ الغرض جب حضرت
عیسے پیدا ہوئے اور اون کی برکت سے خشک کھجور مین چھوارے نمودار ہوئے تو یہود گروہ کے گروہ مریم کو ملامت کرنے
آتے تھے کہ تیرے ماں اور باپ تو ایسے پاکدامن تھے تونے یہ کیا کیا؟ حضرت مریم نے کہا اسی لڑکے سے پوچھہ لو لوگون نے کہا
شیرخوار لڑکا کیونکر بات کرسکتا ہی اس مین خود حضرت عیسے بول پڑے کہ مین خدا کا برگزیدہ نبی ہون اور میری ماں پاکدامن
ہے اس سے سبکو تعجب ہوگیا پھر اور بھی معجزات لڑکپن[1] مین لوگون نے دیکھے اس کے بعد حاکم وقت کے خوف سے

[1] جیسا کہ گارے کے پرند جانور بناکر اون مین پھونک مارنا اور پھر اونکا زندہ ہوکر اڑجانا ۱۲ منہ

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَ

اور جبکہ فرشتوں نے کہا اے مریم تجھکو خدائے برگزیدہ کر لیا اور پاک کر دیا اور تم کو دنیا کی عورتوں پر فضیلت دی ای مریم اپنے رب کی عبادت اور

اسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ أَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُوْنَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ

سجدہ کیا کرو اور نمازیوں کے ساتھ نماز ادا کیا کرو یہ غیب کی خبروں میں ہم اوکو اے نبی آپ کی طرف الہام کرتے ہیں اور آپ کچھ اون کے پاس تو موجود ہی نہ تھے جبکہ وہ قرعہ ڈال رہے تھے کہ

مَرْيَمَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ

مریم کی پرورش کرے گا اور نہ آپ اسوقت موجود تھے جبکہ وہ باہم جھگڑ رہے تھے جب فرشتے نے کہا کہ اے مریم اللہ تعالیٰ اپنے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جسکا نام مسیح عیسے مریم کا بیٹا ہے

مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ

جو بڑا با وقار ہوگا دنیا اور آخرت میں اور خدا کے مقرب لوگوں میں سے ہوگا اور لوگوں سے ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں باتیں کریگا اور وہ نیک لوگوں میں سے ہوگا تو مریم نے کہا اے میرے رب کیونکر لڑکا

لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۚ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ

ہو سکتا ہے اور مجھکو تو کسی بشر نے ہاتھ بھی نہیں لگایا فرمایا اللہ یوں ہی جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اسکو یہی کہدیتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے اور اللہ اسکو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا إِلٰى بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ۝ أَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۝ أَنِّيْٓ أَخْلُقُ لَكُمْ

کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل سکھائیگا اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے جائیں گے وہ (انہیں) کہیں گے کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں

مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَأُنَبِّئُكُمْ

پرندوں کی مورتیں بنا کر اون میں پھونکتا ہوں وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگتے ہیں اور میں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو بھلا چنگا کر دیتا ہوں اور میں خدا کے حکم سے مردوں کو بھی زندہ کر دیتا ہوں

بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۚ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ

اور جو کچھ تم گھروں میں جمع کرتے ہو سب کو بتلا دیتا ہوں بے شک میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہوں اگر تم کو ایمان ہے اور میں اپنے سے اگلی کتاب (توریت) کی تصدیق کرتا ہوا آیا ہوں اور

لِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ۝ إِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ

میں اس لئے بھی آیا ہوں کہ جو چیزیں میں تم پر حرام کر دیگئیں ہیں انمیں سے بعض کو تمہارے لئے حلال کر دوں اور میں تمہارے پاس تمہارے خدا کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو بیشک اللہ میرا اور تمہارا

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِيْٓ إِلَى اللّٰهِ ۚ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ آمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ

رب ہے سو تم اسکی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے جب عیسے نے انکی طرف سے انکار معلوم کر لیا تو کہا اوٹھے کہ کوئی ہے جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کرے حواریوں نے کہا ہم ہیں خدا کی طرف دار ہم خدا پر ایمان لائے اور

اشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ آمَنَّا بِمَآ أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ

گواہ رہیے کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ای رب جو کچھ تو نے نازل کیا ہم اسپر ایمان لائے اور رسول کی پیروی اختیار کر لی سو ہمکو بھی گواہوں میں لکھ رکھ اور یہود نے داؤ کیا اور خدا نے اسکے داؤ کیا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے

ترکیب

ذٰلک مبتدا من انباء الغیب خبر نوحیہ ایک خبر ثانی۔ اذ یلقون اذ ظرف ہی کان کا اور ممکن ہی کہ استقرار کا ظرف ہو کہ جس سے لدیہم متعلق ہی اقلام جمع قلم بمعنے مقلوم ایہم مبتدا یکفل مریم خبر جملہ موضع نصب میں ہی ای یقترعون ایہم عامل اسمین وہ ہی جو یلقون سے سمجھا جاتا ہی اذ یختصمون کا حال اذ یلقون کا سا ہی اذ قالت بدل ہی اذ سابق سے منہ صفت ہی کلمۃ کی اسمہ مبتدا المسیح خبر جملے بدل یا عطف بیان ہی اذ سے۔ ابن مریم خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ہو وجیہا اور من المقربین اور یکلم احوال مقدرہ ہیں معنی کلمتہ سے یا یکون سے فی المہد حال ہی ضمیر یکلم سے رسولا کو اگر صفت مانا جاوے تو یہ بھی حال ہی بھیجا لی بنی اسرائیل اس سے متعلق ہی مصدقا حال ہی معطوف ہی بایۃ پر لئے جئتکم بایۃ و مصدقا من التورات بیان ہی بین یدی کا ولاحل معطوف ہی محذوف پر لے لاخفف علم فعلہا کلمہ شرط حس کا فاعل جیسے الکفر مفعول منہم متعلق ہی احس یا کفر کا حال قال من جواب انصاری انصار نصیر کی جمع ہی جیسا کہ شریف واشراف الحواریون اسکا مفرد حواری ہے جو حور سے مشتق ہی جسکے معنے روشنی اور سفیدی یا رجوع کے ہیں چونکہ ایسے لوگ خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اون کے دل روشن ہوتے ہیں اس لئے حواری کہلاتے ہیں۔

نہ سہا وان کو مار ڈالے یوسف مریم اور حضرت عیسے کو ملک مصر مین لے گیا اور وہین حضرت عیسے ہوشیار ہوئے جوان ہوکر جب ہیرود بن بادشاہ کی موت کی خبر سنی تو ملک شام مین آئے ادہر حضرت یحیٰی زکریا کے بیٹے جوان سے کئی مہینے پہلے پیدا ہوچکے تھے جوان ہوگئے تھے لوگونکو تعلیم دیتے اور حضرت عیسے کی تصدیق کرتے تھے آخر بادشاہ وقت نے حضرت یحیٰی کو قتل کردیا - اسکے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک یہودیہ کے جلیل اور یروشلم وغیرہ شہرون مین وعظ فرماتے معجزات دکھاتے رہے لیکن یہود کو ہر روز ان سے عداوت بڑہتی گئی باوجودیکہ حضرت عیسے نے تورات کی تصدیق کی اور شریعت موسوی کی بجبث قت ترمیم کی کیونکہ موسی اور عیسی مین سیکڑون برس کا فاصلہ ہے زمانہ کے مقتضیات کا ضرور اثر ظاہر ہوا جو ترمیم کی حاجت پڑی چنانچہ انہون نے وہ جو سبت کے روز بیحد قیدین تھین کہ یون نکرے اور یون کرے یا اور ایسے ہی مسائل تھے ان مین بحکم الہی تخفیف کردی اور ان ممنوع اور حرام باتون کو درست کردیا جسکی پوری تفصیل کتاب احبار اور اناجیل اربعہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتی ہے اور معجزات بھی دکھائے اور بہت کچھ یہود کی بداقبالیون اور ناشائستگیون کی اصلاح کرنی چاہی مگر اُس قوم کی حس باطنی جاتی رہی تھی یون تو مسیحا نے کئی مردہ زندہ کئے مگر یہود کا اقبال مردہ زندہ نہو سکا آخر جب اونکی سرکشی دیکھی تو فرمایا کہ کون خدا کی جماعت مین آتا ہے؟ بارہ شخص کہ جنکو حواری (یعنی خدا کی طرف رجوع کرنے والے یا روشن دل) کہتے ہیں اور اُن کے یہ نام ہین حضرت کے صدق دل سے مرید اور شاگرد خاص ہوگئے شمعون[1] جسکو پطرس بھی کہتے ہیں اندریاس[2] شمعون کا بھائی یعقوب[3] بن زبدی یوحنا[4] انکا بھائی فیلبوس[5] برتھولما[6] توما[7] متی[8] - یعقوب[9] - بن حلفا لبی[10] جسکو تھدی بھی کہتے تھے شمعون[11] کنعانی - یہودا اسکریوتی اب ایک دیندارون کی جماعت قائم ہوگئی آخر کار یہود نے حضرت عیسیٰ کی حکام سے شکایتین کرکے پلاطوس حاکم کو اون کے قتل پر آمادہ کیا اور جاسوس دوڑ گئے حضرت کو ایک جگہ سے گرفتار کرکے لائے اور طرح طرح کی اذیتین دینی شروع کین اور بہت کچھ مکر و داؤ اون کے قتل کے لئے کیا مگر خدا کا داؤ سب پر غالب ہے اونسنے یہ کیا کہ انہین یہودیون مین سے ایک کو حضرت مسیح کی صورت مین کردیا اور مسیح علیہ السلام کو ملائکہ آسمانپر لے گئے یہود نے مسیح سمجھکر اوس شخص کو سولی دی اور بڑی اذیت سے مارا ۔

فائدہ

فرشتون نے مریم سے حضرت عیسے مسیح علیہ السلام کی بابت یہ تمام حال بیان کردیا تہا کہ وہ ایسے اور ایسے ہون گے (۱) اونکا نام عیسے مسیح ابن مریم ہوگا (۲) وہ دنیا و آخرت مین معزز اور خدا کے مقربین مین سے ہونگے (۳) لڑکپن اور ادہیڑ عمر مین لوگون سے کلام کرینگے برخلاف اور لوگون کے کہ وہ شیر خوارگی مین کلام نہین کرتے (۴) انکو خدا کتاب اور حکمت توریت و انجیل سکھائیگا (۵) وہ لوگونسے کہینگے کہ مین خدا کی طرف سے معجزات لیکر آیا ہون جنکا بعد مین بیان ہے (۶) مین توریت کو پورا کرنے آیا ہون اسکا مصدق ہون نہ مکذب (۷) مین تم پر سے سخت احکام کا جو بعض پہلے کے آیا ہون جو چیزین بنی اسرائیل پر انکی سخت دلی سے حرام کردی گئی ہین بعض کو مباح کردیتا ہون ان سب باتونکے بعد اصلی بات بھی کہی کہ خداوند خدا میرا اور تمہارا سب کا خدا ہے اسی کی عبادت کرو نہ میری نہ کسی اور مخلوق کی یہ ہے راہ راست مگر بنی اسرائیل سخت دل کاہیکو ماننے والے تھے حضرت نے انکے انکار و مخالفت کو معلوم کرکے کہا کونی ہے کہ خدا کے لئے میرا مددگار بنے حواری بول اٹھے کہ ہم خدا دین کے مددگار ہیں ہم خدا پر ایمان لائے پیغمبر عالی کرامی ہمکو گواہ ہون مین لکہ رہے ہم رسول کے مطیع ہوگئے (اسمین آنحضرت صلعم کے مخاطبون کو ترغیب لائی جاتی ہے) پھر کس بی سی قصہ کو تمام کرتا ہے کہ یہود نے انسے بڑی بدسلوکی کی جسپر خدا نے بھی انسے بدسلوکی کی کہ رومی بادشاہ انپر چڑھ آئے اور بار کرستیاناس کرگئے انکی بدسلوکی کو اور اسکے بدلہ کو بطور استعارہ مکر سے تعبیر کیا ۱۲ منہ

[1] یہود مین قدیم دستور تہا کہ جسکو سردار یا برگزیدہ کرتے تھے تو اسوقت کاہنی یا کاہن اوس شخص پر زیتون کا تیل مسح کردیتا یعنے مل دیتا تہا اسلئے اوس شخص کو مسیح کہتے تھے چونکہ حضرت عیسے علیہ السلام پر بھی مقبولیت کا تیل ملا گیا اوسی قدیم عزت پر انکا لقب مسیح مشہور ہوا اور یشوع عبرانی مین انکا نام ہے جسکو عربی مین عیسے کہتے ہین چونکہ لقب زیادہ مشہور تہا اس لئے اوسکو نام سے پہلے ذکر کیا ۱۲ منہ

اب ہم یہان چند ابحاث بیان کرتے ہین تاکہ ان آیات کا مطلب ناظرین کے بخوبی سمجھ مین آجاوے اور پھر آیندہ سورۂ مریم وغیرہا مین اعادہ کی کچھہ حاجت نرہے واللہ ولی التوفیق۔

(بحث اول) مفردات الفاظ کی تشریح المحراب اونچی اور عمدہ جگہہ۔ اصمعی کہتے ہین بالاخانہ۔ بعض کہتے ہین اسجگہ مراد مسجد ہے اسلئے کہ یہہ بسبب عبادت کے شیطان سے لڑائی کی جگہہ ہی جو حرب سے مشتق ہی حصورا حصر سے مشتق ہی جسکے معنے بند ہونے اور رکنے کے ہین کہتے ہین حصر از جہل اعتقل بطنہ یہ فعول بمعنی مفعول ہی یعنی شہوات سے روکا گیا۔ جسکو محفوظ اور معصوم کہنا چاہئے عاقر عقر سے مشتق ہی جسکے معنے منقطع ہونے کے ہین یعنی اولاد سے منقطع ہوگئی جسکو بانجھہ کہتے ہین رفر کے معنے حرکت کے ہین چونکہ دریا مین تموج ہوتا ہی اس لئے اسکو عرب راموز کہتے ہین یہان مراد اشارہ ہی جو ہاتھہ پاؤن یا آنکھہ بھوؤن کی حرکت سے ہوتا ہی العشی دن ڈھلے سے غروب تک کا وقت والابکار پکڑنی اور اول چیز اور اسی لئے باکرہ نئے پھلون کو کہتے ہین اور نئی نا کتخدا عورت کو بکر کہتے ہین اس سے مراد طلوع آفتاب سے دوپہر تک کا وقت ہی بعض نے ابکار بالفتح پڑہا ہی سو یہ اشجار کی طرح جمع ہوگا انبار بناوٹ کی جمع ہی جسکے معنے خبر ہین۔ انصار اور حواری کے معنے ہم بیان کرچکے ہین۔

(بحث دوسری) اس مقام پر عیسائی نکتہ چین قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا کرتے ہین کہ حضرت مسیح اور مریم کے اور اسی طرح یوحنا یعنی یحیی کے قصہ مین چند غلطیان قرآن مین بیان ہوئین جو تاریخی واقعات سے علاقہ رکھتے ہین (۱) یہ کہ مریم کی ماں کا نذر ماننا اور پھر مریم کو ہیکل مین بھیجدینا اور وہان کاہنون مین باہم اون کی پرورش کی بابت گفتگو ہوکر زکریا کے نام قرعہ نکلنا اور زکریا کا مریم کو بے موسم کے پھل کھاتے دیکھکر اپنے لئے اولاد کے واسطے دعا کرنا انجیل سے ثابت نہین اسلئے یہ باتین غلط ہین (۲) قرآن مین لکھا ہی کہ زکریا تین روز تک بغیر اشارہ کے کسی سے کلام نکرین گے حالانکہ انجیل لوقا کے اول باب ۲۰ ورس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ زکریا کو یون فرشتے نے کہا کہ تو جب تک یہ باتین واقع نہوین گونگا ہوجاویگا کسی سے بول نسکے گا۔ اور اسی باب کے ۶۴ ورس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب یحیی پیدا ہوئے اور آٹھوین دن انکا ختنہ ہوا اور اونکا یحیی نام رکھا گیا تب اونکی زبان کھلی جسکی مدت تخمینا دس مہینے ہوتے ہین قرآن نے باوجود دعوی الہام اور تصدیق انجیل کے کتنی غلطی کی (۳) طرکین مین مسیح کا کلام کرنا اور پھر پرندون کا معجزہ کہ مٹی کے جانور بناکر اون مین پھونک مارنا اور اونکا زندہ ہوکر اڑجانا کہیں سے ثابت نہین قرآن نے اسکو کہان سے لیا۔ ان اعتراضات کا جواب یہ ہی اول سوال کا جواب یون ہی۔ اگر تاریخی باتین انجیل اربعہ کے مصنف نے اپنی مختصر تاریخون مین نہ لکھین تو اس سے کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ امور غلط ہین دیکھو زکریا کا فرشتہ سے بشارت پانا اور یحیی نام رکھنا وغیرہ باتین صرف لوقا نے لکھین ہین اورون نے نہین پھر کیا اسوجہ سے یہ غلط ہوسکتی ہین؟ اسی طرح مسیح کے پیدا ہونے کے دنون مین مجوسیون کو ایک ستارہ دکھائی دینا اور اسکا اسکے آگے آگے چلنا سوائے متی کے اور کسی نے نہین لکھا۔ اسی طرح ان چارون مورخون کا باہم سیکڑون باتون مین تفاوت بیان پایا جاتا ہی۔ یہی تیسرے اعتراض کا بھی جواب ہی اور تائید اس کی یہ ہی کہ یوحنا اپنی انجیل کے سب سے اخیر مین یہ لکھتا ہے کہ اور بھی بہت سے کام ہین جو یسوع نے کیے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکھی جاتین دنیا مین نہ سماتین پھر کیا مسیح نے یہ ہی چند باتین اور یہی چند کام کئے ہین جو اناجیل اربعہ مین ہین؟ ہرگز نہین۔ علاوہ اسکے یہودی مورخون اور دیگر اناجیل سے بھی ان باتونکا پتا لگتا ہی اور ان اناجیل کے زیادہ معتبر نہونے کی وجہ سے یہ لازم نہین آتا کہ اون کے سب تاریخی واقعات غلط ہون دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہی کہ لوقا نے نہ زکریا کو دیکھا نہ یحیی کو نہ حضرت عیسے کو یہ سنی ہوئی باتین لکھتا ہی جسپر گمان ہوسکتا ہی

کہ یا راوی نے غلطی کی یا خود لوقا سے سہو ہوگیا یا نسخہ مین اور غلطیون کی طرح یہ بھی واقع ہوئی اور جو تطبیق کرو تو یون کہہ سکتے ہین کہ عذرا بان عرب مین انحصار کے لئے نہین ہوتا ہمارے عرف مین کہتے ہین دو دن کی زندگی مین آدمی کیا کرتا ہی مراد تھوڑی زندگی ہی اسی طرح تین روز سے یہ قلیل مدت مراد ہی کہ جو تخمیناً دس مہینے مریخ نے بیان کئے۔ اور قرآن انجیل لوقا کی تصدیق کا مدعی نہین۔

(تیسری بحث) ان سے بڑھکر دہریئے اور انکے مقلد نیچر ان آیات کے صاف اور سیدھے مطلب کو اوسی قاعدہ فاسدہ پر کہ خرق عادت محال ہی۔ عجب عجب تاویلین کرکے اولٹ پلٹ کرتے ہین چنانچہ نیچر مفسر نے اس مقام پر حضرت مریم کو غیب سے روزی پہنچنے کا اور حضرت عیسے علیہ السلام کے بے باپ کے پیدا ہونے کا انکار کیا اور یہ تاویل کی ہی کہ یہ حضرت یوسف نجار سے پیدا ہوئے تھے صرف یہ بات تھی کہ رخصت کرکے لیجانے سے پہلے یوسف مریم سے ہمبستر ہوگئے تھے چونکہ یہ بات یہود مین مذموم تھی جو دونون کو شرم و حجاب کا موجب ہوا ہوا اور زکریا اور بی بی مریم نے جو فرشتون سے باتین کین وہ انکا خیال مجسم یا خواب تھا اور چونکہ اس مذہب کا یونانیون مین رواج دینا منظور تھا اور انمین ایسی باتین ہمیشہ سے باعث بزرگی سمجھی جایا کرتی تھین چنانچہ حکیم افلاطون کا حمل بھی بے باپ کے انمین مشہور تھا اس غرض سے عیسائی معلمون نے یہ بات مشہور کردی اور اسی مشہورات کو مفسرون نے قرآن کی تفاسیر مین لکھدیا اور اسی طرح لڑکپن مین مسیح کا کلام کرنا اور مٹی کے جانور بنا کر انمین پھونک مار کر زندہ کر دینا اور مردہ کو زندہ کر دینا ہی جس سے دل مردہ کو زندہ کرنا مراد ہے اور چشم باطن کے اندھے کو ہدایت دینا اور بیماری مرض قلب کو شفا دینا اندھے اور کوڑہی کے اچھا کرنے سے مراد ہے اور ایسے محاورات حضرت عیسے کی تقریرون مین بیشتر پائے جاتے ہین یہ اونکی تمام تقریر کا خلاصہ ہی چونکہ اس لغو گفتگو کا مدار وہی تین چار فاسد عقیدے ہین کہ جنکا ابطال ہم مقدمہ مین خوب کر چکے ہین اس لئے اس بارہ مین دوبارہ قلم اوٹھانا فضول سمجھتے ہین۔ افسوس یہ لوگ صرف برائے نام مسلمان کہلانے کے لئے قرآن مجید کی فضول تاویلین کرکے اپنا مضحکہ اڑاتے ہین اور تاریخی واقعات کو غلط کہکے محققون مین حقیر بنتے ہین مگر انکو سر پیسے اسلام ہی کا انکار کر دینا تھا اس زمانہ مین اسلام سے کیا دنیا ملتی ہی؟۔

(چوتھی بحث) ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک ان واقعات کا اس طور پر مخالفون کو بتانا آنحضرت علیہ السلام کے لئے بڑا معجزہ ہی نہ آپنے تورات پڑھی تھی نہ انجیل نہ کوئی کتاب اور عمر کا اکثر حصہ مکہ مین گزرا کہ جہان کوئی بھی ذی علم نہ تھا اہل کتاب کا تو کیا ذکر پھر مدینہ مین اگر باوجود مخالفت یہود و نصاری کے یہ کیونکر ممکن تھا کہ آنحضرت انسے کچھ پڑھنے سیکھنے جاتے اور اگر ایسا ہوتا تو انصار اور دیگر اہل اسلام کی روبرو یہ دعوی کس طرح سے کرتے کہ مین غیب کی خبرین بطور الہام بیان کرتا ہون؟ باوجود اسکے پہر ان واقعات کو صحیح صحیح بیان کرنا بالخصوص اہل کتاب کے علماء کے سامنے اسطرح سے کہ جنکو کوئی پڑھا ہوا بھی بیان نکر سکے اگر اعجاز نہین تو اور کیا ہی؟ اگرچہ بعض باتین بعض کے لئے خرق عادت نہین مگر دوسرے کے لئے خرق عادت سمجھی جاتی ہین کلام کرنا جوان تندرست کی نسبت کچھ بھی تعجب کی بات نہین البتہ شیر خوار لڑکے کا کلام کرنا تعجب ہے اسی طرح کسی گزشتہ حال کا اوس کے دیکھنے والے یا تاریخ کی کتابین پڑھنے والے کو تعجب نہین اور کے لئے ہے +

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ

اسوقت کہ اللہ نے فرمایا کہ اے عیسے مین تمھاری مدت پوری کردونگا اور تجھے اپنی طرف اٹھالون گا اور تمھین کافرون کے بہتان سے پاک کردونگا اور تمھارے ماننے والون کو تمھارے منکرون

كَفَرُوا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ

پر قیامت تک فوقیت دونگا - پھر میرے ہی پاس تم کو پھر کر آنا ہی پھر جس بات مین تم اختلاف کر رہے تھے اسمین ہم تمہارا فیصلہ کردین گے پھر جنھون نے انکار کیا سو انکو تو مین دنیا مین بھی

عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ

اور آخرت مین بھی بہت سخت عذاب دونگا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہوگا اور جو ایمان لائے اور انھون نے اچھے کام کئے تو اللہ اونکا اجر اونکو پورا پورا دیگا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝

اور خدا کو ناانصاف پسند نہین آتے - یہ آیتین ہین کہ جنکو ہم آپکو پڑھ کر سناتے ہین اور یہ حکمت کا تذکرہ بھی ہین

ترکیب

اذکر یا وہی عامل ہی یعنی اذکر یا وقع ذلک متوفیک اور رافعک اور جاعل الخ سب خبر ہین انی کی فاما الذین کفروا مبتدا فاعذبہم خبر ذلک مبتدا نتلوہ خبر

تفسیر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کا تتمہ ہی - یہود کو حضرت عیسیٰ گرچہ وعظ و نصیحت کیوجہ سے عداوت تھی مگر جبکہ سبت وغیرہ احکام مین تغیر کیا تو یہود کو الزام لگانے کا ذریعہ ہاتھ آگیا ملک شام مین اسوقت یہود کی سلطنت نہ تھی بلکہ رومیون کی سلطنت تھی اور قیصر روم کی طرف سے وہان ایک حاکم رہتا تھا جسکو ہیرودیس کہا کرتے تھے حضرت عیسے علیہ السلام حواریون کو ساتھ لئے ملک شام کے شہرون مین معجزے دکھاتے اور وعظ فرماتے پھرتے تھے ہر شہر مین سیکڑون مرد و عورت حضرت کے دین مین آتے تھے اسپر اور بھی یہود کو حسد اور رشک ہوتا تھا جب یہود کی دشمنی حد سے بڑھ گئی اور وہ حضرت کے قتل کا موقع تلاش کرنے لگے تو حضرت عیسیٰ دن کو شہر یروسلم مین آکر ہیکل یعنے بیت المقدس مین وعظ فرمایا کرتے تھے شام کو زیتون کی پہاڑی مین کسی درخت کے تلے بیٹھکر دعا و عبادت الٰہی مین رات تمام کرتے تھے اس عرصہ مین یہود کی عید فطیر جس کو عید فسح کہتے ہین قریب آئی اور سردار کاہن اور فقیہہ اس فکر مین تھے کہ انکو مار ڈالین عیسیٰ کے حواریون مین سے ایک شخص یہودا نامی نے جاکر اون سے کچھ روپیہ[1] لیکر خبر دی پھر تو یہودیون کی ایک جماعت ہتیار باندھکر اوس پہاڑی پر پہونچی ادہر حضرت عیسے خدا سے گریہ وزاری کرکے یہ کہہ رہے تھے کہ اے خداوندا اگر تیری مرضی ہو تو یہ پیالہ مجھ سے دور کردے اور اپنے حواریون کو آمادہ کر رکھا تھا ان کے پاس صرف دو تلوارین تھین حضرت عیسے کو یہ حال معلوم ہوگیا تھا کہ انسے کچھ مقابلہ نہوگا الغرض شبانہ شب یہود حضرت مسیح کو گرفتار کرکے انکے موئھ پر طمانچے مارتے اور ٹھٹھا کرتے ہوئے شہر مین لائے صبح کو تمام یہود جمع ہوئے اور ان سے پوچھا اگر تو وہ مسیح ہی تو ہم سے کہدے (جسطرح اہل اسلام امام مہدی کے منتظر ہین اسی طرح یہود مین مسیح کا انتظار تھا بلکہ اب بھی ہی کہ وہ انکو پھر بادشاہت دیگا) آپنے فرمایا اگر مین کہون بھی تو تم کب یقین کروگے آخر الامر سب لوگ اون کو پلاطوس حاکم پاس لے گئے کہ یہ لوگون کو قیصر کے محصول دینے سے منع کرتا اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتا ہے حضرت نے انکار کیا اوس نے کہا میرے نزدیک اسکا کوئی جرم مستوجب قتل نہین پلاطوس نے حضرت عیسے کو اسی حالت مین ہیرودیس کے پاس بھیجدیا اوس نے پھر اوسی کے پاس بھیجا اور چھوڑنا چاہا تو یہود نے غل مچادیا کہ ایسا نکرنا تب اوس نے کہا کہ تمھارے کہنے سے مین اسکو سولی دیتا ہون مگر اسکا گناہ تم پر اور تمھاری اولاد پر یہود نے کہا منظور حضرت کے حواری سب بھاگ گئے اسوقت حضرت پر ایک عجب حالت طاری تھی جسمین خدا نے حضرت مسیح سے خطاب کرکے یہ جملہ فرمائے جو ان آیات مین مذکور ہین کہ اے عیسی کچھ غم نکرو مین تم کو آسمان کی طرف اٹھالیتا ہون اور جو کچھ یہہ لوگ تمپر بہتان لگاتے ہین کہ تو نے خدائی کا دعوی کیا اور خدا کا بیٹا بنا (انجیل لوقا باب ۲۲ و ۲۳) اوس سے مین بری اخیر کی معرفت تمکو پاک کرونگا جیسا کہ انجیل برناباس سے ثابت ہی اور اب جو یہ مخالفین کی جماعت تمکو غالب دکھائی دیتی ہی مین انکو قیامت

[1] تیس روپیہ ۱۲ منہ

تک تمھارے ماننے والوں کے ماتحت کرونگا۔ یہ دنیا کی سزا ہی اور آخر تو ہر شخص ہماری طرف رجوع کرتا ہی ہم نیکون کو پورا بدلہ تبک دینگے اور بدون کو سخت عذاب دینگے۔ آخر کار خدا نے ایک شخص مفسد شمعون قرینی کو حضرت عیسیٰ کی صورت مین کردیا لوگون نے اوسی کو عیسے سمجھکر اوسپر صلیب دھر کر شہر کے باہر لے گئے اور سولی دی ۔ اور حضرت عیسیٰ کو ملائکہ آسمان پر اوٹھا کرلے گئے۔ عیسائی کہتے ہین بلکہ خود حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا اور اونھون نے چیخ چیخ کر جان دی اور پھر ایک شخص یوسف نامی پلاطوس سے حضرت کی لاش مانگ کرلے گیا اور اوس نے قبر مین دفنایا اور اوپر تیسرے دن چٹان دھردی یہ جمعہ کی شام کا واقعہ تہا اتوار کو حضرت مسیح زندہ ہوکر لوگون کو دکھائی دئے اور آسمان پر چڑھگئے اور پھر آنے کا وعدہ کرگئے اس واقعہ کیوقت انکی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ احادیث صحیحہ سے بھی قرب قیامت مین عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ثابت ہوتا ہی۔ اس مسئلہ کی ہم ابھی تحقیق کرتے ہین کہ حق کسکی جانب ہی اور یہ تحقیق ان چند ابحاث کے ضمن مین آتی ہی۔

(۱) اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک الخ توفی کے معنی لغت مین کسی چیز کا پورا کردینا ہی اور چونکہ مردہ اپنی حیات کا پورا حصہ پالیتا ہی اسلئے اوسکو بھی متوفی کہتے ہین اور انہین اعتبارات سے اسکے معنے قبض کرنے کے بھی آتے ہین اور کبھی متوفی بمعنی مستوفی بھی آتا ہے۔ اگر یہان اس سے مراد موت لیجاوے تو پھر اس آیت مین اور اس آیت مین (وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم کہ نہ اونھون نے عیسیٰ کو قتل کیا نہ سولی دیا بلکہ اوپر اشتباہ پڑگیا) بظاہر اختلاف سا معلوم ہوتا ہی چنانچہ بعض پادریون نے یہ اعتراض بھی کیا ہے (ہدایت المسلمین ص۳۵۵) اسکا جواب بہت سہل ہی (۱) یون کہ یہان متوفی بمعنے مستوفی ہی جسکے معنے یہ ہوئے کہ مین تیری اجل کو پورا کرونگا کہ تجھکو ان کے قتل سے بچاکر آسمان پر چڑہا لونگا پھر تو اپنے وقت معہود پر مریگا (بیضاوی) اب دونون آیتون مین کچھ بھی اختلاف نہین (۲) یون کہ اسکے معنے قبض کے ہین جس سے آیت کے یہ معنے ہوئے کہ مین تجھکو زمین سے اپنے قبضہ مین لاکر آسمان پر پہنچادیتا ہون (بیضاوی) اب بھی کچھ اختلاف باقی نرہا (۳) وفات سے مراد قوی ہیمانہ اور آثار جسمانیہ سے ہلکا کردینا ہی جو آسمانی طرف عروج کو مانع ہین خلاصہ یہ کہ مین تیرے آثار جسمانیہ کو پست کرکے تیری روحانیت کو غلبہ دیکر تجھے آسمان پر چڑھادیتا ہون (۴) وہب کہتے ہین کہ تین ساعت وفات رہی محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ پانچ ساعت تک وفات رہی پھر خدا نے اونکو زندہ کرکے آسمان کی طرف اٹھالیا جیسا کہ عیسائی کہتے ہین مگر یہ وفات یہود کی سولی دینے سے واقع ہوئی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی وما قتلوہ وما صلبوہ بلکہ آثار جسمانیہ کے ہلکا کرنے کے لئے خدا نے وفات دی ہوگی اور یہود نے جسکو قتل کیا اور سولی دیا وہ شمعون قرینی یا کوئی اور شخص اونکا شبیہ تہا جس سے اونکو اشتباہ واقع ہوا (تفسیر کبیر) اس تقدیر پر بھی دونون آیتون مین کچھ تعارض باقی نرہا۔ خلاصہ یہ کہ آیت وما قتلوہ مین جو نفی ہی تو یہود کے قتل کرنے کی نفی ہی اب رہی یہ بحث کہ آیا درحقیقت یہود نے مسیح کے ہمشکل کو سولی دیا اور مسیح کو نہین دیا جیسا کہ آیت وما قتلوہ الخ سے پایا جاتا ہی سو اسکی تحقیق یون ہی کہ گو دوسری صدی بلکہ پہلی صدی ہی سے عیسائیون مین بالخصوص پولوس کے مریدون مین یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ یہود نے حضرت عیسے کو سولی دیا اور وہ تیسرے روز زندہ ہوکر لوگون کو دکھائی دئے پھر آسمان پر چڑھ گئے اور اسی قصہ پر انکا کفارہ جو اصول مذہب ہی مبنی ہی مگر تاریخی واقعات پر بنظر انصاف غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ جسوقت حضرت عیسے کو سولی دینے لے چلے تھے اسوقت انکے حواری اور دیگر مرید لوگ اس خوف سے کہ مبادا ہم نہ پکڑے جاوین سب تتر بتر ہوگئے تھے کوئی بھی ساتھ نہ تھا جیسا کہ لارڈ ولیم میور کی تاریخ کلیسا سے مستفاد ہوتا ہی پھر اب جو حواریون نے یا اور مریدون نے سنا ہوگا تو خاص انہین یہود یا پلاطوس کے نوکرون سے سنا ہوگا جنکی نسبت خیال ہوسکتا ہی کہ انھون نے اپنی ناکامی چھپانے کے لئے مشہور کردیا ہو کہ ہم نے عیسے مسیح کو قتل کرڈالا سولی دیدیا اسکے علاوہ ہمکو صحیح طور پر یہ بھی معلوم نہین کہ ان لوگونکا اس امر مین کیا بیان تھا یا یہ کوئی یہودی تاریخ اسکی خبر دیتی ہی اور نہ کوئی حواری اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہی انا جیل اربعہ مین سے تو فا اور مرقس تو پولوس کے شاگرد ہین جو اس واقعہ مین شریک ہی نہ تھے سو یہ ظاہر ہی کہ وہ سنی سنائی باتین کہتے ہین رہے یوحنا اور متی سو وہ بھی وہان نہ تھے صرف چند عورتین دور سے دیکھتی تھین اور کچھ عجب نہین کہ یہودیون کو وہان شک پڑا ہو کہ یہ فلان شخص ہین اور فلان کہان ہی؟ مگر اونکا یہ شبہ اور تردد ہم تک کیونکر منقول ہوسکتا جسمین انکی سبکی تھی برخلاف اسکے خود عیسائیون مین سے دو گواہ قوی شہادت دے رہے ہین اول برنباس حواری کی انجیل ہے جو

آنحضرت کے زمانہ سے صدہا سال پیشتر عیسائیون مین مشہور و معروف تھی جسکی عبارت یہ ہی تب فرشتون نے باکرہ سے کہا کیونکر یہوواعیسے کی شکل مین مبدل ہوگیا الخ تب عیسے نے جواب دیا اے بناس میری بات یقین کر کہ ہر ایک گناہ کی خدا سزا دیتا ہی چونکہ میری ماں اور میرے ایمان دار شاگرد مجھے زمینی محبت کے اختلاط کے سبب پیار کرتے تھے خدا نے اصادق انہین اس محبت پر سزا دینے پر راضی ہوا تاکہ بعد زان دوزخ کے شعلون مین عذاب پاوین اور مین گرچہ دنیا مین بے عیب زندگی بسر کرتا رہا تاہم چونکہ لوگ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے خدا نے عدالت کے دن مجھے شیاطین کے ٹھٹھون سے محفوظ رکھنے کے لیے چاہا کہ مین اس دنیا مین یہودا (جسنے گرفتار کروایا تھا) کی موت سے ندامت اوٹھاؤن اور سب لوگون کو یقین ہوا تھا کہ حقیقتہً مین سولی دیا گیا پس یہہ ملامت محمد کے آنے تک رہے گی جو دنیا مین اگر سب کو خدا کی شریعت پر ایمان لانے مین غلطی سے بچائیگا (انتہے (جونس) اس عبارت مین صاف اقرار ہے کہ حضرت عیسے سولی نہین دیئے گئے بلکہ اور شخص چنانچہ اس غلطی سے عالم کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے آگاہ کردیا عیسائی اس گواہ پر یہ جرح کرتے ہین (۱) انجیل برنباس ہمارے نزدیک الہامی کتاب نہین بلکہ ایسی جیسی کہ محمدیون مین حدیث کی کتابین (۲) یہ عبارت آسمین کسی محمدی نے یا کسی ملحد نے محمدیون سے لیکر ملادی ہے (۳) مسیح کا مصلوب ہونا الہامی کتابون مین چشم دیدہ گواہون کی معرفت قلمبند ہوا پھر اسکے برخلاف کیونکر تسلیم کیا جاوے (۴) یوسیفس یہودی مورخ جو اسی زمانہ مین ہوا ہی وہ بھی یہی کہہ رہا ہی جواب انجیل برنباس کو الہامی نہ کہنا جو حواری تھا اور جسنے لوقا کی تاریخ کو الہامی کہنا اگر تقلید قوم نہین تو اور کیا ہی مانا کہ بمنزلہ کتب حدیث ہی تو پھر کیا اون سے استدلال نہین کرتے؟ ۔ اگر کسی محمدی نے یہ عبارت اوس مین ملادی تو بڑے تعجب کی بات ہی کہ ایک شخص نے اس کتاب مین ہر کتب خانہ مین جاکر الحاق کردیا ورنہ کوئی اصل نسخہ دکھلاؤ کہ جسمین یہ عبارت ہو اور وہ ملحد بھی کہان کا کرامتی تھا کہ جسنے آنحضرت سے پہلے آپکا نام لکھدیا اور پھر روئے زمین کے نسخون پر اوسکا قابو چل گیا ۔ مسیح کا مصلوب ہونا چشم دیدہ گواہون سے کہین بھی قلمبند نہین ہوا ہان سُنی سنائی بات پولوس کے مریدون مین چلی آتی ہی ۔ یوسفیس نے ہرگز اسکی گواہی نہین دی ہی محققین نصاریٰ خود مقر ہین کہ یہہ عبارت اصل نسخہ یوسفیس مین نہین ہی بلکہ یہ پادری صاحبون کی چالاکی ہی ۔

دوسرا گواہ لوقا اور متی اور مرقس کی انجیل ہی انمین لکھا ہی کہ مسیح کی صلیب شمعون قرینی پر رکھکر صلیب دینے کیلئے لے چلے تھے ۔ اور یہہ دستور تھا کہ جو شخص صلیب دیا جاتا تھا وہ اپنی صلیب آپ اوٹھاتا تھا (تفسیر سکاٹ، ۲ متی ۳۲ صفحہ ۲۲۳) گرچہ انہین مورخون نے اوسی تقلید سے یہ بھی کہدیا کہ مسیح کو صلیب پر کھینچا مگر اون کی یہ تحریر اصل واقعہ کی طرف صاف اشارہ کر رہی ہی ۔ انہین وجوہ سے خود عیسائیون کی چند فرقے جو اسلام سے پیشتر تھے مسیح کے سولی دئے جانیکا انکار کرتے تھے جیسا کہ فرقہ باسلیدی[۱] سیرنتی[۲] کارپوکراتی[۳] ۔ دوسیتی[۴] ۔ گناستی[۵] ۔ ناصری[۶] ۔ یوی[۷] ۔ ان کی تشریح جسکو منظور ہو وہ تاریخ کلیسیا دیکھے ۔ اسپر بعض پادریون کا یہ کہنا کہ مسیح کا مصلوب ہونا اور زندہ ہونا اسپر موقوف ہے عیسائیون مین مسلم الکل ہوگیا تھا دعوی بلا دلیل ہے ۔

(۲) واقعی اللہ گرچہ خود جہت اور مکان سے پاک ہی مگر جہت علو کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اب جسطرح آسمان کو اس کا مکان قرار دینا غلط ہی اسی طرح نیچریون کا آسمان کی طرف حضرت عیسی علیہ السلام کے اوٹھائے جانے سے انکار کرنا لغو ہی اور تاویلات رکیکہ ہین جنکا کوئی اہل مذہب بھی اعتبار نہین کرسکتا ۔ یا صرف روح کی رفعت مراد لینا اور یہ کہنا کہ ماقتلوہ وماصلبوہ مین بھی روح مراد ہے محض بیکار تاویل ہے کس لیے کہ کوئی بھی کسی کی روح کو قتل نہین کرسکتا نہ یہود کو اسکا دعوی تھا نہ فخر پھر روحانی رفعت مین حضرت عیسے کی کیا خصوصیت ہے ۔

(۳) وجاعل الذین اتبعوک الخ حضرت عیسی کے ماننے والے اول تو وہ حواری اور انکے تلامذہ تھے پھر جملہ عیسائی اور جملہ مسلمان ہین سو یہ خدا کی بشارت پوری ہوئی اس وقت سے اب تک اور قیامت تک محمدی اور عیسائی انکی منکر یہود پر غالب اور رہینگے انشاء اللہ حضرت عیسے کی تخمیناً چالیس برس بعد طیطوس رومی بادشاہ یہود پر چڑھ آیا اور شہر یروسلم کو ڈھا کر تباہ کردیا اور بیت المقدس کو بھی مسمار کردیا اور لاکھون بنی اسرائیل کو قتل کردیا اور ہزارون کو پکڑ کر لے گئے اور غلام بنایا جو کچھ عیسے علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ یہ کچھ پیش آویگا وہی پیش آیا اوس دن سے اور ابھی تک یہودی عزت و شوکت خاک مین مل گئی پھر اوس دن سے لیکر آج تک وہی حال ہی کہ انکی حکومت اور سلطنت نہین ۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۝

اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ خدا کے نزدیک عیسے ایسے ہیں کہ جیسے آدم جسکو مٹی سے بنایا پھر اوسکو کہا ہو جا سو وہ ہو گیا حق تو یہی ہے جو آئے خدا کی طرف سے ہے سو آپ کہیں شک میں نہ پڑ جائیے

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَ

پھر علم آجانے کے بعد بھی جو کوئی آپ سے حجت کرے تو کہدیجئے کہ لواؤ ہم اور تم اپنی اپنی اولاد کو بلائیں اور اپنی اپنی عورتوں کو بھی بلائیں اور خود بھی اور

أَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ

تم بھی جمع ہو جائیں پھر بہت کر کر اکٹھا ئیں پھر جھوٹوں پر خدا کی مار ڈالیں بیشک حق بیان تو یہی ہے اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک

اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ۝

اللہ ہی زبردست حکمت والا ہے اسپر بھی اگر نہ مانیں تو اللہ مفسدوں کو خوب جانتا ہے

ترکیب

مثل عیسے ای صفۃ عیسی اسم ان کمثل آدم خبر خلقہ جملہ تفسیر ہے مثل کی۔ فیہ کی ضمیر عیسے یا اُنکے قصہ کیطرف راجع ہے من شرطیہ ہے ماضی بمعنے مستقبل۔

تفسیر

حضرت عیسے کا ذکر فرما کر عیسے پرست قوم کیطرف یعنی نصاری نجران جو اُنکو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اس لئے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے روئے سخن کیا جاتا ہے اور اُنکے عقیدہ کا ابطال فرما کر اُنکو مباہلہ کیلئے بلایا جاتا ہے کہ خدا کے نزدیک عیسے کا ویسا ہی حال یعنی پیدا کرنا ہے جیسا کہ آدم کا تھا انکو بھی بغیر باپ کے پیدا کیا ان کو بھی بلکہ آدم کے تو ماں بھی نہ تھیں انکو مٹی سے پیدا کر دیا تھا اور وہ پیدا کرنا کیونکر تھا صرف کن کہا تھا وہ ہو گئے (ثم تراخی ذکر کیلئے ہے اور جملہ قال لہ کن فیکون اسکا بیان ہے) بات حق یہی ہے نہ یہ کہ وہ خدا کے بیٹے تھے اے مخاطب تو اُنکے بغیر باپ کے پیدا ہو جانیسے شبہ میں نہ پڑ جانا اور یہ اسکی قدرت کاملہ سے کچھ بھی بعید نہیں سیکڑوں جانور حشرات الارض بارہا مٹی سے پیدا ہوتے مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں اسپر بھی پیغمبر اگر آپ سے کوئی مجسم کرے اور اُنکو خدا یا خدا کا بیٹا کہی تو صاف کہدیجئے کہ اگر تم اپنی صداقت پر بہروسہ رکھتے ہو تو لواؤ مباہلہ کر لیں (یہ ہی ہیں جھوٹے پر خدا کی مار پڑ جائیگی اور مباہلہ کسطرح کریں کہ تم بھی اپنی اولاد اور عورتوں کو اور ہر ہم بھی لیں اور خود تم بھی شریک ہو اور ہم بھی پھر ہر ایک شخص نہایت عاجزی سے دعا کرے کہ الٰہی جھوٹوں پر خدا کی مار۔

مدینہ میں آنحضرت صلعم کے پاس نجران کے نصاری تحقیق حق کے لئے حاضر ہوئے جب وہ مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے سے باز نہ آئے تو آنحضرت صلعم نے مباہلہ کی درخواست کی جسپر وہ بھی تیار ہو گئے جب آنحضرت امام حسن حسین اور بی بی فاطمہ اور علی رضوان اللہ علیہم کو ساتھ لیکر قسم کھانے کے لئے نکلے تو نصرانیوں پر انکے باخدا چہروں کا ایک اثر پڑا تو مباہلہ کرنیکی جرات نہ کی اور آپسمیں کہنے لگے کہ اگر یہ نورانی چہرے یہ دعا کریں کہ پہاڑ ٹل جائے تو بیشک ٹل جائے پھر ہمارا کیا ہو گا کہ صحیح بیان عیسے کی نسبت یہی ہے جو بیان ہوا اور یہ کہ خدا ایک ہی خدا ہے اور اللہ زبردست ہے اسکو بیٹے بیوی کی کوئی حاجت نہیں اور وہ حکیم بھی ہے اپنی حکمت بالغہ سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اگر اسپر بھی نہ مانیں تو خدا مفسدوں سے خوب واقف ہے اس جرم کی سزا دیکر رہے گا۔

ف جب کسی منکر پر حق ثابت کرنا ہوتا ہے تو مباہلہ کیا جاتا ہے جسمیں ہر ایک اپنے عزیز اولاد اور عورتوں کو ساتھ لیکر نہایت عاجزی سے دعا کرتا ہے کہ الٰہی جو گروہ جھوٹا ہو اسپر تیری مار وہ غارت ہو جائے

ل یہاں بھی بیچری مصنف نے بہت ہاتھ پاؤں مار کر مسیح کا یوسف نجار سے پیدا ہونا ثابت کرنا چاہا تھا مگر نہ ہو سکا ۱۲

ف الوہیت مسیح سے تثلیث سے کفارہ ہونا ۱۲ منہ

ف کس نے کہ انفسنا سے اپنے تئیں لوگ مراد ہیں نہ یہ کہ وہ خود نفس پیغمبر ہیں کیونکہ یہ محال ہے یا خود قسم میں آپ شریک ہونا مراد ہے ۱۲ منہ

ل اس قصہ کو حاکم نے بسند صحیح اور ابن مردویہ نے اور ابو نعیم نے دلائل میں جابر سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا

(اے نبی) کہدو کہ اے اہل کتاب تو ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ کہ جسکو ہم اور تم دونون برابر مانتے ہین وہ یہ کہ اسکسوا ہم کسی کی بھی عبادت نکرین اور نہ کسی کو ہم تمسے کوئی شریک بنائین اور نہ ہم تمسے کوئی کسی کو خدا کے سوا

أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ

مالک بنائے پھر اگر وہ اسکو بھی نہ مانین تو تم کہدو شاہد رہو کہ ہمنے تو گردن جھکادی اے اہل کتاب تم کس لئے ابراہیم کے معاملہ مین جھگڑتے ہو اور تورات

التَّوْرَاةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا

وانجیل تو اُن کے بعد ہی نازل ہوئی ہین پھر کیا تم نہین سمجھتے دیکھو جسمین تم کو کچھ علم بھی تھا اوس مین تو تم نے جھگڑا بھی کیا پر جسمین تمکو کچھ علم بھی نہین اسمین

لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا

یون جھگڑتے ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے (سنو) ابراہیم نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ ایک طرفہ فرمانبردار تھے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

اور نہ وہ مشرک ہی تھے

ترکیب

ان لا نعبد جملہ موضع خبر مین ہے دل ہی کلمہ سے بیانیہ کیلئے انتم مبتدا ہولاء اس کی خبر حاججتم جملہ مستانفہ جملہ اولی کا مبین۔ فیما بمعنی الذی علم مبتدا لکم خبر۔

تفسیر

اہل کتاب کے عقیدہ فاسدہ کا ابطال فرماکر اب ایک دوسرے عنوان سے کلام شروع ہوتا ہے کہ مقابل کو اسکے تسلیم کئے بغیر چارہ ہی نہو وہ یہ کہ اپنی اور اسکے مسلمات سے دلیل لائی جائے اور اگر مقابل نہ مانے تو اُسکو خود کہنا پڑے کہ مین خطاکار ہون وہ یہ کہ نصاریٰ بھی اسبات کو مانتے تھے کہ عبادت خالص اللہ ہی کی کرنی چاہیئے اور اسکا کسی کو شریک نہ کرنا چاہیئے توحید پر قائم رہنا چاہیئے اور اس کے سوا کسی کو رب نہ بنانا چاہیئے کہ جو کچھ وہ کہے خواہ مخواہ مانا ہی جاوے۔ یہ تین باتین ہین کہ جنکو ہم اور تم دونون مانتے ہین پس اگر تم بھی اپنپر قائم ہو تو خیر اور جو نہین مانتے تو تمکو گواہ کرتے ہین کہ بانا مسلمون ہم تو تسلیم کرتے ہین جس سے صاف ثابت ہوا کہ تم برسر باطل ہو۔ یہ تین باتین اس لئے ذکر فرمائین کہ نصاریٰ کا ان تینون کے خلاف عمل اور عقیدہ تھا کسی کو وہ تثلیث کے قائل تھے کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس ملکر ایک خدا ہوا پس جب اونہون نے عیسیٰ کو خدا اور خدائی کا حصہ دار بنایا تو پہلی اور دوسری بات کا خلاف پایا گیا۔ اور آنحضرت سے پہلے سے لیکر تیچیہ تک بیسیون پوپ اور دیگر مشائخ و مولوی اس مرتبہ پر مانے جاتے تھے اور اب بھی مانے جاتے ہین کہ اگر وہ سراسر کوئی بات خلاف عقل و نقل بھی کہین تو بے چون وچرا ماننی چاہیئے یہی تو ہی تقلید حرام ہے کیونکہ یہ مرتبہ تو خاص خدا اور اوسکے رسول کا ہی جو ملہم ہی کہ بے چون وچرا اُنکے قول کو مانا جائے اُنکے بعد جو کسی کی بات واجب التسلیم ہے تو محض اسلئے کہ وہ یا تو خدا اور اُسکے رسول سے روایت کرتے ہین یا اسمین درایت سے حکم دیتے ہین جیسا کہ مجتہدین کیونکہ اس طرح سے ان کا قول تسلیم کرنا گویا خدا اور رسول کا قول تسلیم کرنا ہی پھر جسطرح ان کی تقلید کو ارباب بنا کر حرام کہنا زیادتی ہی اسی طرح انکی غلطی ظاہر ہو جانے پر بھی انکے اقوال پر اڑنا اور نصوص کو چھوڑ دینا بھی زیادتی اور پھر اونکو ارباب بنا لینا ہی عیسائی و یہودی مذہب کی حکمرانی کا یہی باعث ہوا ہی اس سے حق پرستی زائل ہو جاتی ہی۔ یہود و نصاریٰ حضرت ابراہیم کو بھی مانتے تھے پھر ہر ایک شخص اپنے مذہب کے برحق ہونے کے لئے یہ کہدیتا تھا کہ ابراہیم کا یہی طریق تھا گویا وہ انکو یہودی اور نصرانی سمجھتے تھے خدا نے اسکا بھی جواب دیا کہ توریت اور اسیطرح انجیل تو اُنکے بعد نازل ہوئی ہی پھر وہ یہودی یا نصرانی کیونکر ہو سکتے تھے بلکہ اُنکا طریق یہی تھا کہ جسکے برخلاف قرآن نازل ہوا وہ تثلیث کے قائل تو نسبتاً نہ وہ تمہاری طرح مشرک تھے اسلئے عرب پر بھی تعریض ہی کہ اسلئے کہ وہ بھی ابراہیم کا مذہب

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَدَّتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ

بیشک سب سے زیادہ ابراہیم کے ساتھ انہین کو یگانگت ہے جو اسکے پیرو ہین اور اس نبی اور ایماندارونکو بھی اور اللہ ایمانداروں کا حامی ہے اہل کتاب کے ایک گروہ

أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ ۖ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ

کی تو یہی آرزو ہے کہ وہ تم کو گمراہ کرسکے ہین اور گمراہ تو وہ اپنے آپ ہی کو کررہے ہین اور اونکو خبر تک نہین ای اہل کتاب کیلئے اللہ کی آیتون کا انکار کررہے ہو حالانکہ

أَنتُمْ تَشْهَدُونَ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَقَالَت طَّائِفَةٌ

دل مین تم قائل ہو ای اہل کتاب کس لئے حق بات مین جھوٹی بات ملاتے ہو اور کیون جان بوجھکر حق بات چھپاتے ہو اور اہل کتاب کے ایک گروہ

مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوا

نے یہ بھی کہا تھا کہ مسلمانون پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے شروع دن مین اسپر ایمان لے آؤ اور شام کو انکار کردو تاکہ مسلمان بھی تمہارے ساتھ پھر جائین (اور یہ بھی کہا)

إِلَّا لِمَن تَبِعَ دِينَكُمْ ۗ قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ أَن يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِّثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِندَ رَبِّكُمْ ۗ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ

کہ بجز اسکے کہ جو تمہارے دین پر چلے کسیکو نہ مانو کہدو ہدایت تو اللہ ہی کیطرف کی ہدایت ہے اسلئے کہ جیسا تمکو دیا گیا ویسا اورون کو بھی دیا جاتا ہے اس خوف سے کہ تمکو تمہارے رب کے سامنے الزام دینگے

بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

اوسی کے ہاتھ مین ہے جسکو چاہے دے اور اللہ کی رحمت فراخ ہے جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے

ترکیب

اولی اسم تفضیل ہے ولی یلی بمعنی قریب شدن سے یہ اسم ان کا ابراہیم متعلق ہے اولی سے للذین مع معطوف خبر ان لو یضلون مین لو مصدریہ ہے بمعنے ان الا من تبع استثنا ہے ماقبل سے لا تقروا الا لمن پس لام زائد نہیں اور ممکن ہے کہ زائد اور محمول علی المعنی ہو ای اجحدوا کل احد الا من ان یوتی مین تین احتمال ہین (۱) یہ کہ موضع جر مین ہو تقدیرہ ولا تومنوا بان یوتی احد الخ

(۲) نصب حرف جر کو حذف مانکر۔ ان صورتون مین یہ تمہ کلام یہود کا ہوگا کہ تم ای یہود کسی غیر سے یہ نہ کہو کہ ہماری کتاب اور ملت کے مانند کسی اور کو بھی ملا ہے (او یحاجوکم کا عطف ان یوتی پر ہوگا او بمعنی و) ایسا نہو کہ مسلمان تم کو عند اللہ الزام دین اس تقدیر پر ایمان بمعنی اقرار ہے قل ان الھدی الخ جملہ معترضہ ہوگا خدا کی طرف سے جیسا کہ کفر کی بات نقل کرتے وقت نعوذ باللہ کہدیتے ہین (۳) یہ خدا کی طرف سے جملہ ہو جو بمعنے مفعول لہ ہے یعنے ای یہود تم اس حسد سے یہ باتین کرتے ہو کہ تمہاری طرح اورون کو کتاب ملی یا اس خوف سے کہ مسلمان تمکو الزام دین گے سو یہ تمہارا خیال نغو ہے ہدایت اور فضل اللہ کے ہاتھ مین ہے وہ مختار ہے جسکو چاہے دے اس مین کسی کا کیا اجارہ ہے۔

تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ ہر فریق ابراہیم کو اپنی طرف کھینچتا ہے اب فرماتا ہے کہ ابراہیم کا واسطہ نسل اور اولاد ہونے سے نہین بلکہ اتباع سے کسی بزرگ کیساتھ محبت و اختصاص اسکے اتباع سے مربوط ہے سچی بات تو کسی کی ثمرہ نہین اصلی متبع ابراہیم کے یہ نبی یعنی رسول کریم اور انکی امت ہے جو اصول ملت کے پیرو ہین اسکے بعد اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا مکر ذکر فرماکر ایمانداروں کو ہوشیار کرتا ہے تاکہ انکے داؤ مین نہ آجاوین کیونکہ وہ جیسا چاہتے ہین دین اسلام سے برگشتہ کرکے اپنی طرف پھیر لین منجملہ اونکے مکرون کے یہان چند مکر ذکر کرتا ہے (۱) یہ کہ وہ حضرت کے معجزات کو سحر کہتے تھے اور ان بشارت کو جو کتب سابقہ مین ہین باوجود شہادت دینے کی تاویلین کرکے انکار کرتے تھے اسکو لم تکفرون الخ مین ظاہر کیا (۲) یہ کہ جان بوجھکر احکام الہی مین تحریف کرتے اور اسلام سے اسکو دوسرے طور پر کچھ ملاکر دکھاتے تھے تاکہ ایک دوسرے مین تصدیق اور مطابقت نہو جس سے لوگونکو شبہ پیدا ہو لم تلبسون الحق (۳) یہ کہ چند لوگون سے کہا جاؤ تم اول دن مین مسلمان ہوجانا پھر شام کو انکار کردینا تاکہ لوگونکو معلوم ہو کہ کوئی ایسی ہی بات اسلام مین دیکھی ہوگی جو اس سے پھر گئے جس سے مسلمان بھی پھر جاوین وقالت طائفۃ (۴) یہ کہ کوئی کچھ ہی کہے اپنے دین کے سوا کسی کو نہ ماننا کیونکہ ہماری مثل اور کون ہے کہ جسکو کتاب ملی ہے۔ اسکے جواب مین خدا فرماتا ہے یہ اوسکا فضل ہے کچھ یہود ہی پر خاص نہین۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا

اہل کتاب مین بعض ایسے بھی ہین کہ اگر تو اون کے پاس خزانہ بھی امانت رکھے تو تجکو واپس دیدین - اور بعض انمین ایسے بھی ہین کہ اگر تو اونکے پاس ایک دینار سپرد کرے تو وہ بھی تجکو نہین پھیر سکے گا مگر

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ

یہ اس لیے کہ انہون نے کہہ رکھا ہی کہ جاہلون کے معاملے مین ہمپر کوئی گناہ نہین اور وہ جان بوجھکر خدا پر جھوٹی باتین بنایا کرتے ہین ہان جو کوئی اپنے عہد کو پورا کرتا ہی

وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى

اور خدا سے ڈرتا ہی تو بیشک خدا بھی پرہیزگارونسے محبت کرتا ہی جو لوگ خدا کے عہد اور اپنی قسمون سے کسی قدر مال حاصل کرتے ہین اون کے لئے آخرت مین

الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ

حصہ نہین اور نہ ان سے اللہ کلام کریگا اور نہ قیامت مین انکی طرف نظر (رحمت) کریگا اور نہ اونکو پاک کریگا اور اونکو عذاب الیم ہوگا اور ان مین ایک فریق ایسا بھی ہی کہ جو کتاب کو

بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

زبان مروڑ کر پڑھتا ہی تاکہ تم اس کو بھی کتاب سمجھو حالانکہ وہ کتاب نہین اور کہتے ہین کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور وہ ہرگز خدا کی طرف سے نہین اور جان کر

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ پر جھوٹی باتین بناتے ہین

ترکیب

من ان تامنہ مبتدا من اہل الکتاب خبر اور شرط اور جواب کا مجموعہ صفت ہی مبتدا کی کیونکہ وہ نکرہ ہی بقنطار یعنی فی یا علی ہی الا ما دمت موضع نصب مین ہی کیونکہ ظرف ہی ای الا مدۃ قیامک دائما اور حال بھی ہوسکتا ہی سبیل اسم لیس فی الامیین خبر یلوون صفت ہی فریقا کی جو اسم ہی ان کا اور منہم اوس کی خبر ہے۔

تفسیر

یہود کی سرزنش کے بعد یہ بتانا کہ سب یکسان نہین کچھ انمین ایمان دار خدا ترس بھی ہین پوری حق گوئی ہی یہ بات کہ انسان کتاب الہی اور احکام دینیہ مین خیانت نکرے حق مین باطل نہ ملاوے کامل ایمانداری اور پوری دیانت پر موقوف ہی اور جسکو دنیا دی باتونمین دیانت نہین پھر اوس قوم کا دین اور کتاب کی حفاظت اور تحریف نکرنے مین کیا اعتبار ہی اگرچہ یہود مین خدا ترس لوگ بھی تھے جیسا کہ عبداللہ بن سلام اگر انکے پاس کوئی بیشمار خزانہ بھی سپرد کرے تو کبھی خیانت نکرین اس لئے ان لوگون نے تورات و زبور کی بشارتونمین سے کہ جنسے آنحضرت کی نبوت کا ثبوت تھا خیانت نکرکے اسلام قبول کیا لیکن بیشتر تو ایسے ہین کہ اگر ایک دینار یعنی اشرفی سپرد کیجائے تو کبھی ندین پھر انکا دینی شہادتون مین کیا اعتبار ہوسکتا ہی؟ چونکہ یہود کا ستارہ اقبال غروب کرچکا تھا اکثر انمین ایسی ایسی خباثتین حضرت عیسیٰ کے عہد سے پہلے ہی پیدا ہوچکین تھین جو شریعت پیش آتا تھا مگر وہ خواب خرگوش کی بیدار ہوتے تھے بلکہ اپنی اوسی ذلیل حالت اور بدمعاشیونمین مست تھے منجملہ بدمعاشیون کے ایک یہ بات تھی کہ وہ کہتے تھے ہم اہل کتاب ہین اور باقی تمام دنیا جاہل ہی نبی اسرائیل کو اُنسے خیانت کرنمین کچھ گناہ نہین اور اسی طرح دیدہ دانستہ بہت سی جھوٹی باتین بنا رکھی تھین جیسا کہ برہمنون نے ہندوؤنکے بہکانیکے لئے بنا رکھی ہین اسکے جواب مین فرماتا ہی کہ یہ غلط بلکہ جو کوئی ہو خواہ بنی اسرائیل ہو یا نہو برہمن سید پیرزادہ ہو یا نہو خدا سے ڈرکر اُسکے عہد شریعت کو پورا کریگا خدا اُسسے محبت کریگا اور جو اُسکے برعکس کریگا وہ قیامت مین عذاب الیم پاویگا اسکی طرف خدا عنایت کی نظر بھی نکریگا نہ اُنکو پاک کریگا۔ ازانجملہ ایک بدمعاشی یہ تھی کہ لوگونکے بہکانے کیلئے زبان مڑوڑ کر کتاب پڑھتے اور اسمین کچھ اپنی طرف سے ملاکر کہدیتے تھے کہ یہ خدا کی طرف سے حکم ہی حالانکہ وہ اُسکی طرف سے نہوتا تھا اور ایسی جھوٹی باتین عمل مین لایا کرتے تھے۔

لہ یعنی یہود جو ایسی باتین کرتے ہین اُسکی دو سببہین اول انکو اسبات کا حسد ہی کہ جیسا دین اور کتاب شریعت انکو دی گئی ہی ویسی اور کو یعنی قوم عرب اور مسلمانونکو دی گئی دوم یہ بھی خوف ہوا کہ اگر انکی بات کی تصدیق کرینگے تو پھر ہمارے مسلمانونسے ہمکو فائل کرینگے اُس لئے کہدیا کہ جو ہمارے دین پر چلے اسکی بات ہی نہ مانو کیونکہ اگر مانو گے تو وہ ہی صاحب شریعت کتاب بنینگے اور تمپر لازم بھی قائم کرینگے اپنے خیال مین انہون نے اللہ کے فضل و رحمت کو اپنے خاندان مین منحصر سمجھ لیا تھا حالانکہ خدا کی رحمت عام ہی اسی کسی خاندان کیلئے مخصوص نہین کہدیا ہی وہ سب کچھ خدا ہی اُس غرور مین کہ ہمیشہ کیلئے فضیلت ہمارے خاندان کو ہوچکا مومنین کو چاہیئے کہ اُنکی بدمعاشی کو نہ دیکھین اور ہر قسم کی برائی کرنا اور فضیلت کا امیدوار رہنا خام خیالی ہی ہر درخت بولہا اور عمدہ پھل لگتا ہی

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا

کسی بشر کا بھی یہ کام نہیں کہ اللہ اوس کو کتاب اور حکم اور نبوت دے پھر وہ لوگون سے کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ وہ یہی کہے گا کہ تم

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا

خدا پرست ہو کر رہو (اس لئے کہ) تم کتاب پڑھاتے اور خود بھی پڑھتے رہے ہو اور وہ یہ کبھی نہ کہے گا کہ تم فرشتون اور نبیون کو خدا بنالو

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ

کیا تمکو اسلام لانے کے بعد کفر کرنے کا حکم دے گا؟ اور اسوقت کو یاد کرو کہ جب اللہ نے لوگون سے نبیون کی بابت عہد لیا کہ جب میں تمکو کتاب اور دانائی دون پھر جو تمہارے

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ

پاس ہو اس کی تصدیق کے لئے کوئی رسول تمہارے پاس آئے تو تم اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا اللہ نے فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اسپر میرا عہد قبول کر لیا سب نے کہا ہم نے اقرار کیا

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

فرمایا پھر تم گواہ رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہ ہون پھر اسکے بعد جو کوئی پھرتا ہے تو وہی نافرمان ہے

ع ۱۶

ترکیب

بما کنتم صفت ربانیین کی اور ممکن ہے کہ سببیہ ہو کونوا ربانیین کو اور ما مصدریہ ہو تعلیمکم الکتاب لما اٰتیتکم اگر بکسر لام پڑھا جاوے تو یہ لام یا اخذ سے متعلق ہوگا اے اخذ ھذا المعنی مگر مضاف محذوف ہوگا ای لرعایۃ ما اٰتیتکم یا میثاق سے متعلق ہوگا ای بوثقنا علیھم لذلک اور ما یا موصولہ یا موصوفہ ہوگا اور عائد محذوف اسی من کتاب حال ہوگا اور جو لام کو بفتح پڑھا جاوے تب ما بمعنے الذی مبتدا ہوگا اور لام تاکید قسم کے لئے ہوگا اور خبر یا من کتب حکمۃ ہوگی یا لتؤمنن ہو اور یا شرطیہ اور لام قسم کے لئے ہے اور لتؤمنن اسکی شرط اور لام جواب قسم میں واقع ہوا ہے۔ اور بعض نے لما بالتشدید پڑھا ہے جو ظرف زمان ہے۔

تفسیر

جب عیسائی الوہیت مسیح اور تثلیث وغیرہ عقائد فاسدہ میں ہر طرح سے ملزم قرار دیے جاتے ہیں تو عاجز ہو کر یہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ باتین گو دلائل عقلیہ سے ثابت نہیں مگر نقل سے ثابت ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تئین خدا اور خدا کا بیٹا کہا ہے اور وہ کلمات بھی ذکر کئے ہیں کہ جنسے اونکا خدا ہونا ثابت ہوتا ہے اور روح القدس کا بھی شریک الوہیت ہونا پایا جاتا ہے اونکے فرمانے سے ان باتو پر یقین کرتے ہیں اسکے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ وہ بشر تھے اور اونکو کتاب و نبوت سے سرفرازی ہوئی تھی پھر ایسے برگزیدہ بشر کسی کو حکم دیسکتا ہے کہ بجائے خدا کے مجھے ہی خدا سمجھ کے پوجو؟ ہرگز نہیں وہ یہی حکم دیتا ہے کہ تم اپنی کتاب کی تعلیم و تدریس کے موافق ربانی یعنی رب پرست رہو مانند خدا پرست ہو رہو اور نہ وہ یہ حکم دیگا کہ تم ملائکہ (روح القدس) اور انبیاء کو رب بنالو انکی پرستش کرو۔ کیا وہ تمکو اسکے بعد کہ تم مسلمان خدا کے فرمانبردار موحد تھے کتاب کی تعلیم و تدریس کرتے تھے کفر کا حکم دیسکتا ہے ہرگز نہیں۔ یہود و نصاریٰ اپنے ہادیون کی تعلیم اور انکی کتابونکے برخلاف خدا پرستی چھوڑ کر انبیاء و ملائکہ پرستی کیا کرتے تھے اسپر الزام دیا جاتا ہے کہ یہ تمہارے انبیاء نے ہرگز نہیں فرمایا تھا اسکے بعد نبی آخر الزمان علیہ السلام کا جو وہ..... انکار کرتے تھے اسکی بابت اسپر سرزنش کی جاتی ہے کہ تم اس عہد کو بھی یاد کرو جو تمسے نبیوں انبیاء کی بابت لیا گیا تھا اسوقت کہ تمکو کتاب اور حکمت دی گئی تھی کہ جب تمھارے پاس کوئی رسول اصول ملت کا مصدق آئے تو تم اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد بھی کرنا اسپر خدا نے تمسے پوچھ بھی لیا تھا کہ تمکو اقرار ہے اور تم اسپر میرے عہد کو قبول کرتے ہو تم نے کہدیا تھا کہ ہمنے اقرار کر لیا تب خدا نے فرمایا تھا کہ دیکھو تم بھی گواہ رہو اور میں بھی گواہ ہوں باوجود اس عہد موکد کے پھر تم نے کیا کیا عیسیٰ کا انکار کیا اور انکے بعد جبکہ تلافی مافات کا وقت باقی تھا محمد صلعم کا انکار کیا اور اپنے عہد سے پھر گئے پھر جو اپنے ایسے عہد سے پھرے تو وہ فاسق نہیں تو اور کون ہے۔ اس عہد کا پتا توریت استثنا سفر سے بھی لگتا ہے کہ اسرائیلیون کو جمع کر کے موسے نے آنے والے نبی کی بابت وصیت کی تھی۔

ف۱ منسوب الی الرب اور (ان) زائدہ ہے جیسا کہ بہت بالون والے کو شعرانی کہتے ہیں اسی طرح حقانی ہے اور حکیم وہ ہے کہ احکام کا عالم ہو کہ حکمت والا کہتے ہیں (بعضہ خدا پرست ہو) اور گویا کہ ہو

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ قُلْ آمَنَّا

کیا وہ اللہ کے دین کے سوا اور دین کو تلاش کر رہے ہیں حالانکہ آسمانوں اور زمین میں چار و ناچار اسی کے حکم بردار ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں کہدو کہ ہم تو

بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ

اللہ پر اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکی اولاد پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسے اور عیسے

وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا

اور دیگر انبیا کو اون کے رب کی طرف سے ملا سب پر ایمان لائے ہم ان میں کچھ بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے آگے سر جھکا دیا ہے اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین اختیار کریگا

فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝

سو وہ ہرگز قبول نہوگا اور وہ شخص آخرت میں خسارہ میں رہے گا

ترکیب

غیر منصوب بیبتغون کیونکہ دین بمنع ابتغا ہی مشتق ہے جسکے معنے تلاش کرنا یہ شرط غیر الاسلام منصوب ہی صفت ہونیکے دین کی جو مقدم ہونیسے حال ہوگیا دین جواب شرط

تفسیر

پہلی آیتوں میں تھا کہ جو بنی تمھارے دین کا تصدیق کرینگے تو تمپر ضرور ہے کہ اُسپر ایمان لاؤ۔ اُسپر یہود و نصاریٰ یہ اعتراض کرتے تھے کہ یہ مسلم لیکن یہ بنی ہمارے دین اور کتاب کا مصدق نہیں کیونکہ الوہیت مسیح اور تثلیث ہمارے دین کا اصل الاصول ہی سو یہ اُسکا رد کرتے ہیں پھر ہم کیونکر اُنپر ایمان لاوین (چنانچہ اب بھی پادری یہی اعتراض کیا کرتے ہیں) اسکا جواب دیا جاتا ہی کہ یہ باتیں تمھارے دین کے اصول نہیں بلکہ یہ افراط و تفریط انبیا علیہم السلام کے بعد تمھارے دین میں پیدا ہوئی ہے جسکے دور کرنے کے لئے اس اخیر نبی کی ضرورت ہوئی ورنہ انبیا سے باوجود مرتبہ شہود کے یہہ ممکن نہیں کہ وہ ایسی خلاف فطرت باتیں کہیں اور کسی اور کو شریک خدائی ٹھہرائیں کیونکہ وہ مقام شہود میں دیکھ رہے ہیں کہ آسمان و زمین کی ہر چیز ملائکہ و بنی آدم اہل ایمان تو از خود اور حجر و شجر و کفار جبراً اوس ہی کے آگے سرنگون ہیں۔ ہر انسان زبان حال سے کہہ رہا ہی کہ دراصل آلہ حق وہی ہی جو مجھکو مجبورانہ میدان وجود میں کھینچے لا رہا ہی بے اختیار جوانی پر بڑھاپا مرض و تندرستی آتی ہی اسی طرح ہر چیز اس عالم ہستی سے پھر اوسکی طرف چلی جا رہی ہی اُس سے صاف ثابت ہی کہ وہی پیدا کرتا ہی اور وہی فنا کرتا ہی اس کے سوا کسی کو حق نہیں کہ وہ معبود بنایا جائے یہی دین اصلی ہی اسکے برخلاف دین الٰہی نہیں ہو سکتا پھر کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ غیر دین الٰہی مانا جاوے؟ دین اللہ کے اصول میں سے یہہ بھی ہی کہ جملہ انبیا پر ایمان لایا جاوے اس لئے آنحضرت صلعم کو فرماتا ہی کہ آپ کہدیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اونکی نسل کے انبیا خصوصاً موسیٰ اور عیسے پر جو کچھ نازل ہوا اور ہم پر جو کچھ نازل ہوا سب پر ایمان لائے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم خدا کے جملہ احکام ماننے کے لئے بھی گردن جھکائے ہوئے ہیں اور اسی کا نام مذہب اسلام ہی پھر جو کوئی اس دین کے برخلاف جو تمام سلسلہ انبیا کا مذہب ہی دوسرا دین اختیار کریگا ہرگز مقبول نہوگا گو دنیا میں وہ اس غلط مذہب پر اعتقاد کرکے اوسمیں ہزار کوشش کرے مگر آخرت میں کامیاب نہوگا بجائے نفع کے خسارہ اُٹھاویگا۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

خدا ایسی قوم کو کیون ہدایت دیے لگا تھا جو ایمان لاکر اور رسول کے برحق ہونے کی شہادت دیکر جو اُن کے پاس نشان لے کر آیا منکر ہو گئی اور اللہ بے انصاف لوگون کو ہدایت نہیں کرتا

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ

ایسے لوگون کی یہی سزا ہے کہ اُنپر خدا کی اور فرشتون اور سب لوگون کی ایسی لعنت ہو کہ جسمین وہ ہمیشہ رہین نہ اون کے عذاب مین کمی ہو اور

لَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ

نہ اون کو مہلت ہی ملے مگر جنھون نے کہ اسکے بعد توبہ کرلی اور سدھر گئے تو بیشک اللہ غفور الرحیم بھی ہے البتہ جو ایمان لاکر کافر ہو گئے

ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ

پھر اور بھی کفر مین بڑھ گئے اون کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی گمراہ بھی ہین بیشک جو کافر ہوئے اور کفر ہی مین مرگئے تو وہ اگر تاوان مین

مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ ع ۹ ۱۱ ۱۷

زمین بھر کر بھی سونا دین تو ہرگز قبول نہ ہوگا انہین لوگون کو عذاب الیم ہے اور انکا کوئی بھی مددگار نہوگا

ترکیب

کیف حال ہی اور عامل اس مین یہدی ہی شہدوا حال ہی ضمیر کفروا سے اولئک مبتدا جزا ہم مبتدا ان اور اسکا اسم وخبر مجموعہ خبر پہر یہ تمام جملہ مبتدا اول کی خبر ہوا خلدین حال ہی ضمیر علیہم سے اور عامل اسمین جار یا اسکا متعلق ہی ذہبا تمیز ہی مل سے اور ہ کی ضمیر اسی طرف پہرتی ہی۔

تفسیر

جبکہ خدا تعالے منکرون کیلئے ہر قسم کے بیان شافی ذکر فرما چکا اور پھر بھی وہ ہدایت پہ نہ آئے تو جسطرح طبیب علاج کرکے جب صحت نہین دیکھتا تو یہی کہتا ہی کہ تم کو کسطرح تندرستی ہو تم تو ایسی ایسی بدپرہیزی کرتے اور کر چکے ہو اسیطرح خدا تعالی فرماتا ہی کہ ایسے تیرہ باطن اور سیاہ قلب لوگون کو کیونکر ہدایت ہو کہ جو قبل ظہور نبی علیہ السلام اُنکی کتب سابقہ مین بشارتین دیکھکر اُنپر ایمان رکھتے تھے اور اس رسول کے برحق ہونے کی گواہیان بھی دیا کرتے تھے (جیسا کہ سورہ بقرہ مین ہمنے بیان کیا ہی) باوجود اس کے حضرت کے بیشمار معجزات بھی دیکھ چکے ہین لیکن پہر عناد سے منکر ہو گئے سو ایسے ازلی بدبختون کو ہدایت نہین ہوتی انکی سزا دنیا مین خدا کی اور فرشتون اور سب خداشناس لوگونکی پھٹکار اور آخرت مین عذاب الیم ہی کافرونکی تین قسم ہین ایک وہ جو صدق دلسے توبہ کر لیتے ہین اُنکے حق مین الا الذین تابوا الخ فرمایا کہ خدا اُنکو معاف کرتا ہی دوم وہ جو صدق دل سے توبہ نہین کرتے اور باوجود اسکے ہمیشہ پیغمبر کا مقابلہ کرکے کفر مین زیادہ بڑہتے جاتے ہین جیسا کہ یہود مدینہ اونکے لئے لن تقبل توبتہم فرمایا کہ اونکی ہرگز توبہ قبول نہوگی یعنے اسکی اونکو توفیق ہی نہوگی تاکہ توبہ قبول ہو تیسرے وہ جو سرے سے توبہ ہی نہین کرتے اور حالت کفر مین ہی مرجاتے ہین اون کی نسبت تین باتین فرمائین (۱) اگر وہ بالفرض زمین بہر کر سونا بھی تاوان مین دین تو ہرگز آخرت مین قبول نہوگا (۲) اون کو عذاب الیم ہوگا (۳) کوئی اونکا مددگار اور سفارشی نہوگا اس مرض روحانی کا یہی نتیجہ بد ہے۔

ف الملء بالکسر مقدار ما یملا الشئی والملء بالفتح مصدر والمعنی مقدار ما یملا الارض۔

ل جیسا کہ حرث بن سوید انصاری مرتد ہو گیا تہا مگر اونسے توبہ کی اور اوسکی توبہ قبول ہو گئی عبد البدن عباس نے اس آیت کا یہ قصہ شان نزول قرار دیا ہے (ک)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ

(لوگو) تم کو ہرگز نیکی نہ ملے گی جب تک کہ تم کچھ اپنی دل پسند چیز مین سے خرچ نکروگے - اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اوسکو خدا خوب جانتا ہے ہر قسم کا کھانا بنی اسرائیل کو حلال تہا

اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ

مگر وہ کہ جو خود اسرائیل (یعقوب) نے تورات نازل ہونے سے آگے اپنے اوپر حرام کر لیا تہا (اے نبی) کہدو تورات لاکر اسکو پڑہو تو سہی اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

سچے ہو پھر جو کوئی اسکے بعد بھی خدا پر جھوٹ باندہے تو وہی بے انصاف ہین

ترکیب

حلا بمعنی الذی یا نکرہ موصوفہ ہے اور مصدر یہ نہین ہو سکتا یہ کی ضمیر یا شئی کی طرف رجوع کرتی ہے الا حرم موضع نصب مین ہے کیونکہ یہ استثنا خبر کان ہے من قبل متعلق ہے حرم سے من بعد ذلک متعلق ہے افتری سے الطعام بمعنی المطعومات والمراد کلہا اور حل مصدر ہے یعنی جمع اور واحد مذکر مونث سب یکسان ہین

تفسیر

اگلی آیت مین ذکر تہا کہ قیامت مین کفار اگر زمین بھر کر بھی سونا دینگے تو ہرگز قبول نہوگا اس مناسبت سے دنیا مین اللہ کی راہ مین صرف کرنیکا ذکر آگیا کہ تم کو برتبہ نیکی اور ہزار کامل اور ابرار لوگونکا مرتبہ جب ہی ملیگا کہ جب تم اپنی دلپسند چیز کو صرف کروگے یہ ایک ایسے پاکیزہ الفاظ مین مطلب ادا کیا ہے کہ جنمین ہزارون اسرار کی طرف اشارہ ہے مثلاً انسان کی محبوب چیز اوس کی جان ہے اوسکا صرف کرنا یہ کہ روح کو اُس کے مشاہدہ جمال مین محو کردے پھر اس کا بروصال حقیقی ہے یا اوسکو اللہ کے دین اور اشاعت خیر مین صرف کرکے شہید ہوجائے پھر اسکی حب جاہ اور ننگ و نام کی طبعی اور بیہمی بیخواہشین ہین انکا صرف کرنا انکو چھوڑ دینا ہے اور بعد اس کے اسکا مال اور اسکے عمدہ عمدہ علوم اور فائدہ بخش کام ہین انکو بھی اوسکی راہ مین صرف کرے اسی طرح غصہ پر دشمن سے انتقام لینا بھی بڑی مرغوب چیز ہے اسکو بھی صرف کرے تاکہ مجلس ابرار اور عالم قدس مین رتبہ پائے جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو طلحہ صحابی نے حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت میرے پاس مرغوب مال صرف ایک باغ بیرحاء نامی ہے آپ اسکو خدا کی راہ مین جہانمناسب جانین صرف کردین (بخاری) اسوقت عرب کی قوم نے سب سے اول اس مسئلہ پر عمل کرکے دنیا اور دین کی سلطنت حاصل کی تہی اور اسی لیے خدا پرست لوگ ہمیشہ لذیذ اور قوی بہیمہ کو جوش مین لانے والی چیزون کو صرف کرتے اور انکا کھانا ترک کردیتے تھے جیساکہ اسرائیل یعنے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت اور بعض چیزین جو شرعاً ملت ابراہیمیہ مین حلال تہین اپنے اوپر حرام کرلین تہین اور یہ معاملہ تورات سے پہلے کا ہے چنانچہ اونکی تقلید سے بنی اسرائیل مین بھی اون کی حرمت چلی آتی تھی جسپر مدینہ کے یہود آنحضرت پر اعتراض کرنے لگے کہ آپ ملت ابراہیمیہ کے مدعی ہوکر یہ چیزین کیون کہاتے ہین ؟ خدا تعالیٰ نے اس کے ضمن مین اُنکا جواب دیا کہ اونٹ کا گوشت اور یہ بعض چیزین ہرگز ابراہیم پر حرام نہ تہین تم جو تورات کا حوالہ دیتے ہو تو اچہا تورات لاکر اسمین دیکھاؤ کہ یہ چیزین خدا نے ابراہیم پر حرام کی تہین ؟

ف کل الطعام سے وہ کل طعام مراد ہین کہ جنمین بحث تہی جیساکہ اونٹ کا گوشت - اس سے ہر قسم کا کھانا مراد لیکر قرآن پر یہ اعتراض کرنا کہ ہر قسم کا کھانا کب بنی اسرائیل کو حلال تہا لغو بات ہے!

ف فاتوا بالتورات اون کے ادعا کے موافق فرمایا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت کے عہد مین موسیٰ کی اصلی تورات بلا تغیر موجود تہی - ف النیل اول الشئی ونحوہ یقال تالنی من فلان معروف ای وصل الی والنوال العطاء یقال نولتہ تنویلا والتنول التناول یقال نلتہ اول ۱۲ اصلاح کس لیکہ ماسوا اللہ کے حب ایک حجاب اکبر ہے اوسکا صرف کرنا بر بینے مقصود کا حاصل کرنا ہے ۱۲ منہ

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ

کہدو اللہ نے سچ فرمایا ہے پس (اسکے فرمانے سے بموجب) ابراہیم کے طریقہ پر چلو جو ایک طرفہ تھے اور کبھی بھی مشرک نہ تھے بیشک سب سے اول گھر جو لوگون کے لئے (عبادت گاہ) بنایا گیا وہ گھر ہی ہے

بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ

جو مبارک اور جہان بھر کے لئے رہنما ہے اسمین بہت سی نشانیان ظاہر ہین (منجملہ اون کے) ابراہیم کے کھڑے ہونیکی جگہ ہے اور جو کوئی اسمین چلا جاتا ہے امن پاتا ہے اور لوگونپر فرض ہے کہ اللہ کے لئے

حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اوس گھر کا حج کرین اوپر کر جو وہان پہنچنے کی طاقت رکھتے ہون اور جو کوئی نافرمانی کرے تو اللہ کو بھی مخلوقات مین سے کسی کی کچھ پروا نہین

ترکیب

حنیفا حال ہی ابراہیم سے اور ممکن ہی کہ ملۃ سے بھی ہو کیونکہ ملۃ بمعنی دین ہی پھر حال اور ذوالحال دونون مذکر ہین - وضع - موضع جز ہین صفت بیت کی اور للذی ببکۃ خبر ہی ان کی خبر بکہ یعنی مکہ ہمزہ اور ب کا بدلہ ہو جاتا ہی جیسا کہ لازب اور لازم بعض کہتے ہین مکہ شہر اور بکہ مسجد الحرام ہی مبارکا اور ہدی دونون ضمیر وضع سے حال ہین ایت بینات مبتدا فیہ خبر مقام ابراہیم مبتدا اور خبر محذوف ای منہا مقام ابراہیم بالفتح والکسر بعض کہتے ہین بالکسر اسم مصدر ہی مبتدا علی الناس خبر للہ متعلق علی سے متعلق من استطاع الناس سے بدل بعض ہی

تفسیر

یہ تمہی ہی پہلی گفتگو کا کہ اللہ نے سچی بات کہدی اب اسی پر فیصلہ ہی کہ جو دین ابراہیم کا ہی چلو اسیکو اختیار کرو اور یہ ظاہر ہی کہ انمین دو وصف تھے ایک یہ کہ وہ حنیف تھے یعنے ادہر ادہر سے ہٹکے تھے ایک طرف ہو رہے تھے سب کو ترک کرکے اللہ کی ذات پر تکیہ لگا رکھا تھا حنیف ایسا عام وصف ہی کہ جسکی شاخین خلت توکل رضا قناعت صبر دنیا سے نفرت کرکے عالم آخرت کی طرف رغبت سچ بولنا وغیرہ خصائل حمیدہ ہین اور دوسرا وصف یہہ تھا کہ وہ مشرک نہ تھے نہ شرک جلی (کہ کسی کو خدا کے سوا الوہیت مین شریک کیا جائے) انکا شیوہ تھا نہ شرک خفی یہان تک کہ اپنے جمیع کاروبار اور تمام عالم کا سلسلہ احتیاج اسکے ہاتھ مین جانتے تھے - اب غور کرو کہ ان اصل اصول باتون مین سے ای اہل کتاب کو نسی بات ابراہیم کی تمھارے پاس ہی لے یہود کیا ختنہ کرنا اور سبت کا ماننا اور بعض چیزون کی حلت و حرمت جو حسب مصلحت موسیٰ کے عہد مین ہوئی اصل اصول ملت ابراہیمیہ ہی ؟ اور ای عیسائیو کیا عشائی ربانی اور بپٹسمہ اور مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا جاننا اور اس اعتماد پر کہ وہ ہمارے گناہ اوٹھا کر لے گئے خداوند تعالے کی تمام شریعت کو لغو سمجھنا بلکہ بقول پولوس شریعت پر عمل کرنیوالیکو لعنتی خیال کرنا اصول ملت ابراہیمیہ ہین ؟ نہین ہرگز نہین یہ تو تمھارے مشائخ کی قلعی چڑہائی ہوئی اور نفس اور درہم کی ملونی ہی انہین ضرور تونکے لئے تو سب سے اخیر ایک نبی عربی کے بھیجنے کی ضرورت پڑی جسکی خبر ابتک تورات و زبور وغیرہ کتب سابقہ مین پائی جاتی ہی - رہا مخصوص یسعیاہ نبی کی کتاب کے ۴۲ ۴۹ بیالیسوین باب مین تصریح ہی) ان دونون فقطون سے یہود اور عیسائیون اور مشرکین عرب کو کس لطف کے ساتھ ملت ابراہیمیہ سے منحرف ہونے پر الزام دیا ہی - ایک پادری نے ایک کتاب بھی لکھی ہی اسمین جابجا یہہ بات ثابت کرکے کہ قرآن کی فلان بات تورات سے ماخوذ ہی فلان یہودیون کی تاریخون سے فلان طالمود سے فلان جگدہ سے فلان مشنا سے فلان مشرکین عرب سے فلان عیسائیون کی معتبر اور غیر معتبر اناجیل سے اخیالی تیر پھینکے ہین کہ پھر قرآن نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی منجملہ اعتراضات کے ایک اعتراض ملت ابراہیمیہ کی پابندی پر کیا ہی

قولہ تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہی کہ اس دین (ابراہیمی) کا خیال پیشتر بھی تھا اور وہین سے محمد بھی اس تعلیم کے مشاہدہ کرانے پر آمادہ ہوا محمد سے پیشتر حنیفہ کرکے ایک گروہ تھا وہ اپنے تئین ابراہیمی صابئین کہتے تھے اور شروع مین محمد نے اپنے تئین انمین سے ایک قرار دیا تھا انکا طریق یہودی عیسویت کی صورت رکھتا تھا وہ ایک خدا کا

لہ یعنی باوجود استطاعت کے حج بیت اللہ کرنے بلانے سے اسکے دوڑکر نہ آئے تو اسکو بھی کسی کی پروا نہین ۱۲ منہ لہ ای استقر اللہ علے الناس ۱۲ منہ لہ ایک روز یادری لوگ بڑے اہتمام سے روٹیان یہ تصور کرکے کھاتے ہین کہ یہ حضرت عیسے کا گوشت ہے ۱۲ منہ لہ عیسائی ہوتے وقت حوض مین غوطہ دینا یا رنگ ڈالنا بعض صرف چھڑکنا ہی کافی جانتے ہین ۱۲ منہ لہ کیونکہ نسب نامہ و تاریخ کی کتابونکا نام ہین ۱۲ منہ

لئے تھے ان کے پاس توریت اور انجیل اور ابراہیم اور موسی کی روایتین تھین اور یہ روایتین یہودیون کی کتب مدارس مین پائی جاتی تھین جو پیرون اور فرشتون کے قصہ تھے - اس فرقہ مین کئی مشہور آدمی تھے انمین سے ایک عمایہ مشہور شاعر تھا جو محمدؐ کی ہجو کیا کرتا تھا اور چار شخص محمد کے رشتہ دار تھے اور ورقہ بھی انمین سے تھا اور زید بھی مگر مین بت پرستی اور بد خصلتی کی ممانعت اور توحید کی تعلیم دیا کرتا تھا اور محمد بھی اُسکا شاگرد ہو چکا تھا پھر چونکہ طالمود مین ابراہیم پر لفظ مسلم بولا گیا ہی جسکے معنے راستبازی کے ہین وہی محمد نے بھی قرآن مین بولا اور پھر جگدہ یعنے طالمود کی تاریخی حصہ مین جو کچھ مذہب ابراہیم کی تشریح ہے کہ وہ ایک خدا کو مانتا تھا اور رحم دل تھا اور خدا سے محبت رکھتا تھا اور نمرود نے اونکو آگ مین ڈالا لیکن وہ صحیح سلامت نکل آئے وغیرہ باتین تحریر ہین وہی محمدؐ نے سیکھ کر قرآن مین لکھدین اور دعوی کیا کہ مجھکو الہام ہوا ہی انتہی ملخصا جواب پاوری لوگ جسطرح راستبازی اور انصاف سے بے بہرہ ہین اسی طرح تاریخ عرب سے بھی بے بہرہ ہین اول تو ورقہ اور زید ہرگز صابی نہ تھے بلکہ موحدین مین سے تھے اور صابی ستارہ پرست قوم تھی دوم صابیون کا کوئی فرقہ تورات اور انجیل اور انکی روایتون کو نہیں مانتا نہ اونکا طریق یہودیت اور عیسویت کے ساتھ تھا اور ورقہ خاص دین کیونکہ ملک مذہب کا عیسائی تھا جو اخیر مین حضرت نبی صلعم پر صدق دل سے ایمان لایا تھا اور زید اور آنحضرت مین زمانہ تعلیم و تعلم پایا نہین گیا وہ ایک موحد شخص تھا جو آپ سے کہین پہلے مرگیا پھر شاگردی کا الزام لگانا محض دروغ بیفروغ ہی جواب ہی یہ بات کہ طالمودین اور یہودیون کی دیگر کتابون مین حضرت ابراہیم کے قصونکا قرآن کے مطابق پایا جانا سو یہہ منافی الہام نہیں کیا الہامی بانکیلئے یہہ ضرور ہے کہ وہ تمام تاریخی کتابونکے برخلاف ہو؟ پھر اگر یہی ہی تو اناجیل اربعہ مین سے جو سب سے اول ہی اسکے علاوہ سب غلط اور غیر الہامی ہین کیونکہ وہ تاریخی کتاب یا لوگون کے حوالہ سے لکھی گئین اسی طرح بائبل کی کتاب تاریخ اور کتاب سموئیل کو غلط کہنا پڑیگا علاوہ اسکے حضرت کے پاس طالمود اور مدارش وغیرہ کتابون کا جاننے والا کون تھا اور وہ کتابین تو مشہور ہی نہین جب کہان تھین اور اگر کوئی یہودی تھا تو اسپر کیا مصیبت تھی کہ جو اپنے شاگرد پر ایمان لاتا اگر آپ سے پہلے کیونکہ ملت ابراہیمہ کا دعوی کیا تو آپ کے نبی مصلح دین ہونے مین کیا فرق آیا کیا حضرت عیسے سے پہلے دین موسوی کے مدعی اور مصلح نہیں گذرے ہین بلکہ خود حضرت یحیی علیہ السلام انکے استاد موجود تھے جنسے اونہون نے تعلیم پائی اور پھر وہی لفظ بولے جو ہمیشہ بولتے آئے ہین پھر کیے حضرت عیسے اور انکے حواریون اور انکی کتابونکی کیا ضرورت تھی قرآن خود مدعی ہی کہ اصل اصول انبیاء علیہم السلام کا تحریفات دور کرکے زندہ کرنے والا ہے پھر اگر وہ اصول صابیون مجوسیون عربون یہودیون عیسائیون مین بھی کچھ باقی رہگئے تھے اور انکی تحریف دور کرکے قرآن نے اپنے جواہر کو لیا تو کیا یہہ سرقہ ہے پھر کیا قرآن انکا سرے سے انکار کرتا اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بناتا جیسا کہ جعلی پیشوایان مذہب نے کیا ہی -

اب ہم تفسیر کلام الہی کی طرف رجوع کرتے ہین - یہود کا جسطرح اونٹ کے گوشت اور دودھ کھانے پینے کی بابت آنحضرت پر اعتراض تھا اسی طرح وہ کعبہ کی بابت اعتراض کیا کرتے تھے کہ آپنے تمام انبیاء کا قبلہ اور سب سے قدیم بیت المقدس ترک کرکے جاہلونکا کعبہ اختیار کیا ہی چونکہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا ذکر بھی آگیا تھا اس لئے کعبہ کا بھی آیا کہ ای یہود جو گھر دنیا مین خدا کی عبادت اور رہنمائی اور برکت کے لئے بنائے گئے ہین ان سب سے اول وہ گھر ہے جو مکہ مین ہی یعنی کعبہ اسکو خاص آدم نے پہاڑون کے بعد ابراہیم نے بنایا ہی اور بیت المقدس کو سلیمان نے جو انکی ذریت مین اور انسے سیکڑون برس بعد ہوئی ہین - اسکے علاوہ اسمین ہزارون برکتین اور خدا کی نشانیان ابتک موجود ہین سوا روحانی برکت کے یہان ظاہری برکات بھی بہت سے ہین منجملہ اون کے مقام ابراہیم اور یہہ کہ جو وہان بصدق دل جاتا ہے دنیا اور آخرت کی بلاؤن سے نجات اور امن پاتا ہے اس لئے آجتک کسی بادشاہ قاہر کی یہ مجال نہین ہوئی کہ وہ کعبہ پر چڑھکر آیا اور اُسکو گرادیا ہو اور لوگونکو قتل کیا ہو اور جو کوئی آیا جیسا کہ ابرہہ شاہ حبش تو اُسکو خدا نے غارت کردیا برخلاف بیت المقدس کے کہ اسکو بارہا بخت نصر وغیرہ بادشاہون نے ڈھایا اور وہان کے زن و مرد کو قتل کیا اسلئے جو کوئی زاد راہ رکھتا ہو اور وہان عمر بھر مین ایک بار جانا ضرور ہو یعنے فرض ہے اور جو کوئی اوسکے دربار مین حاضر ہونے سے سرتابی کرے تو خدا کو بھی کسی کی پروا نہین ہی -

---

لہ یعنی وہان جانے سے امن عذاب اخروی سے ہوتا ہی ۱۲ ف مقام ابراہیم کی بابت علماء کا اختلاف ہی ایک گروہ اس پتھر کو کہتا ہی کہ اسپر چڑھکر حضرت ابراہیم کعبہ کی دیوارین چنین تھین وہ یادگار ابتک موجود ہی دوسرا گروہ کہتا ہی کہ تمام حرم مقام ابراہیم ہے کہ یہان ابراہیم نے مقام کیا تھا -

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ

(اے نبی کہدو) اے اہل کتاب کس لئے اللہ کی آیتوں کا انکار کررہے ہو اور اللہ کے روبرو ہے جو کچھ بھی تم کررہے ہو کہدو اے اہل کتاب کیوں ایمان لانے والوں کو خدا کی

سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا

راہ سے روکتے ہو جان بوجھکر اسمیں کجیاں پیدا کرتے ہو اور خدا تو تمہارے کام سے ہرگز غافل نہیں ایمان والو! اگر تم اہل کتاب میں سے کسی

فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ

گروہ کا بھی کہا مانوگے تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد کافر ہی بناکر چھوڑینگے اور تم کیونکر کافر ہوجاؤگے حالانکہ تم کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں

وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۗ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

اور تم میں اوسکا رسول بھی موجود ہے اور جو کوئی خدا پر پورا بھروسہ کرلیتا ہے تو اوسکو سیدھا رستہ دکھایا گیا۔

ترکیب

لم تکفرون سے متعلق ہے اسی طرح لم تصدون سے عن سبیل اللہ تصدون سے متعلق ہے من آمن تصدون کا مفعول تبغونہا کی ضمیر سبیل کی طرف راجع ہے کیونکہ یہ مذکر اور مؤنث ہے عوجا حال ہے۔

تفسیر

جبکہ اہل کتاب کے اعتراضوں کا جواب دیا گیا اور دلائل تمام ہوچکے تو اب بطور نتیجہ کے اونکو فرماتا ہے کہ تم خدا کی آیات معجزات اور بشارات کا کہ جو اب تک پہلی کتابوں میں پائی جاتی ہیں کیوں انکار کرتے ہو اور ایسے لغو شبہات سے بشارات میں تاویل کرکے کس لئے ایمانداروں کو خدا کی راہ سے روکتے ہو اور کیوں دین حق میں عیب لگاتے ہو حالانکہ دلیلیں برحق جان رہے ہو تمہاری اس حیلہ بازی اور مکاری سے خدا غافل نہیں تم کو ضرور سزا دیگا۔

جب یہود مدینہ ہر طرح سے عاجز آگئے اور مسلمان اُن کے دھوکے میں نہ آئے تو ایک اور تدبیر نکالی وہ یہ کہ مدینہ میں حضرت کے تشریف لانے سے پہلے بنی اوس اور بنی خزرج دو قبیلوں میں ایک سو بیس برس سے باہم عداوت چلی آتی تھی باہم لڑائیاں اور سخت خونریزیاں ہوا کرتی تھیں حضرت کی برکت سے انمیں ملاپ اور محبت ہوگئی اور اخوت اسلامی قائم ہوگئی۔

بعض یہودیوں نے ایک روز ان کی مجلس میں جاکر جاہلیت کی لڑائی کا ذکر چھیڑکر پرانے زہر آلود وقائع یاد دلادئے اور ہر ایک قوم کے دلمیں پھر وہ حرارت جوش مارنے لگی قریب تھا کہ پھر باہم تلوار چلے اتنے میں حضرت کو خبر ہوئی آپ نے اونکو سمجھایا اور پھر ہر ایک کو گلے ملایا جسکی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ اے مسلمانو تم ان اہل کتاب میں سے اگر کسی کا بھی کہنا مانوگے یا اون کے اعتراض یہودہ کی طرف متوجہ ہوگے تو تم کو وہ دین سے برگشتہ کردینگے اور تعجب ہے کہ تم باوجود آیات الٰہی سننے کے اور رسول کی صحبت پانے کے کفر اختیار کروگے سو تم کو لازم ہے کہ یقین کامل دل میں اور عقیدت خاص پیدا کرکے رحمت الٰہی کا دامن ہاتھ میں مضبوط تھام لو تاکہ سیدھے رستہ چلے جاؤ۔

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ قوی ایمان کسکا ہے کہا غریب بڑھیوں کا کہ جنکو بلا دلیل خدا کی ذات پر ایمان کامل ہے سو ایسے لوگ کسی کی اگر مگر میں نہیں آتے نہ شیطان کے وسوسہ و شبہات میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی شمشیر یقین تمام شبہات و شکوک شیاطین کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالتی ہے حقیقت میں یہ خوب ایمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا

ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اوس سے ڈرنیکا حق ہے اور مسلمان ہی رہ کر مرنا اور سب ملکر خدا کے دین کو پکڑے رہو اور

تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۚ وَكُنتُمْ عَلَىٰ

الگ الگ نہو جاؤ اور خدا کا احسان یاد کرو جو تم پر ہے (وہ یہ کہ) جب تم مین باہم دشمنی تھی تو اوسنے تمہارے دلون مین محبت پیدا کردی جس سے اوس کے فضل سے تم بھائی بھائی ہوگئے

شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ

حالانکہ تم جہنم کے کنارے پر پہونچ چکے تھے پھر اُس نے تم کو اوس سے بچالیا اللہ تمسے اپنی آیتیں اسطرح سے بیان کیا کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور تم مین سے ایک ایسی جماعت بھی ہونی چاہئے

إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

کہ جو لوگون کو نیکی کی طرف بلایا اور نیک باتین بتایا کرے اور بُری باتون سے منع کیا کرے اور یہی فلاح بھی پانے والے ہین

ترکیب

اخوانا خبر ہے اصبحتم کی اور یہہ جمع اخ کی ہے کنتم کا اسم ضمیر علی شفا الخ خبر شفا بالفتح اسکے معنے کنارہ کے ہیں اسکا تثنیہ شفوان آتا ہے ولتکن کان تامہ منکم اسکے متعلق امۃ اسم یدعون الخ اوسکی صفت۔

تفسیر

باہمی نقیض و عداوت کے اسباب کا قلع و قمع کرکے اتفاق اور باہمی محبت کی تاکید کرتا ہے اور اُس نااتفاقی کے زمانہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو جہنم کا گڑھا تھا اور جسکے کنارے پر لوگ پہنچ گئے تھے قریب تھا کہ گر کر ہلاک ہوجائین لیکن خدا نے اوسے نجات دی نبی علیہ السلام کی برکت سے آپسمین ایسی محبت ہوگئی کہ بھائی بھائی ہوگئے پھر اوسکے خیر و برکات دنیا اور دین مین بیشمار ظہور مین آئے دنیا کی تمام سرسبز سلطنتین اُن بھوکے ننگے عرب کے اونٹ بکری چرانے والون کے ہاتھ مین آگئین اور دین مین بھی تمام بنی آدم کے ہادی اور رہنما بن گئے اِس نعمت کی طرف اشارہ کرکے حکم دیتا ہے کہ اسکو یاد کرو کہ تمھاری کیا حالت تھی کیا ہوگئی؟ یہ اتفاق بلکہ تمام عرب بلکہ روئے زمین کے نیک لوگون کا اتفاق اس لئے قائم ہوا کہ نبی علیہ السلام کی برکت سے اونپر تجلی ذاتی ہوئی سب کا مقصود اور مشرب وصال معبود حقیقی متحد ہوگیا اور جبتک کہ سب کو کوئی ایک غرض مجتمع نہین کرتی اتفاق نہین ہوتا سو یہ آنحضرت کا بڑا معجزہ ہے کہ تمام درندون کو بھائی بنادیا۔ پھر آیندہ اِس سلسلۂ برکت کے جاری رکھنے کے لئے تمام امت کو بطور فرض کفایہ حکم عام دیتا ہے کہ تم مین سے ایک گروہ ایسا بھی رہنا چاہیئے کہ جو لوگون کو نیک باتون کی تعلیم کیا کرین بُری باتون سے منع کیا کرین اچھی باتون کا حکم دیا کرین یہ خاص لوگونکا گروہ ہے جو نبی علیہ السلام کے نائب ہین جیسا کہ عیسے کے حواریون نے بڑی محنتین اوٹھاکر دور دراز تک دین پھیلایا تھا مگر صحابہ نے اس سے بھی بڑھکر کردکھایا جسکی تواریخ شہادت دے رہی ہین اس آیت مین چند حکم ہین۔ (۱) یہ کہ جہان تک اوس سے ڈرنے کا حق ہے ڈرو اول سیڑھی یہی ہے محققین کے نزدیک حق ڈرنے کا یہ ہے کہ اوسکی ذات مین اپنی ذات کو اور صفات مین صفات کو نیست کردے (۲) یہ کہ مرتے وقت تک اسلام پر قائم رہنا (۳) سب ملکر خدا کی رسی کو پکڑلو رسی سے مفسرین نے مختلف معنی مراد لئے ہیں کسی نے عہد ازلی کسی نے قرآن کسی نے دین اسلام مدعی واحد ہے (۴) یہ کہ اختلاف نکرنا اختلاف سے تائید ربی دور ہوجاتی ہے (۵) تم مین ہمیشہ ایک گروہ ایسا قائم رہے جو لوگون کو دین کی رہنمائی کیا کرے بُری باتون سے منع کرے اسلئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اسلام کا شیوہ ہے جبتک یہ رہا دین مین ترقی رہی۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ

اور تم ان جیسے نہو جاؤ کہ جو متفرق اور مختلف ہو گئے بعد اسکے کہ ان کے پاس آیتیں آچکی تھیں اور انہین کو عذاب عظیم بھی ہے جسدن کہ کچھ منہ تو سفید

وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝

ہونگے اور کچھ سیاہ ہو جاوینگے سو جنکے منہ سیاہ ہونگے (انسے کہا جاویگا) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے سو اب کفر کرنے کے بدلہ مین عذاب کا مزا چکھو

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ

اور جنکے مونہہ سفید ہونگے سو وہ رحمت الٰہی مین ہونگے وہ اسمین ہمیشہ رہا کرینگے یہ ہین اللہ کی آیتین جنکو ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک سناتے ہین اور اللہ تو

يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

جہان پر ظلم کرنا نہین چاہتا۔ (اور یون تو) جو کچھ کہ آسمانون مین اور جو کچھ کہ زمین مین ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب باتین رجوع کی جاتی ہین

ترکیب

یوم ظرف ہے عظیم کا یا لہم کا یا اذکر محذوف کا فاما الذین جواب اما کا محذوف ای فیقال لہم اکفرتم اور آتو بیخ کیلئے ہے یعنے تم کو ایسا نکرنا چاہیئے تھا۔

تفسیر

جبکہ اگلی آیت مین باہمی اتفاق کا حکم دیا اور اس اتفاق قائم رکھنے کے لئے ایک جماعت ناصحین کا قائم ہونا فرض کیا تو اسجگہ اختلاف سے تاکیداً منع فرمایا جسطرح اس حکم کو ولا تفرقوا کہکر محکم کیا تھا اسی طرح بعد مین لہم عذاب الیم اور آخرت مین سیاہ روئی سے ڈرایا + اس مین کوئی شبہ نہیں کہ ادنی ادنی چیزون کے اجتماع مین خدا نے برکت رکھی ہے دیکھئے جب چند بالون کو باہم ملا لیتے ہین تو وہ کمزور بال ملکر کیا مضبوط رسا بن جاتے ہین اور جب متفرق اینٹ پتھرون کو باہم مجتمع کر لیا جاتا ہے تو کیسی مضبوط دیوار بنجاتی ہے پھر سب سے اشرف المخلوقات انسان پھر ان مین سے اہل ایمان کے اتفاق کو کیا کہنے ہین جنکی مجتمع روشنی عالم کو کس قدر منور کرتی ہے چونکہ صحابہؓ نے پورا پورا اس حکم پر عمل کیا تھا اون کے مقدس مذہب کی روشنی تھوڑے ہی دنون مین دنیا کے کنارون تک پھیل گئی جس سے خدا کی فرمان سلطنتین اور سرسبز حکومتین اونکے ہاتھ مین آگئین (اب اختلاف کا بدنتیجہ بھی دیکھہ لیجئے) دنیا کی ذلت وخواری آخرت میں عذاب الیم۔ پھر اس حکم کو کس خوبی کے ساتھہ بیان فرمایا ہے کہ بیان سے باہر ہے یعنے ایسا نہ ہو تم یہود و نصاریٰ کی طرح باہم مختلف ہو جاؤ جنکے پاس خدا کی آیتین اور ہدایتین آئین باوجود اس کے اپنی خواہش نفسانی سے دین مین اختلاف کیا اور سیکڑون فرقہ ہو گئے ایک دوسرے کی تکذیب کرنے لگا جسکا نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ حضرت عیسے کے تھوڑے ہی دنون بعد انجیل جاتی رہی اور یہی حال یہود کا ہوا پھر انجام نوبت کفر تک پہنچی جس کا ثمرہ اون کے لئے عذاب الیم ہوگا جس روز کہ کچھ لوگون کے مونہہ منور ہون گے اور کچھ سیاہ ہون گے یعنے قیامت کے روز پھر جنکے مونہہ منور ہون گے وہ ہمیشہ رحمت یعنے جنت مین رہین گے اور کفار رو سیاہ جہنم مین ملائکہ پر پھیرے گے کہ تم کو خدا نے نور بصیرت عطا کیا تھا پھر مطلوب حقیقی کو چھوڑ کر کیون کفر مین پڑے اپنے مقاصد شہوانیہ کو کیون مطلوب بنایا لو اب اوس کا مزہ چکھو یون تو زمین و آسمان کی سب چیزین خدا کی مملوک ہین وہ جو چاہے کرے مگر وہ کسی پر ظلم نہین کرتا اپنے کئے کا ثمرہ اوٹھانا پڑتا ہے یہ احکام الٰہی ہین جنکو فرشتہ اے نبی آپ کو سناتا ہے۔

ملہ ہر کام کا سلسلہ اسباب اسی کی طرف جاکر منتہی ہوتا ہے ۱۲ منہ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ

(مسلمانو!) تم اچھی جماعت ہو اس لئے پیدا کئے گئے ہو کہ لوگون کو اچھی باتین بتایا کرو اور بری باتون سے منع کیا کرو اور تم اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان

خَيْرًا لَّهُمْ ۭ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ

لاتے تو اون کے لئے بھی بھلا ہوتا (مگر) کچھ تو اونمین سے مومن ہین اور اکثر فاسق ہین وہ تمکو کچھ بھی ضرر نہ دے سکینگے مگر ہی کہ کچھ رنج دین اور اگر تم سے لڑین گے تو تمکو پیٹھ ہی دینگے

ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ

پھر اونکو فتح نصیب نہوگی اونپر ذلت ڈالدی گئی ہے جہان کہین پائے جائینگے تو صرف اللہ اور لوگونکے عہد و پیمان سے پائے جائینگے اور وہ خدا کا غضب

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ

حاصل کرچکے ہین اور اونپر مفلسی ڈالی گئی ہے یہ اس لئے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے اللہ کی آیتون کا اور نبیون کو ناحق قتل کیا کرتے تھے یہ اونکی نافرمانی اور سرکشی کا بدلہ ہے

ترکیب

کنتم اسکا اسم انتم خیر امۃ خبر اولی علی وقیل ضرم کان زائدہ ہی ای انتم خیر امۃ اخرجت الخ ہمت کی صفت الا اذی کا استثناء اشیاء محذوفہ سے ہے۔

تفسیر

اول فرمایا تھا کہ جنکے منہ روشن ہون گے وہ ہمیشہ جنت مین رہین گے یہان اوسکی وجہ اور علت فرماتا ہی کہ یہ نورانیت تم کو اس لئے حاصل ہوئی کہ تم دنیا مین کمال اور درجہ سعادت حاصل کرچکے ہو برخلاف اہل کتاب کے کہ اونکو یہ سعادت نصیب نہین گرچہ کسی قدر اونمین ایماندار ہین مگر اکثر تو فاسق فاجر ہین سو اس اتفاق کی بدولت وہ تمکو کچھ بھی ضرر نہ دیسکین گے مگر کچھ زبانی طعن و تشنیع سے دل شکنی کرین تو کرین اور جو تم سے لڑین گے بھی تو پیٹ پھیر کر بھاگین گے۔ باخصوص یہود تو ایسے ذلیل و خوار ہون گے کہ دنیا مین اونکو بغیر پناہ الٰہی یعنی ذمی بنے کے اور بغیر امن لوگون کے چارہ نہوگا۔ یہ اونکی سرکشی اور نافرمانی اور کفر اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنیکا نتیجہ ہے۔ اس پیشین گوئی کے مطابق ظہور مین آیا چنانچہ قرون سابقہ مین ہر قوم پر اسلام نے غلبہ پایا۔

یا یون کہو کہ انسان جس طرح باہم صورتون مین مختلف ہین اسی طرح اختلاف آراء و اختلاف خواہش اُنکی فطرت مین خمیر کیا گیا ہے جسکی اصلاح کے لئے دنیا مین انبیاء علیہم السلام آئے اپنے عہد مین سب کے سرپند آنحضرت علیہ السلام تھے بعد مین قیامت تک اپنا قائم مقام اجماع امت قائم کیا کہ جسطرف جمہور امت ہو وہ حق اور سب کا مرکز ہے تمام اختلاف کا فیصلہ اسی پر ہے اور اسی لئے نبی علیہ السلام نے احادیث صحیحہ مین جماعت سے الگ ہونے والے کے لئے سخت وعید بیان فرمائی ہے کہ جسنے جماعت کو چھوڑا اوسنے اسلام کی رسی اپنے گلے سے نکال ڈالی مشکوٰۃ۔ اور اجماع امت کے برحق ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ امت مین کوئی خوبی اور عصمت ہو سو اس لئے فرمایا کہ تم اے امت محمد اچھی امت ہو علاوہ اپنی تکمیل کے تم اورون کے بھی ہادی اور معلم خیر ہو تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر مین قوۃ عملیہ کی تکمیل کی طرف اشارہ ہے وتؤمنون باللہ مین قوت نظریہ کی تکمیل کی طرف اشارہ ہے۔ اور اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور یہ کہ میری امت کبھی گمراہ نہوگی رواہ ابن ماجہ۔

ف حبل رسی۔ خدا کی رسی سے مراد اوسی کی طرف کا امن ہی جو ماتحت اسلام کو حاصل ہی۔ اور لوگونکی رسی وہ عہد و پیمان جو لوگ اپنے ماتحتون سے کرتے ہین

لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۝ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

وہ سب برابر نہیں (کیونکہ) اہل کتاب مین سے ایک جماعت سیدھے رستہ پر ہے جو اللہ کی آیتین رات بھر پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیتے اللہ پر اور قیامت کے دن پر

الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ۖ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوا

ایمان رکھتے ہین اور اچھی باتین بتلاتے اور بُری باتون سے منع کرتے ہین اور نیکیون مین دوڑ پڑتے ہین اور وہی نیک بھی ہین اور وہ جو کچھ

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا

نیکی کرین گے اوس کی ناقدری نہوگی۔ اور اللہ پرہیزگارون کو خوب جانتا ہے بیشک جنہون نے کفر اختیار کیا ہے اونکا مال اور اونکی

أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

اولاد اونکو اللہ سے کچھ بھی نہ بچا سکے گی اور وہ دوزخی ہین اوس مین ہمیشہ رہا کرین گے

ترکیب

لیسوا کا اسم ضمیر سوا خبرہ موصوف قائمۃ صفت مجموعہ مبتدا من اہل الکتاب خبر یتلون اور یومنون وغیرہ حال بھی ہو سکتے ہین اور جملہ مستانفہ بھی یکفروہ اسکا تعدیہ دو مفعولون کی طرف ہے یعنی حرمان کی وجہ سے۔

تفسیر

پہلی آیت مین اہل کتاب کی نسبت یہ تھا منہم المؤمنون واکثرہم الفاسقون یہان اُس جملہ کے زیادہ تر تشریح فرماتا ہے تاکہ اہل کتاب کو بھی خدا کی فرمانبرداری کی طرف رغبت ہو کہ سب اہل کتاب برابر نہیں ان مین بھی ایک گروہ ایسا ہے کہ جو سیدھے رستہ پر ہے وہ رات بھر آیات الٰہی پڑھتے اور سجدہ کرتے ہین اور اون کا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اور وہ اچھی باتون کا حکم دیتے اور بُری باتون سے منع بھی کیا کرتے ہین (جیسا کہ یہود مین سے عبداللہ بن سلام وغیرہ اور عیسائیون مین سے حبشہ کا بادشاہ نجاشی اور اسکے ارکان دولت اور کلیسیا عرب کے عیسائی) اور وہ نیک بات مین جلد دوڑ پڑتے ہین اوس کے اختیار کرنے مین اونکو رسم اور حسب مال وجاہ مانع نہیں آتی (چنانچہ ان لوگون نے جب اسلام کے انوار کی تجلی دیکھی اُسی وقت بصدق دل اوسکو قبول کر لیا) سو یہی لوگ نیک اور دیندار ہین آیندہ جو کچھ وہ نیک کام کرین گے یا جو کچھ کر چکے ہین خدا تعالےٰ اون کی ناقدری نکرے گا ضرور جزا خیر دیگا اور جو ان اوصاف حمیدہ سے خالی ہین گو وہ برائے نام عیسائی یا موسائی یا مجاور خانہ کعبہ قریش ہی کیون نہون اونکا مال اور اونکی اولاد بھی اون کے کچھ کام نہ آویگی جسپر اون کو بڑا غرور اور ناز ہے اور وہ ہمیشہ جہنم مین رہین گے۔

اس مین کوئی شبہ نہین کہ اہل کتاب کا اصل طریق منجانب اللہ اور الہامی ہے سو تمام قوم کبھی ایسی نہین ہوتی کہ جنکو دینداری اور پرہیزگاری کا خیال نہو بالخصوص ان مین سے باخدا لوگ تو ضرور شب بیداری اور نیک کامون مین کوشش کرنا اور خدا اور قیامت پر ایمان لا کر دنیا اور اُس کے تجملات فانیہ پر دل نہ دھرنا اپنا شیوہ رکھتے تھے چنانچہ حضرت کے زمانہ مین بھی اہل کتاب مین ایسے خداترس لوگ موجود تھے جنہون نے حضرت پر ایمان لانے مین کوئی حیلہ اور حجت نہ کی اور یہی اس آیت کا شان نزول ہے باانصاف طبیعتون اور اسلام مین ایک جذب مقناطیسی ہے اس لئے چند روز مین بیشمار قومیں اس مذہب مین آگئین اور آتی جاتی ہین۔ آجکل کے عیسائی بالخصوص پراٹسٹنٹ تو شب بیداری اور عبادت و ریاضت اور دعا کو جو حضرت مسیح علیہ السلام کا دستور تھا سب کو ترک کر بیٹھے۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ

جو کچھ کہ وہ اس زندگانی دنیا میں خرچ کرتے ہیں اوسکی مثال اس ہوا کی سی ہے کہ جسمیں بڑی ٹھر ہو وہ اون لوگون کی کھیتی پر پڑکر جنہون نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے برباد کردیوے اور اللہ نے

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ۚ وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ

تو اوپر کچھ بھی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانون پر آپ ظلم کر رہے ہیں ۔ اے مسلمانون کسی غیر کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمھاری خرابی مین کچھ کمی نہیں کرتے چاہتے ہین کہ تم پر کوئی آفت آئے انکے منہ

الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ

سے عداوت ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ انکے دلون مین پوشیدہ ہے وہ تو بہت ہی بڑھکر ہے اگر تم عقل رکھتے ہو تو تمہارے لئے کھلی کھلی نشانیان بیان کردی ہین دیکھو تم تو ان سے

تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهِ ۖ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوٓا آمَنَّا ۖ وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ

محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہین رکھتے اور تم ساری کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور جب تم سے ملتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم بھی ایمان لے آئے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصہ کے مارے

مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

تمہارے انگلیان چباتے ہیں کہدو اپنے غصہ مین مرد ہو بیشک جو کچھ دلون مین ہے خدا اسکو خوب جانتا ہے

ترکیب

مثل مبتدا کشل ریح خبر اصابت الخ صفت ہے ریح کی بطانۃ مفعول ہے لاتتخذوا کا من دونکم فعل سے متعلق ہے کہ صفت ہے بطانۃ کی اسی طرح لایالونکم خبالا تمیز ہے علیکم متعلق ہے عضوا الانامل مفعول ثانی۔

تفسیر

پہلی آیت مین تھا کہ کفار کو انکا مال کچھ نفع آخرت مین نہ دیگا اسپر شبہ گذرتا تھا کہ کیون نہ دیگا حالانکہ وہ غریب یتیم فقیر بیکس کو بہت دیتے ہیں اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ ان کے صرف کرنے کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کوئی کھیتی کرے یا باغ لگائے پھر اوسکو ہوا اور پالا مار جاوے اور وہ خراب ہو جاوے اسی طرح انکا کیا دیا بیشک کھیتی اور آخرت کے لئے باغ ہے کہ جس سے انتفاع کی امید کامل ہے مگر اون کے کفر کی تند ہوا حرف آلود اوسکو نیست و نابود کر ڈالتی ہے اسمین کچھ اپنے خدا نے ظلم نہیں کیا بلکہ کفر کرکے خود انہون ہی نے اپنے اوپر ستم ڈھایا ۔ خیرات کا دار ایمان و اخلاص پر ہے سو یہ نہین اس کے بعد انسے محبت کرنے سے منع کرتا ہے کہ تم اونکو دلی دوست نہ بناؤ پھر اسکی چند وجوہ بھی ذکر فرماتا ہے کہ (۱) یہ تمھاری مضرت مین کوتاہی نہیں کرتے ہیں (۲) تم پر مصیبت پڑنے کو دلسے چاہتے ہیں (۳) ان کے مونہہ سے بغض کی باتین نکلتی ہیں اور دلی بغض اس سے کہین زیادہ ہے (۴) تم انسے محبت رکھتے ہو یہ تمسے نہین رکھتے (۵) تم کل کتاب اسی پر ایمان رکھتے ہو یہ نہین رکھتے (۶) جب تمسے ملتے ہین تو کہتے ہین ہم ایمان لائے اور آپس مین تم پر غصہ کے مارے انگلیان چباتے ہیں ۔ پھر انسے دوستی کرنا خلاف عقل ہے۔

فائدہ

بعض کہتے ہیں اس آیت مین منافقین مدینہ مراد ہیں جو اہل اسلام سے دلی ارادت رکھتے تھے بعض کہتے ہین کہ یہود مراد ہیں جو مسلمانون کے ساتھ اس کا حکم عام ہے بطانۃ بطن سے مشتق ہے یہ مصدر ہے اسکا اطلاق ایک پر ہے جماعت پر جب ہوتا ہے جب ہوتا ہے جب ہوتا ہے ۔ گویا پیٹ کی طرح ہوئے ہین سو ایسی دوستی کفار سے مطلقاً حرام ہے ۔ خیال چھٹے فساد و نقصان ۔

إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ
اگر تم کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ تکو رنج ہوتا ہے اور اگر کوئی تم پر سختی آتی ہے تو اوس سے خوش ہوتے ہیں اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو اونکا مکر تم کو کچھ بھی ضرر نہ دے گا

مُحِيطٌ ۝ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا
بیشک اللہ نے اونکے سب کام بس میں کر رکھے ہیں - اور یاد کرو جبکہ آپ صبح کو اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں کو لڑائی کے موقعوں پر بٹھلانے لگے تھے اور اللہ سب کچھ سنتا رہا اور سب کچھ جانتا تھا

وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝
جبھی بھی (اگر پر مشتمل گئے کیونکہ اللہ انکا مددگار تھا اور ایمانداروں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور اللہ بدر میں تمھاری مدد کر چکا ہے اور تم اسوقت بہت ہی کمزور تھے پس اللہ سے ڈرتے رہو (نافرمانی نکرو) (ان احسانوں کو یاد کرکے)

ترکیب

واذا کا عامل اذکر محذوف ہے من اہلک میں من ابتدا غایۃ کے لئے تبوی حال ہے یہ مفعول ثانی کی طرف بلا واسطہ حرف جر متعدی ہوا اول مفعول ہے کا المؤمنین اور ثانی مقاعد ان تفشلا سے بان تفشلا

تفسیر

اسجگہ ایک اور بھی وجہ بیان فرماتا ہے کہ اگر تمکو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ ناخوش ہوتے ہیں اور تمھاری تکلیف و مصیبت سے خوش ہوتے ہیں پھر حکم دیتا ہے کہ اگر تمکو کوئی سختی پیش آوے تو خدا سے ڈرو اور صبر کرو اونکا مکر تم کو کچھ نقصان نہ دیگا -

اسکے بعد جنگ احد کا وہ قصہ یاد دلاتا ہے جسمیں اشارہ ہے کہ دیکھو تم نے اوس روز صبر اور تقوی نکیا تو تم پر مصیبت آئی بہت سے صحابہ شہید ہو گئے پھر اس سے وہ لوگ دیکھو کسقدر خوش ہوئے اس ناصبری کا نتیجہ یہ مصیبت پیش آئی یہاں تک کہ دو گروہ نے تم میں سے بھاگنے کا قصد ہی کر لیا تھا خدا نے ثابت قدم رکھا ورنہ اللہ تعالی تو تمکو باوجود قلت و ذلت کے بدر کی لڑائی میں فتحیاب کر چکا ہے - اب تم اللہ سے ڈرو تاکہ اوسکی شکرگزاری کرنے لگو جو باعث سعادت و مزید نعمت ہے -

بدر کی لڑائی میں کفار مکہ ہزیمت اٹھا چکے تھے مگر دلمیں جوش تھا کہ پھر اہل اسلام سے بدلہ لیجئے اسلئے شوال کی ساتوین تاریخ ہجرت کے تیسرے سال ابو سفیان ایک لشکر کثیر لیکر مدینہ پر چڑھ آیا صحابہ میں بعض کی یہ رائے ہوئی کہ باہر نکل کر ان سے مقابلہ کرو بعض نے کہا شہر ہی میں رہو اور تیر اندازی کرو آخر اول فریق کے کہنے سے آنحضرت مع انصار و مہاجرین سبکو باہر نکلا اور احد پہاڑ جو مدینہ سے دو میل شمال کیطرف ہے اسکے نیچے جمع ہوئے اور آنحضرت نے احد کی گھاٹیوں پر تیراندازوں کو بٹھایا اور تاکید کیا تم یہاں سے نہ ہلنا تاکہ اسطرف سے کفار ہماری پشت کی طرف نہ آجاویں اور انکا سردار عبداللہ بن جبیر کو کیا واذ غدوت الخ کے یہی معنے ہیں پھر جب لڑائی شروع ہوئی اور صحابہ نے احد کی طرف پیٹھ کر کے مقابلہ شروع کیا تو کفار بھاگ نکلے جب تیراندازوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی مورچہ چھوڑ کر کفار کے پیچھے پڑ گئے حالانکہ آنحضرت انکو بلاتے اور منع کرتے جاتے تھے مگر وہ کب سنتے تھے اس نافرمانی اور بے صبری کی شامت سے یہ ہوا کہ گھاٹی خالی دیکھکر کفار پیچھے سے آگئے اور تیر برسانے لگے اور کفار آگے سے بھی ٹوٹ پڑے عبداللہ بن ابی منافق تو تین سو آدمیوں کے ساتھ بھاگ نکلا اور مسلمانوں کے بھی پیر اکھڑ گئے اور قبیلہ بنو سلمہ خزرجی اور بنو حارثہ اوسی نے بھی بھاگنے کا قصد کر لیا اور خوب تلوار چلی جس سے بہت سے صحابہ حضرت حمزہ وغیرہ شہید ہو گئے مگر چند مخلصوں کے آنحضرت جمے رہے یہاں تک کہ ایک پتھر آنحضرت کے دندان مبارک پر لگا اور دانت ٹوٹ گیا اور سر مبارک میں زخم آیا اور بچانے میں طلحہ کا ہاتھ لنجا ہو گیا لیکن پھر جو صحابہ نے پاؤں جمایا تو کفار بھاگ اٹھے - اس واقعے کو خدا تعالی یاد دلاتا ہے کہ جو عدول حکمی کا نتیجہ تھا - اس ہزیمت کی آنحضرت نے اول ہی خبر دیدی تھی - فشل نامردی بھاگنا

ف الفشل الجبن التبوی اتخاذ المنزل یقال بوأته منزلا اذا جعل ذلیل والمراد به القلة ۱۲

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ۝ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ

جبکہ آپ مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمکو یہ کافی نہیں کہ تمہارا خدا تین ہزار فرشتہ بھیجکر تمہاری مدد کرے؟ کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرو اور دشمن بھی دفعۃ

الربع فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۚ وَمَا

بیشک آئیں تو تمہارا خدا تمہاری پانچ ہزار فرشتوں سے مدد کریگا جو لیس ہو کر آموجود ہونگے اور یہ صرف تمہاری خوشی اور تمہارے دل کے اطمینان کے لئے ہے ورنہ

النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ۝ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

فتح تو اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے ہے اور (یہ اسلئے) کہ خدا کافروں کی ایک جماعت کو کاٹ ڈالے یا انکو ذلیل کرے کہ وہ ناکام ہو کر واپس جائیں آپکا کچھ بھی اختیار نہیں (اختیار خدا کو ہے)

ع ۱۳ ۵ ۴ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

چاہے انکو توبہ نصیب کرے یا انکو عذاب دے کہ وہ ناحق پر ہیں اور جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین پر ہے سب اللہ ہی کا ہے جسکو چاہے بخشے اور جسکو چاہے عذاب کرے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

ترکیب

اذ تقول محل ہے اذ ہمت سے بدل ہو اور محل ہے کہ نصر کا ظرف ہو لیس لک من شیٔ اہم او یتوب او یعذبہم معطوف ہیں یکبتہم پر یا ظاہر پر یا ستے پر یا اضمار ان اور الا ان کے مضمر میں بھی ہو سکتا ہے ۔

تفسیر

پہلی آیت میں ذکر تھا کہ باوجودیکہ تمہاری حالت نہایت خراب تھی مگر خدا نے بدر کے جنگ میں اسباب ظاہر کے برخلاف تمہاری مدد کی تھی اب بیان اس مدد غیبی کو یاد دلانا ہے یعنی مدد غیبی کا وہ دن تھا کہ جسمیں تم اوپنی مسلمانوں کو تسلی دے رہے اور یہ کہہ رہے تھے کہ تم اپنے قلت اور بے سروسامانی اور کفار کی کثرت اور اسباب حرب کے خیال کرکے ہراسان نہو کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ خدا تمہاری تین ہزار فرشتے بھیجکر مدد کرے کیوں نہیں اگر تم صبر کروگے اور اللہ پر توکل کروگے اور کفار تمہیر کو جوش میں آکر یا فوراً حملہ کرین گے تو وہ پانچہزار فرشتے بھیجکر تمہاری مدد کریگا اور یہ ملائکہ کا بھیجنا بھی کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ تم اسی پر اعتماد کر بیٹھو بلکہ فتح تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جو زبردست ہے اور حکمت مدنظر رکھکر کام کرتا ہے یہ تو صرف تمہاری دلجمعی کے لئے ہے اور یہ فتح اس لئے دی کہ کفار کی شوکت ٹوٹ جائے ۔

واضح ہو کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کو مع قافلہ گرفتار کرنے کے لئے مع تین سو صحابہ مہاجرین و انصار باہر نکلے اور ابوسفیان کو خبر ہوگئی تو اس نے مکہ میں کہلا بھیجا وہاں جوش پیدا ہوگیا تخمیناً ہزار آدمی پیغمبر علیہ السلام کے مقابلہ میں نکلے اور ابوسفیان قافلہ لیکر نکل گیا اور دونوں لشکروں کا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوگیا مگر صحابہ ڈرے کہ ہمکو یہ کیا معلوم تھا کہ اتنی فوج جرار سے مقابلہ آپڑیگا نہ ہمارے پاس کوئی سامان ہے نہ ہتیار ہیں کیا کریں جب اون کی یہ حالت حضرت نے دیکھی تب یہ فرمایا ۔

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ہزار فرشتے بھیجے جیسا کہ سورہ انفال میں آیا ہے فاستجاب لکم انی ممدکم بالف الایہ کہ خدا نے تم کو جواب دیا میں تمہاری ہزار فرشتوں سے مدد کرتا ہوں ۔ اور اسی طرح صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب حدیث میں آیا ہے کہ بدر کے روز ملائکہ گھوڑے پر سوار ہو کر کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے نظر آئے اور یہ روایتیں بتعدد مشترک حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں کہ جنکا مفصلاً بیان کرنا متعذر ہے اور نیز اوسی زمانہ میں جبکہ کفار ہزیمت کھا کر مکہ میں واپس گئے تھے تو خود باہم اسباب کے قائل اور اسکو اپنی محفلوں میں نہایت تعجب اور حیرت انگیز قصہ تصور کرکے بیان کیا کرتے تھے جیسا کہ کتب تاریخ سے بخوبی ثابت ہے

ف۱ احد کے روز جبکہ عتبہ بن ابی وقاص کے ہاتھ سے آنحضرت علیہ السلام کے سر مبارک پر زخم شدید پہنچا اور حمزہ وغیرہ بڑے غازیان اسلام شہید ہو گئے تو حضرت نے دعا کی کہ یہ کافر ہم سب کو ہلاک نہ ہو جاویں اس امر سے خدا نے منع کیا اور لیس لک من الامر یہ آیت نازل ہوئی کیونکہ خدا کو مسلمان کرکے اس قوم سے بڑا کام لینا تھا ۔ منہ

پھر جب جنگ مین یہ مشہور ہوا کہ مکہ سے اور بڑی مدد آئی ہی تو حکم آیا کہ اگر وہ فوراً غصہ مین بھر کر آوین گے تو ہم تین ہزار بلکہ پانچ ہزار فرشتے بھیجدین گے چونکہ اون کی مدد نہ آئی تو اور فرشتے بھی نہ آئے (تفسیر کبیر)

بعض لوگ جیسا کہ ابو بکر اصم اور پھر معتزلہ اور انکے مرید نیچر یہ وغیرہم اس مقام پر یہہ کہتے ہین کہ جنگ بدر مین کیا کسی لڑائی مین بھی فرشتے نہین آئے تھے دلائل عقلیہ یہ ہین (۱) ایک فرشتہ تمام ملک کے برباد کرنے کو کافی ہی پھر ہزارون کی کیا ضرورت تھی (۲) اگر خدا کو فرشتون ہی سے کام لینا تھا تو صرف ملک الموت کافی تھا یعنے وہ آپ ہی سب جہان کے کافرون کی روح قبض کر لیتا بلکہ اگر ایسا ہی ہے تو اونسے کافر پیدا ہی کیون کئے (۳) ملائکہ اگر اجسام کثیفہ تھے تو ضرور سبکو نظر آتے اور مسلمانون کی جماعت ایک ہزار تین سو آدمیون کو دکھائی دیتے حالانکہ ایسا نہین ہوا اور اگر اجسام لطیفہ تھے تو اون مین طاقت ہی کیا تھی جو کسی کو قتل کرتے دلائل نقلیہ ان آیات مین جو اس مقام پر وارد ہین کہین نہین کہ خدا نے فرشتے بھیجے بلکہ رسول کا قول نقل کیا ہی کہ جو وقت جنگ آنحضرت نے لوگون سے خدا پر توکل کرنے کے لئے فرمایا تھا کہ اللہ تعالی ایسا بھی کر سکتا ہی (۲) کفار نے بارہا استدعا کی کہ فرشتہ ہی کیون نہ خدا نے رسول بنا کر بھیجا مگر اونکی استدعا قبول نہوئی اور نہ ایسا کسی جگہ پہلے معاملہ گزرا ہی نہ یہ باتین ممکن ہین بلکہ نیچر کے برخلاف ہین ان دلائل کا یہ جواب ہی (۱) اگرچہ ایک فرشتہ کافی تھا بلکہ اوسکی بھی کیا ضرورت صرف خدا کا کن کہنا ہی کافی تھا مگر ہزار فرشتون کا بھیجنا صرف اہل اسلام کی تقویت قلبی اور تقویت ایمان و اعتقاد کے لئے تھا تاکہ انکو یہ معلوم ہو کہ خدا اپنے مخلصین کی یون ہی مدد کر دیا کرتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم اور لفظ جعل جو ماضی ہے اپنے حقیقی معنے کے اعتبار سے اس امر کے وقوع پر دلالت کر رہا ہے (۲) اسکا بھی یہی جواب ہی کہ کافرون کے پیدا کرنے اور ملائکہ کے بھیجنے مین مساوات ثابت کرنا رسالت کا انکار کرنا ہے کیونکہ منکر کہہ سکتا ہے کہ اگر خدا نے رسول بھیجے تھے تو سرے سے کافر ہی کیون پیدا کئے تھے (۳) ملائکہ اگرچہ اجسام لطیفہ ہین مگر جب چاہتے ہین اجسام کثیفہ مین یعنی انسان کی صورت مین ظاہر ہو سکتے ہین چنانچہ بدر مین ایسا ہوا اور بیشک وہ لوگونکو نظر آئے یہ بات کہ سب کو یکسان کیون نظر نہ آئے کچھ بات نہین دیکھئے بائبل مین سیکڑون جا ہے کہ فرشتہ ایک شخص خاص کو نظر آیا اور ونکو نہین دکھائی دیا اور اسکا سر ہم مقدمہ کتاب مین بیان کر آئے ہین دلائل نقلیہ کا جواب یہ ہی یہہ کہنا کہ فرشتون کا بھیجنا ثابت نہین بلکہ صرف وعدہ یا تسلی ہی بڑی تعجب کی بات ہی کیونکہ اول تو سورہ انفال مین صاف تصریح ہی فاستجاب لکم الایۃ کہ خدا نے ایسا کر دیا پھر اس سے بڑھکر اور کیا تصریح ہوگی ۲ دوم خود انہین آیات مین لفظ جعل وارد ہی اور ضمیر متصل ارسال ملائکہ کی طرف پھرتی ہی ورنہ صرف زبانی جمع خرچ ایسی حالت مین کیا اطمینان قلب اور بشری ہو سکتا تھا (۲) کفار کی استدعا پر ملائکہ نہ بھیجنے کی وجہ خود قرآن مجید مین مذکور ہے وہ یہ کہ اگر ہم بجائے رسولون کے تمھارے پاس فرشتہ بھیجتے تو ضرور وہ انسان کی شکل مین ظاہر ہو کر آتے پھر جبکہ رسولون پر شبہہ ہی اون کو اونکی نسبت بھی وہی شبہہ باقی رہتا کہ کیا معلوم یہ فرشتہ ہی یا آدمی ہی یا کوئی جن و شیطان ہی علاوہ اسکے اسبات مین اور اس باتین کوئی ملازمہ نہین کہ جو اسکی نفی ثابت کیجائے اور یہ کہنا کہ پہلے کبھی فرشتون سے کام لینا ثابت نہین سخت بیباکی ہی دیکھئے تورات سفر پیدائش کے انیسوین باب مین صاف تصریح ہی کہ سدوم اور عمورہ مین جہان کہ لوط علیہ السلام رہتے تھے فرشتے آدمیونکی شکل مین آئے اور جب وہان کے اغلامی لوگون نے لوط پر حملہ کرنا چاہا تو ان فرشتون نے لوط کو دروازہ کے اندر کھینچ لیا اور جمع کو ان بستیون پر اگ اور گندھک برسایا اور انکو نیست کر دیا اسی طرح تورات و انجیل و دیگر صحف انبیاء سے بھی یہ بات ثابت ہی کہ فرشتے مخلصین کی اعانت اور خدا کے دشمنون کی سرکوبی کیلئے آئے صحیح بخاری مین ہی کہ بدر کے روز آنحضرت نے فرمایا دیکھو یہہ جبرئیل ہی جو گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے مسلح ہی صحیح مسلم مین ہی کہ بدر کے روز ایک انصاری نے ایک مشرک پر حملہ کیا اور اسکے پیچھے دوڑا ہنوز اوس کے پاس پہنچا تھا کہ اسپر ایک کوڑا غیب سے پڑا اور یہہ آواز آئی کہ اقدم حیزوم کہ گھوڑی حیزوم آگے بڑھ جب جاکر دیکھا تو وہ شخص مرا ہوا تھا اور اسپر کوڑے کا نشان تھا اور اسکا مونہہ پھٹ گیا تھا اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ہی کہ سعد بن وقاص کہتے ہین کہ اسروز مینے رسول اللہ صلعم کے دائین اور بائین دو سوار سفید پوش دیکھے جو بڑی تیزی سے جنگ کر رہے تھے نہ انکو اسسے پہلے دیکھا تھا نہ پھر وہ مجھے نظر آئے یعنے جبرئیل و میکائیل اور ممکن ہو نا ان باتونکا ہمنے مقدمہ مین ثابت کر دیا ہی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ

مسلمانو! دوگنا تگنا کرکے سود نہ کھایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اس آگ سے بھی ڈرتے رہو جو کافروں کیلئے

لِلْكَافِرِينَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

تیار کی گئی ہے اور اللہ اور رسول کا حکم مانا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور خدا کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑو کہ جسکا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے

أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ

یہ ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو فراخی اور تنگی میں (اللہ کی راہ) میں دیا کرتے ہیں اور جو غصہ کو روکتے اور جو لوگوں سے درگزر کیا کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنیوالوں سے

الْمُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ

محبت رکھتا ہے اور وہ جو کبھی کوئی بےحیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جان پر ظلم کر لیتے ہیں تو اسی وقت اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور خدا کے سوا

إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے اور وہ جو کچھ کر بھی بیٹھتے ہیں تو جان بوجھکر اصرار بھی نہیں کرتے یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کا بدلا انکے خدا کی طرف سے بخشش اور ایسے باغ ہیں کہ جنکے

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جنمیں وہ ہمیشہ رہا کرینگے اور عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے

ترکیب

اضعافا حال ہے الربوا سے عرضها جملہ موضع جر میں ہے تقدیر الکلام عرضها مثل عرض السموت۔ اعدت صفت جنت کی ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے الذین ینفقون اور اسی طرح والذین اذا فعلوا اور الکاظمین اور العافین سب متقین کی صفت ہیں واقع ہیں۔ ذکروا اللہ جواب ہے اذا کا ومن یغفر الذنوب جملہ معترضہ ہے وهم یعلمون حال ہے ضمیر لم یصروا سے۔

تفسیر

پہلی آیت میں خدا نے اپنی مغفرت اور رحمت کو ذکر کیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ زمین و آسمان سب ہمارے قبضہ میں ہے ہم جسکو چاہتے ہیں معاف کرتے ہیں جسکو چاہتے ہیں عذاب دیتے ہیں اس لئے یہاں بیشتر سود خوری سے منع کیا کیونکہ جب خدا تمہیں بخشتا اور تمپر رحم کرتا ہے تو تم بھی اپنے زیر دستوں پر رحم کرکے انکو سود معاف کردو ظلم نہ کرو دوم یہ کچھ ہے خدا کا ہے پھر تم کیوں اسکے دئے ہوئے مال کا شکریہ ادا نہیں کرتے کیوں ناحق معاوضہ لیتے ہو یا یوں کہو دنیادار سود خوری وغیرہ مکاسب میں ایسے مستغرق رہتے ہیں کہ گویا اونکو سدا یہیں رہنا ہے حالانکہ یہ مسافر خانہ ہے جہاں پھر کبھی آنا ہی نہیں اور بیشتر جہاد اور نزول ملائکہ وغیرہ ان باتوں کا ذکر تھا جو دار آخرت کا وسیلہ ہے اس لئے یہاں فرمایا کہ کس ہیبت ناک لڑائی میں پڑے ہو اوسکو چھوڑو اور خدا کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ دنیا کی ترقی کیا سود میں دھونڈتے ہو اسکو چھوڑو اور خدا کے لشکر میں داخل ہوکر جہاد کرو جس سے دنیا کی سلطنتیں تمہارے پاؤں پر آپڑیں اور آخرت میں بھی بادشاہت ملے اور چونکہ پہلے جہاد کا ذکر تھا اور سود خوری بزدلی پیدا کرتی ہے اس لئے اسکے ذکر میں اسکی ممانعت کرنا بھی عین حکمت ہوا۔

عرب میں دستور تھا کہ جب مدت معین پر قرضدار روپیہ ادا نہیں کرتا تھا تو قرضخواہ سود کو اصل میں شامل کرکے مہلت دیتا تھا پھر اگلی قسط پر سود اور بڑھاتا تھا جسطرح یہاں سود خور سود کو اصل میں جمع کرکے اسپر سود لگا کر دوگنے تگنے کر لیتے ہیں ایسا ہی وہ بھی کرتے تھے اس لئے اضعافا مضاعفة سے منع کیا اور فرمادیا کہ اللہ سے ڈرو پھر فرمایا اوس آگ سے ڈرو کہ جو کافروں کے لئے تیار ہوئی ہے یعنے جہنم اسمیں اشارہ ہے کہ انجام کار سود خوری اور اسپر بے پروائی کا کفر ہے سو جو سزا کافروں کو ملے گی وہی سود خواروں کو پھر فرمایا

ف اضعافا۔ جمع ضعف لما کان جمع قلة والمقصود الکثرة اتبعة ما یدل علی ذلک وهو الوصف بمضاعفة۔ عرضها والمراد وصفها بطریق الاستعارة ۱۲ منہ ۵ اس سے کم سود کھانے کی اجازت نہیں نکلتی ہے کیونکہ قید ایسی واقعی کے لئے ہے ۱۲ منہ

اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو اسکے بعد کنایہ کے طور پر اپنی اطاعت کے ثمرہ کی طرف اشارہ فرماتا ہی کہ اللہ کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو یعنی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرنا گویا مغفرت اور جنت کی طرف دوڑنا ہے ؛

مفسرین کہتے ہین مغفرت سے مراد وہ امور ہین کہ جنسے مغفرت حاصل ہوا اور اسی طرح جنت سے مراد وہ امور ہین کہ جنسے جنت حاصل ہو پھر اسکی تفسیر مین مختلف اقوال ہین ابن عباس کہتے ہین مراد اسلام ہے حضرت علی سے منقول ہی کہ ادائے فرائض اور حضرت عثمان کہتے ہین اخلاص ابوالعالیہ کے نزدیک ہجرت کرنا سعید بن جبیر کے نزدیک تکبیر اولی مراد ہی مین غرض ترک منکرات وادائے واجبات بھی اس مین سب کچھ آجاتا ہی - جنت کی صفت مین دو باتین ذکر فرمائین اول یہ کہ اوسکا چوڑان آسمان وزمین کے برابر ہے ابومسلم کہتے ہین کہ عرض سے مراد قیمت ہی عرب بولتے ہین اذا بعت الشی بالثمن الآخر عرضتہ علیہ عارضتہ یعنی جنت کی قیمت آسمانون اور زمین کی عمدہ چیزین سے بھی زائد ہے سطح بالا کن کہ ارزانی ہنوز - دراصل یہ ایک سر روحانی کیطرف اشارہ ہی وہ یہ کہ جنت عالم قدس ہی اُسکو اس عالم حسی سے کچھ علاقہ ہی نہیں نہ وہ شہر عدن مین ہی نہ ملک شام مین ہی نہ آسمان مین ہی نہ کسی کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر ہے بلکہ یہ تمام آسمان وزمین اوسکی وسعت کے آگے کچھ بھی نہین کس لئے کہ اُسکا چوڑان اتنا ہی پھر طول کا تو کیا ٹھکانا ہی پھر وہ آسمان یا زمین مین کیونکر سما سکے - ہان سماوات اور عرش چونکہ لطافت مین عالم قدس کے مشابہ ہین اس لئے کہہ سکتے ہین کہ جنت آسمانو نپر دورخ زمین کے نیچے ہی - پھر سارعوا کے لفظ مین اشارہ ہی کہ وہ عالم ارواح طیبات کا خیر اصلی ہی جو جسمانی عوائق ہین اونکو توڑ اور چھوڑ کر اس طرح دوڑو کہ جسطرح قفس سے طائر خوش الحان اوڑکر اپنے باغ مین جاتا ہی آنحضرت کے فیض صحبت سے یہ بات ہر صحابی کو میسر آگئی تھی چنانچہ بدر کے روز جب آنحضرت مشرکین سے مقابل ہوئے تو صحابہ سے فرمایا قوموا الی جنۃ عرضہا السموات والارض کہ اُس جنت کے لئے اُٹھو جسکا چوڑان زمین وآسمان کے برابر ہے یہ سنتے ہی عمیر بن حمام صحابی نے کہا آہا اس کے بعد وہ اپنی توشہ دان سے چھوارے کھانے لگا پھر کہا اتنی دیر مین چھوارے کھاؤن یہ تو بڑا عرصہ ہی تو جنت ہی مین چلکر کھاوین گے پھر یہان تک لڑا کہ شہید ہوگیا رواہ مسلم اسی طرح جنگ احد مین صحابہ کو حالت وجد پیش آئی - جہاد کے موقعہ پر سارعوا کہنا اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہی کہ جہاد مین تلوار سے اس طائر روح کے بند کٹ جاتے ہین پھر جسکے بعد روحانی سلطنت اور بڑی سیر گاہ اور وسعت اور عالم سرور اور نور ہے اور شمشیر محبت الٰہی بھی یہی کام کرتی ہی دوسرا وصف اعدت للمتقین کہ وہ پہلے ہی سے طیار کی گئی ہی وہان کے لوگ واجب منتظر ہین پھر للمتقین مین اشارہ ہی کہ وہ پرہیزگارونکا گھر ہے جو دولت اور حسب اور نسب سے حاصل نہین ہوتا اسکے بعد متقین کے چند اوصاف بیان فرماتا ہی تاکہ حقیقی متقی اور ادعائی متقیون مین فرق ہوجائے متقین کی دو قسم ہین ایک محسنین دوسرے تائبین اور احسان کبھی تو دوسرے کو نفع پہنچانے سے ہوتا ہی اور کبھی ضرر دینے سے ہوتا ہی اسلئے (۱) الذین ینفقون فی السراء والضراء فرمایا جسمین مال کی قید ہی نہ جسکو دیا جائے اُسکا ذکر ہے بلکہ عام رکھا ہی خواہ اپنے کو خواہ بیگانے کو خواہ زکوۃ خواہ صدقہ نافلہ خواہ ہدیہ دیتے ہین تنگی مین تھوڑا اور فراخ دستی مین بہت خواہ علم وحکمت صرف کرتے ہین - (۲) والکاظمین الغیظ فرمایا کہ اپنے غصہ کو مارتے ہین کسی سے بدلہ بھی لینا نہین چاہتے خواہ اپنا ہو خواہ بیگانہ - اس لئے آنحضرت اور صحابہ نے اقتدار پاکر بھی اپنے دشمنون کے ساتھہ نیک سلوک کیا ہی (۳) والعافین عن الناس یعنی اپنے حقوق کا بھی کسی سے مطالبہ نہین رکھتے بلکہ درگزر کرتے ہین اس لئے ان تینون وصفون کے بعد واللہ یحب المحسنین فرمایا اسکے بعد (۴) وصف توبہ ہے یعنے اگر کسنے کوئی گناہ از قسم زنا یا اور کوئی کبیرہ صغیرہ بشریت سے ہوجاتا ہی تو وہ تین باتین کرتے ہین (۱) خدا کو یاد کرتے ہین اسکی تجلی سے جو کچھ کثافت روح پر آگئی ہی دور ہوجاتی ہی (۲) اپنے گناہونسے استغفار کرتے ہین خدا سے معافی مانگتے ہین (۳) جو کچھ ہوگیا ہی اوسپر اڑتے نہین بلکہ ندامت کرتے اور آئندہ کو باز آتے ہین آگے انکی جزا جنت فرماکر کلام کو اول اسلوب پر لایا گیا -

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ

تم سے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں زمین میں پھر کر تو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا یہ لوگوں کے لئے بیان

وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ

اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے (اور اس شکست سے) ہمت نہ ہارو اور نہ غم کھاؤ اگر تم سچے مسلمان ہو تو تمہیں غالب ہو کر رہو گے اگر تم کو کوئی زخم پہونچ گیا ہے تو دوسرے

فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ

کو بھی تو ویسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ان دنوں کو ہم لوگوں میں پھراتے رہتے ہیں اور یہ زخم اس لئے پہونچا کہ خدا خالص ایماندار دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو شہید بنانا تھا

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ

اور اللہ کو ستمگاروں سے محبت نہیں اور یہ اسلئے بھی کیا تاکہ اللہ ایمانداروں کو پاک کرے اور کافروں کو مٹا دے کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ (یوں ہی) جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تک تو

اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝

خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو جانچا بھی نہیں اور تم تو موت کے آنے سے پہلے (خدا کی راہ میں) مرنے کی آرزو کیا کرتے تھے سو اب تم نے اسکو سامنے دیکھ لیا (اب پیچھے ہٹ رہے ہو)

ترکیب

مِن قبلکم خلت سے متعلق ہے ولاتھنوا ماضی دھن سے ہے حذف ہے کیونکہ وہ کسر اوری کے بچنے آگیا تھا الاعلون اسکا مفرد اعلی ہے التقاء ساکنین کی وجہ الف حذف کرکے او سکا یاد گار فتح چھوڑ دیا گیا ہے قرح مصدر قرحۃ بمعنے زخم ہے اور قرح بالضم زخم تاک مبتدا الایام خبر ندا ولہا جملہ حال ہے ولیعلم معطوف ہے محذوف پر ای فعل ذالک ولیکون کیت وکیت ولیعلم اللہ تاکہ معلوم ہو کہ اس گردش ایام کی چند علتیں ہیں منجملہ اون کے یہ اور یہ اور ہے۔ ولیمحص معطوف ہے ولیعلم پر ام منقطعہ بمعنے بل۔

تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ نے عالم آخرت کی رغبت اور جنت کا شوق دلایا اور جہاد پر جو اصلاح عالم کا باعث ہے آمادہ کیا تو یہاں بیشتر دنیا اور اہل دنیا کی بے ثباتی بیان فرمائی کہ تم سے پہلے کیا کچھ دنیا پر گزر چکا ہے دنیا میں پھر کر دیکھو کہ فرعون وغیرہ سرکش لوگ کہاں گئے اون کے نعیم و ناز خاک میں مل گئے انجام کار پرہیزگاروں نے فلاح پائی انبیاء اور اون کی جماعت ہمیشہ کافروں سے لڑتے آئے ہیں اسکے بعد اس واقعہ کیطرف توجہ کرتا ہے جو جنگ احد میں گزرا ہے (یعنے وہ جو کچھ مسلمانوں کو ہزیمت اور مصیبت پہنچی تھی اوسپر منافق ہنستے اور ایماندار دلمیں آزردہ ہوتے تھے) کہ اگر تمکو کچھ زخم پہنچا ہے تو اسپر کچھ غم نہ کھاؤ نہ سستی اختیار کرو کیونکہ اس سے پیشتر جنگ بدر میں تم اُن کو ہزیمت اور زخم دے چکے ہو دنیا میں زمانہ یکسان نہیں رہتا کبھی رنج ہے کبھی راحت ہم لوگوں میں زمانہ کو یوں ہی اُلٹتے پلٹتے رہتے ہیں مگر انجام کار تمہیں غالب ہوگے بشرطیکہ ایمان پر قائم رہوگے چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق ظہور میں آیا عرب کیا مشرق سے مغرب تک بڑے بڑے ملک صحابہ کے ہاتھ میں آگئے ایمان کی بدولت پھر اس احد کی شکست میں جو کچھ حکمتیں ہیں اُنکی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ اسمیں ایک تو ایمانداروں کا امتحان مقصود تھا دوم یہ کہ تم میں سے بہت لوگ عالم آخرت اور شہادت کے مشتاق تھے اُنکو شہادت دینی تھی سوم یہ کہ جو خالص مسلمان ہیں وہ اس معرکہ میں پڑ کر پاک ہو جاویں اور کفار مخالفین مٹ جاویں کیونکہ جیسے سے حق کی یہ تاثیر ہے کہ جہاں کہیں اوس کی جماعت کا خون بہا ہے وہ ایک نیا رنگ لایا غیرت الٰہی جوش میں آئی پھر جو لوگ کفار میں قابل اصلاح ہوتے ہیں ایمانداروں کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور باقی لوگوں پر غیب سے وہ مار پڑتی ہے کہ نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔

ف۱ سنن جمع سنۃ بمعنے طریقہ مستقیمہ جس سے مراد واقعہ ہے جو طریقہ طبیعہ پر گزرتا ہے ۱۲ منہ ف۲ احد کی لڑائی میں بعض مسلمانوں کی سوء تدبیری اور خدا و رسول کی نافرمانی سے شکست ہو گئی تھی جسمیں حضرت حمزہ وغیرہ ستر صحابی کے قریب شہید ہو گئے تھے اسپر منافق لوگ طعنہ دیکر مسلمانوں کو رنج دلاتے اور ہمت ہارتے تھے ان آیات میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور مسلمانوں کو نصرت و فتح کا وعدہ دیکر مضبوط کیا جاتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ آئندہ خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی نہ کرنا ورنہ دنیا میں اور آخرت میں بھی فلاح نہ پاؤ گے۔ مسلمانو پر جب کوئی آفت آتی ہے تو اونکی نافرمانی سے آتی ہے ۱۲ منہ

ف۳ محص لغت میں پاک کرنا محق مٹانا ۱۲ منہ ف التمحیص الابتلاء وقیل الاستیصال وقیل التطہیر وقیل التخلیص وقیل التصفیۃ ۱۲ منہ التمحیق محو الاثار والمحق تنقصہا قلیلا قلیلا ۱۲ منہ

فوائد

(۱) جنگ اُحد مین جو کچھ اہل اسلام پر مصیبت پہنچی تو خدائے تعالی نے اُسکے لئے کئی طرح سے تسلی دی اولاً تو یون کہ انجام کار تم ہی غالب رہوگے ثانیاً یہ کہ لاتہنوا ولا تحزنوا ثالثاً یہ کہ اگر تمکو زخم پہنچا ہے تو تم نے بھی ایسا ہی زخم اُنکو بدر مین دیا تھا رابعاً تلک الایام نداولہا بین الناس کہ زمانہ یون ہی ادلتا بدلتا رہتا ہے اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو رنج نکرنا چاہئے ہمیشہ دن یکسان نہین رہتے کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم ؎ کہ آئین جہان گاہے چنان گاہے چنین باشد ؎ اسکے بعد مقتول و مجروح ہونے کے اسرار و درجات بیان کئے کہ ہمکو تو بعض کا امتحان اور مومنین کا پاک کرنا اور کچھ لوگون کو درجۂ شہادت دینا اور کافرونکو مٹانا منظور تھا ان سب باتونکے بعد پھر ایک نہایت تاکیدار تہدید کا حکم بھیجا کہ جس سے تمام اہل ایمان کانپ گئے اور طالبان عقبی پر ایک کوڑا سا پڑگیا وہ یہ کہ تمام ایمانداروں کو یہہ سنا دو کہ تم یہ نہ سمجھ بیٹھیو کہ ہم یون ہی اُس جنت مین کہ جو عالم سرور کی بادشاہت ہے چلے جاوین گے بغیر اسکے کہ جہاد کرو اور صبر اور مشقت کی کسوٹی پر نہ کسے جاؤ اسی طرح ایک جگہ اور بھی فرمایا ہے الٓمٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وہم لا یفتنون کہ لوگ یہ سمجھ نہ بیٹھے ہین کہ بس آمنا کہنا اور لا الہ الا اللہ کہنا اسلام اور آسمانی بادشاہت کے لئے کافی ہے اسپر کوئی آزمائش نہوگی ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ سے تکیہ لگائے کعبہ کے سایہ مین بیٹھے تھے اور کفار قریش کا زور تھا ہر روز ایمانداروں پر ظلم و ستم ہوا کرتا تھا اس مین ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کونسا وقت آئے گا کہ جس مین ہم اُس سے نجات پاوین گے اور آپ کی بشارت کا ظہور ہوگا یہہ سنتے ہی آنحضرت کا چہرۂ مبارک غصہ کے مارے سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ بس اتنی ہی سی تکلیف پر یہ نوبت آگئی واللہ تم سے پہلے انبیاء اور اون کے مخلصین آرہ سے چیرے گئے ہین اور وہ اُف بھی نکرتے تھے (اسکا مضمون کتب صحاح مین ہے) درحقیقت دنیا مین بادشاہ پانچ سات روپیہ ماہوار پر سپاہی کو نوکر رکھتا ہے کہ جسکو سر کٹانے مین کوئی دریغ نہین ہوتا پھر جس بادشاہ حقیقی نے جان دی اور جسم کو ہزارون خوبیان عطا کین تندرستی دی لاکھون نعمتین پشت در پشت عطا کرتا چلا آیا ہے اس پر پھر وہ عالم روحانی مین سلطنت کا وعدہ فرمائے اور یہی تنخواہ اسکے رسول کی معرفت مقرر ہوجاوے اور وہان جانا بھی ضرور ہو پھر جو کوئی صرف زبانی اسلام اور ایمان پر بھروسہ کرے اور خدا کی راہ مین جان اور مال اور عزت و آبرو دینے کو دریغ رکھے سو اُسکو قطعی جان لیجئے کہ طمع خام رکھتا ہے اور کچھ نہین یا دنیا مین جب کوئی کسی سے عشق مجازی رکھتا ہے تو دیکھئے اپنی آبرو اور مال اور جان کو اُس کے لئے دریغ نہین کرتا سیکڑون لوگ برائے نام مسلمان ہین یا مسلمانون کی اولاد ہین زبانی جمع خرچ بہت کچھ گاؤ تکیہ پر پشت لگائے ہمدردی اسلام اور حصول درجات آخرت کے لئے باتین بناتے ہین اگر اسلام کے لئے جان اور آبرو تو درکنار مال یا کسی مطلب مین کچھ بھی نقصان عائد ہوتا معلوم ہو تو پھر کہان تھے ایسے سگ دنیا اونہین منافقین کی ذریت ہین کہ جنکا ذکر قرآن مجید مین بیشمار جگہ آیا ہے انسان جنت اور اوس کی خوشنودی کی امید جب رکھے کہ پہلے اپنے دل مین اپنے مال اور اولاد اور عزت و آبرو بلکہ جان عزیز اور ہر قسم کی عیش و راحت کو اُس معبود حقیقی پر نثار کرنے کو طیار ہو جائے ایسے ہی لوگون کے لئے دار آخرت کی بادشاہی اور جنت مین دیدار الٰہی اور نعماء غیر متناہی ہین۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ

اور محمد بجز اسکے کہ رسول ہیں اور کیا ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو گزرے ہیں پھر اگر وہ (خدا) مر گئے یا مارے گئے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر بھی جائیگا تو وہ خدا کا

يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

کچھ بھی نہ بگاڑ یگا۔ اور قدر دانوں کو اللہ بہت جلد جزا دیگا اور خدا کے حکم کے بغیر کوئی شخص مر بھی تو نہیں سکتا مرنے کا وقت معین (اور) لکھا ہوا ہے اور جو دنیا ہی میں بدلہ چاہتے ہیں تو ہم انکو

مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا

دنیا ہی میں کچھ دیدیتے ہیں اور جو کوئی آخرت کا بدلہ چاہتا ہے تو ہم اسکو آخرت میں دیتے ہیں اور قدر دانوں کو بہت جلد جزائے خیر دینگے اور بہت سے نبی ہو گزرے ہیں کہ جنکے ساتھ ہو کر بہت سے خدا لوگ لڑے ہیں پھر جو کچھ انکو صدمے

لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا

میں مصیبت (الہی) آئی تو وہ ہار نہیں گئے تھے اور نہ وہ سست ہی ہو گئے تھے نہ دبے تھے اور اللہ ثابت قدم لوگوں سے محبت رکھتا ہے اور وہ یہی کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے رب

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ

ہمارے گناہ اور جو کچھ ہمنے اپنے کام میں قصور ہو گئے ہیں انکو بخشدے اور ہمکو ثابت قدم رکھیو اور کافروں پر فتح دیجیو پھر انکو اللہ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا

ع ۱۵

الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى

اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ دیا اور خدا کو نیکی کرنے والوں سے محبت ہے ایمان والو اگر تم کافروں کا کہا مانو گے تو وہ تم کو برگشتہ کر کے چھوڑیں گے

اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

پھر تم نقصان میں جا پڑو گے بلکہ تمہارا کارساز اللہ ہے اور وہ سب مدد کرنے والوں سے بہتر مددگار ہے (اطمینان رکھو) ہم ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتے ہیں

بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

اس سبب سے کہ انھوں نے خدا کیساتھ ان چیزوں کو شریک بنایا کہ جنکے لئے اسنے کوئی بھی سند نہیں اتاری (یعنی تو دنیا کی سزا) اور آخرت میں (انکا) ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کا بہت ہی برا ٹھکانا ہے

ترکیب

ان تموت اسم کان الا باذن اللہ خبر کتابا مفعول مطلق ہے اسے کتب ذالک کتابا مؤجلا اسکی صفت ہے۔ کاین اصل میں اے تھا کاف اسپر داخل ہو گیا اور نون خلاف قیاس تنوین کا لکھدیا اب یہ بمعنے کم ہے من نبی اسکا بیان قتل نبی کی صفت ہے کاین مبتدا اور خبر محذوف ای فی الدنیا فما لھم اسم کان الا ان قالوا خبر وقیل العکس ان تطیعوا شرط یردوکم جواب اللہ مبتدا مولاکم خبر بما اشرکوا اب سنلقی سے متعلق ہے اور ما مصدریہ مشبہ فعل ہے لم ینزل سے لام کلمہ ہے۔

تفسیر

جنگ احد میں جبکہ وہ جماعت تیراندازوں کی کہ جسکو نبی صلعم نے گھاٹی پر بٹھایا تھا مشرکین کے پیچھے لوٹ کے لئے دوڑ پڑے ادھر سے خالد بن ولید جو اسوقت مشرف باسلام نہوئے تھے ایک جماعت کو لیکر مسلمانوں پر آپڑے اور باہم معرکہ کشت وخون بڑا گرم ہوا یہانتک کہ عبداللہ بن قمئہ حارثی نے آنحضرت پر حملہ کیا تو مصعب بن عمیر جو برادر اسکر اسلام نے اسکو ڈانٹا اسنے مصعب کو قتل کیا اور یہ شور مچایا کہ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالا اس آواز سے صحابہ میں بڑی تشویش پھیل گئی یہانتک کہ بعض لوگوں نے یہ چاہا کہ عبداللہ بن ابی منافق سے یہ کہیں کہ وہ ابوسفیان سے امان مانگے اسمیں کچھ منافق بولے اگر محمد نبی ہوتے تو قتل نہ کئے جاتے اپنے بھائیوں سے ملجاؤ اور اپنے دین قدیم میں جا ملو انس بن النضر عم انس بن مالک انصاری نے کہا اے قوم اگر محمد قتل ہو گئے تو محمد کا خدا تو زندہ ہے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تم جی کر کیا کروگے سو کیا جی کے کرو گے جی کو سرزندگی نہیں ہے جیسے وہ شہید ہوئے تم بھی اسبات پر شہید ہو جاؤ تھوڑے عرصہ کے بعد جبکہ طلحہ اور ابوبکر اور علی وغیرہم رضوان اسلام آنحضرت کے پاس آئے اور حملہ کر کے مشرکین کا سونہ پھیر دیا تو آنحضرت نے آواز دی کہ بندگان خدا ادھر آؤ آنحضرت کی آواز سنکر مسلمان دوڑ پڑے اور مشرکین بھگا دیا

اس واقعہ مین یہ آیتین اہل اسلام کی تسلی کے لئے نازل ہوئین کہ محمد رسول اللہ ہین جیسے کہ اون سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہین
خدا نہین جو ہمیشہ جیتے رہین پھر اگر وہ کسی لڑائی مین مارے گئے یا خود مر گئے تو کیا تم پھر الٹے پھر جاؤ گے اور کفر مین جا پڑو گے اور
جو کوئی ایسا کرے گا تو خدا کو کچھ مضرت نہین دیگا ہان جو کوئی دین پر قائم رہے گا تو ہم اسکو جزا خیر دین گے اور اگر یہ سمجھو کہ لڑائی سے
موت آتی ہی تو تمھارا یہ خیال غلط ہے اجل کا وقت مقرر ہے اوس سے پیشتر کوئی نہین مرتا اب رہا جہاد مین شریک ہونا اگر اس سے کسیکو
لوٹ اور غنیمت مقصود ہے تو ہم اوسکو دنیا ہی دیدیتے ہین اور جو آخرت اور شہادت مدنظر رکھتے ہین تو ہم ابھی بدلہ دین گے آنکھ
بند ہونے کی دیر ہے پھر تو وہان سلطنت آسمانی اور عیش جاودانی موجود ہی پھر اسکے بعد اہل اسلام سے مخاطب ہو کر فرماتا ہی کہ
بہت سے لوگ ایسے نبی ہو گزرے ہین کہ جن کے ساتھ مین ہو کر بہ خدا لوگ مخالفان حق سے لڑے ہین جیسا کہ موسے اور
یوشع بن نون وغیرہما پھر جو کچھ اونکو اسکی راہ مین تکلیف پہنچی ہے (زخمی ہوئے مارے گئے گرمی اور بھوک اور پیاس اٹھائی
یا پیادہ سفر کئے ہین) اس سے اونکا جوش ایمانی ٹھنڈا نہین ہو گیا تھا نہ اُنمین بوقت قتل کبھی کچھ بودا پن پیدا ہوا تھا اور نہ
اوسکے بعد وہ جہاد سے ضعیف ہو گئے تھے نہ دشمنون کی شوکت سے اون کے حوصلہ پست ہوئے تھے دیکھو خدا کو ایسے
صابرون سے محبت ہی۔ باوجود اس کے وہ خدا سے دعا کرتے یہی کہا کرتے تھے کہ ہمارے گناہ اور جو کچھ ہم سے خدمت دین مین
قصور ہوئے ہین اُن کو معاف کر دے اور ہمکو آیندہ ثابت قدمی عطا کر اور کافر دنیپر فتحیاب کر اس لئے کو سنایا جاتا ہی کہ تم بھی
ایسا ہی کرو اور اعانت اسلام کر کے دل مین غرہ نہو کہ ہمین نے ایسا کیا ہی پھر اون کی اس سعی اور کوشش کا نتیجہ ذکر کر کے
رغبت دلاتا ہی کہ خدا نے اونکو دنیا مین بھی عمدہ بدلہ دیا مخالفون کی حکومت اور ملک اور عمدہ باغ اور مکان سب اہل حق کو دئے
چنانچہ یوشع بن نون کے عہد مین بنی اسرائیل نے ملک شام لیا اور خدا اون کو آخرت مین بھی اچھا بدلہ دیگا بلکہ دیدیا وہان
اون کے لئے وہ کچھ ہے جسکا بیان نہین۔ اس کے بعد خدا تعالی کفار اور منافقین کی باتون پر عمل کرنے سے منع کرتا ہے
جیسا کہ اونھون نے جنگ احد مین کہا تھا کہ پیغمبر مارے گئے اپنے دین کی طرف پھر جاؤ کہ اگر تم اونکا کہنا مانو گے تو وہ تمکو کافر بنا کر
چھوڑین گے جس سے تم دنیا و آخرت کے خسارہ مین پڑ جاؤ گے تم ایسے لوگون کی بات کی (کہ جو اسلام کی توہین بیان کرین
اور کہین کہ اب اسلام دب گیا یہ پھر سرسبز نہین ہو گا مسلمان ایسے ہو گئے یون مغلوب ہو گئے) کچھ پروا نکرو تمھارا خدا حافظ و ناصر
ہی ہم کفار کے دل مین اون کی کفر کی شامت سے رعب ڈالدین گے اون کا کروفر ظاہری کچھ کام نہ آویگا چنانچہ اس پیشین گوئی
کے مطابق واقع ہوا روم اور ایران کے جرار سپاہ کے دل مین صحابہ کا رعب ڈالدیا گیا جو کنبلی پوش اور بے سر و سامان تھے
وہ دم بھر مین کچھ سے کچھ کر دیتا ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ

اور بیشک اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جبکہ تم ان کافروں کو اُس کے حکم سے قتل کرنے لگے یہاں تک کہ تم خود اوکھر گئے اور حکم میں جھگڑنے لگے اور نافرمان ہو گئے بعد اسکے کہ جو تم چاہتے تھے

مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ

وہ تم کو خدا نے دکھا بھی دیا تھا کچھ تو تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور کچھ لوگ تم میں سے آخرت چاہتے تھے پھر تمکو اونسے (کافروں کے قتل کرنے سے) باز رکھا کہ تم کو آزمائے اور خدا نے تمکو معاف کر دیا

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي

ایمانداروں پر بڑا فضل ہے جبکہ تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے اور تم کو پیچھے سے رسول پکار رہا تھا سو اس نے تمکو خدا نے غم پر غم دیا تاکہ تم جو چیز ہاتھ سے جاتی رہے

مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ

اور جو بپتیں اوسے اوسپر غم نہ کھایا کرو اور اللہ کو تمھارے کام معلوم ہیں پھر اللہ نے غم کے بعد تم پر امن نازل کیا وہ ایک اونگھ تھی جو تم میں سے ایک جماعت کو

وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ

گھیر رہی تھی اور ایک جماعت نے اپنی جان کو فکر میں ڈال رکھا تھا جو اللہ سے بدگمانی کر رہے تھے جاہلوں کی طرح سے کہہ رہے تھے کہ کیا کچھ ہمارے لئے بھی اختیار باقی ہے کہدیجئے

الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ

کہ سب اختیارات اللہ ہی کو ہیں وہ اپنے دل میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی بات بھی ہمارے اختیار میں ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے کہدو

لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ

اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جنکی تقدیر میں قتل ہونا لکھا گیا ہے وہ ضرور اپنے قتل ہونے کی جگہ نکل کر آجاتے (یہ اسلئے ہوا) تاکہ خدا تمھارے دلوں کے خیال آزمائے اور تمھارے دلوں میں جو کچھ ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ

اور اللہ تو دلوں کی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے جو لوگ تم میں سے دونوں فوجوں کے مقابلہ کے روز پیٹھ پھیر کر گئے تھے اور انکو تو صرف شیطان نے ڈگمگا دیا تھا انکے بعض اعمال کی نامناسبت اور بیشک

عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ

خدا نے اونکو معاف کر دیا اللہ تو بڑا معاف کرنے والا بردبار ہے

ترکیب

صدق فعل اللہ فاعل کم مفعول اول وعدہ مفعول ثانی حتی متعلق ہے فعل محذوف سے ای دام ذلک ای وقت فشلکم والرسول جملہ موضع حال میں ہے بغم موضع نصب میں ہے صفت غم کی وقیل بسبب غم اتمہم ہے امن کا ویقر بالسکون فہو مصدر نعاسا بدل ہے امنۃ سے اور عطف بیان بھی ہو سکتا ہے یغشی صفت نعاسا کی وطائفۃ مبتدا قد اہتمتہم خبر شئی اسم کان والخبر لنا ما قتلنا جواب لو کان الی مضاجعہم متعلق ہے لبرز سے ولیبتلی معطوف ہے محذوف پر ای فعل ما فعل لیمیز ولیبتلی ولیمحص معطوف ہے ولیبتلی پر۔

تفسیر

پہلی آیت میں تھا کہ اللہ تمھارا مولیٰ ہے اور وہ فتح دینے والا ہے اور نیز پہلے عموماً اسلام کی فتحمندی اور ظہور کا وعدہ دیا گیا تھا اسپر احد میں شکست سی واقع ہوئی تو مدینہ میں اگر بعض منافق مسلمانوں سے کہنے لگے کہ صاحب اچھا وعدہ خدا نے پورا کیا ارے میاں ایسے وعدوں کا کیا اعتبار ہے؟ ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ اوس نے تو تم سے اپنا وعدہ پورا کر دیا کہ تم نے تو اول ہی حملہ میں کفار کی جماعت کو تہ تیغ کر کے بھگا دیا مگر تم نے خود نافرمانی کر کے یہ مصیبت سر پر لی باوجودیکہ تمھارے سردار نے تیراندازوں کو کہا کہ یہاں سے نہ ہٹو مگر جب تم نے جھگڑا کیا اور اپنی مرغوب چیز یعنے فتح دیکھ لی اور کچھ تم میں سے دنیا یعنے غنیمت کے طالب بھی تھے کافروں کو بھاگتا دیکھکر اونکے پیچھے پڑ گئے اور چڑھے چلے جاتے تھے

پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکار رہے تھے کہ پھرآؤ پھرآؤ گھاٹی نہ چھوڑو مگر تم نے کسی کو مڑکر بھی نہ دیکھا اس نافرمانی اور رسول کو غم رسانی کے بدلہ مین خدا نے تمکو کافرون کے قتل سے روکا یعنے اون کے دل سے رعب اٹھاکر تمھارے دلون مین ڈالدیا پیچھے سے کافرون نے گھاٹی پر قبضہ کرکے مسلمانون کو مارنا شروع کیا اسی لئے غم کی عوض مین تم کو خدا نے غم دیا تاکہ تمھاری آزمائش کرے اور تم کو اسبات کی بھی عادت پڑے کہ جو کچھ فوت ہوجاوے اُسپر اور جو کچھ مصیبت آجاوے اُسپر رنج نہ کھایا کرو بلکہ مشیت اور قضاء الٰہی پر راضی ہوجایا کرو مگر اسکے بعد بھی خدا نے تمھاری اس خطا کو معاف کیا اور مسلمانون پر غیب سے اشتار معہ کہ مین ایک ایسی نیند ڈالی کہ جسمین ابوطلحہ کہتے ہین کہ ہمارے ہاتھ سے سیف گر پڑتی تھی اوس نیند کے بعد وہ جو رعب اہل اسلام کے دل پر تھا جسطرح تکان دور ہوجاتی ہے اسی طرح دور ہوگیا اور پھر ہوحملہ کیا تھا تو مشرکین بھاگ اُٹھے مگر جو لوگ منافق تھے اونکو جان کی پڑی ہوئی تھی اُنکو نیند نہ آئی وہ خدا سے جاہلون کی طرح یہ بدگمانیان کررہے تھے کہ کیا اللہ اور کیا روز جزا سب بناوٹی باتین ہین اور یہ بھی کہہ رہے تھے کہ کاش ہمین کچھ قدرت واختیار ہوتا اور دل مین اور لغو باتین بھی پوشیدہ رکھتے تھے کبھی کہتے تھے کہ اگر ہمکو کچھ اختیار ہوتا اور ہمارے کہنے کو پیغمبر مانکر مدینہ سے باہر نہ نکلتے تو ہم یہان مارے نہ جاتے۔ فرماتا ہی یہ خیال لغو ہے کیونکہ جنکی تقدیر مین موت لکھی تھی اُنکو توخواہ مخواہ گھر بیٹھے بھی موت آجاتی مگران باتون سے خدا تمھارے دل کی آزمایش کرتا اور مومنین کے دلون کو پاک کرتا تھا اور اس امتحان کی خدا کو کچھ ضرورت نہین کیونکہ وہ ہر ایک دل کی بات جانتا ہی بلکہ یہ امتحان صرف باہم بندون کے دکھانے کے لئے ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے وعدہ اور مدد مین کوئی شک وشبہ نہین چنانچہ اوسکو تم نے دیکھ لیا مگر خود تم نے نافرمانی کرکے ہزیمت اُٹھائی اور جو لوگ اوسروز بھاگے تھے تو اون کو شیطان نے اون کے بعض گناہون کی شامت سے ڈگمگا دیا تھا جو اونھون نے رسول کا کہنا نہین مانا گھاٹی کو چھوڑ دیا اور خیر اوس کو بھی اللہ نے معاف کردیا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے

اس آیت سے کئی باتین معلوم ہوئین۔

(۱) یہ کہ تقدیر الٰہی کا لکھا ضرور پیش آتا ہی یہ صحیح کہ عالم تدبیر مین جو کچھ سوءتدبیری ہوتی ہی یہ نتیجہ بداوسکی طرف منسوب ہوتا ہی اور یہ عالم عالم اسباب ہی مگر اس مین بھی کوئی شبہ نہین کہ جب تقدیر کا لکھا پورا ہونے کو ہوتا ہی ویسے ہی اسباب بھی پیدا ہوجاتے ہین اسلیئے جو کچھ ہوگیا اُسپر زیادہ ملال کرنا بیفائدہ ہی آخر جب تمام عالم کا کسی شخص کو خالق اور مسبب الاسباب مانتے ہو تو پھر اوس کے بھی اختیار مین ہین کہ نہین۔

(۲) دنیا مین جو کچھ انسان پر مصیبت آتی ہی وہ اُسکے اعمال بد کا ثمرہ ہوتا ہے رہا اہل حق کا مخالفان حق کے ہاتھ سے شہید ہونا وہ مصیبت نہین بلکہ وہ عین راحت ہی ایسی موت کے کیا کہنے ہین ؎ سفر ہست کو نثار کرون ایسی موت پر +

(۳) یہ کہ ابتدا سے لیکر اخیر تک جسقدر اہل اسلام مخالفون کے ہاتھ سے شکست پاتے یا ذلت اوٹھاتے آئے ہین سو یہ خدا اور اوس کے رسول کی نافرمانی کا ثمرہ ہے۔

ف ۱۵ اسی حالت مین نیند کا آنا بھی ایک معجزہ تھا ۱۲

ف ۱۵ تم نے رسول کو نافرمانی کرکے مغموم کیا اوس کے بدلہ مین ہزیمت سے تم پر غم پڑا ۱۲ منہ ف ۱۵ اسی حالت مین نیند کا آنا بھی ایک معجزہ تھا ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا

ایمان والو تم ان کافرون جیسے نہ ہوجاؤ جو اپنے بھائیون کے حق مین جبکہ وہ سفر مین یا جہاد مین ہوتے ہین یہ کہا کرتے ہین اگر وہ

عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ وَلَئِنْ

ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یہ باتین اس لئے ان سے سرزد ہوتی ہین) کہ خدا انکے اس کہنے کو انکے دلون مین حسرت پیدا کرے اور جلانا اور مارنا تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو خدا اسے دیکھ رہا ہے اور اگر

قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

تم اللہ کی راہ مین مارے جاؤ یا مر ہی جاؤ تو (کیا تم نہین جانتے کہ) خدا کی مغفرت اور رحمت (جو ایسے مقتولون کیلئے موجود ہے) انکی تمام کمائی سے بہتر ہے (مسلمانو) اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ تو اللہ ہی کے پاس لائے جاؤ گے

ترکیب

غزی مشدد جمع غاز والقیاس غزاۃ کقاض وقضاۃ لیکن فعل کے وزن پر صحیح پر محمول ہوکر آیا ہے لو کانوا شرط ما ماتوا جواب جملہ مقولہ ہے قالوا لاخوانہم کا یجعل کا لام محذوف سے متعلق ہے ای وقع ذالک فی قلوبہم لیجعلہ حسرۃ اور جعل بمعنی صیر تمکن ہے کہ لام عاقبت ہو۔ ولئن شرط ہے جمہور نے ضم میم پڑھتے ہین وہو القیاس لان الفعل منہ یموت اور بعض نے بالکسر پڑھا ہے لمغفرۃ جواب۔

تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ منافق کہتے ہین اگر جنگ مین ہمکو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہان قتل نکئے جاتے اوسکا جواب دیکر یہان مسلمانونکو متنبہ کیا جاتا ہے کہ تم یہ بیہودہ اعتقاد اور عالم اسباب پر توکل کر نیوالے نہ ہو جیسا کہ منکران قدرت خدا ہین جو اپنے بھائیون سے یہی برائی سے ان لوگون کے لیے کہ جو دور دراز سفرون یا جہاد مین جاتے اور وہان قضاء الہی سے مرجاتے ہین کہتے ہین اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے کیونکہ ان باتونسے صرف دلمین حسرت اور افسوس پیدا ہوتا ہے جو ایک عذاب روحانی اور سیئہ ہے اور قضا تو کہین ٹل نہین سکتی اللہ تعالیٰ ہی وہ ہر جگہ اسباب موت پیدا کر سکتا ہے اور مواقع قتل مین پہنچا سکتا ہے اور بالفرض اگر تم اللہ کی راہ مین مارے بھی گئے تو اس سے کیا بہتر ہے کس لئے کہ اگر شہید مرے یا یون ہی مرگئے تو جبکہ خدا خوش ہے تو کیا باک ہے اسکی مغفرت اور پھر رحمت تمھاری کمائی سے بہتر ہے کیونکہ جو کچھ مال وزر جمع کر رہے ہو اور اسکے لئے مارے مارے پھرتے ہو سب یہین رہجاتا ہے مگر اسکی مغفرت اور رحمت ساتھ رہتی ہے پھر اسی جملہ کو دوسرے پہلو سے تاکید کے لئے اعادہ فرمایا جاتا ہے ولئن متم اور قتلتم کہ اگر تم سفر یا جہاد مین مرگئے یا مارے گئے مر کر نیست و نابود نہین ہوجاؤ گے بلکہ ایک دوسرے پیکر مین حیات جاودانی پاؤ گے اور اللہ کے پاس جمع ہوگے یہ بات حقیقی ہے کیونکہ وہ نور اصل جملہ روحانیات نورانیہ کا مادی و ملجا ہے تمام ذرات آفتاب کی طرف کھنچے چلے جاتے ہین مگر جب کوئی حائل ہوجاتا ہے تو مطلوب حقیقی تک نہ پہنچنے کے سبب جو اضطراب ہوتا ہے وہی بڑا عذاب ہے اس جملہ مین مرجانے کو مارے جانے پر مقدم کر کے یہ ثابت کر دیا کہ خدا کی رضامندی مین مرجانا بھی فلاح کا باعث ہے۔ انسان کی تین حالت ہین غفلت و گناہ اس کے لئے تو شہادت و مغفرت ہے دوم صلاح و طاعت ایسی حالت مین شہادت رحمت باعث ترقی درجات ہے سوم خدا کا شوق ایسے حالت مین شہادت باعث تقرب ہے جسکو الی اللہ تحشرون سے تعبیر کیا ہے۔

نوٹ یعنی ایسی باتین جو سست اعتقاد کیا کرتے ہین انسے کچھ فائدہ نہین ہوتا کس لئے کہ مرنا جینا خدا کے ہاتھ ہے سفر اور جنگ مین بھی سب مرہی نہین جاتے نہ وطن مین سب زندہ رہتے ہین صرف دل کی حسرت اور افسوس ہے جو ایک قسم کا قلبی عذاب ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

پس کچھ اللہ کی رحمت ہی ہے جو آپ انکے لئے نرم دل ملے اور اگر آپ بدخو سخت دل ہوتے تو (یہ لوگ کبھی کے) آپ کے پاس سے جدا ہو گئے ہوتے سو آپ اونکو معاف کر دیجئے اور انکے لئے خدا سے معافی مانگئے

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ

اور اون سے کام میں مشورہ بھی لے لیا کرو۔ پھر جب کسی کام کا ارادہ ہی کر لیا کرو تو خدا ہی پر بھروسا کیا کرو۔ خدا تو کل کرنے والوں سے محبت ہی۔ اگر وہ تمکو فتح دے گا تو کوئی بھی تم پر غالب نہیں آئیگا

وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

اور جو وہ تم سے بے اعتنائی کریگا تو پھر اس کے بعد کون تم کو مدد کر سکتا ہے؟ اور ایمانداروں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے

ترکیب

فبما رحمۃ ما زائدہ ہے تاکید کے لئے جائز ہی کہ ما نکرہ ہو بمعنی شئی اور رحمۃ بدل ہو اوس سے اور لنت سے متعلق ہو۔ فاذا عزمت شرط فتوکل جواب ان نصرکم شرط فلا غالب جواب

تفسیر

اُحد کی لڑائی میں جو کچھ لوگ بھاگے اور بعض نے بھاگنے کا ارادہ کیا اسپر اہل اسلام میں انگشت نمائی ہونے لگی اور خاص لوگ انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور مشوروں میں بھی اونکو شریک نہ کیا جاتا تھا نہ کسی بات میں اون سے صلاح لی جاتی تھی یہ بات اونکے دل شکنی کا باعث تھی اور چونکہ یہ بات بمقتضائے بشریت اونسے سرزد ہو گئی تھی اوسکو خدا نے معاف کر دیا تھا اس لئے یہاں اپنے رسول کو فرماتا ہی کہ تم فضل الٰہی سے رحمدل ہوا اگر سخت دل اور کج خلق ہوتے تو لوگ آپکے پاس جمع نہوتے سو تم بھی اونکو معاف کر دو اور خدا سے اونکے لئے معافی مانگو اور امور دنیا میں بھی اونسے مشورہ کر لیا کرو ہاں جب تم بعد مشورہ کے کسی کام کا پکا ارادہ کر لو تو خدا پر توکل کرو اسباب ظاہر پر اعتماد نکرو خدا کو اہل توکل پسند ہیں۔ کس لئے کہ اگر خدا تم کو فتح دینا چاہیگا گو ظاہر میں تمھارے اسباب ضعیف ہوں تو تم پر کوئی غالب نہو سکے گا اور جو تمھاری معصیت اور بدکاری کی وجہ سے تمہیں ذلیل کرنا چاہے گا تو کیسا ہی تمھارے پاس ہو تو کوئی تمکو مدد نہ دیسکے گا۔

فوائد

(۱) لنت لہم الخ حسن خلق کا باعث یہ ہوتا ہی کہ جب روح پر انوار قدس فائض ہوتے ہیں تو اسکی قوت نظریہ اور عملیہ دونوں مکمل ہو جاتی ہیں پھر جو کچھ صدمہ اوس کو پہنچتا ہی اُسکو خدا ہی کی طرف سے جانتا ہی نہ کسی پر اُسکو غصہ آتا ہی نہ انتقام لیتا ہی یا جو راحت غیر کو پہنچتی ہی حسد نہیں کرتا علی ہذا القیاس جسقدر باتیں بدخلقی کی عام خیالی کے متعلق ہیں سب دور ہو جاتی ہیں اور جب اُسکو روحانیات کا مشاہدہ ہوتا ہی تو جسمانیات اور یہاں کے لذائذ اُسکی آنکھوں میں حقیر ہو جاتے ہیں نہ شہوت ناجائز رہتی ہی نہ حب جاہ و مال جو تمام خرابیوں کا سرچشمہ ہے اور اسی لئے بزرگوں کے اخلاق حمیدہ ہوتے ہیں آنحضرت علیہ السلام کے اخلاق اس درجہ حمیدہ تھے کہ قرآن میں متعدد جگہ اللہ نے آپکی مدح کی ہی انک علی خلق عظیم (۲) جو باتیں وحی اور الہام سے متعلق تھیں انمیں کسی سے مشورہ کی حاجت نہ تھی ہاں امور دنیا میں کس دن مخالفوں پر چڑھائی کرنی چاہیئے اور کہاں مقام کرنا چاہیئے وغیرذالک ایسی باتوں میں آنحضرت مشورہ کرتے تھے اسلئے امت پر مشورہ مسنون ہوا اور بیشک مشورہ میں چند راؤں کے ملنے سے قوت ہو جاتی ہی اور اس پر برکت بھی نازل ہوتی ہی اس لئے خلفاء اربعہ تک قیام امامت شوری پر رہا تو عمدہ نتائج بھی برآمد ہوتے رہے اور جب سے شخصی سلطنت ہوئی اور تمام اختیارات ایک شخص کے ہاتھ میں آئے تو برکت جاتی رہی۔ اس لئے مشورہ نہایت عمدہ چیز ہے۔

ف فبما مزید علیہ وغیر زائدۃ مزیدۃ للتاکید وعند الاخفش ان کیسما نکرۃ مجرورۃ بالباء ورحمۃ بدل منہا والفاء لترتیب مضمون الجملۃ والنظر الکریم الخلق مأخوذ من بار الکرش ما یستعمر الکریم الخلق وغلیظ القلب قساوتہ والانفضاض التفرق

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ

اور کسی نبی کا بھی یہ کام نہیں کہ وہ خیانت کرے۔ اور جو کوئی خیانت کریگا تو جس چیز کی اوسنے خیانت کی ہوگی اسکو قیامت میں لاویگا پھر ہر شخص اپنے کئے کا پورا بدلہ پاویگا اور کسی پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هُمْ دَرَجٰتٌ

کچھ بھی ظلم نہوگا کیا وہ شخص جو مرضی الٰہی کے تابع ہوگیا ہو اوسکی برابر ہو سکتا ہے کہ جسنے خدا کا غصہ حاصل کیا ہو اور اوسکا ٹھکانا بھی جہنم ہو اور کیا ہی برا ٹھکانا ہے اللہ کے نزدیک لوگوں کے

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

مختلف درجے ہیں اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اوسکو خوب دیکھ رہا ہے

ترکیب

یعنی خبر ماکان ان یغل ہم ومن شرطیہ یات جواب الفمن من بمعنی الذی مرفوع ہے بسبب مبتدا ہونیکے کمن باء خبر ہم مبتدا درجات ای ذوو درجات خبر

تفسیر

پہلے تھا کہ آنکو مشورہ میں شریک کرلیا کرو مگر اوسکے ساتھ ہی یہ بھی بیان کردیا کہ اگر نبی ایسے امور میں مشورہ نکرے اور مصالح اور اسرار سلطنت آسمانی تم پر ظاہر نکرے کہ جو تمھارے فہم سے بالا ہیں تو تم کو یہ گمان نکرنا چاہیے کہ پیغمبر نے خیانت کرلی کس لئے کہ نبی خدا کا امین ہے اوس کی شان خیانت نہیں کیونکہ نبی کو حق الیقین ہے کہ جو کوئی دنیا میں خیانت کریگا قیامت کو اوس کی خیانت ظاہر کی جاویگی اور پھر ہر شخص کو اسکے اعمال کی پوری سزا دیجائے گی۔ اس میں اسبات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر آنحضرت غنائم کے تقسیم کرنے میں کوئی مصلحت ملحوظ رکھیں یا قوم اور رفاہ عام کے لئے اوس میں سے کوئی حصہ بیت المال میں جمع کریں یا کسی وجہ سے تقسیم غنائم میں دیر ہو تو تم منافقون کے کہنے سے اپنے نبی کی طرف ایسی بدگمانی ہرگز جائز نرکھیو منافق عبداللہ بن ابی وغیرہ ایسے ایسے شبہات مسلمانوں کے دلمیں ڈالا کرتے تھے۔ اور یہ ضرور ہے کہ جب سردار کی نسبت ناجائز بدگمانیوں کا دروازہ کھلتا ہے تو انجام بغاوت اور پھوٹ پڑکر قوم اور ملت کی شوکت اور برکت جاتی رہتی ہے یہ اہل اسلام کو اپنے سردار اور پیشوا اوں کی نسبت ادب ملحوظ رکھنا تعلیم فرمایا۔

یات بماغل اس میں عموماً ہر قسم کی خیانت کی برائی ہے اور عام امت کو تعلیم ہے کہ نہ مال میں خیانت کریں نہ رازداری میں نہ احکام الٰہی میں نہ اس بار امانت میں کہ جو روز ازل بنی آدم کے سر پر دھرا گیا ہے نہ اپنے حاکم اور سردار کی اطاعت میں نہ بیوی میاں کے مال و آبرو اور عصمت میں خیانت کرے۔ اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ قیامت کو انسان کے اعمال متشکل ہوکر آوینگے جیسا کہ ہمنے مقدمہ میں بیان کیا ہے اس کے بعد خدا تعالیٰ اس بات کی کہ نبی کی شان خیانت نہیں تاکید کرتا ہے کہ نبی ہمیشہ رضامندی الٰہی کے تابع ہوتا ہے اور خیانت کرنے والا ناراضی حاصل کرکے جہنم میں ٹھکانا بناتا ہے سو کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں یعنی برابر نہیں ہو سکتے تو پھر یہ دونوں وصف متنافیین کیونکر جمع ہو سکتے ہیں جب انسان کی روح پر تجلی ذاتی ہوتی ہے اور کمالات بشریہ کو آپ عصمت کے وصف دیا جاتا ہے تو اس سے ہرگز معصیت سرزد نہیں ہو سکتی یہاں سے آنحضرت علیہ السلام کا معصوم ہونا پایا گیا۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ اہل صلاح خدا کے نزدیک باعتبار استعداد نفوس کے سعادت اور کمال کے مختلف درجے ہیں۔ پھر تنبیہ کرتا ہے کہ خدا بندوں کے اعمال دیکھ رہا ہے اوس سے ہر شخص کو ہر وقت ڈرنا چاہیئے۔ امانت ملحوظ رکھنے کے لئے یہ جملہ کیا ہے تاکید اور مضمون کی لمبر ہے۔

عصمت انبیاء ۱۲

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

احسان کیا ایمان داروں پر بڑا ہی احسان کیا جبکہ ان میں انہیں میں کا رسول بھیجا جو انکو اسکی آیتیں پڑھکر سناتا ہے اور انکو پاک کرتا ہے اور انکو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور بیشک اس سے پہلے تو وہ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے

النصف

ترکیب

اذ ظرف ہے من کا من انفسہم صفت ہے رسولا کی یتلوا اور یزکیہم اور یعلمہم الکتاب جملہ حال ہیں رسولا سے وان مخففہ ہے مثقلہ سے۔

تفسیر

فرمایا تھا کہ نبی کی شان غلول و خیانت نہیں یہان اسبات کو اور بھی ثابت کرتا ہے کہ خدا نے تو تمپر رسول بھیجکر (جو تم میں پیدا ہوا ہے جسکے وقائع عمر پر سے تم خوب واقف ہو کہ اوسنے کبھی کوئی برائی یا خیانت نہیں کی نہ کبھی جھوٹھ بولا نہ دنیا کی محبت اوسکی طرف آئی اور وہ اہل ایمان کو کتاب الٰہی بھی پڑھکر سناتا ہے اور انکو پاک کرتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے اور اس سے پہلے جو کچھ عرب کی حالت خراب تھی ظاہر ہے) بڑا احسان کیا ہے پھر یہ احسان اور یہ اصلاح ملک جو تم نے دیکھی کسی خائن کے بھیجنے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے؟

النصف

اثبات نبوت کی ضرورت

فائدہ

واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا کی ہے کہ جو سکو نیک و بد میں تمیز کرے دیکھتا ہے مگر اسکے ساتھ ہی اس عقل و ادراک کا محل جسم خاکی بنایا جسکا اثر طبعی تاریکی اور توہمات ہیں جیسا کہ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں اسلئے عقل کا رہنما الہام قرار پایا جسطرح کہ آنکھ میں بصارت رکھی ہے مگر وہ بغیر مدد آفتاب یا اور کسی روشنی کے نکمی ہے یہی حال عقل اور الہام کا ہے اسی خدا نے دنیا میں سورجوں کی جماعت بھی بنائی تاکہ کسیکو کچھ عذر باقی نہ رہے لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل اور جب شریعت میں کچھ فرق آیا یا زمانہ کی مصلحت کے موافق کچھ تبدل و تغیر مقصود ہوا تو ایک رسول کے بعد دوسرا رسول آیا کیا یہانتک کہ اخیر زمانہ میں جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے اوپر کی شریعت اور کتاب میں لوگوں نے سخت تبدل و تغیر کر دیا جیسا کہ پولوس اپنے نامہ میں کہتا ہے اور عرب میں بت پرستی اور زناکاری اور قزاقی کا بازار گرم ہوا اور ادھر ایران اور ہند وغیرہ ممالک میں بت پرستی اور آتش پرستی اور توہمات باطلہ کا اتباع نے سخت رواج پایا تو تمام عالم کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور پھر سب سے اول عرب کے انفسہم یعنی جنکی زبان تخاطب کی تھی اور جنکے حسب و نسب سے آنحضرت کی بعثت پر یقین کامل آگیا چند وجہ سے (۱) یہ کہ آنحضرت انہیں کے شہر میں پیدا ہوئے وہ لوگ ابتدا عمر سے لیکر اخیر تک آپکے چال چلن سے خوب واقف تھے کبھی سوا پاکدامنی اور راستبازی اور نیک صحبتی دنیا کو نہ دیکھا تھا (۲) بعد نبوت کے کفار نے آنحضرت کو مال دینا چاہا حسین و جمیل عورتیں نکاح میں دینا چاہا مگر آپ اس دعوی نبوت سے باز نہ آئے اسکے فقر و فاقہ پر قناعت کی برادری اور اہل شہر کے ہزاروں تکلیفیں اور ستائیں ظلم پر ظلم برداشت کی اگر خدانخواستہ آپ اپنے دعوی میں جھوٹے ہوتے اور دنیا کا کوئی لالچ یا کسی شہوانی خواہش میں کامیابی مقصود ہوتی تو کبھی اپنے قائم نہ رہتے (۳) مدینہ میں جانیکے بعد اور ہر قسم کا غلبہ اور اقتدار پانے کے بعد بھی آپکی وہی حالت رہی جو پہلے تھی وہی عبادت وہی ترک دنیا وہی فروتنی مساکین کو تقسیم کرکے آپ فقر و فاقہ سے گزران کرنا وہی رقت کی محبت الٰہی میں جوش و درد و رونا (۴) ابتدا عمر سے لیکر اخیر تک سیکڑوں کرامتیں اور معجزات یہ سب باتیں من انفسہم سے علاقہ رکھتی ہیں جسپر خدا تعالیٰ عرب کو اپنا احسان یاد دلاتا ہے اور من انفسہم کی یہی حکمت ہے اگر نوع انسان سے جماعت ملائکہ نبی آدم اور بنی اسمٰعیل و ابراہیم کا فخر ہمارے نبی آدم نے دیکھا اور جسکا اب بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا ذکر فرماتا ہے وہ یہ کہ عرب کی جو اسوقت حالت قبیل و خراب تھی کسی کی نہ ہوگی وہ لوگ محض وحشی جاہل شہوت پرست درندہ تھے آنحضرت نے انکو آیات الٰہی سنا کر مزکی کر دیا ہر وحشی جاہل ظالم و اخلاق حمیدہ کا سرچشمہ ہو گیا صحابہ کی تاریخ سے اسکا بخوبی ثبوت ہو سکتا ہے اور پھر انکو کتاب اور حکمت سکھا کر تمام بنی آدم کیلئے معلم و معظم کر دیا جانے پر جہان جہان صحابہ گئے توحید اور خدا پرستی اور راستبازی کے آفتاب نے ان ملکوں کو منور کر دیا۔

دلائل نبوت آنحضرت

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

کیا جبکہ کوئی مصیبت آپڑے حالانکہ اوس سے دوچند تم اونکو پہنچا چکے ہو تو یہ کہتے ہو کہ یہ کہان سے آئی کہدو یہ تمھارے ہی کرتوتون سے آئی ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

اور جو کچھ مصیبت تمکو دونون لشکرون کے مقابلہ کے دن پہنچی تو اللہ ہی کے اذن سے پہونچی اور اسلئے بھی کہ خدا کو ایماندارون اور منافقون کو معلوم کرنا تھا اور اُنسے کہا گیا کہ آؤ

قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ

اللہ کی راہ میں لڑو یا (دشمنون کو) دفع کرو تو کہدیا کہ اگر ہم لڑنا جانتے تو تمہارے پیچھے ہی نہ ہولیتے وہ اسروز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک تر تھے اپنے مونھ سے وہ بات کہتے ہین

بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ

جو اون کے دلون میں نہیں ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ وہ دلمین چھپا رہے ہین

ترکیب

الکلمۃ تقید بمعنی الشرط اصبتم الخ موضع رفع مین صفت ہے مصیبت کی قلتم الخ جملہ شرطیہ اور تمام جملہ محل استفہام یا محض جواب لما بمعنی الذی جملہ مبتداء فباذن اللہ خبر ولیعلم معطوف ہے محذوف پر للکفر اور للایمان کا لام اقرب سے متعلق ہے یقولون جملہ مستانفہ ہے اور حال بھی ہوسکتا ہے ضمیر اقرب سے ای قربوا الی الکفر قائلین۔

تفسیر

پہلے منافقین کے اول شبہ کا جواب دیا کہ نبی کی شان خیانت نہین یہان منافقین کے دوسرے شبہ کا جواب دیتا ہے جو کہ وہ ضعفاء اہل اسلام کے دل مین اُحد کے ہزیمت سے ڈالتے تھے وہ یہ کہ اگر یہ رسول برحق ہیں تو ان کو احد کے روز ہزیمت کیون ہوئی؟ اور باوجود وعدہ غلبہ اسلام کے یہ مصیبت کہان سے آئی؟ چونکہ خدا تعالی کو اپنے اس لشکر صحابہ سے آیندہ بہت کچھ کام لینا تھا اور جنگون مین ہر چند صحابہ کو خارق عادت فتوحات بھی نصیب ہوئی ہین مگر کبھی شکست بھی ہونا عالم اسباب کے مقتضیات سے ہے اسلئے منافقون کے اقوال نقل کرکے آیندہ کیلئے مسلمانونکو پکا کردیا کہ اگر پھر کبھی ایسی صورت پیش آئے تو مذبذب اور بودھے دل کے نہو جائین کامل عزیمت کے یہ معنی ہین کہ اگر کسی کام مین سو بار بھی ناکامی ہو پھر بھی وہ ہی ہمت بندھی رہے اور ہمت کا قائم رہنا فتحمندی اور کامیابی کی دلیل ہے۔ عبداللہ بن اُبی وغیرہ کہتے تھے کہ یہ مصیبت کیون آئی اللہ فرماتا ہے تم تو اس سے دوچند ہزیمت خاص بدر اور اُحد کے روز مخالفون کو دیچکے ہو پھر یہ کہتے ہو کہ کہان سے آئی ای نبی کہدو یہ تمھاری شامت اعمال اور نافرمانی سے آئی خدا ہر چیز پر قادر ہے پھر توضیح کرتا ہے کہ مقابلہ کے روز جو کچھ پیش آیا وہ بھی مقدر تھا اُسمین مخلصین اور منافقین کا امتحان مقصود تھا۔ پھر اوس روز کی کیفیت جو منافقونسے ظہور مین آئی بیان فرماکر اوپر کو ڈراسا تا ہے وہ یہ کہ جب مقابلہ کو آنحضرت نکلے تو عبداللہ بن ابی کی رائے یہ تھی کہ شہر سے باہر نہ نکلو گرچہ وہ بھی لشکر اسلام مین شامل ہوکر نکلا مگر عین مقابلہ کے وقت مع تین سو آدمیون کے بھاگ پڑا جب اوس سے عبداللہ ابن عمرو بن حرام انصاری نے کہا کہ ای بھلے مانس تو ہمیشہ سے دعوی اسلام کیا کرتا تھا اب خدا کی راہ مین لڑو اور اگر اسلام پر تیرا عقیدہ نہین تو پاس شہر اور برادری سے ہی مخالفون کو ہٹا اوس نے کہا صاحب ہم کو لڑنا نہیں آتا اگر آتا تو ہم تمھارے تابع رہتے یہ بات اُسنے بطور طعن کے کہی تھی کہ میرا کہنا کیون نہ مانا اللہ فرماتا ہے یہ لوگ اوس روز بہ نسبت ایمان کے کفر کے زیادہ قریب تھے کیونکہ ان کے بھاگنے سے کفر کو مدد ملی اور یہ باتین صرف زبان سے کہتے ہین دل مین کفر پوشیدہ ہے اللہ اُس سے خوب واقف ہے۔

ف یعنی بدر مین تم کفار پر دوچند مصیبت ڈال چکے ہو اب احد کی لڑائی مین جو کچھ تمپر مصیبت آگئی تو کہتے ہو کہ یہ کیون آئی اور کہان سے آئی حالانکہ یہ تمھاری نافرمانی سے آئی ہے اور نافرمانی کا یہ حال تھا کہ جب منافقون کو جنگ مین شریک ہونے کو کہا گیا کہ چلو لڑو یا نہین تو انکو اپنے شہر سے بٹھا ہی دین تو حیلہ کرنے لگے کہ ہمین لڑنا نہین آتا ۱۲ سنہ

الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

یہ وہی لوگ ہین کہ جنہون نے گھر بیٹھکر اپنے بھائیون کی نسبت یہ کہا تھا کہ اگر وہ ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے کہدو تم اپنے اوپر سے ہی موت کو ٹال دینا اگر تم سچے ہو

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

اور جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے گئے ہین آپ اونکو مردہ خیال نکرنا بلکہ وہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس سے روزی پاتے ہین اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اوسپر خوش ہین

وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ

اور اونکو اون لوگون کی طرف سے بھی کہ جو اونکے پیچھے ہین ابھی انمین نہین جاملے ہین یہ مژدہ پاتے ہین کہ اونپر کچھ بھی خوف نہین نہ اونکو کوئی غم ہوگا اللہ کی نعمت سے اور

اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ کسی ایماندار کا اجر ضائع نہین کرتا خوشیان مناتے ہین

ترکیب

الذین الخ صفت ہی الذین نافقوا کی لو اطاعونا شرط ما قتلوا جواب جملہ مقولہ ہی قالوا کا الذین قتلوا مفعول اول لاتحسبن کا امواتا مفعول ثانی یرزقون صفت احیاء ویستبشرون معطوف ہی فرحین پر کیونکہ اسم فاعل اسجگہ بمشابہ فعل مضارع ہی من خلفہم متعلق ہی یلحقوا سے الا خوف ای بان لا خوف علیہم ان مصدریہ ہی اور موضع جملہ کا بدل ہی الذین سے بدل الاشتمال ۔

تفسیر

یہ بھی منافقون کا ایک شبہ مسلمانون کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنے کیلئے تھا کہ وہ اپنے اُن بھائیون کی نسبت جو کہ جنگ مین شہید ہوگئے یہہ کہا کرتے تھے کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے چونکہ حیات ایک خوب چیز ہے اور مرنے سے ڈرنا ایک طبعی بات ہی پھر جب اُسکو اس شبہ سے قوت دیجائے تو خواہ مخواہ گھر مین چھپ کر بیٹھنے کو دل چاہے گا اس لئے خدا نے اسکا جواب دیا کہ انسے یہ کہدو اگر تم اپنے دعوی مین سچے ہو تو بھلا گھر بیٹھے تم تو موت سے بچ جاؤ تمام امور جو عالم حسی مین سرزد ہوتے اور ظہور کرتے ہیں وہ عالم مثالی مین ثابت ہو چکتے ہین وہ ظاہر ہو کر ہی رہین گے اسی طرح موت کا بھی وقت معین ہی خواہ اسوقت گھر مین ہو یا جنگ مین ضرور مریگا خواہ مفت نامردی اور بدنصیبی کا دھبا لگائے یا جوانمردی اور سعادت کا مرتبہ حاصل کرے اسکے بعد یہ بتلایا جاتا ہے کہ اچھا اگر وہ مر گئے تو کیا خسارہ مین رہے آخر چند روز کا پیش و پس ہی ورنہ سب کو مرنا ہی پھر اس سے کون خوش نصیب زیادہ ہی جو اللہ کی راہ مین مارا جائے اس لئے اب خدا تعالی شہیدون کے درجات بیان فرماتا ہی کہ ای مخاطب تو اِن لوگونکو جو کہ اللہ کی راہ مین قتل کئے گئے ہین یہ نہ سمجھ کہ وہ مر گئے بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہین اور یہ زندگی کچھ فرضی نہین جیسا کہ نیک نام کو لوگ مجازاً زندہ کہدیا کرتے ہین اس معنے سے کہ لوگون مین اسکا نام زندہ ہی بلکہ انکو حیات جاودانی اور حقیقی زندگی ہی وہ یرزقون روزی پاتے ہین اور وہ روزی مشاہدۂ انوار اور رضای الٰہی و جنت کی بیشمار نعمتیں ہین اور اسکے سوا اُنکو وہان ہر وقت خدا کی بیشمار نعمتون سے فرحت اور سرور بھی ہی اور جو لوگ اُنکے اقارب اور دوستون مین سے ابھی زندہ ہین اور اُنکو اُنکی طرف سے فکر ہی کہ دیکھئے وہ کیسے اعمال کرتے ہین اور مرکر کہان جاتے ہین جیسا کوئی مسافر منزل سخت اور ہولناک طے کرکے اپنے مقام پر جہان ہر قسم کا آرام ہی پہنچ جائے اور اسکے متعلق لوگ پیچھے ہون اور اُسکا فکر ہو کہ دیکھئے منزل کیونکر طے کرتے ہیں سو انکو وہان خوشی سنائی جاتی ہے کہ تمھاری برکت سے اونپر بھی کچھ خوف و غم نہین وہ بھی تمھارے ہی پاس آتے ہیں (عالم روحانی مین ان احبار کو دنیا کا علم اور اشتیاق بھی رہتا ہی) اور یہ بھی مژدہ سنایا جاتا ہی کہ اللہ مومنون کے اجر اور دینی خدمت کو ضائع نہین کرتا - تم اپنی نوکری پوری کر چکے ہو اب تم پر رحمت ہے ۔

فوائد

(۱) شہیدون کے زندہ ہونے سے ابوالقاسم وغیرہ معتزلہ نے یہ مراد لی ہی کہ وہ قیامت کو زندہ کئے جاوین گے کیونکہ منافق بعث وحشر کے قائل نہ تھے سو وہ اس موت کو رائگان سمجھتے تھے اسلئے خدا نے انکے قول کو رد کردیا۔

اہل سنت کے نزدیک یہ قول غلط ہی کس لئے کہ خدا تعالی انکو احیاء (یعنے بالفعل زندہ ہین) فرما رہا ہی اور اسی طرح کبھی بالذین لم یلحقوا بہم سے یہ مراد لیتے ہین کہ شہید تو جنت مین پہلے جاوین گے مگر جو لوگ ہنوز جنت مین داخل نہوئے ہون گے اون کیطرف سے اون کو فکر ہوگی سو اس لئے اون کو بشارت دیجاوے گی کہ وہ بھی تمھارے پاس آتے ہیں۔ یہ توجیہ بھی بنا رالفاسد علی الفاسد ہے وہ احادیث جو شہیدون کے بالفعل زندہ ہونے پر دلالت کر رہی ہین حد تواتر کو پہنچ گئی ہین صحاح و دیگر کتب حدیث انسے مالا مال ہین ۔

(۲) بعض حقانے اس سے مجازی معنے مراد لئے ہین کہ اونکا نام زندہ رہتا ہی کیونکہ قوم اور ملت پر قربان ہوئے ہین مگر یہ بھی لغو ہی کیونکہ سیاق اور سباق کلام اور احادیث اور اجماع امت کے برخلاف اور تاویل باطل ہے۔ پھر جو اونکو بالفعل زندہ مانتے ہین بعض علماء یہ کہتے ہین کہ اون کے اسی جسم مین حیات دیجاتی ہے شاید اس سے یہ مراد ہو کہ شہیدون کی روحانیت اور بقا بالله کا اثر بعض اوقات اون کے اجسام تک بھی پہنچتا ہے اسلئے سیکڑون برسون کے بعد جو کبھی شہیدون کی لاشین برآمد ہوئی ہین تو اون کا جسم بھی تر و تازہ پایا گیا ہے چنانچہ امام مالک نے مؤطا مین لکھا ہی کہ احد کے پہاڑ کے نیچے جو برساتی نالہ بہتا ہی ایک بار جو اوسنے زور کیا تو جنگ احد کے بعد شہیدون کی لاش نکلی جس سے بدستور خون جاری تھا اور یہ معاملہ بنی امیہ کے عہد سلطنت مین ہوا ہی۔ اور یہی سر ہے کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کی لاشون مین بھی وہ اثر ہو جاتا ہی کیون نہو پھول کا اثر مٹی مین ہو جاتا ہی روح تو بڑی چیز ہے۔

جمہور اہل سنت والجماعت کا یہ قول ہی کہ اونکو حیات روحانی نصیب ہوتی ہے یون تو ہر شخص کافر و مومن کی روح نہین مرتی کس لئے کہ اصل انسان روح کا نام ہی کہ جو ایک جوہر لطیف ہے اور جسکا علاقہ جسم سے وہ ہے جو آگ کا لکڑی دہکتی سے یا خوشبو کا پھول سے یا علاقہ تدبیر و تصرف اور مرکب اور راکب کا ہی جسکو موت کہتے ہین اوس سے وہ علاقہ جسمی منقطع ہو جاتا ہے اور روح قائم و سالم دوسرے عالم مین منتقل ہو جاتی ہے ہان جو کافر و منافق یا گنہگار ہین وہان اونکی روح اپنے اعمال کے اوس رنگ سے جو دنیا مین اوسپر چڑھا تھا عذاب پاتی ہی جہنم کی دہکتی آگ مین جلتی ہے اور جو ابرار اور نفوس قدسیہ ہین وہ انوار الٰہیہ اور عالم نورانی مین مسرور ہوتے ہین اور مشاہدہ جمال سے لذت اٹھاتے ہین اور اونکی روح اپنے جسم لطیف کے ساتھ جنت اور عالم قدس کے باغون مین جہان چاہتی ہے عیش مناتی پھرتی ہی چنانچہ وہ جو احادیث مین آیا ہے (کہ شہیدون کی روح سبز پرندون کے قالب مین آشیانہ عرش مین رہتی اور جنت مین جہان سے چاہتی کھاتی پیتی ہے) اوس سے یہی مراد ہے بلکہ کبھی اس عالم مین بھی صورت جسدانیہ مین سیر کر جاتی ہین جیسا کہ ثقات

کو بارہا مشاہدہ ہوا ہے چونکہ جسم سے علاقہ منقطع ہو جاتا ہے اس لئے ان کے مال مین میراث جاری ہوتی ہے اور ان کے بعد ان کی بیویون سے نکاح درست ہو جاتا ہے سو ابرار کا اُس عالم سرور مین جانا اصل زندگی ہے اسی لئے انکو بالتخصیص زندہ کہہ سکتے ہین خصوصاً شہید فی سبیل اللہ کو جو اپنی حیات کو اللہ کی نذر کر دیتا ہے اس لئے اوس کو حیات ابدی اوس کے بدلہ نصیب ہوتی ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر ست ۔

(۳) خدا تعالے نے یسعیاہ نبی کی معرفت جیسا کہ کتاب یسعیاہ کے بیالیسوین باب مین ہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ خبر دی ہے دیکھو میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے وہ قومون کے درمیان عدالت جاری کریگا (۲) وہ بازارون مین نہ چلائیگا نہ خصادم) اُسکا زوال نہوگا اور نہ مسلا جائے گا جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نکرے الخ (۵) خداوند الخ یون فرماتا ہے (۶) کہ کہ تو اندھون کی آنکھین کھولے اور قیدیون کو قید سے نکالے کہ یہوا میرا نام ہے اپنی شوکت غیر کو ندونگا جو ستائش میرے لئے ہوتی ہے مین وہ کھدی ہوئی مورتون کے لئے ہونے ندونگا (۱۱) بیابان[1] اور اُسکی بستیان قیدار[2] کے آباد دیہات اپنی آواز[3] بلند کرین گے پہاڑون[4] کی چوٹیون پر سے للکارین گے وہ خداوند کا جلال ظاہر کرین گے خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو جوش مین لائے گا وہ چلائیگا ہان وہ جنگ کے لئے بلائے گا وہ اپنے دشمنو پر بہادری کریگا الخ اس بشارت مین آنحضرت کے عہد مبارک کی صاف تصریح ہے اور اُس حکمت نوامیسیہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو جہاد سے مقصود ہے وہ یہ کہ جسطرح مالک باغ اپنے باغ کو باغبان سے چھٹواتا ہے اور جو کانٹے اور ناقص گھانس اوگ آئی ہے بے ساختہ اونکو جڑ سے اوکھاڑ پھینکتا ہے اسی طرح مخلوق الٰہی مین جب وعظ و پند انبیا سے کام نہین نکلتا تب اخیر مین ایک آسمانی سلطنت قائم کرتا ہے اور اپنے پیغمبر کو اس کام کے لئے مبعوث کرکے بت پرستی کے خس و خاشاک کو اکھڑوا دیتا ہے سو اس لئے قرآن مین جا بجا جہاد کی تاکید ہوئی اور اس لشکر کی تنخواہ اجر آخرت اور درجہ شہادت اور کبھی کچھ غنیمت اور ملک و قوم کی شوکت قرار پائی ۔

---

[1] ملک عرب ۱۲ [2] قیدار حضرت اسمعیل کا بڑا بیٹا آن حضرت کا جد اعلی ہے یہ صاف تصریح آن حضرت کی ہے کیونکہ بنی قیدار مین سے سوا آپ کے اور کوئی اسکا مصداق نہین گذرا ہے ۱۲ منہ

[3] یعنے حج اور جہاد مین تکبیر کہین گے ۱۲ منہ [4] حج مین صفا و مروہ پر للکار کر تکبیر پڑھتے ہین ۱۲ منہ

حاشی متعلقہ صفحہ ۱۷۳ [1] من للبیان لا للتبعیض منہ

[2] یعنے بار دگر لڑنے کے لئے تیار ہو گئے احد کی لڑائی کے بعد جاتے وقت ابو سفیان سردار قریش یہ کہہ گیا تھا کہ اب ہم بدر صغری پر پھر تمسے لڑنے کو فلان فلان وقت آئین گے اسپر آنحضرت صلعم نے مسلمانون کو تیار کیا خدا پرست تیار ہو گئے اور حضرت کے ساتھ وہان پہونچے وہان کفار مین سے کسی کو بھی نہ پایا ابو سفیان کی خالی شیخی تھی ان حکم بردارون کی ان آیات مین مدح کی جاتی ہے کہ وہ صحیح سلامت بھی آئے اور اونکو اجر بھی ملا ۱۲ منہ

[3] یہ بنی کنانہ کا تالاب یا کنوان تھا یہان ہر سال خرید فروخت کے لئے میلہ لگا کرتا تھا اور یہ جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے ۱۲ منہ

[4] غزوہ اس لشکر کشی کو کہتے ہین جس مین خود آنحضرت بھی شریک تھے اور سریہ وہ کہ جسمین خود شریک نہ تھے ۔

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ الَّذِينَ

جن لوگون نے زخم پہنچنے کے بعد بھی اللہ اور رسول کا حکم مانا اون میں سے جنھون نے نیکی اور پرہیزگاری کی اونکے لئے اجر عظیم ہے یہ وہ لوگ ہین

قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانْقَلَبُوا

کہ جنکو لوگون نے آکر کہا کہ تمھارے لئے لوگ جمع ہو رہے ہین سو انکو ڈرایا پر اس سے اون کا اور بھی ایمان بڑھگیا اور انھون نے یہ کہا کہ اللہ ہمکو کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے سو پھر ایمان

بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝

والے خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس آئے اور انکو کچھ بھی ضرر نہ پہونچا اور اللہ کی رضامندی پر چلے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے

ترکیب

الذین استجابوا موضع جر ہین صفت ہے المومنین کی اجر عظیم مبتدا موخر الذین احسنوا منھم خبر الذین قال لھم بدل ہے الذین استجابوا سے حسبنا اللہ فحسبنا مبتدا اللہ خبر والعکس بھتر من اللہ موضع حال مین ہے لم یمسسھم بھی حال ہے ضمیر انقلبوا سے واتبعوا معطوف ہے انقلبوا پر

تفسیر

پہلی آیت مین شہیدون کی مدح کے بعد یہ تھا کہ خدا مومنون کے اجر ضایع نہین کرتا یہان اُن مومنون کی تشریح کرتا ہے کہ وہ کون لوگ ہین یہ نہین کہ بزبان اسلام اختیار کرکے ان وجہ سے اپنے تئین مستحق سمجھ بیٹھے اور اسمین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ جو لوگ شہید ہو گئے ہین وہ تو منزل مقصود کو پہنچ ہی گئے مگر جو اس جماعت کے لوگ زندہ ہین وہ بھی انہین مین شمار ہین فرماتا ہے کہ مومن کامل وہ لوگ ہین کہ جو ہر بیت کہا کہ زخم اوٹھا کر بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کو موجب ہین پھر فرماتا ہے کہ انکا اجر عظیم ہے کیونکہ انھون نے اوامر پر عمل کیا احسنوا اور متقون نے اتقوا اس طرح ہین ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ جب جنگ احد مین مسلمانون کو شکست ہوئی اور ستر آدمی شہید ہو گئے اور سیکڑون زخمی ہوئے اور مشرکین چڑھے چلے آتے تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانون کی لاشون کی بیحرمتی کرین چنانچہ حضرت حمزہ کی لاش کی بے ادبی کی کان ناک کاٹ کر شکل بگاڑ دی اسپر آنحضرت نے سنبھل کر پھر اہل اسلام کو پکارا تو باوجود اس شدت کے پھر دوڑ چلے آئے اور مشرکین کو ہٹا دیا۔ واقدی وغیرہ اہل سیر یہ کہتے ہین کہ اسکا سبب نزول یہ ہے کہ احد کی جنگ سے جب ابوسفیان مشرکین کا لشکر لیکر واپس چلا اور بمقام روحا پہنچا تو اسکے دل مین آیا کہ ہنے بہت سے مسلمان قتل کئے اور بہت کو زخمی کیا افسوس کہ انکو بالکل نیست و نابود ہی کیون نہ کیا پھر چلو اور کام تمام کر آؤ کیونکہ اب انمین دم نہین ہے اُسکے اس ارادہ کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچ گئی آنحضرت نے مسلمانون سے کہا ابوسفیان کے مقابلہ کیلئے چلو منافقون نے کہا کیا خوب یہ تو حال ہوا ہے پھر اُنسے لڑنے چلو مگر مخلصین اہل اسلام باوجود زخمون کے کمر ہمت باندھکر آمادہ ہو گئے آنحضرت ستر صحابہ کو لیکر حمراء الاسد تک کہ جو مدینہ سے تین میل ہے پہنچے ابوسفیان ڈرکے بھاگ گیا یہ اُن مسلمانون کی مدح ہے جو ساتھ گئے تھے پھر الذین قال لھم الناس مین ایماندارون کی دوسری قسم ہے اسمین بدر صغری کے غزوہ کی طرف اشارہ ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ احد کے روز جب ابوسفیان مکہ کو واپس چلنے لگا تو پکار کر کہا اے محمد ہمارا تمھارا مقابلہ آج کے بدر صغری کے موسم پر ہوگا آنحضرت نے عمر سے کہا کہدو منظور جب وہ دن آئے اور ابوسفیان لوگونکو مکہ سے اکٹھا کرکے مرالظہران تک آیا تو اُسکے دلمین مسلمانون کی طرف رعب آگیا اور وہ واپس پھر گیا اور نعیم بن مسعود اشجعی کو کچھ دینا کرکے مدینہ مین اس لئے بھیجا کہ مسلمانون کو کہہ کر ڈرادے کہ تمھارے مقابلہ کیلئے بڑی فوجین جمع ہو رہی ہین یہ عقل کی بات نہین کہ تم وہان لڑنیکو جاؤ جب وہان اگر انھون نے تم کو قتل کیا وہان جاکر کوئی زندہ واپس آئیگا منافق تو سنکر کانپنے لگا مگر مخلصین مسلمان بالکل آمادہ ہو گئے اور یہ کہا کچھ پروا نہین ہمکو اللہ کافی ہے اور وہی ہمارا رب ہے آخر ستر صحابہ کے ساتھ آنحضرت حمراء الاسد پہنچے یہان مخالفین مین سے کوئی بھی نہ ملا اس مقام پر ایام جاہلیت مین ہر سال کئی روز تک خرید و فروخت کا میلہ لگا کرتا تھا صحابہ نے وہان جو کچھ مال لے گئے تھے اوسکو فروخت کرکے دوچند نفع اٹھایا اور ثواب آخرت لیکر یہ لوگ صحیح سلامت گھر آئے قال لھم الناس سے مراد نعیم ہے ان الناس سے مراد مشرکین مکہ ہین جمعت لکم الحرب العائشۃ اور فعل ماضی بمعنی امر ہے لم یمسسھم سوء یعنی قتل و ضرب کوئی برائی پیش نہ آئی واتبعوا رضوان اللہ یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل کی اس سے صحابون کے دلمین حسرت پیدا کرنا ہے۔

إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُۥ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَٰرِعُونَ

یہ خبر دینے والا تو صرف ایک شیطان تھا جو اپنے دوستوں کو ڈرایا کرتا ہی سو تم اونسے نہ ڈرو اور مجھی سے ڈرا کرو اگر تم ایماندار ہو اور اے نبی ان لوگون سے کچھ غم نہ کرو جو کفر میں

فِى الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْـًٔا يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى الْءَاخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

دوڑ دھوپ کر رہے ہین وہ خدا کو کچھ بھی ضرر نہ دے سکینگے اللہ چاہتا ہے کہ آخرت مین اونکا کوئی حصہ نہ رکھے اور اُنکے لئے بڑا عذاب ہے جن لوگون نے

اشْتَرُوا الْكُفْرَ بِالْإِيمَٰنِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْـًٔا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَنَّمَا نُمْلِى لَهُمْ

ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ کو تو کچھ بھی ضرر نہ دیسکینگے اور اُنکے لئے عذاب الیم ہے اور کافر یہ نہ سمجھین کہ یہ جو ہم اونکے لئے ڈھیل دے رہے ہین کچھ

خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِى لَهُمْ لِيَزْدَادُوٓا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

اُنکے حق مین بہتر ہے۔ ہم صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہین کہ وہ اور بھی گناہ کمائین اور اُنکے لئے ذلت کا عذاب ہے

ترکیب

ذالکم مبتدا الشیطان خبر یخوف جملہ حال ہر الشیطان سے والعامل الاشارۃ ای یخوفکم باولیاءہ او یخوف اولیاءہ الذین کفروا فاعل للیحسبن اناعلی لہم خبر جملہ قائم مقام دو مفعولون کے۔

تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ کفار اہل ایمان کو ڈراتے ہین کہ تمہارے لئے فوجین جمع ہو رہی ہین یہان فرماتا ہی کہ یہ ڈرانیوالا (یعنے نعیم بن مسعود یا جماعت کفار اور ابو سفیان وغیرہ) شیطان ہی کہ جو اپنے دوستون یعنی مشرکین و کفار کی شوکت سے خدا کے دوستون کو ڈرایا کرتا ہی اور دلمین وسوسہ ڈالا کرتا ہی۔ یا یہہ معنے کہ یہ شیطان اپنے یارون کو ڈرایا کرتا ہی یعنی اسکا گر زیادہ انہیں کے دلمین ہی وہین زیادہ وسوسہ ڈالا کرتا ہی سو تم اوسکے دوست نہین ہو تم کیون ڈرتے ہو تم مجھسے ڈرو اگر سچے مومن ہو۔ اسکے بعد مشرکین کے کرو فر اور منافقون اور یہود کے خداع و مکر کی بے ثباتی بیان فرماتا ہی کہ اے نبی یا اے ہر مخاطب اہل ایمان تم کو اون کے اس کفر کی تیاری اور کوشش سے ہراسان نہونا چاہیئے یہ سب ہیچ ہے جو کچھ اللہ کو کرنا ہے وہی کر کے رہے گا یہہ اوسکے ارادے اور اس کے جاری کئے ہوئے دین مین کچھ بھی خلل اندازی نکر سکینگے نہ خدا کا کچھ بگاڑ سکینگے یہ صرف اپنا ہی بگاڑ کر رہے ہین کیونکہ انکی اس شرارت سے خدا یہ چاہ رہا ہی کہ اون کے لئے آخرت مین سعادت کا کوئی حصہ بھی نہ رہے بدبخت ازلی ہین انکو عذاب عظیم ہوگا۔ اور وہ لوگ جو فطری ہدایت چھوڑ کر کفر اوس کے بدلے مین اختیار کرتے ہین یعنی ایمان دیکر کفر خریدتے ہین منافقین وغیرہ وہ بھی کیا خدا کو مضرت دیسکتے ہین انکو بھی عذاب الیم ہوگا بعد مرون اُنکے یہ افعال شنیعہ جہنم کی آگ بنکر اونکو جلادین گے۔

اُحد کی لڑائی کے بعد مشرکین اپنی کامیابی پر نازان ہوکر یہ کہا کرتے تھے کہ جس دین پر ہم ہین وہ حق ہی کہ جو ہم کامیاب ہین اور دنیا اور دولت ہمکو نصیب ہی مسلمان اسلام کی بدولت کس پست حالت مین ہین نہ مال ہی نہ اسباب ہی گھر بار چھوڑے مدینہ مین فاقہ کشی کر رہے ہین قتل کئے جاتے ہین اسکا جواب دیتا ہی کہ ہم نے جو اُنکو ڈھیل دے رکھی ہی اور یہ سامان مہیا کر دئے ہین اسکو اپنی حق مین بہتر نہ سمجھین انکو یہ سامان اس لئے ملے ہین کہ نافرمانی اور گناہ مین کامل ترقی کر کے مرنے کے بعد اوس کی پوری سزا پائین جسطرح کوئی مجرم جرم کرے اور بادشاہ باوجود علم و قدرت کے اسکو فوراً گرفتار نکرے اور اوسکو اتنی مہلت دے کہ وہ خوب بغاوت اور فتنہ پھیلادے سو یہ بادشاہ کے کامل غضب کی علامت ہی کہ پھر اوسکو گرفتار کر کے اس بڑے بھاری جرم کے معاوضہ مین سخت سزا دیگا بادشاہ کا یہ ڈھیل دینا کچھ اُسکے حق مین مہربانی نہین بلکہ زہر اور قہر ہے اسی طرح بے دینون کا دنیا مین کامیاب ہونا اور عمر و دولت مین ترقی کرنا باوجود خدا کی نافرمانی کے اون کے حق مین زہر ہے۔

ف بعض معترض اعتراض کیا کرتے ہین کہ خدا کافرون کے حق مین برائی پہنچانے کا ارادہ کر کے اسلئے ڈھیل دیتا کہ وہ اور بھی گناہ کر کے زیادہ عذاب مین مبتلا ہون اور نیز بار بار یہ فرمانا کہ بھکو امتحان مقصود تھا یا بھکو نیک اور بدون کی آزمائش کرنی تھی اسکی شان تقدس اور علم ازلی کے خلاف ہی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ سب مجازات و استعارات ہین۔ بندہ جب اپنی اُس اختیار و ارادے و قدرت خداداد کو برائی مین صرف کرتا ہی اور کسی ناصح کی بات نہین مانتا جس سے اسپر برے نتائج پیش آتے ہین تو ان نتائج کو کہین بطور سرزنش علم ازلی کے سبب جو ازل مین خدا کو ان باتون کا علم تھا اور وہ دفتر علم الٰہی مین ثبت ہو چکے تھے اپنی طرف اسناد کر دیا جاتا ہی اور اس اسناد مین کوئی بات خلاف تقدس نہین اسی طرح گو اسکو ازل مین ہر چیز کا علم تھا مگر اس عالم شہود مین وہ علم جسکو بندہ بھی حاصل کرتے ہین بعد وقوع معاملات ہی ہوتا ہی اسلئے آزمانا وغیرہ اس علم کے لحاظ سے فرمایا گیا۔ ۱۲ منہ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى

اللہ ایسا نہین تہا کہ مسلمانون کو اوسی حال پر چھوڑ دیتا کہ جسپر تم ہو تا وقتیکہ ناپاک کو پاک سے ممتاز کردے اور اللہ ایسا بھی نہین تہا کہ تم کو غیب پر مطلع

الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

کردیتا بلکہ وہ اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے برگزیدہ کرلیتا ہے سو تم اللہ اور اُسکے رسولو پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤگے اور پرہیزگاری کروگے تو تمکو بڑا اجر ملیگا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ

اور جن لوگون کو خدا نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے اور پھر وہ بخل کرتے ہین اوسکو وہ اپنے حق مین بہتر نہ سمجھین بلکہ یہ انکے حق مین بہت ہی برا ہے بہت جلد اونکو اوس چیز کا طوق بنا کر پہنایا جاویگا جسپر وہ بخل کرتے ہین

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

قیامت کے دن طوق بنا کر پہنایا جاویگا اور اللہ ہی آسمان و زمین کا وارث ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُسسے خوب واقف ہے

ترکیب

ماکان اللہ خبر کان کی محذوف تقدیر ہ ماکان اللہ مریدا لان یذر المومنین یذر خبر نہین ہوسکتی یذر کی اصل یوذر تھی یدع کی مشابہت سے حذف ہوا اور نہ یہان کوئی علت حذف نہ تھی اور یذر کی ماضی نہین آتی کیونکہ ترک اوسکا کام دیتا ہے الذین یبخلون الخ فاعل لایحسبن خیرا مفعول ثانی ہو ضمیر فصل مفعول اول البخل محذوف یا ہو۔

تفسیر

یہ تمہ ہے احد کے معرکہ کا منافق بھی یہ کہتے تھے کہ اگر نبی برحق آنحضرت ہوتے تو یہ حوادث پیش نہ آتے نہ یہ مصائب اُٹھانے پڑتے خدا تعالیٰ اس آیت مین تسلی کرتا ہے کہ اُحد کے روز شکست کھانا بہت سے لوگون کا قتل ہونا اور بہت کا زخمی ہونا اور پھر اس حالت مین ابوسفیان کے مقابلہ کو نکلنا اور بدر صغرے مین وعدہ پر جانا ادہر کھانے پینے اور افلاس کی سخت تکلیفات پیش آنی یہ سب باتین کسوٹی ہین کھرے اور کھوٹے کے لئے خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ اے مسلمانون تم کو بغیر امتیاز کئے تھائے اوسی حال پر تمکو چھوڑ دیتا اور اس دنیا دار تکلیف مین کھرے کھوٹے کا ایسے حوادث سے امتحان نکرتا۔ اسپر خیال ہوتا تھا کہ اس امتحان مین خدا تعالیٰ کی کیا حکمت ہے یون ہی لوگون کو مطلع کیون نہین کردیتا کہ فلان جنتی ہے فلان جہنمی ہے فلان امتحان مین کامل نکلے گا فلان ناقص اسکو فرمایا ہے کہ اوسکی حکمت کا یہ بھی مقتضی نہین کہ وہ تمکو امور غیب پر مطلع کرے جو باعث فساد انتظام عالم ہو جائے لیکن وہ اپنے رسولونکو مخصوص کرتا ہے یعنی اونکو جس قدر چاہتا ہے اسرار غیب پر مطلع کردیتا ہے سو تم کو اللہ اور اُسکے رسولو پر ایمان لانا چاہیے اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقوی کروگے تو تم کو اجر عظیم عنایت ہوگا حقیقت مین جو شخص دنیا مین ایمان کا دعوی کرے یا اُسکی محبت کا دم مارے اور پھر امتحان کی کسوٹی پر کھنچے جانے سے حذر کرے اور چند مصائب فانیہ سے اوسکا نشہ ہرن ہو جاوے وہ جھوٹا ہے۔ اسکے بعد جہاد کی تقویت کیلئے اسمین مال صرف کرنیکی تاکید فرماتا ہے اور جو لوگ ہاتھ روکتے اور بخل کرکے خوش ہوتے ہین کہ ہماری جمع بنی رہی اُنکو خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے اس بخل پر نازان نہون یہی اُنکے حق مین اچھا نہین بلکہ برا ہے قیامت کے روز اس حب مال اور بخل کو متشکل کیا جاویگا اور جسطرح یہ محبت مال اور بخل اُنکے گلے مین پڑا ہوا ہے کہ کسی قت دور نہین ہوتا اسی طرح وہان اوسکا طوق بنا کر گلے مین ڈالا جاویگا جسطرح خواب مین معانی جزئیہ اپنی مناسب صورتون مین نظر آتے ہین اسی طرح اعمال بھی قیامت کو بلکہ مرنے کے بعد اپنے مناسب صورتون مین ظہور کرینگے۔

پھر فرماتا ہے کہ اے بنی آدم تم مال پر کیون بخل کرتے ہو آخر ایک روز فنا ہے سب تم مرجاؤگے سبکا وارث اللہ ہی رہیگا یعنی اُسکے سوا اور کوئی لینے والا باقی نہ رہیگا یا میراث سے مراد قبضہ ہے سب کچھ اُسیکا ہے پھر تم بیگانی چیز مین کیون بخل کرتے ہو بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ سے مراد مال یا عام علم و حکمت خیر ہے کیونکہ ان چیزون مین ہی بخل کرنا جائز ہے۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ

بیشک اللہ نے اون لوگوں کا کہنا بھی سن لیا جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر اور ہم غنی ہیں ہم اونکی یہ بکواس اور نبیوں کا ناحق قتل کرنا بھی لکھ لیتے ہیں اور اسکے جواب میں ہم

نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

اُنسے (قیامت کے دن) کہینگے کہ لو عذاب دوزخ کا مزا چکھو یہ انہیں اعمال کا بدلہ تو ہی کہ جنکو تم نے اپنے ہاتوں آگے بھیجا تھا اور اللہ تو کسی بندہ پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا وہ یہ بھی تو کہہ چکے ہین کہ اللہ نے

عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ

ہمسے عہد کر لیا ہی کہ ہم کسی رسول پر ہرگز ایمان نہ لائین جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لاوے کہ جسکو آگ کھا جاے کہدو کہ مجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول تمہارے پاس نشانیان لیکر اور جو کچھ تم کہتے ہو

فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝

وہ بھی لیکر آچکے ہین پھر تمنے انکو کیلئے قتل کر دیا اگر تم سچے ہو پھر اگر اونہون نے آپ کو بھی جھٹلا دیا تو آپ سے پیشتر بھی بہت سے رسول جھٹلائے گئے ہین جو معجزات اور صحیفے اور روشن کتاب لائے تھے

ترکیب

وقتلہم معطوف ہی ما قالوا پر قتل مصدر مضاف ہی فاعل کی طرف الانبیاء مفعول ذلک مبتدا بما قدمت خبر ہی مستحق بما قدمت الذین قالوا بدل ہی پہلے الذین سے۔

تفسیر

پہلی آیت مین اس بات کی تاکید تھی کہ اللہ کی راہ مین مال صرف کرنا چاہیے بخل اچھا نہین اسکے موافق جو آنحضرت علیہ السلام نے ترغیب دی اور فرمایا کہ جو کوئی دیتا ہی اللہ کو دیتا ہے اُسپر مدینہ کے یہود نے سنکر مضحکہ کیا اور کہا کہ کیا اللہ فقیر ہی جو بندونسے[1] مانگتا ہی دوسرا شبہہ یہ تھا کہ اگر محمد سچے نبی ہین تو ایسی قربانی کرین کہ جسکو آگ آسمان سے اترکر کھا جاوے خدا نے ہمسے عہد کیا ہی کہ اُسوقت تک ہم کسی نبی کی تصدیق نکرین جب تک کہ وہ ایک قربانی ذبح کرے اور اُسکو آسمان سے آگ آکر نہ کھا جاے جیسا کہ ہمارے انبیاء کے عہد مین ہوا کرتا تھا یہان ان دونون باتونکا جواب دیتا ہی کہ جو لوگ یہہ گستاخی کرتے ہین ہم اسکو سن رہے ہین ہم اسکو اُنکے نامہ اعمال مین لکھتے جاتے ہین اور وہ جو اُنکے بزرگون نے انبیاء ناحق قتل کیے ہین اور یہ بھی اُسکے پسند کرنے کے سبب اُنمین شریک ہین اُسکو بھی ہم لکھ رہے ہین یعنے یہہ گستاخی کچھ نئی بات نہین یہ لوگ پشتینی بدمعاش اور خدا سے نافرمان ہین اس مین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ جنکا معجزہ آتشی قربانی انہون نے دیکھا تھا اُنکے ساتھ بجز قتل کے اور کیا سلوک کیا تھا بعد موت کے ہم انکو کہینگے عذاب حریق کا مزہ چکھو اور یہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ ہی ہم کسی پر ظلم نہین کرتے۔

دوسرے شبہ کی نسبت فرماتا ہے کہ مجھ سے پہلے تمہارے پاس رسول اور بہت سے معجزات اور خاص یہہ معجزہ کہ جسکے تم خواستگار ہوے کر آئے ہین اور کتابین اور صحیفے بھی اُنکے پاس کھلے کھلے تھے پھر انپر ایمان لاتا تو درکنار انکو قتل کر ڈالا پس اگر اے نبی وہ آپکی تصدیق نکرین تو کچھ آپ کا قصور نہین بلکہ یہ اونکی مستمرہ عادت ہی واضح ہو کہ انبیاء بنی اسرائیل مین کبھی ایسا بھی ہوا ہی کہ بیل یا اور جانور اونہون نے قربانی کیا تو اوسکو غیب سے ایک آگ نمودار ہو کر کھا گئی اور یہ بات اسکے مقبول ہونے کی عمدہ علامت تصور ہوتی تھی جیسا کہ عہد عتیق کے متعدد مقامات سے پایا جاتا ہی لیکن اونکا یہ کہنا کہ خدا نے ہم سے عہد لیا ہی کہ بغیر اس معجزہ دیکھے کے کسی پر ایمان نہ لائین محض غلط بات تھی کبھی اونسے یہ عہد نہین ہوا بلکہ مسیح علیہ السلام وغیرہ کو اسکی نوبت ہی نہین آئی چونکہ وہ آنحضرت کے بہت سے معجزات دیکھ چکے تھے انکا انکار نکر سکے اور ایک نئی بات طلب کی اور یہہ طلب عناد سے تھی تو اس لئے سنت اللہ یون ہی جاری ہی کہ ایسی حالت مین معجزہ نہ دکھایا جاوے جیسا کہ حضرت مسیح نے صلیب پر چڑھتے وقت معجزہ دکھانے سے انکار کیا تھا۔

[1] آجکل بھی جاہل لوگ قرآنی محاورات اقرضوا اللہ قرضا حسنا وغیرہ پر یہی اعتراض کیا کرتے ہین حالانکہ اللہ کو دینے اور قرض دینے سے مراد نیک کامون مین دینا مراد ہوتا ہے جسکا بدلہ خدا کے ذمہ ہے اس کو قرض سے بطور استعارہ کے تعبیر کرنا کمال بلاغت ہے مگر کوڑ مغز کے نزدیک عیب ہے ۱۲ منہ

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ

ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تم کو تو قیامت کے روز پورے بدلے ملینگے پس جو کوئی آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو وہ مراد کو پہونچ گیا

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ

اور دنیا کی زندگی ہے کیا مگر دھوکہ کی پونجی ضرور مالی اور جانی نقصان سے تمھاری آزمائش کی جاویگی اور البتہ تمکو ان لوگوں سے کہ جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝

اور مشرکوں سے بھی بہت سی رنج کی باتیں سننی پڑینگی اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری اختیار کرو تو البتہ یہ بڑی ہمت کی بات ہے

ترکیب

کل نفس گرچہ نکرہ ہی مگر اس مقام پر مبتدا اور ذائقۃ الموت خبر لغا کافہ ہی اور اسلیئے اجورکم کو فعل کی وجہ سے نصب ہوا اور اگر بمعنے الذی ہوتا تو اجورکم کو رفع ہوتا فمن زحزح الخ شرط فقد فاز جواب من الذین اشرکوا معطوف ہی من الذین اوتوا الکتاب پر اذی موصوف کثیرا صفت مفعول ہین تسمعن کا۔

تفسیر

پہلے تھا کہ اگر یہود نے آپکی تکذیب کی تو کچھ نئی بات نہین یہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے آئے ہین اسکے بعد فرماتا ہی کہ یہان جو کچھ کرتے ہین کرلین آخر ہر شخص کو مرنا ہی (کس لئے کہ جسم کی رطوبت غریزیہ کو اسکی حرارت غریزیہ فنا کرتے کرتے خود بھی فنا ہوجاتی ہی جسطرح چراغ کا تیل حرارت جلتے جلتے اس درجہ پر پہنچتا ہے کہ خود چراغ کی لو گل ہوجاتی ہی یہ چار مخالف عناصر کب تک جمع رہینگے آخر انفکاک ترکیب ہوگا گلے کہان رہی ہین جو یہ بچائینگے اسمین اشارہ ہی کہ روح باقی رہیگی کیونکہ نفس کو موت کا مزہ چکھنے والا فرمایا سو موت کے وقت اسکا باقی رہنا چاہیے) پھر روح جب اس عالم سے وہان جاویگی تو اپنے اعمال کا پورا بدلہ پائیگی مگر قیامت مین کہ جب اس عالم عنصری کا وجود نہ رہیگا جو عذاب سے بچا اور جنت مین گیا اُسنے اپنے اس دنیا مین آنے کی مراد پائی اور نہ اُسکا یہ سفر اکارت گیا اور جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کے عیش وآرام اور مال و دولت زن و فرزند ہی کو اصلی مراد سمجھتے ہین وہ دھوکے مین ہین یہ سب چیزین عالم خواب کے بشر وآرام کی طرح چند روز کے بعد خواب وخیال ہوجاوینگی پھر اس بے بنیاد چیز کے نشہ مین اوس عالم کے ہادیون کا انکار کرنا اپنے پاؤن پر کلہاڑی مارنا ہے حقیقت مین یہان کے عیش وآرام کچھ بھی نہین ہر فرد مین تلخی ملی ہوئی ہے اول تو ہر دم فنا جسم کا تغیر آواز جرس بن رہا ہی پھر اگر مال ہے تو تندرستی نہین اور یہ ہے تو وہ نہین سب مرادین کسی کو بھی حاصل نہین ہوتین سوا اس تمام عیش وخوبی کا گھر عالم روحانی ہے اس لئے کاملین موت کے مشتاق رہتے ہین اس تسلی کے بعد فرماتا ہے کہ اے ایماندارو یہ عالم دار امتحان ہے تم کو جانی اور مالی تکلیفین یہان اوٹھانی پڑینگی اہل کتاب اور مشرکین کے طعن اور کلمات جانسوز بھی سننے پڑینگے ثابت قدم رہنا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آج تک ہو رہا ہے پادری اور متعصب ہنود وغیرہم سیکڑون برچھیان مسلمانون کے دلون پر مارتے تھے اور مارتے ہین ہزارون جھوٹی باتین لکھکر اسلام پر دھبہ لگاتے ہین عجب عجب پہلو سے آنحضرت اور اسلام اور قرآن کی ہجو کرتے ہین پھر فرماتا ہے اگر تم ان باتون پر صبر کرو اور حلم اور پرہیزگاری سے کام لو تو یہ بڑی عمدہ اولوالعزمی کی بات ہے۔ جہاد کے موقع پر جنگ کرنا اور بات ہی عموماً برتاؤ مین حلم اور تواضع کرنا اور بات ہے اس لئے اس کی بھی جابجا قرآن مین تعلیم ہے۔

لہ اصلیہ ۱۲ سہ قل للذین آمنوا ینفروا للذین لا یرجون ایام اللہ مسلمانونسے کہدو کہ کافرون کو معاف کیا کرین وقتال ادفع باتون ہی احسن کہ بدی کے مقابلہ مین نیکی کرو۔ وغیر ہا من الآیات ۱۲

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا

اور یاد کرو جبکہ اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ کتاب کو لوگون سے ضرور بیان کر دینا اور چھپانا مت سو اہل کتاب نے اوس عہد کو پس پشت پھینکدیا اور اس سے

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

کسی قدر دام وصول کئے سو کیا ہی برا سودا کر رہے ہین اور ان لوگون کو جو اپنے کرتوت پر اترلتے اور جو کچھ اونہون نے کیا بھی نہین اسپر تعریف کئے جانے سے خوش ہوتے ہین سو انکو

فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

یہ نہ سمجھنا کہ انہون نے عذاب سے رستگاری حاصل کر لی ہے بلکہ انکے لئے عذاب دردناک مہیا ہے اور آسمانون اور زمین کی بادشاہت تو اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

ترکیب

لتبیننہ کا مرجع بعض الکتاب ہے بعض کے نزدیک نبی علیہ السلام ہین واو ظرف ہے نبذوا کا لا تحسبن با لتاء خطاب للنبی او لکل من یصلح للخطاب انت ضمیر اسکی فاعل اور الذین صلہ موصول مع معطوف مفعول اول خبر امفعول ثانی محذوف یا لا تحسبن ثانی اوسی کا اعادہ ہے ہم مفعول اول بمفازۃ مفعول ثانی مفازۃ مفعلۃ ہے یعنے ظرف مکان من العذاب متعلق محذوف کے ہو کر مفازۃ کی صفت اور اگر مفازۃ کو مصدر میمی مانا جاوے تب اسی کے ساتھ متعلق ہے۔

تفسیر

صبر اور پرہیزگاری جسکا حکم دیا تھا اور اسکو ہمت کے کامون مین سے بتایا تھا یہود مین سے جاتی رہی تھی جسکا ذکر ان آیات مین کیا جاتا ہے واذ اخذ اللہ کہ خدا نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ کتاب کو لوگون سے چھپانا نہین بیان کر دینا مگر دنیاوی فوائد کے لحاظ سے اس عہد کو پس پشت پھینکدیا عہد کے بدلہ جو دنیا خریدی کیا ہی برا سودا کیا۔ پھر ان مین صبر اور پرہیزگاری کہان رہی دنیا کے لالچ مین ایمان بھی برباد کر بیٹھے۔

علماء اہل کتاب پر ہوا پرستی اور دنیا طلبی یہان تک غالب آگئی تھی کہ وہ جیسا موقع دیکھتے تھے ویسا ہی فتوی دیدیا کرتے تھے حق گوئی بالکل جاتی رہی تھی اور لطف یہ تھا کہ اپنی اس کرتوت بد پر خوش بھی ہوتے تھے بلکہ اس بات پر مدح وستائش کے مستحق بنتے تھے کہ دیکھو ہم کیسے ہوشیار ہین دین کی آڑ مین دنیا حاصل کرتے ہین فرماتا ہے کہ وہ اس چالاکی اور دین فروشی سے چاہین کہ خدا کی مار اور اسکی سزا سے بچ جائین ہرگز نہ بچین گے انکو اس فعل بد کی سزا ملنی ہی دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی کیونکہ آسمانون اور زمین کی بادشاہی اللہ کو ہی اسکی عدالت کا یہی تقاضا ہے۔ اسکے اقتدار و قدرت سے بھی کوئی باہر نہین جو کسی تدبیر و حیلہ سے اسکی سزا سے بچنا چاہے تو نہین بچ سکتا اسبات سے ڈرنا ہی تو اصل پرہیزگاری ہی جسکو وہ کھو بیٹھے اے مسلمانو تم نہ کھو دینا اتوا اے فعلوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا اور اصل ستایش و حمد تو عمدہ باتون پر ہوتی ہے سو وہ تو انہون نے کین نہین اور کیا تو برا کام کیا پھر اسپر وہ ستائش کرانا چاہتے تھے سو یہ نہایت بدبات تھی گویا عیب کو ہنر سمجھکر مدح کا مستحق بننا ہی معاذ اللہ جسمین یہ لاعلاج مرض پیدا ہو جائے کہ وہ عیب کو ہنر سمجھکر اپنے آپ کو تعریف کا مستحق سمجھے ایسے لوگونسے صلاحیت کی کیا امید اس بیان مین صبر و پرہیزگاری کی مدنی جانب بھی بیان کر دی جو یہود مین تھی کس عمدہ پیرایہ سے کہ جسکا یہود بھی انکار نہین کر سکتے تھے کیونکہ وہ خود ایسا کیا کرتے تھے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اصل تقوی خدا کو آسمانون اور زمین کا بادشاہ اور ہر چیز پر قادر سمجھکر اعمال بد کی سزا سے ڈرنا ہے اور اس مین انسان کو ہلاک کرنے والی خصلت سے بھی آگاہ کر دیا وہ کیا عیب کو ہنر اور قابل مدح سمجھنا۔

المفازۃ مفعلۃ من فاز یفوز اذا نجا وقیل معناہ مکان بعید ۱۲

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا

البتہ آسمانون اور زمین کے بنانے مین اور رات دن کے بدلنے مین عقلمندون کے لئے بڑی نشانیان ہین اون کے لئے جو اللہ کو یاد کرتے ہین کھڑے

وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا

اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے) اور آسمانون اور زمین کی پیدائش مین غور کرکے کہتے ہین اے ہمارے رب تونے یہ عبث نہین بنائے ہین تو عیبون سے پاک ہی سو ہمکو

عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا

آگ کے عذاب سے بچا ای رب جسکو تو نے دوزخ مین داخل کیا سو اسکو رسوا کردیا اور ظالمون کا کوئی بھی مددگار نہین اے رب ہم نے ایک

مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

ایمان کیلئے پکارنیوالیکو یہ پکارتے سنا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ سو ہم ایمان لے آئے ای رب ہمارے گناہ معاف کردے اور ہماری برائیان مٹادے اور ہمکو نیک لوگون کے ساتھ

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ

ای ہمارے رب ہمکو جن جن نعمتون کا وعدہ تونے ہمسے اپنے رسولون کی معرفت کیا ہی سکو ہمسے پورا کیجیو اور قیامت کے دن ہمکو رسوا نکریو کیونکہ تو وعدہ خلاف نہین کیا تب ہی انکی دعا قبول کرلی کیونکہ یہ

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ

کرنے والے کی محنت کو رائگان نہین کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت کیونکہ تم آپسمین ایک ہو پھر جنہون نے ہجرت کی اور وہ اپنے گھرون سے نکالے گئے اور میری راہ مین ستائے گئے

وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ

لڑے اور مارے گئے مین بھی انکی برائیان انسے مٹادونگا اور انکو ایسے باغون مین لیجاکر رکھونگا کہ جنکے تلے نہرین بہتی ہونگی (یہ) خدا کی طرف کا بدلہ ہی اور اللہ کے پاس بہت ہی اچھا بدلہ ہی

ترکیب

فی خلق السموات الخ خبر ان لایت اسکا اسم الذین الخ صفت یا بیان ہی اولی الالباب کا قیاما او قعودا حال ہین فاعل یذکرون سے اور علی جنوبہم بھی محذوف ہی متعلق ہوکر حال ہی اسکا عین علی جنوبہم و یتفکرون معطوف ہی یذکرون پر باطلا اسم فاعل بمعنے مصدر کا بمعنے مفعول لہ یا حال ہی ہذا کا مشار الیہ خلق ہی تدخل النار شرط فقد اخزیتہ جواب مجموعہ خبر من ینادی صفت ہی منادیا کی من ذکر او انثی بدل ہی منکم سے بعضکم من بعض مستانف ہی یا حال ثوابا تمیز یا حال۔

تفسیر

اور جانب وجودی کو ان آیات مین اپنے صفات جلیلہ اور پرہیزگارون کے رویہ عبادت وذکر و دعا سے ثابت فرمایا جاتا ہے کہ پرہیزگار خدا پرست ایسے ہوتے ہین کہ ان فی خلق السماوات والارض بیشک جو کچھ آسمانون اور زمین کے پیدا کرنے مین خدا کے نشان قدرت ہین ایک مادہ سے مختلف اشیاء کس حکمت سے بنائی ہین اختلاف لیل والنہار اور جو کچھ رات اور دن کے بدلنے مین نشان قدرت ہین کہ نیرات عظام کو کس عمدگی اور فوائد بشریہ سے لئے ہوئے کس قادر مطلق نے حرکات وسکنات کسطرح سے مامور کردیا ہی کبھی دن اور رات بڑی کبھی چھوٹی کبھی سرد کبھی گرم ہوتے ہین اور یہ تغیر بتا رہا ہی کہ دنیا کی کسی حالت کو بھی بقار و دوام نہین چہ جائیکہ انسان سب مین غور و فکر کرنے سے اسکی قدرت و کمال کی بڑی بڑی نشانیان اور دلائل معلوم ہوتے ہین مگر کس کے لئے لاولی الالباب عقلمندون کے لئے نہ کہ حقار و جہلا کے جو حیوانون جیسی آزاد زندگی پر فریفتہ ہین لہذا جیسے ہی ان کا مقصود اصلی ہی وہ عقلمند جو اصلی خداترس اور پرہیزگار ہین کون ہین اور انکے کیا صفات ہین؟

الذین یذکرون اللہ وہ جو ان آیات قدرت مین غور کرنے کے بعد ان سب سے خدائے قادر کا وجود برحق مانکر اسکو یاد کرتے ہین پھر نہ صرف عمر بھر مین ایک دو بار یا برسون اور مہینون اور ہفتون مین بلکہ قیاما و قعودا ہر حال مین کھڑے اور بیٹھے۔ (اسلامی نماز اس قسم کے ذکر کو حاوی ہی) بلکہ وعلی جنوبہم لیٹے ہوئے بھی اس سے غافل نہین صرف ذکر ہی کرتے ہین بلکہ ویتفکرون فی خلق السماوات والارض لیٹے ہوئے جب آسمانون اور نیرات عظام کو دیکھتے ہین پھر زمین کی طرف نظر ڈالتے ہین تو انکی پیدائش

ہین غور و فکر کرکے یہ کہتے ہین ربنا ما خلقت ہذا باطلا کہ اے ہمارے رب تونے اس عالم کو بیکار اور غلط کاری سے پیدا نہیں کیا ہے ہر ہر چیز مین صدہا مصلحتین ملحوظ رکھی ہیں یہ کسی بے شعور طبیعت یا کسی لایعقل مادہ یا کسی مجہول الحال نیچر کا کام نہین سبحانک تو اس لغو اور باطل آفرینش کی تہمت سے بھی پاک ہے اور جو لوگ باوجود عقل خداداد کے ان نشان قدرت میں غور نہین کرتے اور عالم کو از خود پیدا شدہ جانتے ہین یا خدا کے سوا انکی پیدائش اور کی طرف منسوب کرتے ہین یا وہ کچھہ فکر بھی نہین کرتے یہ کام جہنم مین جانے کا ہے پھر اے ہمارے رب وقنا عذاب النار ہم کو جہنم کی آگ سے بچانا ہم آپ ہی کو خالق و مالک مانتے ہین کیونکہ جسکو تونے جہنم مین داخل کیا تو اسکو بڑا ہی رسوا کیا جس سے زیادہ اور کوئی رسوائی اور ذلت نہین اور ایسے ظالمون کا جو ایک کا حق دوسرے کو دیتے ہیں خدا کے صفات مخلوق مین ثابت کرتے ہین وہان انکا کوئی بھی مددگار اور بچانے والا نہین جنکو وہ مددگار سمجھکر پوجتے تھے کسی کی بھی مجال نہ ہوگی کہ اسکے سامنے دم بھی مارے اور صرف ہماری ہدایت کا یہی سبب نہیں کہ ہم نے عالم کے احوال مین نظر کرکے خدا کو پہچان لیا اور اسی کو کافی سمجھہ بیٹھے ہون بلکہ سمعنا منادیا کہ ہمنے ایک منادی کو سنا ینادی جو آواز دیتا تھا کہ ان امنوا بربکم اپنے رب پر ایمان لاؤ فامنا بنا سوائے رب ہم ایمان لے آئے اسکی مخالفت نکی ۔ منادی خدا سے مراد نبی یا اس کے نائب اور قرآن مجید ہے اور دل مین بھی خدا کا منادی فرشتہ خیر کی طرف آنے کی آواز دیا کرتا ہے اس کی آواز کو بھی وہی سنتے ہین کہ جنکے دل مین ادراک باقی ہے یہانسے کس لطف کے ساتھہ نبوت کی ضرورت بھی ثابت کردی ۔ اور اسمین کوئی شبہ نہیں کہ عالم غیب کے حالات صحیح بغیر نبی کے معلوم نہین ہوسکتے کیونکہ قوت وہمیہ حق بات پر بھی دوسرا رنگ چڑہا کر دکھا دیا کرتی ہے ۔ اے خدا ہمارے گناہ جو بتقاضائے بشریت ہمسے ہوگئے ہین معاف کردیجے اور ہماری برائیان اور سیہ کاریان سر سے مٹا ہی ڈالئے اور ہم کو آیندہ بھی اسی رستہ پر قائم رکھہ کہ موت بھی آئے تو نیک لوگونکے زمرہ مین ہوکر آئے اور اے ہمارے رب جو کچھہ تونے ہمارے لئے اپنے رسول کی معرفت عالم جاودانی کی بابت وعدہ فرمایا ہے وہ ہم کو دینا ہمارے گناہون کے سبب محروم نکر دینا خوف تو یہی ہے تیرے وعدہ کی بابت شبہ نہین ہے کس لئے کہ تو ہرگز وعدہ کے خلاف نہین کیا کرتا اسکے جواب مین خدا بھی انکو ان کی دعا مستجاب ہونے کا مژدہ دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم بھی کسی کی محنت رائگان نہیں کیا کرتے انکی دعا کو قبول فرماتے ہین اس مین کسی کی خصوصیت نہین خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ غریب ہو خواہ امیر شریف ہو خواہ رذیل کس لئے کہ خدا کے نزدیک بعضکم من بعض سب انسان ایک نسل کے ہین اور بلحاظ انسانیت یکسان ہیں مراتب میں عنداللہ فرق ہے تو انکے اعمال و ایمان ہی کے سبب سے ہے فالذین ہاجروا پھر جنہے ہجرت کی خدا کے لئے وہ وطن کہ جہان خدا پرستی نہین کرسکتے تھے چھوڑ دیا اور خدا کے ممنوع کام بھی چھوڑ دئے اور وہ اپنے گھرون سے بجرم خدا پرستی نکالے گئے اور اسی لئے ستائے گئے اور مقابلہ کی اجازت کے بعد پھر وہ بھی خدا پرستی کو رواج دینے کے لئے لڑے یا اس لڑائی مین مارے گئے اور شہید ہوگئے تو مین بھی انکے گناہ دفتر سے مٹا ہی ڈالونگا اور صرف یہی نہین بلکہ ان کو مرنیکے بعد ایسے عمدہ باغون مین لیجا کر رکھون گا کہ جنکے تلے نہرین پڑی بہ رہی ہون گی یہ بدلہ ہوگا خدا کی طرف سے اور خدا کے پاس بہت عمدہ بدلہ ہے تھوڑی سی ٹیکی پر بھی وہ بدلہ دیتا ہے جو کوئی کیا دے گا حیات جاودانی جس کی ادنے چیز کی بھی دنیا بھر قیمت نہیں ہوسکتی کیسا بڑا بدلہ ہے ۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لَٰكِنِ الَّذِينَ

آپ کافروں کے ملکوں میں اکڑتے پھرنے سے دھوکہ میں نہ آجانا یہ تو تھوڑا سا اسباب ہے پھر تو انکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے لیکن جو لوگ اپنے

اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ۝ وَإِنَّ مِنْ

رب سے ڈرتے ہیں اونکے لئے وہ باغ ہیں کہ جنکے تلے نہریں جاری ہیں جنمیں ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہے خدا کی اور جو اللہ کے پاس نیک لوگوں کے واسطے ہے وہ بہت ہی بہتر ہے اور بیشک

أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

اہل کتاب میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ انکی طرف نازل کیا گیا تھا اسپر ڈر کر سب پر ایمان لاتے ہیں خدا کی آیتوں کو تھوڑے سے داموں سے

ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا

بھی نہیں بیچتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکا اجر اون کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے اے ایمان والو صبر اور برداشت کرتے رہو

وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اور دل لگائے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو

ع ۲۰ آیت ۱۱

ترکیب

متاع قلیل خبر ہے مبتدا محذوف کی یا تقلبہم متاع قلیل لکن مخفف اور مثقل دونوں طرح سے آیا ہے خالدین حال ہے لہم سے اور حال معنے استقرار ہیں جنت موصوف وصفت مبتدا لہم خبر من اہل الکتاب خبر ان لمن یؤمن اسم خاشعین حال ہے ضمیر یؤمن سے اور جمع بلحاظ معنے لفظ من ہے۔

تفسیر

ان پرہیزگاروں کے مقابلہ میں ان لوگوں کو دکھایا جاتا ہے کہ جو صرف دنیاوی جاہ وحشمت پر مغرور ہو کر ملک میں اکڑتے پھرتے ہیں جو ایک بہت ہی قلیل پونجی ہے اور جنکا مشرکین اپنے دنیاوی عیش وآرام پر نازاں ہو کر فقرا مہاجرین وانصار سے جن پر تنگدستی بے امنی محیط تھی طعن کے طور سے کہا کرتے تھے کہ تمہاری خدا پرستی اور پرہیزگاری دیکھی تم سے ہر حال میں ہم بہتر ہیں عیش وآرام میں بلا قید حلال وحرام ہر طرح کے مزے اڑاتے ہیں نہ روزہ نماز کی تکلیف نہ راتوں جاگنے دعا مانگنے کا جھگڑا جب تمکو پھیر کچھ نہیں ملا تو وہاں کیا ملے گا صرف توہمات اور خیالی باتوں پر شادمان ہونا اور مصائب کو اٹھانا ان ہی احمقوں کا کام ہے کہ جنکو محمد (صلعم) نے اپنے جادو سے دیوانہ کر دیا ہے انکے خیال باطل کا رد کیا جاتا ہے کہ لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد اے مخاطب تم ان کے ملک میں اس اکڑتے پھرنے سے اور اسقدر قلیل جاہ وعیش سے جو آخرت اور نعیم باقیہ کے مقابلہ میں ہیچ ہی دھوکہ میں نہ پڑ جانا کہ پرہیزگاری اور خدا پرستی کا کوئی عمدہ نتیجہ نہیں متاع قلیل یہ ایک تھوڑا سامان ہی اور بہت ہی بے ثبات بھی ہے خدا نے اپنی کسی مصلحت سے انکو دے رکھا ہی اسپر نظر بھی نہ ڈالنا تم ماواہم جہنم وبئس المہاد پھر تو انکا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہی پھر یہ چند روزہ کامرانی ہی لکن الذین اتقوا ربہم لیکن کامرانی اور حیات جاودانی تو انکے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور اسی کے لئے خدا پرستی اور پرہیزگاری کرتے ہیں لہم جنات تجری من تحتہا الانہار انکے لئے ایسے باغ طیار ہیں جنکے تلے نہریں بہ رہی ہیں جنمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہا کریں گے وہ اس دنیا میں مسافرانہ بسر کرتے ہیں مسافر کو اصلی مقام کی راحت کا خیال ہونا چاہیئے یہ لوگ جب اس سفر دنیا سے اپنے مقام پر آئیں گے تو یہ سامان انکو نزلا من عند اللہ خدا کی طرف سے مہمانی میں ملیں گے اور ان چیزوں سے اور جو کچھ چیزیں خدا کے پاس ہیں۔ ابرار یعنی نیکوکاروں کے لئے موجود ہیں وہ کہیں بہتر ہیں۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس عالم میں کسی کو بھی بقا نہیں لاکھوں کو مرتے دیکھتے ہیں پھر رہی یہ بات کہ یہاں کے بعد کوئی اور عالم بھی ہی کہ جہاں ہم کو جانا اور جاکر اپنے اعمال کا نتیجہ پانا ہی جسکی اوس کے رسولوں نے خبر دی ہے تو پھر ان نعمتوں کے مقابلہ میں اس چند روزہ سامان پر بس کرنا سخت نادانی ہے۔

اسبات پر سوائے دلائل عقلیہ کے تمام سلسلہ انبیائی کی بھی شہادت بس ہی جسکو بعض اہل کتاب ذکر رہے ہین اور وہ کون ہی لمن یؤمن باللہ الخ کہ جو اللہ پر ایمان رکھتے ہین اور جو کچھ مسلمانون کی طرف بھیجا گیا ہی یعنی قرآن اسپر بھی ایمان رکھتے ہین اور جو کچھ اگلے انبیا کی معرفت انکے پاس بھیجا گیا ہی اسپر بھی ایمان رکھتے ہین اور اسمین اس بات کی صاف تصریح کی ہی وہ اللہ سے بھی ڈرتے رہتے ہین اور خدا کی آیات کو تھوڑے داموں سے بھی نہین بیچتے دنیا جنتی کچھ ہو تھوڑے دام ہین سو انکے لئے بھی ان کا اجر خدا کے پاس ہے - یہ اون خداترس اہل کتاب کی طرف اشارہ ہی جنھون نے نبی خاتم الزمان کی تصدیق کی تھی جیسا کہ یہودیون مین سے عبداللہ بن سلام اور عیسائیون مین سے حبشہ کا بادشاہ نجاشی وغیرہم اور ممکن ہی کہ اہل کتاب کے نقص بیان کرنے کے بعد انمین سے خدا پرستون کو مستثنے کیا گیا جو انصاف کا مقتضے ہے اسکے بعد پھر مسلمانون کی طرف روئے سخن کرکے انکو صبر برداشت خدا پرستی پر قائم رہنے اور پرہیزگاری پر ثابت رہنے کیطرف متوجہ فرماکر کلام کو کس خوبی سے تمام کردیا بقولہ یاایہا الذین امنوا اصبروا الخ کے اکوپڑا بکنے دو تمھارا جو کام ہی وہ کئے چلے جاؤ واضح ہو کہ انسان کے دو حال ہین ایک دنیا کا معاملہ دوسرا خدا کا معاملہ پھر دنیا کے معاملہ کی دو قسم ہین ایک اپنے اوپر مشقت گوارا کرنا دوسرے کو تکلیف نہ دینا ایک یہ کہ اسکے علاوہ کچھ اور بھی سلوک و احسان کرنا پھر اسکی بھی دو قسم ہین اول یہ کہ خاص اپنی ذات سے علاقہ رکھے سو اسکو تو اصبروا مین ذکر کیا - صبر نفس کو روکنا اور برداشت کرنا ہی پھر اس صبر کے بہت سے اقسام ہین (۱) یہ کہ توحید اور عالم آخرت کے پہچاننے مین جو کچھ غور اور فکر کرنے مین مشقت ہو اوسپر صبر کرے (۲) واجبات کے ادا کرنے مین جو کچھ مشقتین پیش آئین روزہ مین بھوک پیاس جہاد مین گرمی مین چلنا دشمن سے لڑنا تبلیغ احکام مین وعظ و پند اور دین کی منادی مین جاہلون کی بدکلامی سنناسب پر برداشت کرے (۳) نفس کی خواہش روکنے مین جو کچھ مشقت پیش آوے اوسپر صبر کرے جیسے عورت کی طرف حرام کرنے کیلئے دل مائل ہو اسکو روکے الغرض منہیات سے بچنے مین کوشش کرے (۴) مصائب دنیا مرض موت قحط تنگدستی خوف وغیرہ مصائب پر برداشت کرے یہ سب باتین اصبروا مین شامل ہین - وہ جو اوروں سے علاقہ رکھتی ہین یا دوس مین یہ ہے کہ گھر کے لوگون اور ہمسایہ اور اہل شہر اور قوم کے اخلاق رذیلہ پر برداشت کرے انتقام لینے مین اور غصہ کے فرو کرنے مین دل کو روکے رکھے یہ سب باتین صابروا مین آگئین - رہا دوسرا پہلو احسان کرنا صلہ رحمی وغیرہ سو وہ رابطوا مین آگئین - ربط کہتے ہین باندھنے اور لگانے کو خواہ دل کو محبت الٰہی سے باندھے یا جہاد مین گھوڑے باندھے یا شب کو مخالفون کیلئے پہرہ دینے پر دل کو باندھے یا انتظار صلوٰۃ مین دل لگادے یا عزیز قریبون کے واسطے قائم رکھے اس لفظ مین سب معنون کی گنجائش ہی اور اسی لئے ہر ایک مفسر نے انمین سے ایک معنے اختیار کئے ہین اور احادیث مین بھی ہر معنے کیطرف اشارہ ہی رہا خدا کا معاملہ سو وہ اتقوا اللہ مین آگیا ایک جملہ مین حکمت نظریہ اور حکمت عملیہ اور انکی جمیع اقسام تہذیب اخلاق سیاست مدن تدبیر منزل وغیرہ سب کو جمع کردیا اور پھر حکمت کے ثمرہ فلاح کی طرف بھی کس مجمل لفظ مین اشارہ کیا جو ہر قسم کی فلاح کو شامل ہی فلاح دنیا اور فلاح آخرت سب آگئین -

اس سورہ مین مبدء و معاد دار آخرت کے حالات خدا کے صفات نیکی کے نتائج اور نیکون کا رویہ اور بدلوگون کا انجام اشاعت دین مین استقلال انبیاء اور انکے پیرؤن کے مختصر واقعات بیان کرکے سعادت کے عمدہ نتیجہ فلاح پر کس خوبی سے کلام تمام کیا ہے اور ہر ایک مضمون کو دوسرے سے عجب مربوط کیا ہے -

مرکب اقسام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا

لوگو تم اپنے اس رب سے ڈرتے رہو کہ جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اسی سے اسکا جوڑا بھی پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں

وَنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

اور اس اللہ سے ڈرتے رہو کہ جسکا آپس میں واسطہ دیکر مانگا کرتے ہو اور قرابت کا بھی لحاظ رکھو بیشک اللہ تم کو تاک رہا ہے

ترکیب

من نفس واحدۃ صفت وموصوف موضع نصب مین خلقکم کیوجہ سے ومن ابتدا غایۃ کیلئے ہے اور ایسا ہی منہما کثیرا صفت ہے رجالا کی اور رجال اگرچہ یہان جمع ہے اور قاعدہ چاہتا تھا کہ اسکی صفت مین کثیرہ ہوتا کیونکہ جمع مونث ہے لیکن کبھی جمع کی صفت مذکر بھی آتی ہے جیسا کہ جماعت مونث کیطرف فعل مذکر مستند ہوجاتا ہے کما قال نسوۃ والارحام منصوب معطوف ہے اللہ پر

تفسیر

یہ سورہ بھی مدینہ مین نازل ہوئی ہے اسمین ایک سو چھہتر آیتین ہین اور چونکہ اسمین عورتونکے احکام نکاح وتوریث وغیرہ زیادہ مذکور ہین اسلئے اس مناسبت سے اسکا نام سورہ نساء مشہور ہوگیا۔ سورہ آل عمران مین بیشتر جہاد فی سبیل اللہ کے مسائل اور فضائل اور مخالفین ملت اسلامیہ کے مبدا معاد ذات وصفات کی بابت شکوک وشبہات کے جواب اور عالم آخرت کے دلائل وفضائل وہ باتین ذکر کی گئین جن سے قوام ملت آسمانی اور تقویت مذہب حمانی ہوجانے کے بعد حکمت نوامیسیہ فیض الہام کا مقتضی ہوا کہ مکلفین کیلئے وہ احکام بھی بیان ہوجاوین کہ جو انکے معاملات کا پورا دستور العمل ہین اور ان باتونکا معین کرنا بھی قوت بشریہ کی طاقت سے باہر تھا اسلئے اس سورہ مین بہت سے احکام بیان ہوئے خصوصا سب سے اول یتیمون کی پرورش اور انکے مال کی حفاظت اور انکے حقوق کی رعایت اور انپر رحم کرنے کے مسائل اور بیوراثت وغیرہ کے متعلق کہ جنکا سلسلہ موت سے متعلق ہے اگرچہ ایجاد اور ہر طرح سے خدا تعالی کی فرمانبردار ہین مگر عرب کی جہالت اور وحشت ابھی دور ہوئی تھی اور آکندہ پن تھوڑے ہی دن سے رخصت ہوا تھا اس لئے ان احکام پر برداشت کرنیکے لئے شروع کلام یا ایہا الناس الی قولہ رقیبا سے کیا اور اس مین اللہ سے ڈرنے کی دوبار تاکید فرمائی ایک بار یون فرمایا کہ تم اپنے اس رب سے ڈرو کہ جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کردیا اور پھر اسی سے اسکی بیوی پیدا کرکے انسے بہت سے مرد وعورت زمین پر پھیلا دئے۔ ان نقطونمین چند باریک نکتہ رکھے ہین (۱) نفظ ربکم یا کہ جسکے معنے پرورش کرنیوالے کی ہین تاکہ اسبات کا خیال رہے کہ خدا ہماری پرورش کرتا ہے جو یتیمون کی پرورش مجازی مین کچھہ کمی نکرنی چاہیے ورنہ درحقیقت تو وہی پرورش کرتا ہے اور یہ بھی کہ جو پرورش کرتا ہے اوسسے ڈرنا اور اسکی فرمانبرداری کرنا ضرور چاہیے (۲) اور خدا سے ڈرنے کی یہ معنے نہین کہ معاذ اللہ وہ بڑا ہوا کوہی یا سفاک بیرحم ہے اسسے بچنا چاہیے کیونکہ اللہ تو سب محبوبونسے محبوب اور سب پیارونسے پیارا ہے بلکہ یہ معنے کہ اوسکی نافرمانی کرنیسے ڈرو ورنہ اسکا بدلہ تمہیں دیکھنا پڑیگا (۳) یہ کہ تم کو ایک شخص سے پیدا کیا ہے تاکہ یہ بات ملحوظ رہے کہ سب بنی آدم باہم ایک ہین کوئی کسی پر حسب نسب شکل وصورت مال وجاہ سے بیہودہ تفاخر اور تکبر نکرے کہ جو رحمدلی اور مروت کی برخلاف ہے اور نیز یہ بات ملحوظ رہے کہ سب بنی آدم مین برادری ہے سب سے رحمدلی اور صلہ رحمی کرنا چاہیے اور یہ کہ اگر آج ہم کسی کو پرورش کرتے ہین تو کیا ہوا آخر ہم کو بھی کسی نے پالا ہے نفس واحد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہین جنکو خدا نے مٹی سے بنایا اور جب انکو تنہائی سے وحشت ہوئی تو انکی بائین پسلی سے اونکی بیوی حوا کو انکے سوتے وقت بنا کر بٹھا دیا جس سے وہ خوش ہوئے انسے تمام بنی آدم کی نسل چلی۔ احادیث صحیحہ اور تورات کتاب پیدائش مین اسکی تصریح ہے حکمار حال اور دہریہ اور ہنود کے بعض فرقہ اسکے منکر ہین وہ کہتے ہین کہ یہ نوع انسان قدیم ہے ہمیشہ سے کروڑون برس پیشتر گذری اور ہمیشہ رہیگی یہ مذہب عقلا اور نقلا مردود ہے پھر فرماتا ہے اللہ سے ڈرو کہ جسکا نام لیکر اور اسکا واسطہ دیکر لوگونسے سوال کیا کرتے ہو کہ برائے خدا یہ کردو یعنی جب تم اسکے واسطے سے کام نکالتے ہو تو اسکا کہنا بھی مانو اور انکے کام نکالنے مین بھی اسکا لحاظ رکھو اسکے بعد فرمایا والارحام کہ آپس کے قرابت کا بھی لحاظ رکھو بعض نے مجرور پڑھا ہے کہ قرابت سے بھی تم سوال کیا کرتے ہو عرب کہتے تھے انشدک اللہ والرحم کہ خدا کے لئے اور قرابت کے لئے۔ پھر فرمایا کہ خدا تمہین تاک رہا ہے غافل نہین تاکہ ہر وقت لحاظ رہے۔

(۱) نفظ ربکم سے الی الذی خلقکم تک ۳ جملے ہین اور دونون کا ہی مطلب خدا سے ڈرنے کے لئے وارد ہوا ہے ۱۲ منہ

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝

اور یتیمون کو اون کا مال دیدیا کرو اور بُری چیز کو اچھی سے بدل نہ لیا کرو اور نہ انکے مال اپنے مالونسے ملاکر کھا جایا کرو کیونکہ یہ بڑا گناہ ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

اور اگر تمکو اسبات کا ڈر ہو کہ تم یتیم لڑکیون کے حقین انصاف نکر سکوگے تو پھر جو اور عورتین تمہین پسند آئین ا ونسے نکاح کرلو خواہ دو دو سے خواہ تین تین سے خواہ چار چار سے پھر اگر تمکو اسبات کا ڈر

فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۭ وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ

ہو کہ ایکسے بھی پھر یا اپنی لونڈیون ہی پر بس کرو (کیونکہ) ناانصافی سے بچنے کے لئے یہ عمدہ بات ہے اور عورتون کو انکے مہر خوش دلی سے دیدیا کرو پھر اگر وہ اسمین سے کچھ

عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــًٔا ۝

بخوشی خاطر تمہارے لئے چھوڑدین تو اوسکو شوق سے کھاؤ

ترکیب

بالطیب مفعول ثانی ہی تبدلوا کا الی اموالکم متعلق ہی محذوف سے اور موضع حالمین ہی اے مضافۃ الی اموالکم و قیل الی بمعنے مع - ان خفتم شرط فانکحوا الخ جواب واطاب مفعول فانکحوا من النساء اوسکا بیان مثنی وثلث ورباع تینون نکرہ غیر منصرف ہین عدل اور وصف کی وجہ سے اور یہ تینون بدل ہین ما سے فان خفتم شرط فواحدۃ اے فانکحوا واحدۃ جواب او تخییر یا باحت کیلئے ملکت موصول وصلہ مبتدا کا خبر محذوف نحلۃ مفعول مطلق ہی اتوا کا دونون ہم معنی ہین نفسا تمیز ہی جسی سے عامل طبن ہی فعیل وکذا مریا مفعول مطلق ہین اکلا ہنیا

تفسیر

جب وہ تمہید ہوچکی تو سب سے اول حکم یتیمون کے مال کی بابت دیتا ہی واٰتوا الیتٰمی الخ سے جو باکبیرا تک اس آیت مین تین حکم ہین (۱) یہ کہ یتیمون کو جبکہ وہ ہوشیار ہوجاوین انکا مال واسباب جو اون کے ولی سرپرستون کی سپردگی مین ہو اون کے حوالہ کردینا چاہیئے اور اس سپردگی کا وقت اور اسکا طریقہ اگلی آیت مین بیان کیا گیا ہے بقولہ وابتلوا الیتٰمی حتی اذا بلغوا النکاح فان انستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم الآیۃ اسکی تشریح اور تفسیر آگے آتی ہے (۲) یہ کہ اون کے اچھے مال اسباب کو اپنے بُرے مال واسباب سے بدل نہ لیا کرو یہ بات ہوتی ہی کہ جب گھر مین یتیم کا مال تفویض کرکے رکھا جاتا ہے گو اس اسباب کی فہرست بھی ہوتی ہے مگر اوسی قسم کا دوسرا اسباب اُسکی جگہ ولی بدل کر دیسکتا ہے مثلاً یتیم کی ایک تلوار بھی تفویض مین آئی جسکی قیمت ہزار روپیہ ہین بوقت واپسی ولی نے اوسکی جگہ اپنی دو روپیہ کی تلوار رکھدی سو اسبات سے خدا نے منع کیا کیونکہ قانون عدالت اسکا کافی بندوبست نہین کرسکتا یہ دیانت پر موقوف ہی (۳) یہ کہ اپنے مال کے ساتھ یتیم کا مال ملاکر نہ کھا جایا کرو مثلاً یتیم کے لئے اوسکے مال مین سے کھانا پکایا اسمین کسی قدر اپنا کھانا ملاکر اس قدر زیادہ پکایا کہ اپنے تمام کنبہ کو کافی ہو دراصل یتیم کے لئے پاؤ بھر کافی تھا دو سیر اُسکے مال مین سے اور سیر بھر اپنے مین سے ملاکر پکانا - یہ بھی ایک صورت باہم یتیم اور ولی مین ہوتی ہی اور اوسکا کوئی بزرگ ولی کے نگران نہ تھا سو وہی اس کا مرتکب ہوا تو پھر کیا علاج اس لئے اس سے منع کیا اور دیانت کا حکم دیا - اور سب کے بعد یہ فرمادیا کہ یہ بڑے گناہ کی بات ہی ۔

ف یتیم - یتم سے مشتق ہے جسکے معنے تنہا ہوجانا چونکہ باپ کے مرنے سے بیٹا تنہا رہجاتا ہے اس لئے اوسکو یتیم کہتے ہین اور اسی لئے درِ یک دانہ کو دُرِ یتیم کہتے ہین - لغوی معنے کے لحاظ سے جس کا باپ مرجاوے اوسکو یتیم کہا جاوے گا خواہ وہ لڑکا ہو خواہ جوان مگر عرف مین جبکہ لڑکا بالغ ہوجاوے اور بجائے سرپرست کے خود اپنے کاروبار کرنے لگے تب اوسپر یہ لفظ نہ بولا جاویگا یتیم بروزن فعیل جیسا کہ مریض اسکی جمع مرضی کی طرح سے یتامی آنی چاہیئے تھی اور آئی یتامی

ف حوب الاثم یقال حاب یحوب اذا اثم واصلہ الزجر للبعیر - العول الجور من عال یعول الرجل اذا مال نحلۃ بکسر النون وضمہا بمعنے العطاء ہنیئا یقال نہاہ الطعام یہنیہ اذا انہضم وکذا المریٔ

صاحب کشاف کہتے ہین یتامی یتیمی کی جمع ہی جیسا کہ اسیر کی جمع اسری ہی پھر اوسکی اساری یعنے جمع الجمع اور آیت مین جو کہا یتیم کو مال دو حالانکہ جوان ہونے سے یتیم نہین رہتا اور مال جوان بالغ ہو کر ملتا ہے تو یہان لغوی معنے کے لحاظ سے یا مجازاً شفقت دلانے کے لئے باعتبار ماکان یتیم کہدیا ہے۔

(۲) حوبا در حاب دونون کے معنی گناہ کے ہین جیسا کہ آنحضرت کی دعا مین ہے رب تقبل توبتی واغسل حوبتی (۳) یہ آیت بنی غطفان کے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جو اپنے بھتیجے کو اوسکا مال ندیتا تھا اسکے بعد اسنے دیدیا۔

اسکے بعد دوسرا حکم یتیمون کے نکاح کی بابت دیا عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی ہے کہ عرب کا جاہلیت مین یہ دستور تھا کہ وہ یتیم لڑکیون سے اون کے مال وجمال کیوجہ سے آپ ہی نکاح کر لیتے تھے مثلاً کسی کے چچا کی بیٹی یتیم اوسکے پرورش مین ہے اور اسکے پاس مال بھی ہی تو وہ اور کو دینا پسند نہ کرکے خود ہی نکاح کر لیتا تھا مگر اونکا کوئی اور شخص بجز اسکے باز پرس کرنیوالا نہین ہوتا تھا وہ مہر بھی کم باندھتے تھے اور بعد مین اور بیوئین کر کے اوسکی حق تلفی بھی کرتے تھے چونکہ بجز خدا کے اور کوئی اون کی طرف سے اس امر مین حامی ومددگار نہ تھا اس لئے انکے بارہ مین بھی یہ حکم دیا وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیۃ کہ اگر تم یتیم عورتون کے حق ادا نکر سکو تو اُنپر کیا موقوف ہے اور بہت سی عورتین ہین تم اُن مین سے پسند کر کے خواہ ایک سے نکاح کرو خواہ دو سے خواہ تین سے خواہ چار سے۔ اور اگر انمین بھی باہم عدل وانصاف نکر سکو تو پھر ایک ہی پر بس کرو یا اپنی لونڈی پر قناعت کرو تاکہ ظلم مین مبتلا نہو جاؤ۔

ف (۱) اقساط عدل کرنا قسط عدل قال اللہ تعالے واقسطوان اللہ یحب المقسطین ۔ اسلام مین عدل وانصاف کی نہایت تاکید ہی اپنی بیگانے کی اسمین کوئی قید نہین عرب مین ایک یہ بھی دستور تھا کہ جہانتک چاہتے تھے نکاح کرتے چلے جاتے تھے پھر بیویون مین کھانے پینے ساتھہ سونے مین برابری نکرتے تھے جس سے دل چاہا عیش منایا اور دونکو قید مین ڈالکر جلایا اسلام نے اس خرابی کی بھی اصلاح کردی اور گھٹاکر صرف چار عورتون تک کی اجازت دی اور اسمین بھی یہ شرط کی کہ اگر انصاف وعدل کر سکو تو کرو ورنہ نہین کیونکہ بیویون کے حقوق نان ونفقہ شب باشی برابر ہونی چاہئین (۲) جمہور کے نزدیک اس آیت اور احادیث صحیحہ سے کہ جو حد تواتر کو پہنچ گئے ہین اور اجماع امت سے چار عورتون سے زیادہ سے ایک وقت مین نکاح کرنا حرام ہے ہان مرتے جاوین یا طلاق دیدی جاوین تو کہین تک نوبت کیون نہ پہنچے اور لونڈیان جسقدر چاہے جمع کر سکتا ہے۔ مگر چار کی اجازت غلام کو نہین امام مالک کے نزدیک اس اجازت مین غلام بھی شریک ہی سدی وغیرہ بعض لوگ کہتے ہین کہ اس آیت سے یا اور کسی آیت سے چار پر حصر کرنا ثابت نہین ہوتا بلکہ ما طاب لکم اجازت عام ہی علاوہ اسکے مثنی وثلث ورباع مین تو ہی جو جمعیت کا فائدہ دیتا ہی پھر سب کو جمع کیا جاوے تو نو بلکہ اٹھارہ ہوسکتین ہین اقول یہ استدلال غلط ہی اگر اجازت عام دینی مقصود تھی تو صرف ما طاب لکم من النساء کہدینا کافی تھا چار تک تعین کرنا کیا ضرور تھا اور اگر دو کی جگہ دو آتا تو یہ بات سمجھی جاتی کہ تمام اہل اسلام کو انمین ایک عدد اختیار کرنا چاہئے یعنے سب دو دو سے نکاح کرین یا تین تین یا چار چار سے یہ نہین کہ کوئی دو سے کوئی تین سے کوئی چار سے کرے حالانکہ یہی مقصود تھا

اس لئے وآیا آ نہ آیا پس وے جمیعت جمیع اقسام جمیع امت کے لئے ہے نہ کہ ایک شخص کے لئے۔

اور اسمین کوئی شک نہین کہ باستثنا حضرت انبیا علیہم السلام کہ جنکی طبیعت مین عدل وانصاف خمیر کردیا گیا ہے سب کے لئے کثرت ازدواج اور بے تعداد جورو ان جمع کرنا مقاصد دینی ودنیویہ مین مخل ہے اور انسان کی ترقی کمالات اور عمدہ عیش مین خلل انداز بھی ہے مقاصد دینیہ مین اسوجہ سے کہ جب بہت سی عورتین ہون گی تو سب کے حقوق مین مساوات کرنا عادتاً مشکل ہے اور اگر انصاف کیا اور اقل مرتبہ مہینے بھر مین ایک عورت کی باری آئی تو اس کثرت مجامعت سے اب یہ اس قابل نرہیگا کہ اوسکی طبیعت مین سیاست ملک اور جہاد کا ولولہ رہے ہندوستان کے رئیسون کی عین جوانی مین پیرمردگی کثرت جماع سے جو کچھ انکے ملکون مین بربادی کررہی ہے ظاہر ہے اور دنیاوی خرابی کثرت عیال قلت مال کے صدمہ اور عیش کی تلخی تو ظاہر ہے آج کیا ہے کوئی لڑکا بیمار ہے کوئی کچھ مانگتا ہے کوئی مرگیا اوسکا سوگ ہے پھر اس قدر عورتین ایک سے کیونکر سیر ہوسکتین ہین اور سب کی طبیعتین بھی مساوی نہین پھر کیا کیا فساد اور خلاف عصمت باتین کرکے ننگ وناموس شوہر مین دھبا لگاتے ہین علاوہ اسکے ہر وقت عورتون مین رہنا انسان کو تجارت اور سفر اور مشقت کے اُن کامون سے مانع آتا ہے جو اُس کی ترقی دنیا کی میٹر بھین ہوتی ہین کیا خوب کہا ہے کسنے ؎ فاحفظ منیک ما استطعت فانہ ہ مارایحوۃ لیصب فی الارحام ہ اور یہ بھی خوب کہا ہے ؎ مرا بیک دم شہوت کہ خاک بر سر او اسیر زن نتوان شد بسالہائے دراز ہ اب ہی یہ بات کہ شریعت محمدیہ نے کیون عیسائیون کے راہبون اور ہندون کے جوگی اور گسائیون کی طرح ملنگ پنا تعلیم نہ کیا اور کیون ایک ہی عورت پر قناعت کرنے کا حکم ندیا برخلاف اس کے مسلمانون کو چار تک کی اجازت اور خود پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے چار سے زیادہ نو تک بیوئین ایک وقت مین رکھین آج کل کے رفارمرون اور عیسائی اور ملحد منش لوگون کا اسلام پر ایک یہ بھی اعتراض ہے اور اسپر ملمع کار تقریرون سے بڑا زور دیتے ہین بالخصوص پادری بہت غل مچاتے ہیں اسکا جواب یہ ہے۔

(۱) یہ بات ہر عقلمند پر ظاہر ہے کہ انسان جب تک کہ اس جامہ انسانی مین ہے خواہ کوئی کیون نہو ولی ہو نبی ہو اوس کو تمام انسانی حاجتین پیش آتی ہین بھوک پیاس بھی لگتی ہے اوس کے بعد نیند بھی آتی ہے پیخانہ پیشاب بھی آتا ہے اوسکو کوئی روک نہین سکتا اسی طرح اگر اوس کے کسی عضو مین فتور نہین تو منی بھی پیدا ہو کر اپنا نکلنا چاہتی ہے اس لئے خواہ مخواہ عورت کی طرف رغبت ہوتی ہے یہ طبعی بات ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اچھے لوگ اُسکو اُسکے محل پر صرف کرتے ہین بُرے لوگ بے محل کام مین لاتے ہین اگر ملنگ پنا سکھایا جاتا تو علاوہ قطع نسل انسانی کے ہزارون مصیبتین پیش آتین حرامکاری کا پل ٹوٹ جاتا دیکھئے باوجود تقدس کے جب جرجیس نے وہ تالاب صاف کرایا کہ جو اُس کلیسا کے متعلق تھا جسمین مجرد مرد وعورت رہتے تھے تو سینکڑون کھوپریین حرامی بچون کی نکلین اور جو ادھر اودھر پھینکدیئے گئے یا کہ حمل گرائے گئے اونکا تو کوئی حساب ہی نہین۔ علاوہ اسکے بردباری وغیرہ اخلاق کی درستی عیالداری کی بدولت نصیب ہوتی ہے اور ایک عورت پر عموماً سب کو پابند کرنا بھی بعض لوگون کی عفت مین فرق لاتا ہے کیونکہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مرد کو عورت سے کہین زیادہ قوت ہے اور نیز عورت تیس چالیس برس کی عمر مین دس پانچ بچے جنکر بڑھیا ہوجاتی ہے اور مرد کے لئے یہ عین جوش قوت کا وقت ہے پھر اس بڑھیا پر بس کرنا یا تو اشارۃ اور مزہ اوڑانے کا

حکم دیتا ہے یا مہل شریعت کو دشوار کر دینا ہے کہ جسکی اصلاح کے لئے پھر کسی نبی کی حاجت پڑتی اور یہ بھی ہے کہ عورت ایام حیض ونفاس اور حمل بلکہ رضاعت کے وقت مرد قوی کو بس نہین کرتی بالخصوص ان گرم ملکون کے لوگون کے لئے کہ جنکو ایک روز بھی بغیر جماع کے چین نہین پڑتا (مرطوب اور بلغمی لوگون کا ذکر نہین ہے) پھر ان کے لئے حرام کاری کی اس قدر ممانعت کرکے (کہ کسی کو بدنظر سے بھی نہ دیکھو کسی غیر محرم کے ہاتھ بھی نہ لگاؤ اوس سے تخلیہ مین بات بھی نکرو اگر کروگے علاوہ عذاب آخرت کے دنیا مین بھی سزا پاؤگے) ایک عورت کا پابند کرنا حکمت آلہیہ کی مصلحت کے برخلاف ہی اس لئے شریعت نے چار تک کی اجازت دی ہے نہ یہ کہ سب کے لئے حکم دیا ہے اور اجازت مین بھی عدل شرط ہے البتہ جس قوم مین بغیر نکاح کے بھی حاجت برآری ہوسکے بلکہ خوب طرح سے اون کے نزدیک چار کیا ایک بیوی بھی جنجال اور جان کے لئے وبال ہے۔

رہا آنحضرت کا متعدد نکاح کرنا اور آپ کا اس حکم سے مستثنےٰ ہونا سو یہ چند مصالح کے لئے تھا اول یہ کہ عدالت آپکا شیوۂ ذاتی تھا معصوم تھے دوم یہ کہ آنحضرت کو باوجود کسی آمدنی مقررنہ ہونے کے متعدد بیوی رکھکر صفت توکل اور استقلال کی تعلیم دینا منظور تھا سوم متعدد عورتون کی معرفت عورتون کے متعلق خلوت اور جلوت مین بیشمار مسائل شریعت کا تعلیم کرنا منظور تھا اور داؤد وابراہیم وموسے ویعقوب علیہم السلام نے بھی اسی لئے متعدد بیوین کین ہین جیساکہ بائبل سے ثابت ہے اور ابتک یہودی شریعت مین کئی بیویان کرنا جائز ہین (۳) تیسرا حکم واتوا النساء صدقاتھن نحلۃ ابن عباس وابن جبیر وقتادہ وغیرہ نحلہ کے معنے فریضہ کے کہتے ہین بولتے ہین فلان ینتحل کذا یعنے ایسا دین رکھتا ہے اسی لئے مذہب کو نحل کہتے ہین چونکہ مہر بھی شرعی اور دینی بات ہے اس لئے اسکو نحلہ کہا۔ کلبی کے نزدیک نحلہ کے معنے عطیہ کے ہین مگر مراد دونون کی مہر ہے مہر کا دینا واجب ہے مگر جب خود عورت یا درصورت صغر سنی اوس کے اولیاء معاف کردین تو معاف ہوسکتا ہے۔

۱؎ خانہ داری کے سامان اور انتظام خاص عورتون ہی کا حصہ ہے اور پاک دامنی اور نیک نیتی بھی نکاح پر موقوف ہے ۱۲ منہ

۲؎ چنانچہ پادری لوگ بھی نظر عمیق کے بعد اسکا فتویٰ دیتے ہین جیساکہ کتاب مسمے باصلاح سہو مطبوعہ امریکن مشن پریس ۱۸۳۲ء مین کہتے ہین تعدد ازواج بنی اسرائیل مین تھا اور خدا نے اسکو منع نہین کیا بلکہ برکت کا وعدہ کیا۔ اور مارٹین لوتھر نے فلپس کو دو جورون کی اجازت دی تھی ۱۲ منہ

۳؎ جن لوگون مین دوسری عورت کرنے کا دستور نہین اور اوسی بوڑھیا بدشکل کج خلق یا بیمار یا مکار بدوضع کو تاہ اندیش مخالف مزاج ہی کو گلے باندھنے کی تاکید ہے اون کے حالات دیکھئے کہ کیا کیا مصائب پیش آتے ہین کہین عورت کو زہر دیکر مارا جاتا ہے کہین اوسکے ہلاک کے لئے ڈاکٹرون سے مدد لیجاتی ہے ۱۲

۱؎ عرب مین دستور تھا عورت کو نکاح کے وقت کچھ ہدیہ اوسکی خوشنودی کے لئے دیا کرتے تھے اوسکو مہر اور صداق اور صدقہ کہتے تھے اس رسم کو اسلام نے بھی قائم رکھا اور نکاح مین یہ ضروری ہوگیا مگر مہر مین کمی کرنے کی تاکید بھی شارع نے ازحد کردی تاکہ خوشی مین آکر سب گھر بار نہ دے بیٹھے اور پھر بھیک مانگتا پھرے امام شافعی کے نزدیک مہر پیسا دو پیسے یعنے بہت کم چیز بھی ہوسکتی ہی امام ابوحنیفہ کے نزدیک اقل مرتبہ دس درہم ہونے ضرور ہین جنکے تخمیناً ساڑھے تین روپیہ ہوتے ہین مگر ہندوستان مین یہ رسم بدل گئی صرف برائے نام لاکھون اور کروڑون کی فرضی مہر باندھنے لگے کہین سوا اس مہر کے ونکا بھیجا کہین کچھ اور فرضی بات ایسے مہر شرع مین کچھ نہین نہ انکا ادا کرنا کوئی ضروری بات ہے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ صفحہ ۱۸۷

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝

اور تم اپنے ان مالون کو کہ جنکو خدا نے تمہارے لئے گزارہ بنایا ہے بیوقوف یتیمون کو نہ دو (بان) اسمین سے ان کو کھلاؤ اور پہناؤ اور انسے اچھی بات کہو

وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا

اور یتیمون کو آزماتے رہو یہان تک کہ جب نکاح کی عمر کو پہونچ جائین تو پھر اگر ان مین صلاحیت پاؤ تو انکے مال انکے حوالہ کردو اور فضول خرچی سے

وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ

اور انکے بڑے ہوجانیسے پیش قدمی کرکے نہ کھایا اور جو (سرپرست) بامقدور ہو تو اسکو مال یتیم سے بچنا چاہیئے اور جو کوئی محتاج ہو تو دستور کے موافق کھالیا کرے اور جب ان کے مال

إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝

انکے حوالہ کیا کرو تو انپر گواہ کر لیا کرو اور حساب لینے کو تو اللہ ہی بس کرتا ہے

ترکیب

السفہاء جمع سفیہ بمعنے بیوقوف مفعول اول اموالکم مفعول ثانی قیاما مین تین وجہ ہین اسکو قیاما بھی پڑھا ہے جو مصدر ہے قام یقوم کا یہ مفعول ثانی جعل بمعنی صیّر کا ای جعل اللہ لکم سبب قیام دوسرا یہ کہ جمع قیمۃ کی ہے کدیمۃ ودیم والمعنی ان الاموال کالقیم للنفوس[1] یہ بقار النفوس سوم یہ کہ اصل قیاما تھا الف کو حذف کردیا۔

تفسیر

یہ ان احکام کی تیسری قسم ہے اس آیت مین تین حکم ہین (۱) یہ کہ یتیم اگر سفیہ یعنے بیوقوف ہو اسکو مال کی حفاظت اور تجارت کا طریقہ نہ آتا ہو اور اسکے اطوار سے معلوم ہو کہ وہ اڑا ڈالیگا تو اسکے اسکا وہ مال حوالہ نکرو جو تمہاری تفویض مین ہی (اموالکم کے یہی معنے ہین) اور اس مال مین تمہاری معاش ہے (۲) یہ کہ جب تک مال انکے سپرد نکئے جاوین تو انکو ان کے مال مین سے یا اوسکے نفع مین سے جو تجارت سے حاصل ہو کھانا اور کپڑا دینا چاہیئے (۳) یہ کہ مال نہ دینے سے عادتاً ان کو رنج ہوتا ہے تو انسے تسلی اور دلاسے کی باتین کرو کہ یہ تمہارا ہی مال ہی میان ہم اسکے نگہبان ہین آخر تم کو ملجاویگا۔ یا یہ مراد کہ ان بیوقوفون کو اچھی باتون کے تعلیم کرو۔ اسمین یتیمو پر نہایت شفقت ہے۔ سفاہت کم عقلی اور حماقت کو کہتے ہین۔

اور جبکہ یہ فرمایا کہ بیوقوفون کو مال نہ دو وہ خراب کرڈالینگے تو اسکے بعد دوسری آیت مین اسکی تفصیل کردی کیونکہ اگر یہ نہ ہوتا تو اس بہانے سے ولی یتیم کا مال ہضم کرسکتا تھا فرمایا وابتلوا الیتمی الآیہ اس آیت مین چار حکم ہین (۱) یہ کہ یتیمون کا کاروبار تجارت وغیرہ مین امتحان کرلیا کرو پھر جب وہ نکاح کو پہونچین (یعنے بالغ ہوجاوین احتلام اور خاص دانتون کا نکلنا اور بغلون اور زیر ناف بالون کا نکلنا اور بالخصوص عورتون کے لئے حیض آنا اور چھاتیون کا اٹھنا علامت بلوغ مقرر ہی) اور تمکو انسے کچھ بھی رشد یعنی دنیا کے کاروبار مین ہوشیاری معلوم ہو رشد اکے نکرہ لانے سے یہ بات سمجھی جاتی ہی تو انکا مال انکے حوالہ کردو (۲) اور اسبات پر شاہد کرلو یعنی گواہ نکرو روبرو دو تاکہ پھر کوئی جھگڑا پیدا نہو (۳) یہ کہ حالت سرپرستی مین انکے مال فضول خرچی سے اور اسوجہ سے کہ مبادا یہ بڑے ہوجاوین پھر تو اپنا مال واپس لینگے اب جو کچھ ہو کھا یا کرو (۴) اگر یتیم کا سرپرست غنی ہی تو اسکو کچھ بھی لینا نہ چاہیئے اور فقیر ہے تو اپنی سرپرستی اور اسکے مال کی نگرانی اور خدمت گزاری اور اسکی تجارت کی کاروبار کے معاوضہ مین جو اور ونکو دیا جاتا اس قدر آپ لے فلیاکل بالمعروف کے یہی معنے ہین بعد تین کفے باللہ حسیبا فرماکر تنبیہ کردی کہ خدا تم سے ہر بات کا حساب لیگا ف اگر یتیم بالغ ہوا اور بالکل احمق ظاہر ہو تو اسکو مال دینا نچاہیئے جیسا کہ پہلے تھا ولا تو تو السفہاء الایہ امام ابو حنیفہ کہتے ہین پہر پچیس برس کے بعد بھی ایسا ہی رہے تو دیدینا چاہیئے کیونکہ اب اسکی اصلاح کا زمانہ تمام ہوچکا کوئی امید باقی نہ رہی اب محروم نکرنا چاہیئے امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک اخیر عمر تک بغیر رشد معلوم کرنے کے نہ دینا چاہیئے کیونکہ یہ سفیہ ہی تلف کرڈالے گا۔

ف مالون مین تمہارا گزارہ ہی اس سے یہ مراد کہ یتیم کی اوس سے گزر اوقات ہے تمہارے کہنے مین اس طرف اشارہ ہی کہ یتیم بھی کوئی غیر نہین اسکا گزارہ تمہارا ہی گزارہ ہے۔ ۱۲ منہ

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ

مردوں کا بھی ماں باپ اور قرابت دار وں کے ترکہ مین سے حصہ ہی اور عورتون کا بھی ماں باپ اور قرابت دارون کے ترکہ مین سے حصہ ہے خواہ ترکہ کم ہو

أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ

یا زیادہ (اوس مین سے) حصہ مقرر کیا گیا اور جب تقسیم کے وقت قرابت مند (جنکا کوئی حصہ نہو) اور یتیم اور محتاج لوگ آجائین تو اونکو بھی اوسمین سے کچھ دیدیا کرو

قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا

اور ان سے نرم بات کہا کرو اور ان دارثون کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ننھے ننھے بچے چھوڑ مرین تو انکو انکے حال پر کیا ترس آتا تو انکو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور یہ کہنا

سَدِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝

کہنی چاہیے جو لوگ ناحق یتیمون کے مال کھاتے ہین وہ اپنے پیٹ مین آگ ہی بھر رہے ہین اور عنقریب وہ جہنم مین پڑین گے

ترکیب

جملہ ان قل الخ جملہ بدل ہی ماترک سے اور جائز ہی کہ حال ہو ضمیر محذوف سے اے مماترکہ قلیلا او کثیرا نصیبا الخ یہ موقع مین مفعول مطلق کے ای عطاء او استحقاقا واذا حضر شرط فارزقوہم الخ جواب لو ترکوا شرط خافوا علیہم جواب ظلما مفعول لہ ہی یا مصدر بموقع حال ہین۔

تفسیر

یہ اُن احکام کی چوتھی قسم ہے جو توریث سے متعلق ہین اسکا سبب نزول ابن عباس سے یہ منقول ہی کہ اوس بن ثابت انصاری کا انتقال ہوا اور انکی تین بیٹیان اور ایک بیوی پیچھے رہی اور اِس کے چچا کے دو بیٹے سوید اور عرفجہ جو وصی تھی کل مال کو دبا بیٹھے اوسکی بیوی نے آکر آنحضرت سے فریاد کی آپ نے فرمایا اِس امر مین خدا جو حکم دیگا ویسا کیا جاویگا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اِس آیت مین تعین حصص نہیں بلکہ یہ اگلی آیت یوصیکم اللہ الآیہ کے لئے تمہید ہی کیونکہ زمانہ جاہلیت مین عورتونکو حصہ نہین دیتے تھے خواہ میت کی بیٹی ہو خواہ بیوی ہو۔ یہان صرف اِس قدر فرمایا کہ میت خواہ والدین ہون خواہ اقارب ہون انکے مال مین جسطرح مردونکو حصہ پہنچتا ہی اسی طرح عورتون کو بھی خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ۔

چونکہ آیندہ آیت مین وارثون کے حصے مقرر کرنے منظور تھے اور بعض عزیز اقارب بعید بسبب وارث قریب کے میراث سے محروم ہوجاتے ہین اور مال کے تقسیم ہونیکے وقت فقیر اور یتیم بھی آنکلتے ہین سو ایسی حالتمین اونکا بالکل محروم جانا اُنکے لئے گونہ جگر خراش ہی اسلئے حکم دیا کہ جب تقسیم کیوقت اقارب محروم الارث یا یتیم اور فقیر آنکلین تو کچھ اسمین سے اونکو بھی دیدو اور نرم بات کہو کہ بھائی یہ فلان فلان وارثون کا حق ہی کہ جو میت سے زیادہ تعلق رکھتے تھے خدا تمہین برکت دیگا۔ ان لوگونکو میراث مین سے کچھ دینا امر استحبابی ہی فرض واجب نہین پس اِس آیت کو آیت میراث سے منسوخ بتانا بیفائدہ ہی اسکے بعد اُنکو بیکسونپر رحم کھانے اور خدا سے ترس کرنے کا حکم اِس لطف کے ساتھ دیتا ہی کہ جس سے خواہ مخواہ زندہ دل کی آنکھون مین پانی بھر آئے وہ یہ کہ تم خیال کرو کہ اگر تمھارے پیچھے تمھارے ننھے ننھے بچے رہجاوین تو تم اونکی بیکسی اور بسور بسور کر دیکھنے اور غیرون کے آگے ننھے ننھے ہاتھ پھیلا کر مانگنے سے کس قدر ترس کھاؤ سو ایسا ہی دوسرونکی اولاد پر ترس کھاؤ اسلئے خدا سے ترس کھاکر نرم اور تشفی بخش بات کہا کرو (سچ ہی بیکسونکے دلمین خدا کا گھر ہی اپر اُس کی لطف و کرم کی نظر ہی) اسکے بعد آیت کو یتیمون کے مال سے پرہیز کرنے پر ختم کرکے حصہ معین فرماتا ہی اگلی کھانیسے مراد یہ ہی کہ ظالم نے جسقدر یتیم کا مال ناحق پیٹ مین بھرا ہی آخرت مین آگ ہوجاویگا گویا یہ اوسکا سبب ہی گرچہ پیٹ ہی مین کھاتے ہین مگر فی بطونہم کے لفظ سے تاکید ہوگئی جیسا کہ ہماری زبان مین بولتے ہین مینے اپنی آنکھ سے دیکھا حالانکہ غیر کی آنکھ سے کوئی نہین دیکھتا صرف تاکید مراد ہی۔ اسی طرح یہان اسپر غرض کرنا حق تاکید ہوگئی جیسا کہ ہماری زبان مین بولتے ہین مینے اپنی آنکھ سے دیکھا حالانکہ غیر کی آنکھ سے کوئی نہین دیکھتا صرف تاکید مراد ہی۔ اسی طرح یہان اسپر غرض کرنا حق تاکید

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ

اللہ تم کو تمہاری اولاد کے حصہ کی بابت یہ حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہی پھر اگر نری لڑکیاں (دو یا) دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لئے ترکہ کی دو تہائی ہیں اور اگر ایک

وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ

لڑکی ہو تو اسکے لئے آدھا ترکہ ہے اور اگر میت کے کوئی اولاد بھی ہو تو میت کے ماں اور باپ ہر ایک کے لئے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے پھر اگر میت کے کوئی بھی

وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ

اولاد نہو اور اسکے ماں باپ ہی وارث ہوں تو میت کی ماں کو تہائی ہے (اور باقی باپ کا) اور اگر میت کے لئے (اولاد نہونیکی صورت میں) بھائی ہوں تو میت کی ماں کا چھٹا حصہ ہے (یہ تقسیم) میت کی

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَكُمْ

تمکو اپنے باپ اور بیٹیوں میں سے نہیں معلوم کہ کون تمہیں سے تمہیں زیادہ نفع دینے والا ہی (یہ) حصوں کا مقرر اللہ کی طرف سے ہی بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہی ہر بات کی حکمت سے واقف ہی اور تمہارے

نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَ

لئے تمہاری بیویوں کے ترکہ میں سے نصف ہی اگر ان کے کوئی اولاد نہو اور اگر انکے اولاد ہو تو تم کو اون کے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ ہے انکی

صِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ

وصیت پورا کرنے کے بعد جو کر مرے ہوں اور قرض کے بعد اور اگر تمہارے کوئی بھی اولاد نہو تو (تمہاری) بیویوں کو تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی ہی اور اگر تمہارے کوئی بھی اولاد ہی تو انکو تمہارے

الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ

ترکہ میں سے آٹھوان حصہ ہے وصیت کے جسکو تم کر گئے ہو یا قرض کے بعد اور اگر کوئی مرد یا عورت کہ جسکے وارث ہو سکتے ہوں کلالہ ہو اور اسکے کوئی بھائی

أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِن كَانُوٓا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ

یا بہن بھی ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو پھر ایک تہائی میں سب شریک ہیں وصیت کے بعد جو کی گئی ہو

يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ ۚ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَ

یا قرض کے بعد بغیر اسکے کہ کسی کو نقصان دیا جائے یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ خبردار بردبار ہے یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں اور جو اللہ اور

رَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ

اسکے رسول کا کہنا مانے گا تو اللہ اسکو ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے تلے نہریں بہ رہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہا کرینگے اور یہ بڑی کامیابی ہی اور جو اللہ

وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا اور اسکی حدوں سے آگے بڑھے گا تو وہ اسکو دوزخ میں داخل کریگا جسمیں وہ ہمیشہ رہیگا اور اسکو ذلت کا عذاب ہوگا

ترکیب

الذکر الخ جملہ موضع نصب میں ہی بسبب یوصی کے فان کن ای المترکات نساء موصوف فوق اثنتین صفت سب خبر فلھن جواب شرط من بعد وصیۃ الخ جملہ موضع حال

میں ہی السدس سے تقدیرہ مستحقا من بعد وصیۃ والعامل الظرف ابارکم وابناءکم مبتدا لاتدرون جملہ خبر پہر ایہم مبتدا اقرب لکم ممیز نفعا تمیز مجموعہ خبر فریضۃ مصدر ہی فعل محذوف

کا ای فرض ذلک فریضۃ وان کان تامہ رجل فاعل او امراۃ اسپر معطوف ہی یورث صفت ہی رجل کی اور کلالۃ حال ہی ضمیر یورث سے اور اگر کان ناقصہ مانا جاوے تو رجل

موصوف یورث صفت معطوف علیہ او امراۃ معطوف سب اسم کان کلالۃ خبر بعض کہتے ہیں کلالۃ اسم ہی مال موروث کا تب نصب کلالۃ کا اسوجہ سے ہوگا کہ یہ مفعول

ثانی ہوگا یورث کا کما تقول ورث زید مالا بعض کہتے ہیں کلالۃ ان وارثوں کو کہتے ہیں کہ جنکے نہ ولد نہ اولاد ہو نہ ان باپ دادا وغیرہ تب حذف مضاف مانا جاویگا ولہ ضمیر میت

کی طرف راجع ہی یا موروث کیطرف کہ جسمیں رجل وامراۃ دونوں شریک ہیں غیر مضار حال ہی فاعل یوصی سے وصیۃ مصدر ہے فعل محذوف کا۔

۱۱ منہ ۱۲ منہ کہ کر (اولاد کھو بیٹھا تو اوغیرہ ۱۲ منہ ۱۳ باقی کے بھائی وارث ہیں ۱۲ منہ ۱۴ کلالہ۔ اسکو کہتے ہیں کہ جسکے نہ فروع ہوں یعنی کوئی اولاد نہو نہ اصول ہوں ماں باپ دادا وغیرہ ۱۲ منہ

تفسیر

یہ آیت سابقہ کی تفصیل ہے واضح ہو کہ جاہلیت مین دو سبب سے وراثت جاری ہوتی تھی ایک نسب دوسرا عہد نسب مین بھی وہ لوگ اون لوگون کو حصہ دیتے تھے جو میت کی طرف سے نیزہ لیکر لڑ سکتے تھے اس لئے عورتون اور چھوٹے لڑکون کو حصہ نہ دیتے تھے اور عہد دو طرح پر ہوتا تھا ایک یہ کہ کوئی شخص کسی کو یہ کہہ لیتا تھا کہ میری جان تیری جان اور میرا خون تیرا خون ہی مین تیرا وارث تو میرا وارث ہی سوا اسکے روبرو بھائی بیٹے کسی کو بھی ورثہ نہین ملتا تھا دوسرا یہ کہ کسی کو متبنی یعنے بیٹا بنا لیتے تھے جیسا کہ ہنود مین رواج ہی سو وہی وارث ہوتا تھا۔ آنحضرت جب مبعوث ہوئے تو ابتدا مین اس رسم و دستور کو بحال خود رہنے دیا پھر مدینہ مین آکر کچھ دنون ہجرت اور مواخات یعنی بھائی چارہ پر وراثت قائم ہوئی یعنے جب کوئی صحابی ہجرت کرکے آتا تھا دوسرا مہاجر اوسکا حصہ پاتا تھا اور کو نہین ملتا تھا اور مواخات یہ کہ آنحضرت دو شخصون مین بھائی چارہ کر دیتے تھے اون مین سے ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا مگر اس کے بعد دین اسلام مین توریث کا مدار تین چیزون پر رہا

ایک نسب دوسرا نکاح تیسرا ولاء

پھر نسب کی بھی چند قسمین ہین (اول) میت کی اولاد ہے کیونکہ اعانت اور کارگزاری انسان کی جس قدر اسکی اولاد کرتی ہے اور کوئی نہین کرتا عادتاً اس عمر مین ماں باپ تو زندہ رہتے ہی نہین اور بھائی وغیرہ اقارب اپنی اپنی اولاد کی پرورش اور اپنے اپنے دھندے مین مشغول ہو جاتے ہین اس لئے بقدر مشقت سب سے زیادہ انکا حصہ قرآن مین قرار پایا پھر اولاد کی کئی صورتین ہین ایک یہ کہ بیٹے اور بیٹیان ملے جلے ہون عام ہے کہ اور وارث بھی ہون یا نہون اگر اور بھی ہین تو انکا حصہ دیکر اور اگر نہین تو کل مال کو للذکر مثل حظ الانثیین (یعنے دو حصہ مرد کے اور ایک عورت کا) کے موافق تقسیم کرین چونکہ جسقدر کارگزاری اور اعانت بیٹا کر سکتا ہی اوس قدر بیٹی ضعیف العقل ضعیف البدن نہین کر سکتی علاوہ اسکے یہ تو کسی مرد سے نکاح کرکے اپنے خرچ کا ذمہ دار اوسکو کر دے گی بیٹے کو یہ بات کب نصیب ہوتی ہی علاوہ اسکے ہر قوم مین بیٹا باپ کا جانشین قرار دیا جاتا ہے نہ بیٹی اس حکمت سے بیٹے کو دو حصہ بیٹی کو ایک حصہ دلایا یعنے تین حصہ کرکے ایک حصہ بیٹی لے دو بیٹا۔ دوم یہ کہ دو سے زیادہ کئی لڑکیان ہون اور بیٹا نہو اس کے لئے فرماتا ہے فان کن نساء فوق اثنتین فلہن ثلثا ما ترک کہ کل مال کے تین حصہ کرکے دو حصہ بیٹیون کو دیدین وہ اوس کو باہم برابر حصہ کرکے بانٹ لین خواہ دو ہون یا ان سے زیادہ ہون اور ایک حصہ اور وارثون کو دیدیا جاوے۔ قرآن مین فوق اثنتین کا لفظ ہے جس سے ابن عباس کہتے ہین کہ اگر صرف دو لڑکیان ہون تو اون کو بھی نصف ملے گا کس لئے کہ فوق اثنتین کے معنے جو مشروط تھے نہ پائے گئے مگر جمہور کے نزدیک دو بیٹیان بھی تین کا حکم رکھتی ہین اور ان شرطیہ سے یہ بات نہین ثابت ہوتی کہ دو سے زیادہ نہون تو اون کو دو ثلث نہ ملین اور احادیث صحیحہ اور دلائل آیات قرآنیہ بھی جمہور کے موید ہین سوم یہ کہ صرف ایک بیٹی ہو تو اوس کو کل مال کا نصف یعنے آدھا پہونچے گا وان کانت واحدۃ

ف کلالہ کے اشتقاق مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین یہ کل سے مشتق ہے جسکے معنے بار کے ہین ایسی قرابت بعیدہ جو نہ اصول سے تعلق رکھے نہ فروع سے ایک طرح کی بار ہوتی ہے پھر کلالہ کون ہے؟ بعض کہتے ہین وہ میت ہے کہ جسکے بعد اسکے وارثون مین سے نہ اسکے اصول مان باپ سو جود ہون نہ فروع اولاد ہو بلکہ اور لوگ ہون بھائی اور انکی اولاد وغیرہ انکی نسبت یہ بلحاظ پرورش کے ایک بار سمجھا جاتا تھا ابو بکر عمر علے اور جمہور صحابہ اور اہل لغت و اہل حرمین کا یہی قول ہی بعض کہتے ہین میت کے ایسے وارث جو نہ اوس کے اصول سے ہون نہ فروع سے ہون ۱۲ منہ

ف اور یہ بھی ہی کہ آدمی سب سے زیادہ اپنی اولاد کو عزیز رکھتا ہی انہین کے لئے کماتا ہی آپ نہین کھاتا اونکو کھلا کر خوش ہوتا ہی اس لئے سب سے زیادہ یہی مستحق ہین ۱۲

فلہا النصف چہارم یہہ کہ صرف ایک ہی بیٹا ہو اوس کو کل مال ملے گا کیونکہ جب ایک لڑکی کو نصف ملتا ہے اور مرد کا حصہ عورت سے دوچند ہے تو خواہ مخواہ اوس کو کل ملے گا کس لئے کہ دو نصف کے جمع کرنے سے کل ہو جاتا ہے اور اسی پر اجماع امت بھی ہو گیا ہے پنجم یہہ کہ کئی بیٹے ہون اون کا حکم ظاہر ہے وہ اور وارثون کا حصہ دیکر جس قدر بچے گا برابر تقسیم کر لین گے۔

نسب کی دوسری قسم انسان سے مان باپ ہین۔ ہر چند مان باپ کا درجہ اور اون کے حقوق اولاد سے کہین زیادہ ہین مگر جب آدمی صاحب اولاد ہو کر مرتا ہے تو عادتاً اس عمر مین مان باپ بڈھے ہو جاتے ہین جن کی عمر کا کسی قدر حصہ باقی رہجاتا ہے اس لئے انکو مال کی کم ضرورت ہے۔ دوم اون کے پاس ان کا اندوختہ اور اپنے مان باپ کا زائد حصہ بھی موجود ہوتا ہے برخلاف میت کی اولاد کے کہ اون کا سرمایہ تو سر دست یہی باپ کی کمائی ہوتی ہے اس لئے مان باپ کا حق بہ نسبت اولاد کے کم قرار پایا اور اسی لئے اوس کو اوس کے بعد مین بترتیب ذکر کیا والدین میت کے تین حال ہین (۱) یہہ کہ ان کے ساتھہ میت کی کوئی اولاد بھی ہو مثلاً زید مرا اور اوس نے مان باپ اور اولاد پیچھے چھوڑی تو اس صورت کو اللہ تعالی اس آیت مین بیان فرمایا ہی ولابویہ لکل واحد منہما السدس مما ترک ان کان لہ ولد کہ کل مال کے چھہ حصے کر کے ایک حصہ مان کو ایک باپ کو ملے گا باقی چار حصون کو اولاد بانٹ لے گی۔ ولد مین میت کا بیٹا اور بیٹی دونون آگئے پھر اگر صرف ایک بیٹا ہے تو یہ چارون حصہ یہی لے گا اور اگر کئی ہین تو باہم برابر بانٹ لین گے اور اگر بیٹے اور بیٹیان ہین تو دوہرا حصہ بیٹا اور اکہرا حصہ بیٹی کو دیکر تقسیم کرین گے اور اگر صرف ایک بیٹی ہے تو آدھا مال وہ لے گی اور چھٹے حصہ کے سوا جو کچھہ بچے گا اوس کو بھی باپ ہی عصبہ بنکر لے گا۔ اب اگر دو بیٹیان ہین یا زیادہ تو دو ثلث وہ لین گے اور مان باپ کو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اب (۲) یہ کہ سوائے مان باپ کے میت نے اور کوئی وارث نہین چھوڑا اس صورت مین کل مال کے تین حصہ کر کے ایک مان کو اور باقی باپ کو ملین گے جیسا کہ فرماتا ہے فان لم یکن لہ ولد و ورثہ ابواہ فلامہ الثلث گرچہ باپ کے حصہ کی شرح نہین کی مگر دلالۃ سے سمجھا جاتا ہے کہ ثلث کے بعد جو کچھہ ہے باپ کا ہی اور وارث تو کوئی ہی نہین۔ پھر اگر اور وارث بھی ہو یعنے خاوند عورت کا اور خاوند کی بیوی مثلاً ایک شخص مرا اوسنے اولاد تو کچھہ نہ چھوڑی مگر بیوی اور مان باپ چھوڑے یا ایک عورت لاولد مری اوسنے خاوند اور مان باپ چھوڑے اس صورت مین علماء کا اختلاف ہی کیونکہ آیت مین اسکی کچھہ تصریح نہین اکثر صحابہؓ کہتے ہین بیشتر خاوند اپنا چوتھا حصہ لے گا اوسکے بعد تہائی یعنے ثلث مان لیگی اور بچے گا باپ لے گا یون تقسیم کرین گے مرج ۱۲ ہم ۴ ہم ۳ ابن عباس کہتے ہین کہ کل کا ثلث مان لے گی اس طرح تقسیم ہو گی مرج ۱۲ ہم ۴ ہم ۳

---

(۱) شیعہ اس جگہ حضرت ابوبکرؓ پر اعتراض کیا کرتے ہین کہ انہون نے حضرت فاطمہ رضؓ کو آنحضرت کے مال مین سے نصف کیون ندیا؟ اسکا اصل جواب یہی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے بوقت اخیر کوئی مال ہی نہین چھوڑا نہ غیر منقولہ اور نہ غیر منقولہ اور نہ پیغمبر علیہ السلام کی یہ شان تہی کہ وہ نبوت و رسالت کو دنیاوی مال کا ذریعہ بناتے اور نہ کسی اولوالعزم رسول نے کوئی مال چھوڑا جو کچھہ انکو ملی بھی گیا تو ضرورتون اور رہانون اور اقربا کے لئے وقف کر دیا تہا فدک مین جو کچھہ زمین تہی وہ وقف علی الاقارب تہی اگر یہ روایات جو خبر احاد ہین جنکا ظن سے زیادہ مرتبہ نہین تسلیم بھی کر لی جائین تو ممکن ہے کہ حضرت فاطمہ رضؓ کو وراثت کا خیال پیدا ہوا ہو مگر اصل حقیقت ابوبکرؓ راز دار رسول خدا صلعم سے سنکر خاموشی اختیار فرمائی اور دم اخیر تک کلام نہ کیا مگر ابوبکر بھی غضب کر کے جیسا کہ معترض کہتا ہے اپنے تصرف مین نہ لائے اور نہ اپنی اولاد کو دے گئے کہ جنمین سے ایک لڑکی رسول خدا صلعم کی بیوی تہین جنکو میراث مین سے بھی کچھہ مل سکتا تہا مگر بدستور آنحضرت صلعم کے اقارب کو اپنی آمدنی دیتے رہے پھر عمر و عثمان بلکہ علی کی خلافت مین بھی اسی پر عمل درآمد رہا اپنی خلافت مین خود علی نے بھی اوس زمین کو حضرت فاطمہ کی اولاد کو نہ دیا ورنہ ردمظالم امام برحق کا فرض منصبی تہا حضرت حسن نے اپنی خلافت مین اسپر مالکانہ تصرف فرمایا یون ابوبکر پر طعن کرنے کے لئے مخالف اس واقعہ کی بُرے پیرایہ مین تصویر کھینچتا ہے تو اوسکو اختیار ہے مگر وہ پیغمبر خدا اور فاطمہ رضؓ پر بھی) درپردہ طعن کر رہا ہے بلکہ حضرت علےؑ اور حسن پر بھی معاذ اللہ ۱۲ منہ

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۹۱

اس صورت مین باپ کو مان سے کم ملتا ہی (۳) یہ کہ میت کے اولاد تو نہو مگر باپ مان کے سوا سے بہن بھائی چھوڑے ہون اس صورت مین صرف مان کا حصہ خدا نے بیان کیا کہ اوس کو سدس یعنے چھٹا حصہ ملے گا فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس مگر یہ حکم جب ہی کہ دو یا دو سے زیادہ میت نے بہن بھائی چھوڑے ہون اخوۃ اخ کی جمع ہی مگر مراد وہ ہی کہ جس سے اخوۃ ثابت ہو خواہ بھائی ہو یا بہن عینی ہون یا علاتی یا اخیافی اگر ایک بہن ہی تب اُن کو ثلث ملے گا۔ مگر یہ نفرمایا کہ سدس کے بعد باقی کون لے گا جمہور صحابہ یہ کہتے ہین کہ قرینہ دلالت کرتا ہی کہ باپ لے گا جیسا کہ فلامہ الثلث سے دو ثلث باپ کے لئے سمجھے جاتے ہین۔ اور ان بہن بھائیون کو اس صورت مین کچھ نہ ملے گا محروم رہین گے۔ ابن عباسؓ کہتے ہین انکو ایک سدس جو مان سے لیا ہے دیا جاوے گا اور تنہا بہنین ہونگی تو مان کو ثلث ہی ملے گا کیونکہ لفظ اخوۃ ہے نہ اخوات * واضح ہو کہ دادا بمنزلہ باپ کے اور نانی دادی بمنزلہ مان کے ہے یہان اسکی بھی آیت مین تصریح کردی کہ یہ سب حصہ میت کے قرضہ اور وصیت ادا کرنے کے بعد قائم ہون گے۔ اور یہہ بھی بتلادیا کہ ان حصون کے مقرر کرنے مین جو مصلحت الٰہی ہے اوس کو تم اچھی طرح نہین جانتے لاتدرون ایہم اقرب لکم نفعا چونکہ یہ تقسیم عرب کے دستور قدیم کے برخلاف تھی تاکہ اونکو شاق نہ معلوم ہو اس لئے یہ فرمایا گیا نسب کی تیسری قسم مین بہن بھائی ہین ان کا مرتبہ اولاد اور مان باپ کے بعد ہے مگر زوجیت کا تعلق عجیب ہی اور نیز بیوی کو عرب مین حصہ نہین دیتے تھے اس لئے ان سے پہلے میان بیوی کا حصہ بیان فرمایا۔ اور میان بیوی کا حصہ دوسرے سبب یعنے نکاح پر مبنی ہے ہم تفسیر مین پیشتر اس سے فارغ ہولین پھر اس تیسری قسم کی تشریح کرین گے (اگر خاوند لاولد مرے تو منجملہ اور وارثون کے بیوی کو چوتھا حصہ کل مال مین سے پہونچے گا خواہ ایک بیوی ہو یا چار سب ہی چہارم مین شریک ہین اور اگر میت کی اولاد ہے خواہ بیٹا خواہ بیٹی خواہ ایک خواہ دو خواہ اس بیوی سے یا کسی اور سے خواہ لونڈی شرعیہ سے تب بیوی کو آٹھوان حصہ ملے گا۔ اور اگر بیوی لاولد مرے تو خاوند کو نصف ورنہ چہارم ملیگا۔ جیسا کہ فرمایا ہے ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لہن ولد۔ الآیہ چونکہ عورت مہر بھی پاتی ہے پھر اور شخص سے بھی نکاح کرسکتی ہے اور نیز مرد سے کم رتبہ ہے اس لئے اس کا حصہ ہر حال مین میان کے حصے سے نصف رہا۔

واضح ہو کہ اگر ایک مان باپ کی اولاد ہے تو اون کو بہن بھائی عینی اور کبھی بنی اعیان کہتے ہین اور اگر مان غیر اور باپ ایک ہی تو اون کو بہن بھائی علاتی کہتے ہین اور اگر ایک مان اور دو باپ ہون مثلاً ایک عورت نے پہلے ایک شخص سے نکاح کیا اوس سے اولاد ہوئی پھر اوس کے طلاق دینے یا مرنے کے بعد اور سے نکاح کرکے اولاد حاصل کی سو یہہ بہن بھائی اخیافی کہلاوین گے۔ چونکہ اخیافون کا رشتہ ضعیف ہے اس لئے پیشتر انکے حصہ کا ذکر کیا کہ اگر کوئی مرد یا عورت کلالۃ ہو یعنے نہ اوس کے مان باپ ہون نہ اولاد ہو بلکہ صرف بہن بھائی ہون تو انمین سے ہر ایک کو سدس یعنے چھٹا حصہ ملیگا اور جو دو یا دو سے زیادہ ہون تو اون کو ایک تہائی ملے گی اور سکو وہ سب آپسمین برابر بانٹ لین گے بہن بھائی کا حصہ برابر ہوگا اگر میت کی اولاد یا مان باپ یا عینی یا علاتی

---

* یعنے اگر باپ نہو تو اسکے قائم مقام میراث مین دادا ہے اور مان نہو تو نانی یا دادی انکا قائم ہونا بعض کے نزدیک لفظ اب اور ام سے ہے اور بعض کے نزدیک اجماع امت سے اسی طرح پوتا قائم مقام ابن کے ہے ۱۲

بہن بھائی ہون گے تو اون کو کچھ بھی نہ ملے گا وان کان رجل یورث کلالۃ او امراۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منہما السدس الآیۃ باتفاق جمہور اس جگہ اخ اور اخت سے یہی اخیافی بہن بھائی مراد ہین کس لئے کہ اسی سورۂ نساء کے اخیر مین عینی اور علاتی بہن بھائیون کا ورثہ بیان فرمایا ہے جو اس ورثہ کے غیر ہے کمال قال اللہ یفتیکم فی الکلالۃ ان امرء ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلہا نصف ما ترک وہو یرثہا ان لم یکن لہا ولد فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان مما ترک وان کانوا اخوۃ رجالا ونساءً فللذکر مثل حظ الانثیین الآیۃ یعنی اگر ایک بہن میت کی ہو اور اوس میت کی اولاد اور مان باپ نہون (جسکو کلالہ کہتے ہین) تو اس بہن کو نصف مال ملے گا اور اگر دو یا زیادہ ہین تو اون کو دو ثلث ملین گے اور اگر اون کے ساتھ بھائی بھی ہی تو عصبہ ہوکر مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کرکے تقسیم کرلین گے ۔ یہ لوگ کہ جنکے قرآن مین حصے مقرر ہوئے اون کو ذوالفروض کہتے ہین جس صورت مین کہ یہ لوگ مرتد نہون یا مورث کو عمداً قتل نکرین یا اختلاف دارین نہو یا اختلاف حریت عبدیت مین نہو اسوقت اون کو یہ حصہ ملے گا ۔

نسب کی چوتھی قسم ایک اور بھی ہے جسکو عصوبت سے تعبیر کرتے ہین ذوالفروض کے حصون کے بعد جو کچھ باقی بچتا ہے اوسکو عصبہ لے لیتا ہے عصبون کی تین قسم ہین کیونکہ اوس کے عصبہ ہونے مین اگر غیر کی احتیاج نہین تو اوس کو عصبہ بنفسہ کہتے ہین اس قسم مین وہ ذکور ہین[۱] کہ جنکا واسطہ میت سے بغیر توسط انثی[۲] کے ہو جیسا کہ میت کی اولاد (ذکور) اور اوسکا باپ دادا پھر اوس کے بھائی پھر اوس کے دادا کی اولاد درجہ بدرجہ یہ چار قسم ہین اور اگر غیر کی حاجت ہے اور وہ غیر بھی عصبہ ہے تو اوس کو عصبہ بغیرہ کہتے ہین جیسا کہ میت کی بیٹیان اور پوتیان اور بہنین بھائیون کے ساتھ ملکر عصبہ ہوتی ہین جو وہ خود عصبہ ہین اگر وہ عصبہ نہین تو اوسکو عصبہ مع غیرہ کہتے ہین جیسا کہ میت کی بہن پوتی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہی اون کے بعد ذوالارحام ہین ۔ عصبات کا وارث ہونا احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے ثابت ہی تیسرا سبب توریث ولاء ہی ولاء یہ ہے کہ کوئی شخص کسی غلام کو آزاد کردے اور اُسکے اقارب نہون تو یہ آزاد کرنے والا کہ جسکو مولی العتاقہ کہتے ہین وارث ہوگا اور اُسکو عصبہ سببیہ کہتے ہین چونکہ ان مین بھی ایک دوسرے کا ہر طرح سے مددگار ہی اس لئے وراثت قائم ہوگی یا دو شخص ایسے کہ جنکے اقارب نہون باہم معاہدہ یگانگت کرکے گزران کرین تو اوس کو مولی الموالات کہتے ہین ان مین بھی باہم وراثت ہوگی بشرطیکہ اقارب نہون ورنہ نہین ف (۱) دوبارہ خدا تعالی نے فرمایا کہ یہ حصے وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد قائم ہونگے کیونکہ قرض کا میت پر باقی رہجانا اور وارثون کا مال لیکر چلتے پھرتے نظر آنا میت کو بھی عالم آخرت مین ضرر دیتا ہی اور قرض خواہ کا بھی ضرر ہی اور نیز وصیت کا پورا نہونا بھی میت کی روح کو صدمہ دیتا ہی اسلئے غیر مضار فرمایا اور تاکید کرکے وصیت من اللہ کہدیا کہ یہ تعمیل بھی وصیت الٰہی ہی (۲) کسی وارث کے لئے بغیر مرضی دوسرے وارثون کے وصیت جائز نہین اور اگر کسی غیر کے لئے وصیت کرے تو ایسا نکرے کہ تمام مال مرتے وقت غیرون کو بخش کر وارثون کو محروم چھوڑ جائے غایتہ الامر تہائی مال تک وصیت کرسکتا ہی کہ فلان فقیر کو یہ دیدینا یا مدرسہ یا مسجد مین لگانا یا فلان میرے دوست کو اسقدر دینا اور جو کل کی وصیت کریگا تو اُسمین سے موصی لہ کو صرف ثلث ملے گا (۲) احکام میراث بیان فرماکر یہ فرمایا کہ یہ حدین مقرر کی ہوئی حدین ہین جو انپر قائم رہے گا جنت مین آرام پاویگا ورنہ جہنم مین ذلت اوٹھاوے گا ۔

[۱] مرد [۲] عورتین ۱۲

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ

اور جو تمہاری عورتون مین سے بدکاری کرین تو اونپر اپنے لوگون مین سے چار گواہ لاؤ پھر اگر وہ گواہی دیدین تو اُن کو گھرون مین بند رکھو

حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ○ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا

یہان تک کہ وہ مرجاوین یا اللہ اونکے لئے کوئی راہ نکالے اور جو دو مرد تم مین سے بدکاری کرین تو اونکو سزا دو پھر اگر وہ توبہ کرین اور نیکی پر آجاوین تو اُنکا

عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ

پیچھا چھوڑدو کیونکہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے اللہ کو انہین کی توبہ قبول کرنی پڑتی ہے جو نادانستگی سے گناہ کر بیٹھتے ہین پھر جلد سے توبہ کر لیتے ہین

فَاُولٰٓئِكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ○ وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ

تو اللہ بھی انہین کی توبہ بہت جلد قبول کر لیتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا حکمت والا ہے اور انکی توبہ نہین کہ جو گناہ کئے چلے گئے یہانتک کہ جب اون مین سے کسی کے سامنے موت

اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ○

اکھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ اب میری توبہ ہے اور نہ اونہین کی کچھ توبہ ہے جو کفر کی حالت مین مرتے ہین ان لوگون کے لئے تو ہمنے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے

ترکیب

والتی - التی کی جمع خلاف قیاس ہے بعض کہتے ہین یہ لفظ جمع کیلئے وضع کیا گیا ہے مبتدا فاستشہدوا اسکی خبر - گرچہ یہ امر ہے لیکن بہ سبب ملنے التی کے فعل ہونیکا حکم رکھتی ہے بعض کہتے ہین خبر محذوف ہے تقدیرہ حکمهن فیما یتلی علیکم وہو فاستشہدوا الخ او یجعل عاطفہ بعض کہتے ہین بعد الی ان لہن یجعل سے متعلق ہے والذان کو والاتی پر قیاس کر لیجئے مبتدا و خبر ہونے مین انما التوبۃ مبتدا علی اللہ ثابت کے متعلق ہو کر خبر للذین الخ حال ہے ضمیر ثابت سے جسکے متعلق علی ہے بعض کہتے ہین للذین خبر علی اللہ شئی مقدر سے حال ہے ولا الذین الخ معطوف ہے الذین یعملون السیات پر مبتدا خبر بھی ہو سکتے ہین -

تفسیر

پہلے آیات مین عورتونکے لئے میراث کا حکم دیا تھا جسکا عرب مین عموماً دستور نہ تھا یہ بات اونکے حق مین نہایت شفقت کی تھی اسکے ساتھ زنا وغیرہ مفاسد کا بھی حکم بیان کیا تاکہ بڑائی سے منع کرکے کامل شفقت ہو جاوے خصوصاً میراث کے بعد جبکہ عورت کے پاس مال ہو جاتا ہے اور نیز اوسکا سرپرست مرجاتا ہے تو یہ دونون باتین اُسکے نفس کو شتر بے مہار کر دیتی ہین جس سے آزادگی اور اُس سے حرامکاری جو باعث فساد عالم ہے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ہم اب آزاد ملک کی عورتون کو دیکھتے ہین اسلئے ایسے موقع پر اس حکم کا بیان کرنا بھی نہایت مناسب تھا -

(۱) والتی الخ الفاحشۃ مصدر ہے جیسا کہ العاقبۃ برے کام یا بری بات کو کہتے ہین مگر اسجگہ مراد زنا ہے کیونکہ یہ قوت شہوانیہ کا بدنتیجہ ہے جو نہایت بد ہے جمہور کے نزدیک اسکے یہ معنے ہین کہ جو عورتین زنا کرین اور چار گواہ اونپر چشم دید گواہی دیدین تو اونکو گھر مین یہانتک مقید رکھین کہ اونکا حکم نازل ہو جاوے یعنے اونکے لئے خدا کوئی طریقہ خلاصی کا نکالے - یہ حکم ابتدا اسلام مین تھا جب کسی عورت پر زنا کی شہادت گزر جاتی تھی تو اوسکو گھر مین مقید رکھتے تھے اسبات کے انتظار مین کہ انجام جو حکم اسکے حق مین نازل ہو اُسپر عمل کیا جاوے چنانچہ بہر چند عرصہ کے بعد سورہ نور مین حکم نازل ہوا اور آنحضرت صلعم نے اسکی تشریح فرمادی کہ اگر کوارا یا کوری ایسا فعل کرے تو اُسپر سو درّے مارنے چاہئین اور کبھی اسکی سات برس تک جلا وطنی بھی کی گئی ہے اور جو بیاہا ہوا مرد یا عورت جسکو محصن یا محصنہ کہتے ہین ایسا کرے تو اوسکو سنگسار کرنا چاہیئے چنانچہ یہ بیان فرماکر آنحضرت نے فرمایا خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لہن سبیلا رواہ مسلم تورات مین بھی زنا کی سزا قتل ہے - چار گواہ اس لئے مقرر کئے کہ یہ بڑا نازک معاملہ ہے دو ایک کا جھوٹھ باندھ لینا سہل ہے مگر چار ثقہ آدمیون کا جو جماعت کا حکم رکھتے ہین ایسی جھوٹی بات

(۵) ابتدا اسلام مین زنا کی یہی سزا تھی پھر بعد مین یہ منسوخ ہو گئی رجم یا سو کوڑے مارنے کا حکم آگیا ۱۲ منہ

پر متفق ہونا عادتاً ناممکن ہی۔ اور نیز اس مین پردہ پوشی بھی ملحوظ ہے اسمین علاوہ سزائے موت کے خاندان کی عزت پر بھی دھبہ لگتا ہے اور نیز یہ فعل اوس سے سرزد ہوتا ہے اور کم سے کم مرتبہ شہادت مین دو گواہ ہین تو دو مرد کے فعل کے لحاظ سے دو عورت کے لحاظ سے چار ہو گئے۔

(۲) والذان اس سے مراد بھی جمہور کے نزدیک زناہے نزول مین تقدیم و تاخیر ہے اول اسلام مین صرف ایذا دینا ہی سزا مقرر تھی کہ انکو زبان سے برا بھلا کہو ملامت کرو فاذوہما سے یہی مراد ہے اگر باز آدین اور توبہ کرلین تو اُسکا پیچھا چھوڑ دو چونکہ عرب اس گناہ کے عادی تھے اونکو بتدریج منع فرمایا پھر اوس کے بعد والتی آیت مقدمہ نازل ہوئی کہ جسمین قید کا حکم ہوا اسکے بعد سورہ نور مین سزا معین کردی۔ بعض کہتے ہین والتی سے مراد زنا ہے والذان سے مراد لواطت ہے اور فاذوہما سے مراد تعزیر ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے کہ اغلام کے لئے زنا کا حکم نہین اس کے لئے تعزیر ہے نہ حد۔ امام شافعی کے نزدیک جو زنا کی سزا ہے وہی اغلام کی صرف یہ فرق ہی کہ مفعول گرچہ محصن ہو اوسکو سنگسار نکیا جاویگا۔ بعض کہتے ہین والتی سے مراد سحق ہے جسکو چپٹی کہتے ہین کہ عورت عورت سے بدفعلی کرتی ہی اور والذان سے مراد اغلام ہے کہ جو مرد مرد سے کرتا ہے اول کی سزا قید ہے دوسرے کی تعزیر اور زنا کا حکم سورہ نور مین ہے۔

زنا اور اغلام اور سحق کی برائی ظاہر ہے کہ انسے انتظام مین خلل ہوتا ہے جب عورت عورت کی طرف متوجہ ہوگی تو اپنی شوہر کی طرف کب رغبت کریگی خواہ مخواہ خانہ داری مین فساد پیدا ہوگا اور اسی طرح جب مرد مرد سے حاجت روائی کرے گا تو عورت اورون کی طرف متوجہ ہوگی اور یہ نسل سے محروم رہے گا عورت کو غیرون کی طرف متوجہ دیکھکر خاموش ہوگا تو اسکی غیرت گئی اور مفعول کو زنانہ پن عارض ہوتا ہے اور زنا سے نسب مین فرق آتا ہے اور کشت و خون بھی ہوتا ہے جو اکثر مشاہدہ مین آتا رہتا ہی اور نیز اس سے روح پر بھی تاریکی پیدا ہوتی ہے اس لئے خدا نے اسکو حرام کردیا اور اسپر سخت سزا بھی مقرر کردی اور آخرت مین روح کا معذب ہونا بھی بیان فرمادیا اسلام اسبات پر فخر کرسکتا ہے کہ اسکی برکت سے جسطرح شرک کی بیخ کنی ہوئی اسی طرح زنا کا بھی دروازہ بند ہوگیا اسی لئے بے حجابی جو زنا کی طرف اہارتی ہے جیساکہ آجکل مہذب قومون مین بھی دیکھا جاتا ہے اسکو بھی منع کردیا اور حجاب کا اسی مصلحت سے حکم دیا۔

(۳) جبکہ یہ فرمایا کہ اگر وہ توبہ کرلین تو انسے تعرض نکرو تو اسکے بعد توبہ کے اوصاف بیان کرنے بھی مناسب ہوئے فقال انما التوبۃ علی اللہ یعنی جس توبہ کو خدا ضرور اپنے فضل سے قبول کرتا ہی وہ دو باتون پر مبنی ہی ایک یہ کہ گناہ کو جہالت سے کرتا ہو اوسکو اوسکے گناہ ہونیکا علم نہو دوم یہ کہ من قریب یعنی موت سے اور اوسکے آثار سے پہلے توبہ کرلے یہ نہین کہ سدا اوس مین مبتلا رہے ان دو شرطون کے ساتھ توبہ قبول کرنا اللہ پر واجب ہی درحقیقت اوسپر کوئی چیز واجب نہین وہ فاعل مختار ہے مگر اوس نے اپنے فضل سے وعدہ کرلیا ہی بعض کہتے ہین علی اللہ کے معنے من اللہ ہین یعنے ان گمراہون کو کہ جنکی استعداد مین ہنوز کچھ فرق نہین آیا ہی خدا توفیق توبہ عطا فرماتا ہے اب رہے وہ لوگ کہ جو عمداً گناہ کرتے ہین یعنے گناہ کو گناہ جانتے ہین اونکی توبہ بالاتفاق قبول ہی مگر وہ لوگ بہ نسبت نادان کے زیادہ مجرم ہین اسلئے اونکی توبہ کا ضرور قبول کرنا نہیں فرمایا نہ (وہی) کردیا ہی اور جہالت کے معنے یہ بھی ہین کہ وہ حقیقت عذاب کو نہین جانتے سو وہ بھی انمین شامل ہین اسکے بعد جنکی توبہ قبول نہین اونکا ذکر کرتا ہی ولیست التوبۃ یعنے دو شخصون کی توبہ قبول نہین ایک وہ مومن کہ اوسکو علامات موت دکھائی دیجاوین اور اس عالم کا پردہ اوسکے اٹھ جائے تب اسکی توبہ قبول نہین دوم کافر اگر ایسے وقت کفر سے توبہ کرکے ایمان لائے تو اُسکی بھی توبہ قبول نہین اسکو ایمان یاس کہتے ہین۔ گرچہ اوس کی جناب عالی ہی وہ عذر آورون کو نہین نکالتا سو بار گر توبہ توڑکر توبہ کرے پھر بھی اوسکو معاف کرتا ہی جیساکہ احادیث صحیحہ مین وارد ہی مگر یہ جب تک ہے کہ بندہ پر وہ عالم متکشف نہین پھر جو منکشف ہوگیا تو گویا عدالت مین حاضر کیا گیا اب عذر کا زمانہ نہین رہا اب اسکو سزا ہوگی پہلے عذر کرتا تو مضائقہ نہ تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا

ایمان والو تمکو یہ حلال نہین کہ تم زبردستی سے عورتون کے وارث بنجاؤ۔ اور نہ اُنکو اسلئے روک رکھو کہ جو اونکو دے چکے ہو اسمین سے کچھ واپس لو (ہان اگر وہ

أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ

کھلم کھلا بدکاری کرین (تو ایذا دینا مضائقہ نہین) اور اونسے اچھی طرح سے رہو سہو پھر اگر وہ تمکو نہ بھا دین تو ہوسکتا ہی کہ تم کو بعض چیزین ناپسند ہوتی ہین اور اس مین اللہ

فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴿١٩﴾ وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ

بڑی خیر (و برکت) دیدیتا ہی (پھر صبر کرو) اور اگر ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا چاہو اور اوسکو بہت سا مال دیچکے ہو تو پھر اوس مین سے کچھ بھی واپس نہ لو کیا بہتان باندھکر

بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴿٢٠﴾ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٢١﴾

اور صریح گناہ سے اوسکو واپس لوگے اور (بھلا) تم اسکو کیونکر واپس لے لوگے حالانکہ تم ایک دوسرے سے بے حجاب ہو کر مل چکا ہو اور اونہون نے تم سے پکا قول و قرار بھی لے لیا ہی

ترکیب

ان ترثوا تاویل مصدر فاعل لایحل۔ اور کرہا مصدر اور حال ہی مفعول سے اور وہ بالفتح والضم پڑھا جاتا ہی لتذہبوا کا لام متعلق ہی تعضلوہن سے الا ان یاتین استثنا منقطع ہی

تفسیر

تو یہ کا وصف بیان کرکے پھر عورتو کے متعلق احکام بیان فرماتا ہی ایام جاہلیت مین عرب طرح طرح سے عورتو کو تکلیف دیتے تھے جس سے ان آیات مین منع فرماتا ہی۔

اول لایحل لکم عرب مین پہلے دستور تھا کہ جب کوئی شخص بیوی چھوڑ کر مرتا تھا تو اوسکا بیٹا جو دوسری بیوی سے ہوتا ہی یا کوئی اور وارث آکر اوس بیوہ پر کپڑا ڈال دیتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جسطرح مین میت کے مال کا وارث ہون اسی طرح اوس کی بیوی کا بھی۔ اسکے بعد یا تو بغیر مہر خود نکاح کر لیتا تھا یا اور سے نکاح کرکے اوسکا مہر آپ لیتا تھا یہہ بات عورت پر اوسکی خود مختاری کے لحاظ سے نہایت شاق تھی اسلئے اسکو حرام فرمایا۔ اور یہ بھی ہوتا تھا کہ بیوہ مالدار کو نکاح سے منع کر دیتے تھے جب تک کہ وہ اونکو کچھ نہ دیدے یا وہ اس کے آپ زبردستی وارث بنجاتے تھے سو یہ بھی اس آیت سے حرام ہے۔

دوم لاتعضلوہن الآیہ عضل کے معنے منع کے ہین اور اسی لئے مانع صحت مرض کو داء عضال کہتے ہین عرب مین یہ بھی خراب دستور تھا کہ جب کسی عورت منکوحہ سے دل نفرت کر جاتا تھا اور اسکو مہر دے چکتے تھے تو اس سے نہایت بدخلقی سے پیش آتے تھے تاکہ یہ مجبور ہو کر مہر واپس دیکر خود طلاق طلب کرے سو اسکو بھی اس آیت مین منع فرمایا اسی طرح اونکو مہلت بند کرکے رکھو کہ جو کچھ اونکو مہر دیا ہی واپس لو اور بعض طلاق دیکر بھی روک رکھتے تھے اور سے نکاح کرنے دیتے تھے مہر واپس لینے کیلئے سو یہ بھی منع ہی۔ فرماتا ہی ایسا فعل جب مضائقہ نہین کہ جب عورت کا قصور ہو نہ عام خانہ داری کا قصور بلکہ فاحشہ بینہ یعنی جب اس سے زنا چار گواہون سے ثابت ہو جاوے تب اسکو مجبور کرکے مہر واپس لینا کچھ مضائقہ نہین بلکہ ایسے وقت بعض علما کے نزدیک مہر دینا ہی واجب نہین رہتا اسکے بعد فرماتا ہی بیویو کے ساتھ عمدہ طور سے انصاف اور محبت سے گزران کیا کرو اور جو اسکی صورت و شکل یا کسی بات سے نفرت ہو تو اس نفرت کو دلمین جگہ دیکر فانہ بربادی نکرو انجام ہر چیز کا خدا کو معلوم ہی شاید اس نفرتی اور مکروہ عورت مین تمھارے کوئی عمدہ فائدہ ہو خدا اس سے اولاد صالح پیدا کردے یا اسکے اخلاق خانہ داری کے بابت عمدہ ہون اور خیر خواہی اور معیشت مین آسانی کے باعث ہون۔ نئی بیوی جسکو تم پسند کر رہے ہو اوس مین کیا کیا قباحتین نکلین۔

سوم۔ وان اردتم اس نصیحت کے بعد بھی اگر انسان دوسری بیوی کرنے اور پہلی کے چھوڑنے پر بعض وجوہ ضروریہ سے مجبور ہو تو اسکے لئے فرماتا ہے کہ جو کچھ تم نے مہر مین دیا ہے خواہ خزانہ ہی کیون نہو اوسکو ہرگز واپس لو اور کیونکر لے سکتے ہو تم نے اُن سے خلوت اور صحبت کر لی ہی جس سے مہر کامل واجب ہو جاتا ہی اور علاوہ اس کے بوقت نکاح تم نے انکو وفاداری کا اقرار دیا ہے جو نفس نکاح سے سمجھا جاتا ہے۔ عرب مین ایسی حالت مین عورت پر بہتان لگا دیتے تھے تاکہ وہ مہر سے محروم رہے اسکو منع فرماتا ہے کہ کیا تم بہتان باندھکر مہر رکھنا چاہتے ہو یعنے ایسا نکرو۔

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ

اور جن عورتون سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہون تم اونسے نکاح نکرو مگر جو پہلے گزر چکا (سو گزر چکا) کیونکہ یہ بیحیائی اور گناہ کی بات اور بُرا طریقہ ہی تمپر حرام کی گئین تمہاری مائین

وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ

اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمھاری پھوپھیان اور خالائین اور بھتیجین اور بھانجین اور تمہاری وہ مائین بھی کہ جنھون نے تمکو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنین

وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ

اور تمہاری ساسین اور تمہاری ان بیویون کی جن سے تم نے صحبت کی ہو وہ بیٹیان جو تمہاری پرورش مین ہون پھر اگر تم نے ان بیویون سے صحبت نہین کی تو (اون کی

عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

لڑکیون سے نکاح کرنے مین) تمپر کچھ گناہ نہین اور تمہارے صلبی بیٹون کی بیوین بھی (حرام ہین) اور دو بہنون کا جمع کرنا بھی (حرام ہی) مگر جو کچھ کہ ہو چکا

غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ

غفور رحیم ہے اور تمپر شوہر دار عورتین بھی (حرام ہین) مگر وہ جو تمہارے قبضہ مین آگئی ہون (یہ خدا کا تمہارے لئے نوشتہ ہی) اور انکے سوا سب عورتین تمہارے لئے حلال ہین (بشرطیکہ

أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ

تم مال (مہر) کے معاوضہ مین پاکدامنی کے لئے نکہ شہوت رانی کے لئے انکو نکاح مین لانا چاہو پھر جسسے تمنے صحبت کا فائدہ اوٹھایا ہو تو انکے مہر ادا کرو جو واجبی دینا ہی اور مہر مین

عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

سے) جو کچھ آپس کی رضامندی سے قرار پاگیا ہے تو اسمین بھی تمپر کچھ گناہ نہین ضرور اللہ سب کچھ جانتا سب حکمت سے واقف ہے

ترکیب

ما نکح ما بمعنے من والعائد محذوف ای من نکحہا آباؤکم الا ما استثنا منقطع ہی حرمت فعل مجہول امہاتکم الخ مفعول ما لم یسم فاعلہ من الرضاعۃ حال ہی اخوات سے انتی صفت ہے من نسائکم کی وان تجمعوا الخ بتاویل مصدر معطوف ہی امہاتکم پر والمحصنات بھی امہاتکم پر معطوف ہے الا ما ملکت استثنا متصل ہی والمعنے حرمت علیکم ذوات الازواج الا السبایا من المحصنات کتاب اللہ مفعول مطلق ہے کس لئے کہ حرمت بمعنے کتبت احل فعل مجہول ما وراء ذلکم بمعنے من ای احل لکم غیر المذکورات من النساء بشرطان الخ بان الخ محصنین حال ہی فاعل تبتغوا سے فما بمعنے الذی شرط جوابہ فاتوہن یا کیونشرط نہیں مبتدا اور فاتوہن خبر۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا عورتون کے زبردستی وارث نہوجایا کرو جسکے متعدد طریق تھے انمین ایک کو اور بھی صراحۃً سے منع فرماتا ہے جسمین سخت بیحیائی ہی وہ کہ عرب مین مستعمل تھا کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویون کو گھر مین ڈال لیا کرتا تھا سو اس سے خدا نے ولا تنکحوا فرماکر منع کر دیا اور فرمایا الا ما قد سلف کہ جو ایام جاہلیت مین ہو چکا سو ہو چکا۔

ف نکاح کے معنے لغت مین عورت سے صحبت کرنے کے ہین اور اسکا اطلاق ایجاب و قبول عقد شرعی پر بھی ہوتا ہی اول معنے کے لحاظ سے امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہین کہ آیت کے معنے یہ ہوئے جس سے تمہارے باپنے مباشرت کی ہو یا علی سبیل عموم مجاز نکاح یا وطی کی ہو خواہ وہ وطی حلال طور سے ہو یا زنا سے اوس سے تم نکاح نکرو پس جس نے کسی عورت سے زنا کیا جیسا کہ رنڈیلون سے اس زمانہ مین لوگ کرتے ہین تو بیٹے کو اوس باپ کی رنڈی سے نکاح کرنا بھی اس آیت سے ممنوع ہی

ل۱ یعنی جن بیویونسے نکاح کرکے صحبت کا اتفاق ہوا ہو انکے پہلے خاوند کی بیٹیونسے نکاح درست نہین اور غالبًا وہ مرد کی پرورش مین رہا کرتی ہین بعض اہل ظواہر پرورش کی قید سے بالکل اتی ہین کہ جو پرورش مین نہ آئی ہون درست ہین ۱۲ منہ ل۲ ایک ساتھ دو بہنون سے نکاح حرام ہی عام ہے کہ وہ عینی بہنین ہون یا علاتی یا اخیافی یا دودھ شریک ہان ایک کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد اسکی دوسری بہن سے نکاح باتفاق سلف وخلف درست ہے ۱۲ منہ ف صلبی بیٹون کی بیویون سے بھی نکاح حرام ہے موتہ بولے بیٹے کی بیوی سے درست ہے ۱۲ منہ ف جو شوہر دار عورتین جہاد مین اسیر ہو جائین یا لونڈیان دام دیگر قبضہ واختیار مین آجائین وہ سب ملک ہین انسے بھی ایک حیض آجانے کے بعد صحبت درست ہے ۱۲ منہ

اسی طرح جس عورت سے زنا کیا اوسکی بیٹی سے بھی اُسکو نکاح درست نہین اسکی تحقیق آگے آتی ہی امام شافعی کہتے ہین نکاح سے مراد عقد شرعی ہے پس جس سے باپ نے عقد شرعی کیا ہی خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اوس عورت سے بیٹے کو نکاح منع ہے اور جس سے عقد شرعی نہین کیا بلکہ حرام کیا اوس سے بیٹے کو نکاح کرنے کی ممانعت ثابت نہین ہوتی امام ابوحنیفہ کی طرف سے ابوبکر رازی نے اور امام شافعی کی طرف سے فخر رازی نے بہت کچھہ دلائل بیان کئے ہین جنکے ذکر کی یہان گنجائش نہین ۔ پھر جبکہ باپ کی بیوی سے نکاح کرنا حرام کیا تو مناسب ہوا کہ جسقدر عورتین حرام ہین اونکا بھی اس کے ساتھہ بیان کیا جاوے اس لئے فرمایا حرمت علیکم امہاتکم اسجگہ خدا تعالے نے چودہ قسم کی عورتون سے نکاح کرنا حرام فرمایا سات تو انمین سے نسب کی جہت سے ہین ماں بیٹی بہن پھوپی خالہ بھتیجی بھانجی اور سات بغیر نسب کے ہین دودہ کے سبب ماں دودہ شریک بہن ۔ ساس ۔ بیوی کی بیٹی بشرطیکہ اوس سے صحبت کی ہو بیٹے کی بیوی ۔ باپ کی بیوی جو ابھی مذکور ہوئی ہے ۔ بیوی کے روبرو اسکی بہن یعنی سالی ۔ اب ہم اس مقام پر دو بحث کرتے ہین بحث اول مین الفاظ کے معانی اور انمین ائمہ کا اختلاف اور دوسرے مین ان عورتون کے حرام ہونے کی وجہ بیان کرتے ہین و بہ نستعین (بحث اول) امہاتکم امہات ام کی جمع ہی یہ لفظ اصل مین آمہہ تھا بار مفرد مین کثرت استعمال سے ساقط ہوگئی ہے اسکے معنے ہندی مین مان کے ہین گرچہ لغت مین اسکا اطلاق حقیقی مان پر ہوتا ہی مگر عرف شرع مین خواہ بطور عموم مجاز یا بالاشتراک ہو وہ عورت مراد ہی کہ جسکی طرف انسان کا نسب منتہی ہو خواہ مان کی طرف سے خواہ باپ کی طرف سے جیسا کہ نانی پرنانی دادی پردادی بناتکم جمع بنت ہی جسکے معنے بیٹی کے ہین اس مین بھی ہر وہ عورت شریک ہے کہ جسکا نسب انسان کی طرف خواہ بواسطہ یا بغیر واسطہ منتہی ہو جیسا کہ بیٹی یا پوتی یا نواسی سب بنات مین داخل ہین اوسی طریق سے جو مذکور ہوا ف جو بیٹی زنا سے پیدا ہوا امام ابوحنیفہ اوسکو بھی حرام کہتے ہین کیونکہ بیٹی ہی امام شافعی کہتے ہین یہ بیٹی نہین دلائل فریقین کی کتابون مین مذکور ہین اخواتکم یعنی بہنین اسمین عینی اور علاتی اور اخیافی سب بہنین شریک ہین عماتکم پھوپھیان جس شخص کی طرف انسان کا نسب منتہی ہو اُسکی بہنین بھی عمات مین داخل ہین مثلاً دادا کی بہن اسی طرح نانا کی بہن خالاتکم خالائین جس عورت کی طرف انسان کا نسب منتہی ہو اوسکی بہن خالہ ہی خواہ مان کی بہن عام ہو کہ عینی ہو یا علاتی یا اخیافی یا نانی پرنانی کی بہن بنات الاخ بھتیجیان خواہ عینی بھائی کی بیٹی یا علاتی کی یا اخیافی کی اسی طرح بنات الاخت بھانجیون کو قیاس کر لیجئے ۔ یہ وہ عورتین ہین کہ جن سے کبھی اور کسی وجہ سے نکاح درست نہین انکو محرمات ابدیہ کہتے ہین وامہاتکم التی ارضعنکم جنے اُسکو لڑکپن مین دودہ پلایا وہ بھی بمنزلہ مان ہی ۔ اور پھر اس مان کی مان اور نانی دادی بھی بحکم اجماع مان شمار ہوتی ہے رضاع دودہ پلانا گرچہ قرآن مین اسکی کوئی مدت معین نہین کہ کس زمانہ تک پلانا مان بنا دیتا ہی اور کس قدر پلانے سے مان ہو جاتی ہی ؟ مقدار کے بارہ مین امام ابوحنیفہ رح نص قرآنی کو مطلق قرار دیکر ایک گھونٹ دودہ کو بھی بچے کے شکم مین اتر جاوے باعث حرمت نکاح فرماتے ہین اور امام شافعی نص کو احادیث سے خاص کرکے اقل مرتبہ پانچ گھونٹون سے رضاع ثابت کرتے ہین اور اس سے کم کو معدوم سمجھتے ہین ۔ اور زمانہ کے بارہ مین سب آئمہ آیت مین قید لگاتے ہیں امام ابوحنیفہ کہتے ہین ڈھائی برس کی عمر کے اندر اگر بچہ کسی کا دودہ پیئے گا تو رضاعت ثابت ہوگی امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک دو برس کی مدت معتبر ہے ۔ دلائل فریقین کسی قدر پہلے گزر چکے پھر مدت رضاع کے بعد دودہ پینے سے کوئی عورت حرام نہین ہوگی واخواتکم من الرضاعۃ دودہ شریک بہنین ۔ رضاع کی وجہ سے قرآن مین صرف رضاعی مان اور رضاعی بہنون کی حرمت بیان کرکے اسطرف اشارہ کر دیا کہ رضاعت بمنزلہ نسب کے ہے اور پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسبات کو اور بھی کھولدیا کہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب رواہ البخاری ومسلم عن ابن عباس کہ جو عورتین نسب کی وجہ سے حرام ہین وہ رضاع کی وجہ سے بھی حرام ہین مرضعہ کی مان اور بیٹی اور اسکی بہنین اور پھوپھیان اور خالائین اور بھتیجیان اور بھانجیان الغرض رضاع بمنزلہ نسب کے ہے مگر چند صورتین مخصوص ہین اس لئے

بحث اول

فائدہ ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے

علت رضاع

اس امر مین قاعدہ کلیہ کی طور پر کسی شخص نے ایک شعر مین تمام مسائل جمع کردئے ہین ؎ از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند ؎ واز جانب شیر خوارہ زوجان فروع ۔ واہات نسائکم بیویون کی مائین ۔ اسمین بحکم اجماع بیویون کی نانی دادی جنکی طرف کہ اسکا نسب منتہی ہو خواہ باپ کی طرف سے خواہ مان کی طرف سے سب شریک ہین ف جمہور کا یہ مذہب ہی کہ جس عورت سے نکاح کرلیا خواہ ہنوز اس سے صحبت نکی ہو صرف نکاح کرنے سے اس عورت کی مان سے نکاح حرام مویدہ ہوجاویگا البتہ بیوی کی دوسرے خاوند کی بیٹی جب حرام ہوگی کہ جب اس بیوی سے صحبت بھی کرے گا ورنہ محض نکاح سے نہین اگر یہ اس بیوی کو طلاق دیکر اوس کے پہلے خاوند کی بیٹی سے نکاح کرے تو اس صورت مین کرسکتا ہی کس لئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اب اسکی مان سے نکاح حرام ہے خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور جو کسی لڑکی کی مان سے نکاح کیا اور ہنوز صحبت نہین کی تو طلاق دیکر اوس سے چاہے تو نکاح کرے اخرجہ عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر والبیہقی فی سننہ مگر چند صحابہ وتابعین جیسا کہ حضرت علی اور زید وابن عمر وزبیر وجابر رض دونون مین صحبت کرنے کی قید لگاتے ہین کہ ساس بھی جب بنتی ہے کہ جب نکاح کرکے اسکی بیٹی سے صحبت کرے گا کیونکہ دونون حکمون کے بعد قرآن مین دخلتم بہن یعنے صحبت کی قید موجود ہے اور حدیث مذکور مین کلام ہی ف۲ علمار کا اس مسئلہ مین اختلاف ہی کہ اگر کسی عورت سے زنا کیا تو کیا اس سے اوس عورت کی مان ساس ہوسکتی ہی ؟ جمہور کے نزدیک نہوگی بلکہ اوسکی مان سے یا اوس کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے کس لئے کہ امہات نسا مین داخل نہین اور نیز دارقطنی نے عائشہ رض سے روایت کی ہی کہ کسی نے ایک عورت سے زنا کرلیا تھا پھر اوسنے اوسکی مان یا بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو آنحضرت صلعم سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ حرام سے کوئی حلال چیز حرام نہین ہوجاتی ۔ مگر امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری اور احمد واسحاق وعطار وحسن وشعبی کہتے ہین وہ ساس ہوجاویگی ۔ بلکہ اگر شہوت سے ہاتھ لگایا یا ستر خاص کو بنظر شہوت دیکھا تب بھی اس عورت کی مان ساس ہوجاویگی اور یہ عورت بمنزلہ بیوی کے قرار پاکر اسکی بیٹی ربیبہ ہوجائیگی ۔ بعض کہتے ہین اگر کسی لڑکے سے اغلام کریگا تو اسکی مان سے نکاح کرنا ساس ہوکر حرام ہوجاویگا وفیہ مافیہ ۔ وربائکم جمع ربیبہ یعنے عورت کی پہلے خاوند سے بیٹی اور چونکہ ایسی لڑکیان اپنی مان کے ساتھ رہتی ہین اور نئے باپ کے ہان پرورش پاتی ہین اسلئے فی حجورکم کی قید واقعی بڑھائی جسکو بعض نابسمجھ پادری بیفائدہ کہکر قرآن پر اعتراض کرتے ہین حجورکم جمع حجر بالکسر والضم جسکے معنی گود اور پرورش کے ہین یہ لڑکیان بھی جب حرام ہوتی ہین کہ جب اونکی مان سے نکاح کرکے صحبت کا اتفاق ہوا ہو عام ہی کہ اس لڑکی نے اس شخص کے ہان پرورش پائی ہو یا نہین مگر بعض نے حضرت علی سے منقول کیا ہی کہ ایسی لڑکی سے نکاح درست ہی کیونکہ قید پرورش مین ہونے کی ہی اور جب اسکی پرورش مین نہ تھی تو حرام نہین جمہور اسکے برخلاف ہین اور قید کو احترازی نہین کہتے ۔ اور اگر صحبت کا اتفاق نہین ہوا تو بالاتفاق اس لڑکی سے نکاح درست ہے وحلائل ابنائکم صلبی بیٹے کی بیوی اسمین پوتا بھی شریک ہے خواہ بیٹے نے نکاح کرکے صحبت کی ہو یا نہین حلائل جمع حلیلہ بروزن فعلیہ بمعنے مفعول یعنے حلال کی گئی چونکہ بیوی حلال ہوتی ہے اس لئے اسکو حلیلہ کہتے ہین اصلابکم کی قید سے مونہہ بولے بیٹے کی بیوی نکل گئی کیونکہ اوس سے نکاح حرام نہین وان تجمعوا دو بہنون کا نکاح مین جمع کرنا حرام ہے اس مین بحکم حدیث عورت کی خالہ اور اور پھوپی بھی شریک ہے یعنے جسطرح دو بہنون سے نکاح حرام ہے اسی طرح پھوپی بھتیجی اور خالہ بھانجی سے بھی بلکہ ہر ذی رحم محرم سے مگر ملک یمین مین جمع کرنا منع نہین یعنے دو بہنون کو جو لونڈیان ہون ایک ساتھ خریدنا مضائقہ نہین مگر دونون سے صحبت نکرے ۔ ان سب اقسام کے بعد پندرہوین ایک اور قسم حرام عورتون کی وہ ہے والمحصنات من النسار احصان لغت مین منع کرنے کو کہتے ہین اور چونکہ قلعہ غیر کو آنے سے منع کرتا ہے اس لئے اوسکو حصن کہتے ہین اور اسی لئے شہر پناہ والے شہر کو مدینہ حصینہ بولتے ہین حصان بالکسر نر گھوڑا جو مالک کو قبضہ دشمن سے روکتا ہے حصان بالفتح پارسا عورت جو اپنے ستر کو بدکاری سے روکتی ہی قرآن مین لفظ احصان چند معنے کے لئے بولا گیا ہے ۔ (۱) حریعنے آزاد مرد وعورت پر جو کسی کے غلام نہون والذین یرمون المحصنات اے الحرائر

ف۱ زنائے مصاہرت ثابت ہوتی ہو کہ نہین

ف محصنات

(۲) پارسا پر محصنات غیر مسافحات (۳) خاوند والی عورت پر والمحصنات من النساء اس صورت مین جمہور کے نزدیک آیت کے یہ معنے ہوئے کہ تمپر شوہردار عورتین بھی حرام ہین الا ماملکت ایمانکم مگر وہ شوہردار عورتین جو جہاد مین مقید ہوکر آوین اور اونکے شوہر ساتھ نہون (جیسا کہ ابوحنیفہ کہتے ہین) یا ہون جیسا کہ (امام شافعی کہتے ہین) تب بہ عورتین جو لونڈیان ہوکر آئی ہین جنکو ہاتھہ کا مال کہا ہی مالکون کے لئے حلال ہین ایک حیض آنیکے بعد کسلئے کہ کفر کا نکاح ایسے موقع مین معتبر نہوگا اور اس اسیری کا اثر بمنزلہ طلاق کے بلکہ اس سے بھی زیادہ واقع ہوگا اور ابوالعالیہ اور عبیدہ سلیمانی اور طاؤس اور سعید بن جبیر اور عطار اور حضرت عمر کے نزدیک اس آیت کے یہ معنے ہین کہ تمپر محصنات یعنی پارسا عورتین حرام ہین مگر جنکی عصمت بسبب نکاح یا ملک کے تمہارے قبضہ مین آجاوے وہ حلال ہین۔

ان عورتون کا بیان فرماکر جن سے نکاح حرام ہے فرماتا ہی واحل لکم ماوراء ذلکم کہ انکے سوا اور عورتین تمپر حلال ہین مگر نہ مطلقاً کہ جس عورت سے ان عورتون کے علاوہ جو چاہا کر لیا جاوے جیسا کہ اجنبی عورتون سے زنا کر لیا جاتا ہے بلکہ چند شرطین ہین جنکے مجموعہ سے عرف مین نکاح ثابت ہوتا ہے اول ان تبتغوا باموالکم یعنے اپنے مال صرف کرکے انکو حاصل کرو۔ گرچہ ہر قوم مین شادی کیوقت مال صرف کرنا بالخصوص شائستہ ملکون کا قدیم دستور ہے لیکن نکاح سے پیشتر کچھہ ہدیہ جسکو چڑھاوا کہتے ہین بھیجا جاتا ہی اور منگنی کے ایام مین بھی گہنا کپڑا برتن وغیرہ حسب دستور بھیجے جاتے ہین تاکہ شوہر کی خواہش اور بیوی کا اعزاز ثابت ہو اور لوگون مین یہ بات شہرت بھی پاجاوے آشنائی اور خفیہ سازش نہ معلوم ہو تاکہ کل اسکی اولاد کو عار و ننگ اور بیوی کے کنبہ کو ذلت کا باعث نہو اور پھر اوسمین اور اسکے کنبے مین محض اجنبیت نہ پائی جاوے جو تمدن کے بارے مین زہر ہے عرب مین یہ دستور تھا کہ بروقت نکاح عورت کی خوشی اور عزت کے لئے اسکو کچھہ نقد دیا جاتا تھا جس کو مہر کہتے ہین۔ اقل مرتبہ اس مہر کا نام ابوحنیفہ کے نزدیک دس درہم ہونے چاہئین جو تخمیناً ساڑھے تین یا پونے چار روپیہ چہرہ شاہی ہوتے ہین کیونکہ انتغاء باموالکم فرمایا ہی اور اس سے کم مقدار کو ایسے موقع مین مال صرف کرنا نہین کہتے اور اسلئے چور کے ہاتھہ کاٹنے مین بھی جو مال کی چوری پر کٹتا ہی دس درہم معتبر ہین امام شافعی کے نزدیک اقل مرتبہ کی کوئی حد نہین خواہ ایک پیسا ہو یا کچھہ اور ہو بلکہ احادیث مین بعض عورتونکا مہر تعلیم قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار دیا تھا دوم محصنین کہ اس سے مقصود ان عورتون کو پابند کرنا اور اپنی پاکدامنی مقصود رکھنا ہو غیر مسافحین نہ شہوت رانی مطلوب ہو سو یہ ساری باتین گواہون کے روبرو ایجاب و قبول سے ہوتی ہین اور اسی کو عرف شرع مین نکاح کہتے ہین خلاصہ یہہ کہ محرمات کے علاوہ اور عورتین نکاح کرنے سے حلال ہین ورنہ وہ بھی حرام کس لئے کہ والمحصنات کا عطف امہات پر ہے ای وحرمت علیکم المحصنات چونکہ مہر یسا اوقات وقت پر نقد نہین دیا جاتا تھا بلکہ ذمہ پر واجب کر لیا جاتا تھا اور اسکو کچھہ عرب واجب لادا خیال نہ کرتے تھے اسلئے اسکے بعد یہ بھی فرمادیا فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن استمتاع لغت مین نفع حاصل کرنا اور جس چیز سے نفع حاصل کیا جاتا ہی اوسکو متاع کہتے ہین پھر آیت کے معنے حسن اور مجاہد وغیرہما کے نزدیک یہہ ہین کہ جس چیز پر تم نے ان عورتون سے نفع حاصل کیا ہی جماع اور عقد نکاح کرکے تو اس چیز کو کہ جو انکا مہر ہے دیدو اجور اجر کی جمع ہی اور مہر چونکہ عورتونکے منافع کا بدل ہی اس لئے اسکو اجر کہدیا اور کئی جگہ قرآن مین اجر بمعنے مہر آیا ہی ازانجملہ یہ آیت ہی لاجناح علیکم ان تنکحوہن اذا آتیتموہن اجورہن اس ترکیب مین ضمیر مین عائد محذوف مانی جاویگی۔ اور یون بھی معنی ہو سکتے ہین کہ ما بمعنے من لیا جاوے یعنے جن عورتون سے تمنے نفع بطور جماع و عقد نکاح حاصل کیا ہی اون کے مہر اون کو دیدو۔ مگر جمہور کے نزدیک یہان بھی نکاح مراد ہے اسکو اسلئے بیان کیا ہی کہ جب عورت سے نکاح کرکے صحبت کر چکے تو نفع اوٹھا لیا اونکا پورا مہر واجب ہو گیا ایک گروہ یہ کہتا ہی کہ پہلی آیتو مین نکاح مراد تھا اس آیت مین نکاح متعہ مراد ہے جو ابتداء اسلام مین کسی ضرورت سے جائز ہو گیا تھا پھر اوسکو شریعت نے حرام کر دیا اور قرارت ابی ابن کعب و ابن عباس و سعید بن جبیر کہ جسمین الی اجل مسمی آیا ہی اسکی مؤید ہے۔

متعہ ایک قسم کا نکاح ہی جسمین مرد عورت کو کسی مقدار معین مال سے ایک مدت معین تک اپنے پاس رکھے اور ایجاب و قبول اوسمین بھی شرط ہی پھر اسکو رنڈی بازی

کہنا فضول ہی۔ جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ یہ نکاح فتح خیبر اور فتح مکہ مین جائز ہوا تھا پھر اسکو نبی علیہ السلام نے ابداً حرام کردیا جیسا کہ حضرت علی سے منقول ہی کہ آنحضرت نے خیبر کے روز گدھون کے گوشت اور نکاح متعہ سے منع کردیا یہہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ہے اور بھی احادیث اس قسم کی وارد ہین علاوہ اسکے جبکہ یہ آیت نازل ہوئی والذین لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم کہ سوائے بیوی اور لونڈی کے اور کوئی عورت درست نہین۔ تو پھر اسکے منسوخ ہونے مین کیا کلام ہے؟ کس لئے کہ متاع عورت نہ بیوی ہی کیونکہ بیوی کو میراث ہے اسکو نہین اور نہ لونڈی ہی اور بعض علمار متعہ کو بدستور جائز کہتے ہین جیسا کہ صحابہ مین سے ابن عباس اور عمران بن حصین وہ کہتے ہین کہ یہہ عورت بھی بیوی ہی مگر اسکے لئے چند روزہ ہونے کی وجہ سے میراث نہین۔ مگر ابن عباس اسکو حالت اضطرار مین جائز کہتے تھے پھر اخیر مین رجوع کرلیا اور اس فریق کے بھی دلائل ہین مگر وہ نہایت کمزور ہین جنکو علمار اسلام نے رد کردیا ہے۔

فرقہ شیعہ بھی اسکے جواز کا قائل ہی اور حضرت علی سے اسکا جواز منقول کرتے ہین۔

(دوسری بحث) یہ عورتین جو شریعت نے حرام کی ہین وہ ہین کہ جنکی حرمت سلیم الطبع قو مونمین فطری ہی مثلاً مان کہ جسکا دودھ پیکر انسان اکثر پرورش پاتا ہے ایک ایسی عورت ہی کہ اگر کوئی شریعت یا پیغمبر بھی دنیا مین آکر منع نکرتا تو انسان کی طبیعت سلیمہ اوسکی طرف جماع تو کیا خیال بدکی بھی اجازت نہ دیتی بلکہ بوقت ہیجان طبع ایسی عورتون کا خیال بھی اس شعلہ شہوت کے لئے سرد پانی کا حکم رکھتا ہی اور یہ بات سب سلیم الطبع لوگون مین یکسان ہی اسی طرح بہن بیٹی بھتیجی بھانجی خالہ پھوپی کا حال ہی علاوہ اسکے اگر بغور دیکھئے تو صدہا قباحتین بھی ہین منجملہ اون کے طبعی قباحت یہ ہے کہ ہر وقت کے پاس کے رہنے اور اونکے روبرو پرورش پانے سے نفس کو انکی طرف ہیجان نہین ہوتا اگر انسے نکاح درست ہوتا تو بلا شک یہہ جماع اسکو سخت مضرت پہنچاتا اور اولاد بھی نہایت کمزور ہوتی۔ چنانچہ حیوانات سے جب اس قسم کی جفتی سے بچہ لیا جاتا ہی تو وہ نہایت کمزور ہوتا ہے اسکا حکمائے حال نے بھی تجربہ کیا ہی تمدنی قباحت یہ ہے کہ اگر ان عورتون سے نکاح درست ہوتا تو اول باپ بیٹے اور بھائیون اور دیگر ان اقارب مین کہ جنکے اجتماع بغیر خانہ داری کا کوئی سامان ہی نہین ہو سکتا اوس محبت کے اختلاط سے کہ جوان عورتون کو اپنے پیارے بھائی بیٹے بھتیجے باپ سے ہی منظنہ تہمت ہوکر بڑا فساد پھیلتا دوم جب انہین سرپرستون سے نکاح درست ہوتا تو حقوق زوجیت عمدہ طور سے قائم نہوتے اور درصورت عدم قیام پھر بیچاری عورت کی طرف سے کون مطالبہ کرنے کھڑا ہوتا؟۔

روحانی قباحت یہ ہے کہ ملاء اعلی کے لوگون کو اس بہیمت سے ایک نفرت خاص ہی جیسا کہ بدبو سے دماغ انسانی کو ہی پھر اس نفرت کا اثر اوسکی روح تک اسطرح سرایت کرتا ہے کہ جسطرح اجرام علویہ آفتاب مہتاب کا اثر زمین کے نباتات پر جس سے اسکی روح پر ایک ظلمت و مرض طاری ہوتا ہے جو بعد مردن اس کے لئے عذاب الیم اور نار جحیم کا مزہ دکھاتا ہی۔ رہین اور سات عورتین ان مین سے دودھ کی مان اور بہن مین تو وہی بات ہے جو حقیقی مین ہے رہی ساس سالی بہو بیوی کی بیٹی باپ کی منکوحہ سو اگر ان کے پاس یہ لوگ نہ آوین جاوین تو خانہ داری مین فرق آتا ہے اور بیوی بمنزلہ قیدی کے ہوجاتی ہے اور اس صورت مین نکاح گر جائز ہو تو طمع پکانے کا موقع ملتا اور پھر باپ بیٹے مان بیٹی بہنون بہنون مین رقابت سے وہ فساد پیدا ہوتا کہ جو بیان سے باہر ہے اور نیز باہمی حقوق تلف ہوجاتے۔ اس لئے خدا نے انبیار کی معرفت ان کو حرام کیا اور جو پھر کوئی مرتکب ہو تو اسی کے لئے دنیا و آخرت مین حکم عدولی کی سزا معین کی اس پر بھی ملحدون کا یہہ کہنا (کہ مان اور بیوی مین کچھہ بھی فرق نہین صرف رسم و رواج مانع ہے اور مصلحت کے لئے دینی رفارمرون نے منع کردیا ہے اور نہ عذاب و ثواب کچھہ نہین) سخت بیوقوفی ہے بعد اس کے مہر کی بابت یہہ بھی رخصت دیدی کہ مہر مقرر ہونے کے بعد باہمی رضامندی سے اس کو کم زیادہ بھی کرسکتے ہو خواہ بالکل عورت معاف کردے تو جائز ہے ان سب امور کی حکمت کی طرف

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اور جس کو تم مین سے (باسبات کامقدور نہو کہ وہ آزاد مسلمان عورتون سے نکاح کرسکے تو پھر جو تمہارے قبضہ مین مسلمان لونڈیان ہون (انسے ہی نکاح کرلے) اللہ تمہارے

بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ

ایمان سے خوب واقف ہے تم آپسمین ایک ہو سو انسے انکے مالکون کی اجازت سے نکاح کرو اور انکو انکے مہر دستور کے موافق دیدو (نکاح) بیبیون بنانے کیلئے ہو نہ کہ شہوت رانی کرنے

وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ

اور نہ مخفی آشنائی کے لئے پھر جب وہ نکاح مین آجائین پھر اگر وہ زنا کرین تو جو سزا بیبیون پر ہے اسکی آدھی سزا ان پر ہے

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

یہ (لونڈیون سے نکاح کی اجازت) اسکے لئے ہے کہ جو تم مین گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ کہتا ہو اور صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے

ترکیب

ومن لم یستطع شرط فمن ما ملکت جواب طولا مفعول یستطع ان ینکح منصوب بے طولا کیونکہ محصنات حال ہی ضمیر ھن سے ولا متخذات الخ معطوف ہی محصنات پر اخدان جمع خدن مثل عدل واعدال بمعنی پوشیدہ آشنائی فاذا الخ شرط فان اتین شرط وجزا کا مجموعہ جواب ان تصبروا مبتدا خیر لکم خبر۔

تفسیر

ان اللہ کان علیما حکیما مین اشارہ فرمادیا۔ آزاد عورتون سے نکاح کرنے مین مہر بھی زیادہ دینا ہوتا ہے اور مصارف بھی زیادہ ہوتے ہین اور تجرد بھی ایک مصیبت ہے زنا کا دروازہ بند کردیا گیا اس لئے لونڈیون چھوکریون سے نکاح کی اجازت دی فقال ومن لم یستطع منکم الخ جسکو آزاد مسلمان عورتون سے نکاح کرنے کا مقدور نہ ہو تو کسی مسلمان لونڈی سے نکاح کرلے بشرطیکہ وہ محصنہ یعنی پاکدامن ہو زانیہ اور در پردہ آشنائی کرنیوالی نہو دوم یہ نکاح اونکے مسلمان لونڈی سے انکے مالک کی اجازت سے کرلے کیونکہ خدا کو تمہارے ایمان اور دلی حالات معلوم ہین اور اسمین کوئی عار بھی نہین کس لئے کہ بنی آدم بلحاظ نسل کے یکسان ہین لونڈی ہونا عارضی بات ہی اور جو کچھ قدر قلیل دستور اور رواج کے موافق انکے مہر و مصارف ہون دیتے رہو نہ کہ انکے مصارف کا بار انکے مالکون ہی پر ڈالدو اور نہ یہ ہو کہ انسے نکاح تو نہ کرو مخفی آشنائی کرکے شہوت رانی کرو۔

فوائد

(۱) من لم یستطع منکم طولا۔ طُول تونگری اور ذرافی۔ اور بالضم ضد قصر ہے یہ معنے ابن عباس اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور سدی اور ابو زید وغیرہم نے لئے ہین اور قتادہ اور نخعی اور ثوری کے نزدیک صبر مراد ہے۔ من لم یستطع کی شرط سے بطور مفہوم مخالف امام شافعی نے یہ بات نکالی ہے کہ لونڈی سے جب نکاح درست ہی جبکہ اسکو حرہ سے نکاح کرنیکی قدرت نہو ورنہ نہین اور مومنات کی قید سے یہ بات ثابت کی ہے کہ کافرہ لونڈی سے خواہ اہل کتاب ہی کیون نہو نکاح درست نہین امام ابو حنیفہ کہتے ہین یہ شرط وجودی بات کے لئے ہے نہ کہ عدی کے لئے اور مومنات کی قید بطور افضلیت کے ہے یعنے افضل یہ ہے ورنہ جب نکاح حرہ کتابیہ سے ہو سکتا ہی تو لونڈی کتابیہ سے کیون نہین ہو سکتا؟ من فتیاتکم یعنے اہل اسلام کی لونڈی سے نکاح کرو نہ یہ کہ خود اپنی لونڈی سے کیونکہ اوس سے نکاح کی کیا ضرورت ہے؟ (۲) اتوہن اجورہن لونڈی کو مہر دینا اوس کے مالک کو دینا ہے کیونکہ اسکی ہر ایک جائز آمدنی کا وہی مالک ہے پھر ان دونون باتون مین تعارض ثابت کرکے قرآن پر اعتراض کرنا نادانی ہے اور امام مالک ظاہر الفاظ سے استدلال کرکے مہر کو خاص لونڈیکا ہی حق قرار دیتے ہین (۳) فاذا احصن یعنے جبکہ نکاح مین آجاوین اور پھر زنا کرین تو جو حرہ عورت کی زنا مین سزا ہے اوسکی نصف لونڈی کی ہے حرہ پر سو درے ہین تو لونڈی پر پچاس اور چونکہ تنصیف کے قابل نہیں اسلئے لونڈی پر رجم نہین اور یہی غلام کا حکم ہے۔ اور یہ اس لئے کہ لونڈی خدمت گاری کے اسکو باہر جانا مردون سے اختلاط کرنا پڑتا ہے اس لئے محفوظ رہنا بہ نسبت حرہ کے مشکل ہے اور نیز بقدر تعسر ہوتی ہے فاذا کی شرط سے بعض نے یہ لکھا ہے کہ اگر لونڈی نکاح مین نہ آئی ہو اور پھر زنا کرے تو اسپر حد نہین یہ بیچاری کا یہی مذہب ہے مگر بحکم حدیث صحیحین (کہ جسکو ابو ہریرہ نے روایت کیا کہ اگر لونڈی زنا کرے تو اسپر حد قائم کرو اور صحیح مسلم مین ہے لونڈی غلامون پر حد قائم کرو خواہ وہ محصن ہون یا نہون) یہ غلط ہے احصن کے معنے بعضون نے مسلمان ہونے کے لئے ہین کما ہو مروی عن ابن مسعود وغیرہ۔ ۱۲ لونڈیان بھی آدم کی اولاد تمہارے ہم جنس ہین اصل فضیلت ایمان و نیکوکاری سے ہے ۱۲ منہ

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

اللہ (یہ) چاہتا ہے کہ جو (نیک لوگ) تم سے پہلے ہو گزرے ہین انکا طریقہ تمکو بتائے اور اون کے رستے تم کو چلائے اور تمپر مہربانی کرے اور اللہ خبردار حکمت والا ہی

وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ

اور اللہ تو تمپر مہربانی کرنا چاہتا ہی اور جو شہوت کے بندے ہین وہ چاہتے ہین کہ تم (سیدھے رستے سے) بہت دور جا پڑو اللہ چاہتا ہے

اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ۝

کہ تم سے تخفیف کردے (کیونکہ) انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے

ترکیب

یرید کا مفعول ذلک محذوف لیبین کا لام یرید سے متعلق ہی۔ اور ممکن ہی کہ لام زائدہ ہو تقدیرہ یرید ان یبین ویرید الذین یتبعون معطوف ہے واللہ یرید ان یتوب پر ضعیفا حال ہی انسان سے اور بعض کہتے ہین تمیز ہے وفیہ ما فیہ

تفسیر

لونڈیون سے نکاح کی اجازت کے بعد یہ بھی فرمادیا تھا کہ یہ اوسکے لئے ہے کہ جسکو حرامکاری مین گرفتار ہونے کا ڈر ہو ورنہ صبر کرنا تو بہتر ہے کیونکہ لونڈیون کی عادتین اچھی نہین ہوتین اسکے بعد یہ بتلاتا ہی کہ یہ احکام اور نصایح ہم تمہارے فائدہ کے لئے بیان کرتے ہین تاکہ تم صالحین اور راستبازون کے طریقہ پر چلکر مقصود تک پہنچو ویتوب علیکم سے یہی مراد ہے اور جو تمہین کہین شبہ ہو کہ فلان چیز کو کیون حلال کیا فلان کو کیون حرام کیا اور اسکی حکمت تمھاری سمجھ مین نہ آوے تو تم وسوسہ شیطانی مین نہ پڑو بلکہ یہ خیال کرو کہ اللہ علیم ہے ہر چیز کی ابتدا انتہا اُسکو معلوم ہے اور نیز حکیم ہے ہر امر مین ضرور حکمت مرعی رکھتا ہی پھر جو اوسنے حکم دیا ہے اوس مین ضرور کچھ نہ کچھ حکمت ہے خدا تو ان احکام کے بیان کرنے اور زنا سے بچنے کے لئے رستہ نیک بتانے مین تمپر مہربانی کررہا ہے اور شہوات ولذات کے فریفتہ یہ چاہتے ہین کہ تمکو راہ راست سے بہت ہی دور لیجا کر ڈالین کیونکہ مجوسی یہودی عیسائی مشرکین فرقون مین بڑی آزادی ہے خدا تمھارے لئے آسانی کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان جبلی طور پر خواہش کے ساتھ مقابلہ کرنے مین نہایت کمزور ہے بہت لوگ دیو شہوت کے مقابلہ مین ذرا بھی نہین ٹھہر سکتے انسان کے لئے جس طرح شتر بے مہار ہو کر لذات وشہوات مین آزادانہ کامرانی کرنا بلا قید حلال وحرام اور پاک وناپاک بہائم جیسی زندگی ہے جو کمالات روحانیہ سے محروم رکھتی ہی جیساکہ یورپ کی قومون مین پولوسی مذہب سے پیدا ہے اسی طرح مباح اور جائز اشیاء کو بھی از خود اپنے اوپر حرام کرکے معیشت کے دائرہ کو تنگ کرلینا ہی جیساکہ ہنودمین برہمنون نے کررکھا ہے اور اونکے ہان چچا مامون خالا پھوپی کی بیٹی سے نکاح ممنوع غیرہ کے ہاتھ لگ جانے سے اون کا کھانا پینا ناپاک بغیر نہائے خونی سردی ہو یا گرمی جنابت ہو یا ہو کھانا پینا ممنوع وغیرہ دنیا مین قومیت کو برباد کرنے والی چیز ہے یہ کام حضرات انبیاء کا ہے ہر چیز کی علت وحرمت کا نتیجہ روحانی بلکہ جسمانی وہی خوب سمجھ سکتے ہین جن قومون نے یہ کام اورون کے سپرد کیا وہ گمراہ ہوگئین اسلام نے یہ خدمت حضرات انبیاء بالخصوص خاتم المرسلین

لہ لونڈیان بھی آدم کی اولاد تمھاری ہی جنس ہین اصلی فضیلت ایمان ونیکوکاری سے ہے ۱۲ منہ

علیہ السلام کے ساتھہ مخصوص رکھی اس لئے وہ اس افراط و تفریط سے محفوظ ہی جسمین ہر قسم سے انسان کے لئے سہولت بھی ملحوظ رکھی ہی مگر اور قومیں مسلمانون کو بھی اپنے رستہ پر لیجانے کی کوشش کرتی ہیں جو مسلمان اس طریقہ انبیای کو چھوڑ کر جس قدر انکے طریقہ کو اختیار کریگا اوسی قدر گمراہی میں پڑکر راہ راست سے دور جا پڑیگا اور ایسا واقعہ ہوا بھی ہی جن لوگون پر افراط کی ہوا لگی وہ یورپ کی قومون کی طرح بے قید ہوگئے یہان تک کہ فرائض بھی چھوڑ بیٹھے اور جنپر ہنود کا اثر پڑا انمین ہزارون رسوم بیجا پیدا ہوگئے شدہ شدہ انکے مذہبی قوانین بھی اسی رنگ میں رنگین ہوگئے بلکہ جس طرح وہ اپنے بزرگون کی پرستش کرتے ہیں یہ بھی اپنے بزرگون کی پرستش کرنے لگے تعزیہ پرستی قبر پرستی فال اور ٹوٹکون کی پابندی انمیں پیدا ہوگئی آیت کے الفاظ میں دونون فرقون اہل افراط و تفریط کی طرف اور درمیانی رستہ کی طرف کس خوبی سے اشارہ ہی درمیانی رستہ کی طرف یرید اللہ لیبین لکم ویہدیکم سنن الذین من قبلکم (اے طریق الانبیاء السابقین) میں اشارہ ہی اور افراط کی طرف ویرید الذین یتبعون الشہوات ان تمیلوا میلا عظیما مین اشارہ ہی اور دراصل یہ آزادی بہت ہی دور لیجاکر ڈالدیتی ہی اور تفریط کی طرف یرید اللہ ان یخفف عنکم مین اشارہ ہے کہ انہون نے تو رستہ بھاری اور مشکل کردیا خدا آسانی کرنا چاہتا ہی وخلق الانسان ضعیفا اسکی علت ہی کہ انسان ایسی دشواری کا تحمل ہونے مین ضعیف ہے۔

ف احکام کے بعد معاملات جو بُرے نتائج پیدا ہوجاتے ہین دغا فریب سے مال اور کسی کی بیوی پر دست تطاول دراز کرنا جسکا آخری نتیجہ مار پیٹ اور آخر قتل تک نوبت پہونچتی ہی اس انجام کی خرابی جتاکر ان آیات مین کن تہدید آمیز الفاظ سے روکا جاتا ہی ۱۲ منہ

ل حالانکہ وہ عیال و اطفال سب سے پاک ہے لم یلد ولم یولد ۱۲ منہ

ل ابتدائے اسلام مین لوگ خویش و اقارب چھوڑ چھاڑ کر مدینہ مین آرہے تھے آنحضرت صلعم نے مہاجرین کا آپسمین رشتہ قائم کردیا تھا یہ تھا ان کا عہدان مین سے ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا جب آیت میراث اتری تو یہ حکم جاتا رہا جسکے جو اصلی وارث تھے وہی میراث کے مستحق ٹہرائے گئے مگر ان لوگون کے لئے بھی عہد کے موافق سلوک کرنے کا حکم باقی رہا ۱۲ منہ

ل یعنی اول نرمی سے سمجھا دینا چاہیئے اسپر بھی نہ مانین تو بے التفاتی کرو ساتھہ سونا چھوڑ دو اگر کوئی ڈیٹھہ اسپر بھی نہ مانے تو یا تہہ سے دہول دہپاکر کے سیدھا کردو پر خواہ مخواہ الزام لگانے کے لئے راہین نہ تلاش کرو کیونکہ تم پر بھی کوئی بالادست ہے اور اگر اسپر بھی نہ مانین تو طرفین سے دو شخص ثالث بنکر ملاپ کرادو اگر ان کی نیت بخیر ہے تو خدا ان مین ملاپ کردے گا ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا

مسلمانو! تم آپسمین ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھا جایا کرو (ہاں) اگر آپس کی رضامندی سے سودا ہو (تو کچھ مضائقہ نہیں) اور نہ آپسمین خونریزی کیا کرو

أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى

(کیونکہ) خدا کی تم پر بڑی مہربانی ہی اور جو کوئی یہ کام سرکش اور ظالم بنکر کریگا تو ہم اوسکو آگ مین ڈال دین گے اور یہ بات اللہ پر

اللَّهِ يَسِيرًا ۝ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا

آسان ہی اگر تم ممنوعات مین سے بڑی بڑی چیزون سے الگ رہوگے تو ہم تمھارے گناہ (صغائر) دور کردین گے اور تم کو عزت کے مقام مین داخل کرینگے

ترکیب

بینکم ثابت سے متعلق ہوکر حال ہوا اموال سے بالباطل۔ لاتاکلوا سے متعلق ہی الا استثناء منقطع تکون کا اسم ضمیر جو اموال کی طرف پھرتی ہی تجارت خبر بعض نے کان تامہ قرار دیکر تجارۃ کو بالرفع بھی پڑھا ہی عن تراض موصوف منکم صفت مجموعہ تجارۃ کی صفت ومن یفعل مرفوع بالابتداء فسوف الخ خبر مدخلا بالضم مصدر و بالفتح ظرف۔

تفسیر

جبکہ عورتونکے متعلق نکاح کے احکام بیان کئے گئے اور مصارف مہر ادا کرنیکی تاکید فرمائی گئی تو اسکے بعد جو کچھ باہمی کج اخلاقی اور جور وخصم کی بدمزگی سے برے نتائج پیدا ہوتے ہین اُنکی اصلاح فرماتا ہی کہ تم باہم اپنے مال دغا فریب کے طور پر نہ کھا جایا کرو نہ بیوی میان کے مال مین ایسا کرے نہ میان بیوی کے مال مین ایسا کرے ہان باہم رضامندی سے تجارت ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور نہ میان کسی بات پر ناراض ہوکر یا کسی طمع فاسد سے یا کسی بدگمانی سے بیوی کو قتل کردیا کرے نہ بیوی میان کا مال لینے کی وجہ سے یا کسی اور شخص سے نکاح کرنیکے لئے میان کو زہر سے یا کسی اور ترکیب سے قتل کرے اور جو ایسا کریگا تو اُسکی سزا جہنم ہی اور خدا کو تم سے محبت اور مہربانی اُسکی محبوب چیز کو قتل کرنا برا ہی یا یون کہو نکاح مین بالکل صرف تمہا اسکے ساتھ اور ناجائز تصرفات کا منع کرنا بھی مناسب ہوا اپنے مالونکو باطل طور سے نکھاؤ اسمین اپنا ذاتی مال بھی آگیا اوس مین اسراف اور طرح طرح کی فضولخرچی کرنا جو عموماً شادی بیاہون مین ہوتی ہین باطل طور سے کھانا ہی جو انجام کار اپنے آپکو ہلاک کرنا ہے لاتقتلوا انفسکم اسکی طرف اشارہ کرتا ہی اور اس مین غیر کا مال بھی آگیا کیونکہ برادران دینی یا بنی آدم بمنزلہ نفس واحد کے ہین اُنکا مال باطل طور سے کھانا یہ ہی کہ چوری۔ قزاقی۔ غصب۔ رشوت سے۔ یا انکا حق کرکے یا کوئی فریب دیکر کسی کا مال کھایا جاوے اسمین سب ناجائز طریقے مراد ہین سوا ایسا نکو وہان تجارت کا کچھ مضائقہ نہیں خواہ اسمین بائع کو فائدہ مشتری کو نقصان ہو یا بالعکس یا نہو۔ اور جو کوئی ایسا کرتا ہی تو اپنے بھائی کو قتل کرتا ہی لاتقتلوا انفسکم بھی عام ہی خودکشی کرنا (جیسا کہ رنج کی حالت مین کوتاہ اندیش کرتے ہین یا بہ نیت تقرب کسی دریا مین ڈوب مرنا یا آگ مین جل مرنا یا برف مین دب جانا جیسا کہ ہنود کرتے ہین) اسمین شامل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو اپنے آپکو قتل کریگا اوسی چیز سے اوسکو حشر تک اُس عالم مین عذاب دیا جاویگا اور اس مین غیر کا قتل کرنا بھی مراد ہی کیونکہ سب بنی آدم بمنزلہ نفس واحد ہین سو یہ بھی حرام ہی۔ اول تو اس فعل سے اسطور سے منع فرماتا ہی کہ اللہ کی تم پر مہربانی ہی انسان مظہر اسرار رحمانی ہی اور یہ مخلوق اُسکی عیال اللہ ہی اُسکو اپنی ہر ایک بندہ پر رحمت کمال ہی جسطرح کہ ماں باپ کو اپنے بال بچونپر ہوتی ہی پھر دیکھو اُنکا قتل کرنا یا ناجائز طور سے مال کھا جانا ماں باپ کو کہ جسکا تعلق خالق مخلوقیت کا نہین کس قدر برا معلوم ہوتا ہی۔ اور یہ بھی اشارہ ہی کہ ہمنے تمہاری توبہ بنی اسرائیل کی طرح قتل نفس مقرر نہین کی کیونکہ ہم تمپر مہربان ہین اسکی بعد اسکی سزا سنا کر ڈراتا ہی کہ ایسے کو جہنم ہی۔ عدوانا وظلما سے اسطرف اشارہ ہی کہ قصاص وغیرہ حقوق مین قتل مباح ہی۔ اس گناہ کی بعد توبہ کی رغبت دلاتا ہی کہ اگر تم گناہ کبائر سے بچتے رہوگے تو ہم تمہارے پہلے گناہ معاف کردینگے خواہ صغائر ہون خواہ کبائر بشرطیکہ حقوق عباد نہون یا صغائر کو معاف کردینگے۔ کبائر یہ ہین شرک کرنا قتل کرنا چوری کرنا زنا کرنا سحر کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا وغیرہ جنکی تشریح احادیث مین موجود ہی۔ کبائر سے بچنے کی یون قید لگائی کہ کبائر صغائر سے بچنا بجز خاص اشخاص کے ہر ایک کا کام نہین

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ
اور جس چیز مین خدا نے تم مین سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اوس کی ہوس نکیا کرو مردون کو اپنی کمائی کا حصہ ہے اور عورتونکو اپنی کمائی کا حصہ ہے

وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ
اور اللہ سے اوسکا فضل مانگا کرو بیشک اللہ ہر چیز جانتا ہے اور ہم نے مان باپ اور اقارب کے ترکہ مین ہر ایک کے لئے وارث بنا دئے ہین

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝
اور جن سے تم نے عہد باندھ لیا ہے اونکو (بھی) اونکا حصہ دیدیا کرو بیشک اللہ کے روبرو ہر چیز حاضر ہے

ترکیب

ما بمعنی الذی یا نکرہ موصوفہ اور عائد بہ مین ضمیر ہے بعضکم مفعول ہی فضل کا نصیب مبتدا للرجال خبر مقدم حما کا من نصیب سے متعلق ہی۔ ولکل کا مضاف الیہ محذوف ہی ای لکل احد جعل کا مفعول اول موالی جمع مولی ہی اور ثانی لکل ای جعلنا وارثا لکل احد مما ترک یا تو مال محذوف کی صفت ہی ای من مال ترکہ الوالدان یا متعلق ہی یرثون محذوف سے والذین عقدت الخ مبتدا فاتوہم خبر جملہ کا عطف کلام سابق پر ہے ۔

تفسیر

پہلی آیت مین قتل کرنے اور ناحق کسیکے مال کھانے سے منع فرمایا تھا اور عجب لطف کے ساتھ ممانعت کی تھی اسجگہ نفوس کی اصلاح اور اس قتل و ناحق مال خوری کے مادہ کو جڑ سے کھودنے کی تدبیر فرمائی ہی کیونکہ بیشتر انسان جب کسیکے مال کی طرف یا اسکی رتبہ و منصب خداداد کیطرف دیکھتا ہی تو اپنے آپکو کم پایہ جانکر اسکی دلمین لالچ اور حسد کا شعلہ بھڑکا کرتا ہی جو اسکو اسکے قتل کرڈالنے یا مال مارنے پر آمادہ کرکے دنیا اور آخرت کی سعادت سے محروم کردیا کرتا ہی اسلئے اس مرض کی دوا تعلیم فرماتا ہی کہ تم ہر ایک فضیلت و منصب مختصہ کی دلمین ہوس نکیا کرو جو ہر وقت سوختہ و گداز اور غمگینی اور خدا کی ناشکری کا باعث ہوجاتی ہی اور انجام کار حسد و لالچ پیدا کرکے قتل اور ناحق مال مارنے وغیرہ فسادات مین مبتلا کردیتی ہی بلکہ رضا الٰہی اور قسمت ازلی پر راضی اور شاکر ہوکر اوس سے اسکی عنایت اور فضل کا سوال کیا کرو وہ دیگا اور یہ جان لو کہ ہر مرد و عورت کو اسکی جو کچھ تقدیر مین ہی وہی ملتا ہی اور ہر ایک کو جو خدا تعالے نے ویسا مال و نعمت نہین دیا تو ہمین مصلحت و حکمت ہی جسکو وہی جانتا ہی بکل شی علیما۔ واضح ہو کہ جب انسان کیسکو مال و نعمت اولاد و تندرستی مین اپنے سے فائق دیکھتا ہی تو اسکے لئے دو باتین پیدا ہوتی ہین یا تو یہ اسکی نعمت کا زوال چاہتا ہی اسکو حسد کہتے ہین سو یہ حرام ہی کیونکہ یہ تمام فسادات قطع محبت و مودت کی جڑ ہونیکے علاوہ خود اسکے لئے بھی ہر وقت جلنے کا باعث ہوتا ہی یا یہ کہ زوال تو نہین چاہتا مگر ویسا اپنے لئے بھی چاہتا ہی اسکو غبطہ کہتے ہین اگرچہ یہ حرام نہین مگر انجام کار ایسی آرزو نکا دلمین رکھنا بھی خدا سے ناراضی اور ناشکری اور دنیا مین ہر وقت قلق و اضطراب کا باعث ہوجاتا ہی کیونکہ وہ کون ہی جسکی تمام آرزوئین حاصل ہوگئی ہین بلکہ ایسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اسلئے کسی عارف ذی نفس کو ان باتون مین ہر وقت خدا سے لڑائی اور ناراضی کرتے دیکھکر یہ کہا ہی سر مد گلا اختصارے باید کرد۔ یک کار ازین دو کار می باید کرد۔ یا تن بر رضائے دوست می باید داد۔ یا قطع نظر زیبا می باید کرد۔ احادیث مین بھی ایسے مضامین بکثرت ہین اسلئے ان سب سے نجات پانیکے لئے یہ فرمادیا ولا تتمنوا یا یون کہو میراث کے بارے مین لوگو نکو خدا نے کم زیادہ حسب مصلحت حصے مقرر کئے تو اسپر کم حصے والے کہتے تھے کہ ہمکو کم کیون یا بلکہ مجاہد نے روایت کیا ہی کہ ام سلمہ نے حضرت سے عرض کیا کہ ہم مردونکو دوچند میراث دلائی گئی کاش ہم بھی ایسی ہوتین اسپر آیت نازل ہوئی پھر اسکے بعد فرمایا کہ ہر میت کے لئے جو اسکے وارث موالی مقرر کئے ہین اسکی مصلحت ہم خوب جانتے ہین یا یون کہو کہ عورت و مرد کے حقوق بیان فرماکر مردون کو فضیلت دی تھی جس سے عورتونکے دلمین مساوات کی آرزو پیدا ہونا ممکن تھا اس لئے اس خیال سے روکدیا کیونکہ ایک کو دوسرے پر برتری نہو تو انتظام عالم درہم برہم ہوجائے۔ موالی جمع مولی جس کے معنے آزاد کردہ اور آزاد کرنیوالے اور حلیف اور ابن عم اور عصبہ کو بھی کہتے ہین یہان عصبات مراد ہین یا عموماً وارث۔ والذین عقدت الخ اسلام مین پہلے جنمین بھائی چارہ ہوجاتا تھا وہی وارث ہوتے تھے پھر جبکہ آیات میراث نازل ہوئین تو اقارب کے لئے میراث رہگئی اور بھائی چارہ والے لوگونکو کہ جنسے عقد ایمان یعنی باہم ہم قسمی ہوگئی کچھ بھی نہین دیتے تھے اس لئے یہان یا تو بطور صلہ محبت انکے لئے دینا فرمایا کہ جو انکی تقدیر مین ہی وہ دیدو (نصیبہم کے یہ معنی ہین) یا در صورت نہونے اقارب کے وہ وارث ہین ۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

مرد عورتوں پر اس لئے حاکم ہیں کہ خدا نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لئے بھی کہ وہ اپنا مال صرف کرتے ہیں پھر جو نیک بیویاں ہیں وہ تو خدا کی

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ

عنایت سے مرد کی تابعداری (اور) غائبانہ ہر چیز کی حفاظت کیا کرتی ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمکو ڈر ہو تو انکو سمجھا دیا کرو اور انکو ساتھ نہ سلایا کرو اور اون کو مارو

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا

پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو تم بھی اونپر کوئی چھیدا نہ ڈھونڈو کیونکہ اللہ سب سے بڑا بالادست ہے اور اگر تم کو میاں بی بی کی باہم نااتفاقی کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ

مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

میاں کے کنبہ کا اور ایک پنچ بیوی کے کنبہ کا مقرر کردو اگر یہ دونوں پنچ اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ بھی انمیں موافقت کرادیگا بیشک اللہ ہر چیز جانتا بوجھتا ہے

ترکیب

الرجال مبتدا قوامون خبر علی النساء متعلق ہے قوامون سے بما بھی اسی سے ہے۔ وبما انفقوا کا ما مصدریہ ہے۔ فالصلحٰت مبتدا قانتات خبر بما حفظ کا ما بمعنے الذی اور نکرہ موصوفہ بھی ہوسکتا ہے دونوں صورتوں میں عائد محذوف ہوگا اور مصدریہ بھی ہوسکتا ہے والتی الخ مبتدا فعظوھن خبر فی المضاجع واہجروھن کا ظرف بھی ہوسکتا ہے اسے اترکوا مضاجعھن دون مکالمتھن اور بمعنی سبب بھی ہوسکتا ہے یعنی جدائی بسبب ساتھ نہ سلانیکے کرو۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ ہم نے میراث میں عورتوں پر مردوں کو فضیلت دی ہے اسجگہ اوس فضیلت کو بیان فرماتا ہے کہ وہ کس بات میں ہے؟ فرماتا ہے اسبات میں کہ مرد عورتوں کے سرپرست اور کارکن ہیں اور نیز یہ مہر اور نان ونفقہ میں اپنا مال صرف کرتے ہیں قوامون جمع قوام ہے یہ مبالغہ ہے قیام فی الامر کے لئے کہتے ہیں ہذا قیم المرأۃ وقوامہا کہ یہ شخص عورت کا سرپرست اور کارگزار ہے یعنی اُسکا کاروبار اور اُسکی حفاظت کرتا ہے۔

مرد کو عورت پر دو قسم کی فضیلتیں ہیں ایک ذاتی کہ جو مرد کی ذات میں خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے کیونکہ انسان کا تمام کائنات پر فخر ہے تو صرف قوت نظریہ اور قوت عالمہ کی وجہ سے ہے چونکہ عورتوں کی سرشت میں مردوں کی نسبت تضاوقدر نے برودت رکھی ہے اور مردوں میں حرارت جو اس کے ادراکات اور عجائب علوم وفنون حاصل کرنے کا آلہ ہے سو اس میں بھی مرد عورتوں سے بڑھے ہوئے ہیں اور اعمال شاقہ اور غیرت وشجاعت وغیرہ سرداری کے اوصاف کا بھی سرچشمہ یہی قوت وحرارت ہے اسمیں بھی مردوں کو فوقیت ہے اس لئے آپ تاریخوں کو کھولکر دیکھ جائیے انبیائے اولوالعزم اور حکماء باکمال اور شاہان باعزوشان اور دیگر کاملین کی فہرست میں بجز مردوں کے آپکو اور کوئی نظر نہ آئیگا الا شاذ ونادر اور نیز قدرتی طور پر مرد اور عورت کی بناوٹ مرد کی فوقیت کا ثبوت دے رہی ہے اس فضیلت کی طرف الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض میں اشارہ ہے دوسری فضیلت عرضی ہے وہ یہ کہ عورت چونکہ وسائل معاش میں بھی قاصر ہے اور نیز اس میں ایک شان محبوبیت ہے جو اسکو مرد پر ناز اور طلب کی طرف برانگیختہ کیا کرتی ہے اسلئے اسکے تمام مصارف روٹی کپڑا بلکہ مہر وغیرہ سب مرد کے ذمہ ہیں اور وہی وقتاً فوقتاً اسکو اپنی کمائی سے شاد وخرم رکھتا ہے یہ اُسکی دست نگر رہتی ہے یہ اوسکا آقا ولی النعمۃ ہے اس فضیلت کی طرف وبما انفقوا من اموالھم میں اشارہ ہے۔ ان وجوہ سے مرد کو محکمہ قضاوقدر سے سرداری کی سند ملی ہے ابن عباسؓ نے اس آیت کی شان نزول میں یوں فرمایا ہے کہ محمد ابن مسلمہ کی بیٹی کو کسی بات پر خفا ہوکر اُسکے میاں سعد بن الربیع انصاری نے ایسا طمانچہ مارا کہ اُسکے منہ پر نشان پڑ گیا وہ بیوی فریادی

آنحضرت کے پاس آکر معاوضہ کی طالب ہوئیں آنحضرت نے اسمین وحی کا انتظار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی جسمین فضائل مرد کے بعد اسطرف اشارہ ہی کہ مرد سردار ہے ایسی یا تو نہین اُس سے برابری نہین چاہیئے ان صفات سے امام مالکؒ شافعیؒ وغیرہما نے یہ بات نکالی کہ اگر مردنان ونفقہ سے عاجز ہو جائے تو نکاح فسخ کر دیا جائے اسکے بعد خدا تعالیٰ عورتون کو فرمانبرداری اور نیک روی کی ترغیب عجب لطف کے ساتھ دیتا ہی وہ یہ کہ مردونکی سرداری اور وجہ فضیلت بیان کرکے عورتونکی وہ فضیلت بیان فرماتا ہی جس سے ان کی پارسائی اور فرمانبرداری نکلتی ہی عورت کی دو حالتین ہین ایک مرد کے روبرو ہونیکا وقت دوسرا اسکی غائب ہونیکا زمانہ روبرو کے زمانہ مین عورت کی یہ خوبی ہی کہ وہ فرمانبردار ہو جو مرد کہے وہ کرے جب سونے کیلئے پاس بلائے فوراً تعمیل حکم کرے نرمی سے بات کرے اور جو میان سختی سے بولے تو آپ جواب شنی سے مدخانہ داری کے معاملات مین اُسکی خوشنودی کو مقدم رکھے اس وصف کو اس لفظ مین ادا کیا فالصلحت قانتات کہ نیک عورتین فرمانبردار ہوتی ہین قنوت کے معنے طاعت کے ہین اسمین خدا و خداوند دونون کی اطاعت کی طرف اشارہ ہی۔ دوسری حالت جو سفر کی ہی اُسمین عورت کی یہ خوبی ہی کہ اپنی عصمت اور مرد کا مال حفاظت سے رکھے اسکی طرف حافظات للغیب بما حفظ اللہ مین اشارہ کر دیا۔ اسکے بعد انکی برعکس عورتونکا ذکر کرکے انکی اصلاح کی تدبیر بیان فرماتا ہی والتی تخافون نشوزہن۔ نشوز کے معنی لغت مین بلندی کے ہین بولتے ہین نشز الشئی اذا ارتفع اور چونکہ عورت کی نافرمانی اور سرکشی مین اُسکا سر اُٹھانا پایا جاتا ہے اسلئے اُسکو نشوز کہتے ہین۔ پس جو عورت بلا کسی حجت شرعیہ کے مرد کی نافرمانی کرے ساتھ سونا چھوڑ دے یا سخت کلامی کرے یا ستر و پردہ اور غیر محارم کے روبرو ہونے مین کہا نہ مانے یا اور گھر کے گھر رہنا پسند کرکے خاوند کے ہان نہ آوے۔ اُس عورت کو ناشزہ کہتے ہین اُسکو نان ونفقہ دینا خاوند پر واجب نہین رہتا جب میان بیوی مین ایسی حالت پیدا ہو جاوے تو اول مرتبہ یہ ہی کہ اُسکو خاوند نرمی سے نصیحت کرے فعظوہن کہ تمکو ایسا کرنا مناسب نہین اسمین تمھارے لئے دنیا اور آخرت کی شرمندگی ہی اگر اسپر بھی نہ مانے تو واہجروہن فی المضاجع اُسکو ساتھ نہ سلاؤ کیونکہ اگر اُسکو میان سے محبت ہی تو یہ امر اسپر شاق گزریگا پھر ضرور اطاعت کریگی اور جو اسکی بھی پروا نکرے تو ایسی بیہودہ کو حاضر لوہن کسی قدر دھول دھپے سے درست کرے امام شافعیؒ فرماتے ہین گو یہ بات مباح ہی مگر نہ مارنا اولیٰ ہی مگر ایسا مارنا کہ جسمین اوسکی ہڈی پسلی ٹوٹ جاوے یا زخم پڑ جاوے یا اُسکے چہرہ یا کسی عضو مین نقص پیدا ہوا تفاقاً ممنوع ہی پھر اگر وہ سیدھی ہو جاوے تو مرد کو بھی نہ چاہیئے کہ خواہ مخواہ کی نکتہ چینیان کرکے اسکو دق کرے بلکہ اسمین خدا سے ڈرے جو بالادست ہی اسمین بھی کوئی شبہ نہین کہ شریعت نے عورت کی عزت و حرمت بہت کچھ قائم کی ہی چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے اہل و عیال سے اچھا نہین اور اپنے نرم نہین وہ ہرگز اچھا نہین اور کہین فرمایا کہ مین وصیت کرتا ہون کہ عورتونسے بہ نرمی پیش آؤ انکی جبلت مین کجی ہی اوسپر صبر اور برداشت کرو اور یہ بھی فرمایا کہ وہ عجب شخص ہی کہ صبح کو تو بیوی کو مارتا پیٹتا ہی پھر رات کو ساتھ لیکر سوتا ہی یعنی مارنا نہ چاہیئے اور یہ ظاہر ہی کہ بیوی میان کی وزیر ہی اسکی رضامندی اور اُسکی خوشی و خرمی پیش آنا خوش گزرانی کا باعث ہی ورنہ زندگی تلخ ہو جاویگی مگر اسکے ساتھ عورت پر جیسا کہ آٹے مین نمک تہدید بھی رکھی ہی اگر تہدید نہو تو معاذ اللہ بڑی خرابیان پیش آتی ہین (جیسا کہ اس زمانہ مین سکولون مین پڑھکر عورتین بالکل آزاد ہوتی چلی جاتی ہین بیحیائی اور فحش اور زناکاری کا نام تہذیب رکھا جاتا ہی) ادھر خاوند بھی دیوث بنکر اوسکی آزادانہ آمد و رفت پر برداشت کرنیکا اور اسکے دوستون سے ملنے کا نئی تہذیب کی بدولت عادی ہوتا جاتا ہی) اسکے بعد بھی اگر عورت نہ سمجھے تو ایک شخص عورت کے کنبہ کا اور ایک مرد کے کنبہ کا جو دونون کے حالات سے بخوبی واقف ہون باہم فیصلہ کرادین مگر نیک نیتی اور اصلاح مدنظر رکھین تاکہ خدا ان مین توفیق دے کہ پھر ملاپ ہو کر خانہ آبادی ہو جائے اور جو کنبہ کے پنچ نہ ملین تو اور نیک لوگ قائم کرلئے جاوین امام شافعی اور مالک اور اسحٰق اور اوزاعی بلکہ حضرت عثمان و علی و ابن عباس کا یہ قول ہی کہ اگر پنچون کو بغیر طلاق کے اور کوئی چارہ نہو اور باہم کسی طرح ملاپ ہوتا نظر نہ آوے تو انکو اختیار ہی کہ طلاق دیدین اور عطار اور حسن اور ابن زید اور امام ابو حنیفہ وغیرہم علما یہ فرماتے ہین کہ طلاق کا اختیار پنچون کو نہین یہ بات میان کے اور حاکم شہر کے ہاتھہ مین ہی انکی اجازت ہو تو مضائقہ نہین حکماً من اہلہ مین ایک لطیف اشارہ اسطرف بھی ہی کہ حاکم و قاضی جو فیصلہ کرے تو فریقین کے حال سے بخوبی واقف بلکہ اُسی قوم کا ہو تاکہ کوئی بات اسپر مخفی نرہے والے برحال شان کہ جنکے مجسٹریٹ محض اجنبی ہون۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى

اور اللہ کی عبادت کیا کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا کرو اور ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی کیا کرو اور قرابت دار ہمسایہ

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

اور اجنبی ہمسایہ کے ساتھ اور پاس بیٹھنے والے دوستوں کے ساتھ بھی اور مسافر اور غلاموں کے ساتھ بھی بیشک اللہ کو اترانے والے شیخی کرنے والے پسند نہیں آتے

فَخُوْرَا ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝

یہ وہ ہیں جو خود بھی بخل کرتے اور لوگو بھی بخل سکھاتے ہیں اور جو کچھ انکو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اوس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے منکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝

اور یہ وہ ہیں جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو صرف کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور جسکا شیطان ساتھی ہو تو برا ہی ساتھی ہے

ترکیب

احساناً کی نصب میں چند وجہ ہیں سورہ بقرہ میں بیان ہو چکیں الجنب بضمتین اور فتح جیم اور سکون نون دونوں طرح سے پڑھا جا سکتا ہے جسکے معنے اجنبی کے ہیں یہ وصف ہے الجار کا یا بالجنب کی ب بمعنی فی ہے یہ حال ہے الذین یبخلون مبتدا خبر مبغضون وغیرہ محذوف والذین ینفقون اسپر معطوف ہے۔

تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ مردونکی فضیلت بیان فرما چکا اور باہم میان بیوی کے معاملات کا فیصلہ خاوند کی فضیلت ملحوظ رکھکر فرما دیا تو اسکے بعد تمام بنی آدم کو یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ فضیلت دنیاوی ہے اور فضیلت اخروی اور چیز ہے اوسمین نوکر آقا سے بڑھ جاتا ہے اور فقیر بیکس بادشاہ سے اور بیوی خاوند سے اسلئے اس جگہ اخروی فضیلت بیان کی جاتی ہے جو اصل مقصود ہے اور جو ہمیشہ باقی رہے گی۔ انسان کی اصلی فضیلت کا دو چیز کی تکمیل پر دارومدار ہے ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ اور انہین کی تکمیل کا نام سعادت ہے قوت نظریہ کی تکمیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جانکر خالصاً اسکی عبادت مین مصروف ہو جاوے جس سے روح پر آئینہ کی طرح آفتاب غیبی کے انوار پڑکر یہہ بھی بعد مردن قدوسین کی جماعت مین ملجاوے سو اسی کی طرف واعبدوا اللہ الخ مین اشارہ ہے یہان دونون قومون کے لئے وہ حکم دئے گئے انمین سے یہ پہلا حکم ہے قوت عملیہ کی تکمیل دو طرح سے ہے ایک یہ کہ اہل حقوق کیساتھ نیکی اور احسان سے پیش آئے سو اسکی بابت دوسرا حکم ماں باپ کے ساتھ احسان اور نیکی کرنیکا دیا گیا وبالوالدین الخ تیسرا حکم عموماً اور اہل قرابت کیساتھ سلوک کرنا علی قدر مراتبہم چوتھا حکم یتیمون کیساتھ نیکی کرنا پانچوان حکم عموماً ہر فقیر تنگدست کیساتھ نیکی کرنا چھٹا حکم ہمسایہ قریب کیساتھ ساتوان حکم ہمسایہ بعید کیساتھ قریب سے مراد یا تو اہل قرابت یا متصل رہنے والا اسی طرح بعید سے مراد اجنبی شخص یا فاصلہ سے رہنے والا آٹھوان حکم دوست ہم پہلو کیساتھ نیکی کرنا بالجنب کے معنی ہم پہلو کے ہین جو کہ مکتب یا کسی اور کار کے شریک یار ہوتے ہیں۔ یا جو سفر و حضر میں ہر وقت مصاحب رہتے ہین بعض کہتے ہین اس سے مراد بیوی ہے کہ جو پہلو مین رہتی ہے نوان حکم مسافر کیساتھ سلوک کرنا دسوان حکم غلاموں کیساتھ سلوک کرنا جو ملک اور قبضہ میں ہین اور ما ملکت سے ہر جانور بھی مراد ہے اسکے ساتھ بھی نیکی اور رحمدلی کرنی چاہئے دوسری طرح یہ ہے کہ کسی کو ضرر نہ دے اور بیشتر بنیاد ضرر تکبر اور غرور پر ہے اسکی طرف ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا مین اشارہ فرمایا اور زیادہ تر ضرر یہ ہے کہ باوجود نعمت و قدرت کے اہل حقوق کو کچھ نہ دیا جاوے بلکہ اور ونکو بخل سکھایا جاوے اور دنیا کی ڈر کر مارے مفلسی ظاہر کیجاوے اس کی طرف الذین یبخلون الخ مین اشارہ ہے کہ دیا تو جاوے مگر بے محل یا موقع دیا جاوے نہ اس نیت بخیر مقصود ہو نہ صلہ رحمی بلکہ دکھلاوا اس کیطرف والذین ینفقون الخ مین اشارہ ہے یہان تک قوت عملیہ کی تکمیل مین خلل انداز باتین بیان فرمائین پھر قوت نظریہ مین خلل انداز باتین لا یؤمنون باللہ الخ مین ذکر فرماتا ہے کیونکہ تعرف الاشیاء باضدادہا اوصاف فخور (متکبر) کے دو جملون مین یہ اوصاف رذیلہ بیان فرمائے اول الذین یبخلون الخ مین بخل کرنا اور لوگون کو تعلیم دینا اور اسی پر اپنا مال چھپانا ایک ایسی بری اور ذلیل حالت ہے جو اسکے فخر اور تکبر کو خاک مین ملا دیتی ہے دوم والذین ینفقون اموالہم الخ شیخی مین ریاکاری کے لئے مال دینا اور اخلوص ندارد نہ اللہ پر ایمان نہ آخرت پر اس احمق کا شیطان رفیق ہے پھر جسکا وہ رفیق و یار بنے تو پھر اوس سے جس قدر برائیان سرزد ہون کم ہین۔

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ

اور اون کا کیا نقصان ہوجاتا اگر وہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتے اور خدا کے دئے ہوئے مین سے کچھ دیتے اور اللہ انسے خوب واقف ہی اللہ تو کسی پر

لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا

ذرہ کے برابر بھی ظلم نہین کرتا اور اگر نیکی ہوتی ہی تو اوس کو دو چند کردیتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا بدلہ دیتا ہے پھر کیا حال ہوناہی جبکہ ہم ہر ایک

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ

قوم سے ایک گواہی دینے والا لاوین گے اور آپ کو بھی (اے نبی) ان پر گواہ بنا کر لاوین گے اُسدن تو منکر اور جنھون نے کہ رسول کی نافرمانی کی ہے

ع ۶ پ ۵

لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝

(یہی) آرزو کرین گے کہ کاش زمین کا پیوند ہوجاوین اور اللہ سے کوئی بات بھی چھپا نہ سکین گے

ترکیب

ماذا مبتدا علیہم خبر اور صرف ماذا مبتدا اور ذا موصول علیہم صلہ مجموعہ بھی خبر ہوسکتی ہی لو امنوا الخ شرط لم یضرہم خبر محذوف اس سے ترغیب مقصود ہی لو مصدریہ بھی ہوسکتا ہی مثقال صفۃ ہی مصدر محذوف کی ای لا یظلم ظلما قدر مثقال ذرۃ ای وزن ذرۃ مصدر اور اسکی صفت کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اسکی جگہ قائم کردیا وان تک اصل مین تکن تھا نون صرف کثرت استعمال کیوجہ سے حذف کردیا گیا ہی کیونکہ نون غنہ سکون کی وجہ سے مشابہ وہی اگر حرکت دیجائیگی تو حذف نہوگا جیسا کہ لم یکن الذین وغیرہ مین یومئذ ظرف یود الذین کفروا وعصوا الرسول اسکا فاعل لو تسوی بہم الخ اسکا مفعول لو بمعنے ان تسوی فعل مجہول الارض مفعول مالم یسم فاعلہ۔

تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ نہ تو ان لوگونکا اللہ پر ایمان ہی نہ قیامت کے دن پر جو انسان کو عمل خیر کیطرف اور امید ثواب رکھکر اللہ کی راہ مین صرف کرنے کیطرف اور ہر طرح کی نیکی کی طرف برانگیختہ کرتا ہی سو یہ بڑی بدنصیبی اور حرمان کا باعث ہی اسلئے یہان بطور ترغیب فرماتا ہی کہ اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور اللہ کی راہ مین صرف بھی کرتے تو انکا کیا بگڑ جاتا ہی یعنی یہ بات خلاف عقل سلیم نہین نہ اسمین کسی قسم کی مضرت ہی اسپر مجھکو ایک حکایت یاد آئی کسی ملحد نے کسی مومن سے کہا تھا اللہ اور قیامت پر ایمان لانا اور خیر وخیرات کرنا فضول ہی کیونکہ نہ کوئی اللہ ہی نہ قیامت پھر لئے دیئے کا ثواب کہان ناحق مال کو فرضی ڈھکوسلون پر صرف کرنا اور نماز روزہ ہر ایک قسم کی عبادت کی تکلیف اٹھانا شراب کباب انڈی لونڈے مزے کی باتونسے رکنا عبث ہی اور ضرر صریح۔ مومن نے جواب دیا اگر تیرا ہی کہنا سچ ہوا تو بھی ہمارا کچھ نقصان نہین عبادت مین بھی کچھ نہ کچھ فائدہ جسمانی ہی اور نہ ہو نہ سہی کسی قدر تکلیف اور لذائذ فانیہ سے جو ناجائز ہین محروم رہنے مین کچھ قباحت نہین دنیا اور انسان کی عمر باد صبا کی طرح آناً فاناً گذر جاتی ہی تمام لذتین اور سب عیش عالم خواب کے مزونسے زیادہ وقعت نہین رکھتی چند روز کے بعد ہم تم دونون برابر ہین اور اگر تیرا کہنا غلط نکلا اور مرنیکے بعد اُس عالم مین ثواب عذاب کا بازار بھی گرم ہوا اور اللہ اور قیامت برحق نکلے تو فرمایئے وہان تیرا کیا حال ہوگا اب محل خطر مین تو ہی یا ہم؟ یہ سنکر ملحد کو ہوش آگیا اور ایمان لے آیا اسکے بعد فرماتا ہی اللہ خبردار ہی تمہاری کوئی حالت مخفی نہین اور نیز وہ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہین کرتا اور جو کوئی نیکی کرتا ہی تو وہ اُسکو اپنے فضل سے عالم آخرت مین دوگنا کرکے دیتا ہی اور اسکے علاوہ اپنی طرف سے بھی اجر عظیم دیتا ہی پھر نیکی نکرنا اور آخرت کی ساز وسامان سے غافل رہنا سخت غفلت اور صریح بدبختی ہی یضاعفہا سے اُس عالم کی سعادت جسمانیہ کیطرف اور یؤت من لدنہ سے سعادت روحانیہ کیطرف اشارہ ہی اسکے بعد ایک اور حسرت ناک واقعہ جو پیش آنیوالا ہی یاد دلاتا ہی کہ جسروز ہم ہر ایک گروہ کے ہادی کو انپر انکی نافرمانی ثابت کرنیکے لئے گواہ بنا کر لائینگے اور تمکو (اے نبی ان مخالفون پر گواہ بنائین گے (اور اسی طرح عقل بھی جو اسکو بری باتون سے مانع تھے گواہی دیگی) تو انکا کیا حال ہوگا اُسدن تو اللہ اور رسول کی نافرمانی پر آرزو کرین گے کہ کاش ہم زمین مین سما جاوین۔ بخاری نے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے ابی سے فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم کیا ہی کہ تجھ سے کچھ قرآن سنون ابی نے کہا کیا خدا نے میرا نام لیا ہی فرمایا ہان اُس سے ابی کو ایک وجد ہوگیا پھر یہی آیتین پڑہنی شروع کین جب یہانتک نوبت پہونچی تو آنحضرت زار زار قوم کی حالت پر رونے لگے اور فرمایا اے ابی بس کر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ

اے ایمان والو نشہ کی حالت مین نماز کے پاس نہ جاؤ (یعنی نہ پڑھو) جب تک کہ تم اپنی بات نہ سمجھنے لگو اور نہ ناپاکی کی حالت مین جب تک کہ غسل نہ کرو

سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ

مگر سفر مین (یا نہائی نہ ہو تو تیمم کرکے پڑھنا چند فقہا نہین) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو یا تم مین سے کوئی پائخانہ ہو کر آوے یا عورتون سے صحبت کی ہو

تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی لے کر اوس سے اپنے مونہہ اور ہاتھون کو مسح کرلو بیشک اللہ درگزر کرنے والا (اور) معاف کرنے والا ہے

ترکیب

واتم الخ جملہ حال ہی فاعل لاتقربوا سے سکاری جمع سکران حتی تعلموا بمعنی الی ان ولاجنبا حال ہی والتقدیر ولا تصلوا اجنبا جنب بن جماعت اور ایک دونون شامل ہین علی لغۃ فصحی الا عابری ن بسبب اضافت کے گر پڑا یہ بھی حال ہی والتقدیر ولا تقربوا ہا فی حالۃ اجنابۃ الا فی حال السفر حتی تغتسلوا غایۃ ہی ولا تصلوا اجنبا کی وان کنتم شرط مرضی جمع مریض من الغائط مفعول ہی جاءکا فاعل احد من الغائط مفعول ہی جاءکا فاعل برون فاعل ہی غاط یغوط اذا اطمان سے لمستم تجدوا معطوف ہی ماقبل پر داخل ہی شرط مین فتیمموا فعل انتم فاعل صعید امفعول طیبا اسکی صفت جملہ جواب فامسحوا جملہ تفسیر ہے تیمموا کی

تفسیر

پہلے تھا کہ اگر وہ ایمان لاتے اور خیر کرتے تو انکا کیا نقصان تھا یعنی وہ جو ایسا نہین کرتے تو عقل سلیم کے بھی برخلاف کر رہے ہین گویا کہ وہ دنیا کی نشہ مین مست مدہوش ہین جسطرح کہ مست شراب پیکر خلاف عقل باتین کرتا ہی ایسا ہی یہ بھی کر رہے ہین اس مناسبت سے خدا نے مسلمانون کو جسطرح اس نشہ سے منع کیا اسی طرح ظاہری نشہ شراب وغیرہ سے بھی اسجگہ عجب نہی کیساتھ منع فرمایا کہ تم نشہ کی حالت مین نماز نہ پڑھا کرو جبتک کہ تمکو ہوش نہو اور اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو گرچہ بظاہر نشہ کی حالت مین نماز پڑھنے کی ممانعت ہی مگر درحقیقت نشہ کی بھی برائی ہی کہ یہ ناپاک چیز اس قابل نہین کہ اسکو پی کر دربار الٰہی مین حاضر ہو پھر سورۂ مائدہ مین تو بالکل تصریح کرکے نشہ کی ممانعت کردی اور اسکو ناپاک کہدیا اور یہ اس لئے کہ لوگ اسکے عادی تھے ایسی چیزونکو بتدریج منع کرنا عین حکمت ہی اور اس آیت کا شان نزول یون ہی عبد بن حمید و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و حاکم نے روایت کی ہی کہ عبدالرحمن نے لوگونکی دعوت کی تھی اور اسوقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی لوگون نے کھانا کھایا شراب پی اسمین نماز کا وقت آگیا حضرت علی کو پیش امام کیا تو انہون نے نشہ مین قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون پڑھدیا تب آیت نازل ہوئی بعض روایات مین ہی کہ عبدالرحمن بن عوف نے نماز پڑھائی تھی بعض مین ہی کہ نماز مغرب کا وقت تھا۔ شان نزول

(۱) لاتقربوا الصلوۃ جمہور مفسرین اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک الصلوۃ سے نماز مراد ہی اور ابن عباسؓ اور امام شافعیؒ کہتے ہین نماز کی جگہ یعنی مسجد کے اندر جانیکی بھی حالت نشہ مین ممانعت ہے

(۲) سکاری جمع سکران جو صفت نعلان کے وزن پر آتی ہی اسکی جمع معاً آتی ہی سکر کے معنے لغت مین بند کرنیکے ہیں اور نشہ بھی عقل کو بند کردیتا ہی اس لئے اسکو سکر کہتے ہین جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک شراب کا نشہ مراد ہی ضحاک کہتے ہین نیند کا نشہ مراد ہی کہ نیند کے وقت نماز نہ پڑھو یہ قول ضعیف ہی۔

(۳) ولاجنبا الا عابری سبیل کہ نماز ناپاکی کی حالت مین بھی نہ پڑھو کہ جسکو جنابت کہتے ہین جبتک کہ غسل نکرلو مگر سفر مین تیمم کرکے پڑھنا کچھ مضائقہ نہین اور حضر مین بھی پانی نہ ملے تو تیمم درست ہی مگر سفر کی قید اس لئے ہے کہ سفر مین بیشتر پانی نہین ملتا۔ اور جو لوگ الصلوۃ سے مسجد مراد لیتے ہین انکے نزدیک یہ معنے ہین کہ نشہ کی حالت مین غسل جنابت فرض ہی

۵۱ یہ شراب کی حرمت سے پہلے کا مسئلہ ہی اور شراب کی حرمت کی طرف یہین سے اشارہ ہی کہ یہ نماز سے روکتی ہی ۱۲ منہ

۵۲ سفر مین نہانے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو بغیر غسل کے تیمم کے ساتھ نماز درست ہے ۱۲ منہ

مسجد مین نہ جاؤ نہ جنابت کی حالت مین مگر بطریق گزر جانے کے کچھ مضائقہ نہیں یعنی ٹہرو نہین نہ وہان جاکر کچھ عبادت کرو یان کسی طرف جاتے ہو اور وہان سے رستہ ہو تو نکل جانیکا مضائقہ نہیں عابری سبیل کے اون کے نزدیک یہ معنے ہین۔ چونکہ اس آیت مین تیمم کیطرف اشارہ تھا اس لئے اس کے بعد تیمم کے مواقع اور اس کا حکم بھی بیان فرماتا ہی (۱۲) وان کنتم مرضی الخ چار شخصونکے لئے تیمم کا حکم دیا گیا ہی ایک بیمار کے لئے عام ہی کہ پانی کے استعمال سے ہلاک ہونے کا خوف ہو یا صرف زیادتی مرض کا پہر عام ہی کہ اسکو ضرر کا یقین ہو یا ظن غالب۔ اور یہہ تیمم بھی عام ہی خواہ غسل کے لئے ہو خواہ وضو کیلئے دوسرے مسافر بعض نے سفر کو عام کہا ہی خواہ وہ سفر ہو کہ جسمین نماز قصر پڑہی جاتی ہی یا نہو بعض کہتے ہین وہی سفر مراد ہی اسمین بھی اگر پانی نہ ملے تو تیمم جائز ہی عام ہی کہ غسل کے لئے ہو یا وضو کے لئے تیسرے پائخانہ پہر نیوالے کیلئے مگر اس جگہ عام حدث مراد ہی خواہ پیشاب خواہ پائخانہ خواہ نیند یا ہوا کا نکلنا سب سے وضو ٹوٹ جاتا ہی اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرے چوتھے جماع کرنیوالے کیلئے لامستم النساء امام ابو حنیفہؒ وغیرہ کے نزدیک اس سے مراد جماع ہی کس لئے کہ صرف عورت کو چھونے سے بغیر دخول کے یا مذی برآمد ہونے کے وضو نہین ٹوٹتا جس سے پہر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کرنا پڑہی کیونکہ احمدؒ و ابن ابی شیبہ و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہؒ نے روایت کی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وضو کرنیکے بعد بھی عائشہ رض کا بوسہ لیتے تھے مگر وہ بارہ وضو نکرتے تھے بلکہ اسی وضو سے نماز پڑھ لیتے تھے امام شافعیؒ کے نزدیک اس سے مراد بدن سے بدن کا ملجانا ہے اس سے وضو کرنا پڑیگا ورنہ تیمم رہا جماع سو اسکے لئے غسل ہی اور جو پانی نہ ملے یا کچھ عذر ہو تو تیمم کرے جیسا کہ احادیث عمار و عمران بن حصین و ابی ذر رض سے ثابت ہی اور عمرؓ بن الخطاب اور عبد اللہؓ بن مسعود رض ابتدا مین فرماتے تھے کہ جنبی کے لئے تیمم نہین صرف وضو کی جگہ تیمم ہی نہ غسل کی جگہ پہر اگر جنبی کو پانی نہ ملے تو نماز نہ پڑہی۔ مگر بعد مین انھون نے رجوع کیا کیونکہ جمہور صحابہ اسکے برخلاف تھے فلم تجدوا ماء کی قید چارون قسمون کیطرف رجوع کرتی ہی بظاہر یہ سمجھا جاتا ہی کہ اگر بیمار و مسافر و پیخانہ پہرنے والے بھی اور جماع کرنے والے کو پانی ملجاوے تو اسکو بموجب اس قید کے تیمم نہ چاہئے حالانکہ انکے لئے گو پانی ملے مگر کسی مرض کی وجہ سے وضو و غسل نہو سکے تو تیمم کا حکم ہی اور اسی طرح مسافر کی کیا قید ہی اگر انسان گھر بیٹھا ہوا اور تندرست ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم کر سکتا ہی اس کا جواب یہ ہی کہ قیود باعتبار اس امر کے ہین کہ یہ وہ مواقع ہین کہ جہان غالبًا تیمم ہوتا ہی اور پانی نہیں ملتا تشریح مقام یہ ہی کہ تیمم کی ضرورت یا حدث اصغر مین پڑتی ہی جیسا کہ پائخانہ پیشاب وغیرہ یا حدث اکبر مین جیسا کہ بیوی سے صحبت کرنا سو ان دونون کو اوجاء احد منکم من الغائط (حدث اصغر) اولامستم النساء (حدث اکبر) مین بیان کیا اور یہ ضرورت وضو اور غسل کرنے پر قادر نہونے سے ہوتی ہی اور یہ قادر نہونا بیشتر مرض یا سفر کی وجہ سے ہوتا ہی اس لئے اوس کے مواقع کو سب سے پہلے ان کنتم مرضی او علی سفر مین بیان فرمادیا اس لئے سفر مین اگر پانی ملے تو تیمم نکرے اور اوسپر علماء نے ان مواقع کو قیاس کیا ہی کہ جہان گرانی قیمت آب یا ڈول رسی نہونے کی وجہ سے وضو اور غسل پر قادر نہو سکے بعد تیمم کی ترکیب بیان فرماتا ہی فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوہکم وایدیکم یہان اس بات کی کچھ تشریح نہین کہ دو ضرب مارے یا ایک لے امام ابو حنیفہؒ وغیرہ ائمہ کبار فرماتے ہین کہ اول دفعہ مٹی پر ہاتھ مارکے مونہہ پر پہرائے دوسری دفعہ ہاتھ مار کے کہنیون تک پہرائے جیسا کہ احادیث اور فعل صحابہ و تابعین سے ثابت ہی بعض آئمہ کہتے ہین ایک ضرب کافی ہی یعنی ایک بار مین پر ہاتھ مار کر مونہہ اور ہاتھ پر پہرانا جیسا کہ حدیث عمارؓ سے سمجھا جاتا ہی جسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہی صعید کے معنے زمین۔ کے ہین خواہ ریتا ہو یا چکنا پتھر ہو یا غبار ہو سب پر تیمم جائز ہی اور طیبا سے مراد یہ ہی کہ نجس نہو اور یہی مذہب امام مالکؒ و ابو حنیفہؒ اور سفیانؒ ثوری کا ہی اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کہتے ہین مٹی کے سوا اور کسی چیز سے تیمم درست نہین کیونکہ صعید کے معنے زمین اور طیبا کے معنی عمدہ جسپر گھاس اوگنے کی صلاحیت ہو۔ اس آیت کا شان نزول یون ہی کہ آنحضرت مع حضرت عائشہ ایک بار جہاد مین گئے ایک جگہ پر عائشہ کا گلوبند کھو یا گیا جسکو وہ اپنی بہن سے مانگ کر ساتھ لائیں تھیں اسپر آنحضرت نے قافلہ کو ٹہرنیکا حکم دیا ابو بکرؓ نے عائشہ رض کو جھڑکا کہ تیری وجہ سے یہان قیام کرنا پڑا نہ پانی ہے نہ اناج لوگ نالان ہین اسپر یہ آیت تیمم نازل ہوئی جس سے لوگ بہت خوش ہوگئے۔

۵ وہو الصحیح ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(اے نبی) کیا آپ نے ان لوگون کو نہین دیکھا کہ جنکو کتاب سے کچھ بھی بہرہ ور کیا گیا ہے وہ گمراہی مول لے رہے ہین اور تم کو بھی راہ سے بہکانا چاہتے ہین اور اللہ

بِاَعْدَآئِكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

تمہارے دشمنونکو خوب جانتا ہے اور اللہ ہی کافی ہے حمایت کیلئے اور اللہ ہی کافی ہے مدد کیلئے بعض یہودی ایسے بھی ہین کہ جو کلام کو اوس کے موقع سے بدلتے

وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا

اور زبان توڑ مروڑ کر سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع اور راعنا کہتے ہین دین (اسلام) مین عیب لگانے کے لئے اور کاش وہ

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا

سمعنا اور اطعنا اور اسمع وانظرنا کہتے تو (ان کے حق مین) بہت ہی بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے تو انپر انکے کفر کی وجہ سے لعنت کردی ہے سو اسلئے بہت ہی کم ایمان

ترکیب

الم تر فعل انت فاعل الی الذین مفعول اول یشترون مفعول ثانی من الذین ہا دو اخبر ہی مبتدا محذوف کی ای الہم من الذین الخ یحرفون حال ہی فاعل ہا دو اسے یا یون کہو کہ من الذین نصیرا سے متعلق ہی اور الذین اوتوا نصیبا کا بیان بھی ہو سکتا ہی عن مواضعہ متعلق ہے یحرفون سے ویقولون معطوف ہی یحرفون پر غیر مسمع حال ہی۔ اور قولا محذوف کی صفت بھی ہو سکتا ہی۔

تفسیر

جبکہ یتیم کا مسئلہ پہلی آیت مین بیان ہوا تو یہودی علمار نے اپنی ہان کے سخت احکام کے مقابلہ مین اسپر تمسخر کیا اور کہنے لگے پانی سے نجاست کا دور ہونا تو ایک معقول بات تھی بھلا خاک پر ہاتھ مارکے ہاتھ مونھہ پر پھرلنے سے کیا ہوتا ہی؟ اس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص یعنی آنحضرت نبی برحق نہیں اسکا یہ زور شور چند روز مین مٹ جائیگا بالخصوص انمین سے دو یہودی عالم عبداللہ بن اُبَی رئیس المنافقین کے پاس جاکر اسلام کی ہجو کیا کرتے اور مسلمانون کے دلون مین شکوک ڈالا کرتے تھے اس لئے خدا تعالے نے اونکا ردان آیات مین نازل فرمایا اور چونکہ اول اس سورہ سے یہان تک احکام بیان ہوئے تھے اسجگہ سے مخالفون کے شکوک و شبہات کا رد اور جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب شروع ہوتی ہی تاکہ ایک قسم کی کلام سے مخاطب کی طبیعت پر گرانی نہ پیدا ہو اور اسی لئے قرآن مین یہ طریقہ رکھا گیا کہ ایک علم کے بعد دوسرا علم بیان ہوتا رہتا ہی فرماتا ہی کہ اے نبی دیکھو جنکو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہی یعنے فی الجملہ اون کو الہامی شریعت اور کلام انبیار سے آگاہی ہے وہ باوجود اس کے دین حق اور اس کے سچے رہبرون پر طعن کرکے گمراہی خرید رہے ہین اور لوگون کو بھی گمراہ

---

۱ مدینہ کے یہود اس مجموعہ مین بھی کہ جو توریت کے نام سے نانزد تھا اپنے اغراض فاسدہ سے تحریف لفظی اور معنوی کردیا کرتے تھے ایک لفظ کی جگہ اپنی مطلب کے موافق دوسرا لفظ لکھدیتے تھے اور کبھی لکھنے کے خلاف پڑھدیتے تھے کبھی معنے نئے پیدا کردیتے تھے تاکہ اپنے الزام عائد نہونے کی بات رہے۔ ۱۲ منہ

۲ اطراف مدینہ کے یہود جب آنحضرت صلعم کی مجلس مین آتے تو قابلیت جتلانے اور نبی علیہ السلام اور مسلمانون کو احمق بنانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتے تھے سمعنا وعصینا سن لیا اور نہ مانا۔ عرب مین بزرگ کے کلام کو سنکر سمعنا واطعنا کہا کرتے تھے کہ سن لیا اور مان لیا مگر یہ عصینا کہتے تھے اور بزرگون کو مخاطب بناتے وقت اسمع وانظرنا کہتے تھے کہ سنیئے ہماری طرف التفات فرمائیے مگر یہ اسمع غیر مسمع کہتے تھے جو گستاخی کا کلمہ ہے کہ جسکے معنے ہین کہ سن اور پھر سننا نصیب نہو اور انظرنا کی جگہ زبان دباکر راعنا کہتے تھے ظاہر تو اس کے معنے ہین ہماری رعایت کیجئے مگر اوس کو کہنیم کرکے کہنے سے راعینا ہو جاتا ہے جسکے معنے ہین ہمارا چرواہا یہ انکی گستاخانہ اور بے ادبانہ حرکات خدا کی پھٹکار کا نتیجہ تہین اور اسی طرح السلام علیکم کی جگہ زبان مڑوڑکر السام علیکم ہی کہتے تھے سام موت یعنی تمکو موت آجائے ان آیات مین بتلایا جاتا ہے کہ یہ انکی قابلیت نہین خدا کی پھٹکار رہے ۱۲ منہ

کرنا چاہتے ہین خود گمراہ ہوا اور دوسرون کو بھی گمراہ کرے یہ دونون وصف جسمین ہون خدا کی پناہ اسکی شقاوت اور بدبختی کا کیا ٹھکانا ہی پھر فرماتا ہی وہ تمھارے دشمنون کو جانتا ہی وہ تمھارا حامی ہی تم کچھہ اسسے خوف نکرو اسکے بعد خصوصاً یہود کی چند عادت بد ذکر فرماتا ہی تاکہ یہ بات معلوم ہو کہ وہ کونسی باتین ہین جنسے گمراہی خریدرہے ہین اور خود گمراہ ہو کر اورون کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہین ۔

(اول) یحرفون الکلم عن مواضعہ کی ضمیر کلم کی طرف راجع ہی گرچہ قیاس ظاہری بھی چاہتا تھا کہ کلم چونکہ کلمۃ کی جمع مؤنث ہی جسکی طرف مؤنث کی ضمیر مواضعہا پھرانی چاہیئے تھی مگر چونکہ اس جمع کے حروف مفرد سے کم ہین پس ایسی جمعون مین تذکیر و تانیث دونون طرح ضمیرین جائز ہین قالہ الواحدی تحریف بدلنا کم زیادہ کرنا یا تاویل فاسد کرنا خواہ زبانی خواہ کتاب مین ۔

یہود کے اقبال بلکہ دین کی عمر طبعی ہو چکی تھی اس لئے انمین ایسی ایسی باتین مروج ہو گئین تھین اور یہ بات صدہا سال سے ان مین تھی ان کے علماء دنیاوی طمع سے ہر ایک قسم کی تحریف اور تاویلات فاسدہ کرتے تھے چنانچہ جن مقامات تورات مین ابتک حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی خبرین پائی جاتی ہیں ان کے عجیب و غریب معانی لگا کر ان دونون رسولون کا انکار کرتے ہین اور نفس کتاب مین بھی انہون نے ایسا کیا کہ عہد عتیق کے کسی نسخہ کا بھی اعتبار منصف مزاج کے نزدیک نہیں رہا ۔ یہہ مانا کہ حوادث دہر اور مخالف بادشاہون کے حملون نے اور حفظ کے دستور نہونے اور قلت کاغذ و کتابت نے بھی عہد عتیق بلکہ عہد جدید کو الٹ پلٹ کر دیا مگر کاہنون کی خود غرضیون اور سہو نے بھی ہزارون اختلافات پیدا کر دئے ۔ اور پھر عیسائیون مین بھی وہی بات پیدا ہو گئی تھی کیونکہ بیشتر وہ بھی یہودی الاصل تھے یہان تک کہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد مین اس طوفان بے تمیزی کا کچھہ ٹھکانا ہی نرہا تھا ۔ اس لئے ان کے علماء بوقت استدلال اپنی کتابون سے کسی کو پتا ہی نہ لگنے دیتے تھے گرچہ عیسائی علماء نے بارہوین تیرہوین صدی عیسوی مین بائبل کی مرمت کرنے مین بہت کچھہ کوشش کی مگر جب مقابلہ کیا تو پھر بھی ہزارون ہی اختلافات باقی رہ گئے ۔

آج کل عیسائی مشنری اہل اسلام کے مقابلہ مین دیدہ دانستہ اس تحریف کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین بھلا کوئی اپنی مذہبی کتاب مین ایسا کر سکتا ہی اور جو کسی نے کیا تو اور لوگ اسکی خیانت کب چلنے دیتے ہین ؟ یہ انکار شاید ناواقف لوگون کو گونہ تردد مین ڈالتا ہو مگر جو بائبل سے بخوبی واقف ہین ان کے روبرو یہ ہٹ دھرمی اسبات کا کامل ثبوت ہی کہ اب بھی اس قوم مین عادت قدیمانہ کا اثر باقی ہی ۔

اس مختصر مین گنجائش نہیں کہ مین ہر ایک قسم کی تحریف پر سیکڑون شواہد پیش کرون مگر کسی قدر اقوال نقل کر کے نمونہ دکھاتا ہون تاکہ ناظرین کو تصدیق ہو ۔

(شاہد اول) متی نے اپنی انجیل کے دوسرے باب تیئیسوین آیت مین لکھا ہی کہ یوسف عیسے کو مصر سے لیکر (ایک شہر مین جسکا نام ناصرہ تھا جا کے رہا تاکہ وہ جو نبیون نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائیگا حالانکہ اب کسی نبی کی کسی کتاب مین نہین کہ عیسے پیدا ہو کر ناصری کہلائیگا ۔ اور اس لئے ممفرڈ رومن کیتھلک نے اپنے سوالات مطبوعہ لندن ۱۸۴۳ء مین

لکھا ہی کہ اس مقام پر کریزاسٹم اپنی نوین تفسیر مین لکھتا ہی کہ یہود نے کتب انبیا کو نہ صرف غفلت سے بلکہ بد دیانتی اور عناد سے جلا دیا اور کسی مین تبدل کر دیا انتہی کلامہ - اب اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا (۲) کتاب خروج کے اکیسوین باب آٹھوین آیت عبرانی تورات کے متن مین ہے کہ جو کوئی اپنی منگیتر سے ناراض ہو اوسکو روا نہیں کہ اجنبی قوم کے ہاتھ بیچے بلکہ فدیہ سے اس کے حاشیہ کے ایک نسخہ مین برخلاف لکھدیا - اور اسی طرح کتاب احبار کے ۲۵ باب تیسوین آیت مین ہے کہ جو کوئی شہر پناہ کے اندر اپنا گھر فروخت کرے برس بھر تک نہ چھڑائے گا تو ہمیشہ کے لئے مشتری کا ہوگا وہ یوبل کے سال مین چھوٹ نہ جاویگا اسکے حاشیہ مین ایک نسخہ لکھا ہی کہ جس مین اثبات ہی اب دیکھئے کس کا اعتبار کیا جاوے احکام مین بھی تحریف پائی گئی (۳) انجیل متی کے ۲۷ باب ۳۵ ورس مین یہ فقرہ کہ مسیح کو سولی دی اور اس کے کپڑون پر چٹھی ڈالکر ان کو بانٹ لیا تاکہ نبی کا کہا پورا ہوا لحاقی ہی گریسباخ نے بھی اسکا اقرار کیا ہی اور ہارن صاحب نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱ جلد ثانی مین دلائل سے اس کا الحاقی ہونا بیان کیا ہی مگر ابتک یہ فقرہ انجیل مین موجود ہی - یوحنا کی اول خط کے ۵ باب ۷ ورس مین یہ فقرہ جو تثلیث کی بنیاد ہے محققین بالخصوص ہارن صاحب اور گریسباخ اور آدم کلارک اور شولز کے نزدیک قطعاً الحاقی ہے اور وہ یہ ہے تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینون ایک ہین الخ بائبل مطبوعہ مرزاپور کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ یہ الفاظ کسی قدیم نسخہ مین نہیں پائے جاتے حالانکہ متن مین درج ہین زیادہ تحقیق منظور ہو تو مقدمہ تفسیر کو دیکھئے -

(دوم) یہود آنحضرت کی محفل مین آکر زبان موڑ کر تمسخر کی نیت سے یہ کلمات کہہ جاتے تھے سمعنا وعصینا کہ ہم نے سن لیا اور نہ مانا واسمع غیر مسمع کہ سن ان سنی بات یعنی تجھکو مکروہ باتین سننی نصیب ہون سمعنا تو پکار کر کہتے عصینا دل مین اور اسی طرح اسمع پکار کر غیر مسمع آہستہ سے وراعنا زبان دباکر جس سے راعینا پیدا ہوتا تھا جو گالی ہے اور تفاخر کرتے تھے کہ ہم یہہ باتین کہہ آتے ہین اگر وہ نبی ہوتے تو معلوم کر لیتے اس لئے آنحضرت کو اللہ تعالی نے خبردار کر دیا اور ان بے ادبون کی حرکات ناشائستہ پر صبر اور برداشت کرنے کا حکم دیا اور ان بے ادبون کو ادب سکھایا کہ بجائے اسکے یون کہتے تو ان کے حق مین بہتر ہوتا مگر یہ شقی ازلی محروم از سعادت ہین -

۵ سبت ہفتہ کے دن کو کہتے ہین بنی اسرائیل مین اس روز شکار اور دنیاوی کاروبار کی سخت ممانعت تھی حضرت موسی علیہ السلام کے کئی سو برس بعد بنی اسرائیل کے کچھ لوگون نے جو کسی دریا کے کنارے بستے تھے ہفتہ کے روز بھی مچھلیون کا شکار کرنا شروع کر دیا اس حیلہ سے کہ پانی کی نالیان بنا دین ہفتہ کے روز سے پہلے ان کے مونہہ کھولدیتے تھے مچھلیان آجاتی تھین پھر اتوار کو پکڑ لیتے تھے اس وقت کے علماء نے منع بھی کیا مگر انہون نے نہ مانا لہذا عذاب الہی آیا سور بندر ون جیسے چہرے ہوگئے ان کو اصحاب السبت کہتے ہین جو مسلمان ہون اور شراب حیلے بناکر جائز کیا کرتے ہین انکو عبرت پکڑنا چاہیئے خدا کے عذاب صدہا قسم کے ہین ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۲۱۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ

اے اہل کتاب اسسے پہلے کہ ہم چہرے بگاڑ کر الٹ دین یا اُنپر اصحاب سبت کی طرح لعنت کر دین اس کتاب پر ایمان لے آؤ کہ جسکو ہم نے نازل کیا ہی جو تمہارے

اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ

اوسکی بھی تصدیق کر رہی ہی اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہی بیشک اللہ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو تو نہ بخشے گا اور اسکے سوائے

مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝

جسکو چاہے گا بخشدے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا تو اوس نے بڑا ہی طوفان باندھا

ترکیب

من قبل متعلق ہی امنوا سی علی ادبارہا حال ہی وجوہا سے ونغفر جملہ مستانفہ ہی مادون ذلک مفعول ہی یغفر کا مادون کے معنے سوا کے ہین اور دون بمعنی کمتر بھی ہو سکتا ہی او لمعنہم والضمیر عائد الی اصحاب لوجوہ افتری اختلق وفعل لانہ کما یطلق حقیقۃ علی القول یطلق علی الفعل ایضا مجازا۔

تفسیر

اہل کتاب کے قبیح بیان فرما کر اُنکو سعادت دارین کیطرف بلاتا ہی کہ تم ایمان لاؤ پہلے قبائح بیان کرنا اور پھر اُسکی اصلاح کی تدبیر بتلانا حکمت الہامیہ کا مقتضی ہی کیونکہ جب تک طبیب مریض کے امراض مہلکہ کو بیان نہین کرتا اور اُسکے مآل کار موت سے نہین ڈراتا تو مریض کی طبیعت تلخ دواؤن کے پینے پر مائل نہین ہوتی اسلئے ان آیات مین مرض بتا کر علاج بتایا کہ اُس کتاب اور شریعت پر ایمان لاؤ جو تمھارے پاس کی چیز یعنے اصول مذہب اور مضامین باقیماندہ تورات و دیگر کتب انبیاء کی تصدیق کرتی ہی اسمین یہ اشارہ ہی کہ دین محمدی کوئی ایسی سخت چیز نہین کہ جسکے تسلیم کرنے مین کسی منصف مزاج کو (اپنے دین قدیم کے لحاظ سے بشرطیکہ وہ الہامی ہو) اور اُسمین تحریفات اور پچھلے مشائخ اور یفارسیون کی قلعی نہ چڑھائی گئی ہو کچھ تردد ہو اسکے اصول وہ ہین کہ جنکو الہام کے علاوہ دنیاوی عقلاء بھی بصدق دل قبول کرتے ہین اُسکے ساتھ اس علاج سے روگردانی کی صورت مین جو کچھ بدنتائج پیش آنیوالے تھے اُن کی طرف بھی اشارہ کرکے اُنکو خواب غفلت سے بیدار کر دیا اور وہ بدنتیجے دو تھے ایک دنیا کی بربادی اور بداقبالی اور ذلت وخواری جو آسمانی سلطنت سے بغاوت کرنیوالیکے لئے ضرور پیش آتی ہی اوسی کیطرف من قبل ان نطمس وجوھا فنردھا علی ادبارھا مین اشارہ فرمایا یعنی ایمان اُس شدنی سے پہلے لاؤ کہ جسمین چہرونکو بگاڑ کر اُنکی پشت کیطرف یعنی الٹا کر دینگے یعنی وہ جو اقبال اور ترقی تھی اُسکو الٹ دینگے مونہہ کا بگاڑنا کنایہ عزت کے بگاڑنے سے ہی اور پس پشت مونہہ کو کر دینا اُسکی سعادت سے شقاوت کیطرف پھیر دینا ہی یہ محاورہ کی بات ہی اب اسمین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ ہم تمکو پھر اصلی حالت غلامی اور اسیری کیطرف رجوع کر دینگے یا پھر عرب سے ملک شام کیطرف جلاوطن کر دینگے چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق یہود و نصاریٰ کو صحابہ کی فتوحات سے یا تاتی جو بنظر غلامی اور اسیری کی ہی پیش آئی اور یہود مدینہ سے جلاوطن ہو کر چلی چوتھے سر پر دھر کر شام کو گئی۔ اور اس مین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ انسان اس عالم محسوسات مین سن تمیز کو پہنچکر گوناگون صنائع اور اسیری کی ہی پیش آئی اور یہود مدینہ سے جلاوطن ہو کر چلی چوتھے سر پر دھر کر شام کو گئی۔ اور اس مین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ انسان اس عالم محسوسات مین سن تمیز کو پہنچکر گوناگون صنائع دیکھکر عالم معقول کیطرف چلتا ہی اگر یہ ترقی کرتا چلا جاتا ہی تو شہر مقصود تک پہنچ جاتا ہی اور جو شہوانی اور حیوانی باتون مین پڑ جاتا ہی تو اُدھر سے مونہہ کے بل اولٹ کر پھر اسی عالم کی طرف آجاتا ہی حقیقی معنی بھی مراد ہو سکتے ہین کہ چہرون کو بگاڑ کر پس پشت کر دین بُری حالت بنا دین دوسرا عذاب آخرت اُس کیطرف اونلعنہم کما لعنا اصحاب السبت مین اشارہ ہی کہ جسطرح سبت مین تعدی کرنیوالونپر عہد داؤد علیہ السلام مین ہمنے لعنت کی تھی ایسی تبمر نکر دین۔ چونکہ اس اعلان اور اون عام امنوا سی بعض لوگونکی دلونمین یہ بات تھی کہ ہم بہت سے گناہ کر چکے ہین اب ہمارا قصور کیونکر معاف ہو سکتا ہی پھر ہمارا اسلام مین داخل ہونا کیا فائدہ دیگا؟ اسلئے اسکے بعد معافی کا اعلان دیا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک اگر کسی کے حقوق عباد مین یا عموماً گناہون پر جرأت نہو لمن یشاء کی قید بھی لگا دی کہ جسکو چاہے گا معاف کریگا جسکو چاہے گا نہین خدا شرک کے سوا اور سب گناہ معاف کر دیتا ہی اور توبہ سے شرک بھی معاف کر دیتا ہی۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ انظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ

کیا آپ نے انکو نہین دیکھا جو اپنے آپکو مقدس ٹھرانے ہین بلکہ اللہ جسکو چاہتا ہی مقدس کرتا ہی اور کسی پر تاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جاویگا دیکھو اللہ پر کیسے (کیسے) بہتان باندہ رہے

الْكَذِبَ وَكَفَىٰ بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ

ہین اور صریح گناہگاری کے لئے تو یہی کافی ہی کیا آپ نے انکو نہین دیکھا کہ جنکو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بتون اور شیطان کو مانتے ہین اور کافرون

لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن

کی نسبت کہتے ہین کہ مسلمانون سے تو یہی سیدہے رستہ پر ہین یہ وہی لوگ ہین کہ جنپر خدا نے لعنت کردی ہے اور جسپر اللہ لعنت کردے

تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۝ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ

تو اوسکے لئے کوئی بھی مددگار نہ پائیگا کیا اون کا بادشاہی مین کچھ حصہ ہے پھر جب تو یہ کسی کو ذرای کی برابر بھی نہ دین گے کیا لوگون پر

عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۝

اسبات سے جلے مرتے ہین کہ خدا نے انکو اپنے فضل سے نعمت دی ہی سو بیشک ہم ابراہیم کے خاندان کو کتاب اور حکمت اور اون کو بڑا ملک عنایت کرچکے ہین

ترکیب

کیف یفترون کیف منصوب ہے یفترون کے سبب اور علم محلا منصوب ہے انظر کیوجہ سے ویقولون معطوف ہی یؤمنون پر للذین کفروا متعلق ہی یقولون کے ہولاء مبتدا اھدی خبر جملہ مقولہ۔

تفسیر

پہلی آیات مین یہود پر انکی بداعمالیون کے سبب عتاب تھا جسکو وہ اپنی انبیا کی خاندان کے سبب قابل التفات سمجھتے تھے اور اسپر بھی تقدس کا دم بھرتے تھے کہ ہم فلان بزرگ کی اولاد ہین تقدس بجا مسلم حق ہی ہم ابراہیم و اسحاق کی نسل ہین جنپر آتش دوزخ حرام ہی اور ہم رات کو گناہ کرتے ہین تو صبح تک خود بخود پاک ہوجاتے ہین اور دنکو کرتے ہین تو شام تک پاک ہوجاتے ہین اور نصاری مین بھی پولوس کا یہ قول کہ مسیح سب کے گناہ سر پر اوٹھا کر لیگئے بہت ہی کچھ موثر تھا اس لئے یہ لوگ اپنے آپکو پاک اور جنتی سمجھتے تھے اور اسی طرح برہمنون وغیرہ اور بہت سی اقوام مین ایسے دھکوسلے ہین کہ جنپر وہ نازان رہا کرتے ہین چنانچہ انکی تقلید سے اسلام کی جاہل فرقون مین بھی آجکل یہ بات پائی جاتی ہی کہین یہ مشہور ہی کہ ہم فلان پیر فلان بزرگ کی اولاد ہین ہمارے گناہ بخشے ہوجاتے ہین ہم خدا کے ایسے اور ایسے ہین جسطرح کہ بیٹے تین خدا کے فرزند اور اسکی پیارے کہتے اور اقبال رفتہ کی پھر واپس آنیکی ان حرکات پر امید کرتے تھے اس لئے انکے رد مین فرماتا ہی کہ یہ کیون ناحق اپنی تعریفین کرتے اور پاکیزہ ہونیکا دعوی کرتے ہین پاکیزہ تو وہی ہی کہ جسکو اللہ نے توفیق پرہیزگاری کی دی ہی اسکے بعد حکیمانہ طور پر انکی خیانت ظاہر فرماتا ہی (۱) انظر کیف یفترون الخ کہ وہ ایسی ایسی دعوے کرکے خدا پر جھوٹے دھکوسلے بناتے ہین کہ ہم اسکے فرزند اور محبوب ہین ہمپر آتش دوزخ حرام ہی اور جھوٹ باندھنا بجائے خود اثم مبین ہی (۲) باوجود علم کتاب اور روشنی شریعت کے جو ٹمٹماتی ہوئی چراغ کیطرح کسی قدر انمین باقی تھی جبت بت اور طاغوت پر یعنی شیطان پر ایمان لاتے ہین یعنی انکی ماننے والون کو خدا پرستون پر ترجیح اور فوقیت دیتے ہین چنانچہ یہود مدینہ مین سے کعب بن اشرف اور کعب بن اسلمی کو کہ قریش کو آنحضرت کے لڑنے پر آمادہ کرین اور جب مشرکین نے پوچھا کہ کیا ہم حق پر ہین یا اہل اسلام جو صرف ایک اللہ کی عبادت جائز ٹھہراتے ہین تو کہدیا کہ تم حق پر ہو سو یہ بات اس لئے تھی کہ خدا نے انپر انکے کفر کیوجہ سے لعنت کردی ہی وہ قریش کی مدد پر ہو سو انکے دشمنان خدا کا کوئی حامی نہین ہوسکتا یہ عیوب تو انمین جہل سے متعلق تھے جو قوت علمیہ کا نقصان ہی اسکے بعد قوت عملیہ کا نقصان بیان کرتا ہی اور قوت عملیہ کا سب سے زیادہ نقصان بخل اور حسد سے ہوتا ہی یہ دونون وصف بھی انمین تھے (۱) ام لہم نصیب من الملک کیا انکو انکی آرزو کے موافق سلطنت تو کیا ملسکا کوئی حصہ بھی باوجود بخل کے کہ جو منافی سلطنت ہی مل سکتا ہی اور بخل کی یہ حالت کہ اگر سلطنت ملجائے تو کسی کو نقیر یعنی ذرہ بھی نہ دین (۲) ام یحسدون الناس آنحضرت کی شوکت روز افزون اور نبوت اور روشنی دین پر حسد کرتے تھے کہ یہ تو ہمارا حصہ تھا انکو کیون ملا اسپر تسلی دیتا ہی کہ ہمنے ابراہیم کے خاندان مین داؤد و سلیمان کو سلطنت اور نبوت دی تھی ایسا تم ابراہیم کے دوسرے خاندان پر کیون حسد کرتے ہو

(۱) کیلئے کہ سلطنت کیلئے فوج اور کارپرداز ضرور ہین اور جب انسان بخل کرتا ہی تو مفت کوئی کسی کی غلامی نہین کرتا نہ تنگ سر پہ چڑھتا ہی پھر جب یہ ہی تو کون سر کٹوائے پھر کسطرح سے ملک ہاتھ آئی ان اخلاق رذیلہ پر یہود زمانہ گذشتہ کا اقبال کو جو داؤد و سلیمان کی عہد مین تھا لانا ذکر کرتے تھے سو یہ خیال محال تھا ۱۲ منہ (۲) تقیر تقرے سے مشتق ہی جسکے معنے کہودنا ہی اسکے مراد خرمہ کا چھلکا اور یہ ضرب المثل عام ہی مراد قلت ہی اور اسیطرح قطمیر اور فتیل

والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ

پھر انمین سے کچھ تو اس کتاب پر ایمان لے آئے اور کچھ اس سے رک گئے اور کافی ہی جہنم جلانے کے لئے بیشک جن لوگون نے ہماری آیتون کا انکار کیا عنقریب

نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا

ہم اون کو آگ مین داخل کرین گے جبکہ ان کی چمڑی جل جاویگی تو اسکے عوض ہم اور چمڑی بدل دین گے تاکہ وہ (خوب) عذاب چکھین بیشک اللہ زبردست

حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اور حکمت والا ہی اور جو ایمان لائے اور انھون اچھے کام بھی کئے (سو) اون کو ہم جلد ایسے باغون مین داخل کرینگے کہ جنکے تلے پڑی نہرین بہ رہی ہون گی انمین وہ ہمیشہ رہا

اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

کرین گے اون کے لئے وہان پاک بیویان بھی ہون گی اور ہم اونکو ٹھنڈی چھاؤن مین بٹھائین گے

ترکیب

من امن مبتدا منھم خبر مقدم فجملہ جملہ پر داخل ہی سوف نصلیھم جملہ خبران کلمہ شرط مبتدا نھم جواب والذین الخ مبتدا سندخلھم خبر لھم فیھا الخ جملہ نعت یا حال ہی۔

تفسیر

یہ وہی بیان کا تتمہ ہی کہ باوجود اسکے کہ ہمنے خاندان ابراہیم کو خصوصاً نسل اسحٰق و اسرائیل کو کتاب یعنی ظاہر شریعت و حکمت یعنے علم اسرار اور ملک عظیم یعنے نبوت دی تھی اسپر بھی انمیں سے کچھ لوگ تو خدا پرست تھے اور کچھ منکر اور مخالف رہے (جیسا کہ تاریخ بنی اسرائیل سے واضح ہوتا ہی) پھر جب اون کا اپنے ایسے انبیا کی نسبت یہ حال تھا تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی نسبت انکار اور نکتہ چینی جس قدر ہو وہ اس بدبخت قوم کے حسد کے خیال سے کچھ بھی زیادہ نہیں ہم ایسے بدبختون کو جہنم مین جلاوین گے جسطرح دنیا میں اپنی آتش حسد اور عناد مین یہ نئے نئے رنگ بدلتے ہین اسی طرح عالم آخرت مین ان کے عذاب کی صورت ہوگی کہ جب آگ سے ایک جلد جل جاویگی تو دوسری جلد یعنے چمڑی اور پیدا ہوجاویگی۔ اس سے یہہ غرض ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر جہنم مین ڈالے جاوین گے آخر وہ آگ ہی گھڑی دو گھڑی مین جل بھن کر مرجاوین گے یہ تکلیف منقطع ہوجاویگی) بلکہ وہ جہنم مین ہمیشہ جلتے رہین گے اور ایک جسم کے بعد پھر وہی جسم جلنے کے لئے مبدا غیب سے پیدا ہوگا تاکہ پورا عذاب چکھین اور اس زندگی کو کوئی طبیب محال اور فانی نہ سمجھے بلکہ یہ سب ممکن اور اسکے قبضہ قدرت مین ہی کیونکہ ان اللہ کان عزیزا حکیما کہ وہ زبردست بھی ہی یعنی قادر مطلق ہی اور تادیر قائم رہنے کی اوسکو سیکڑون تدبیرین معلوم ہین کیونکہ وہ حکیم ہے۔

قرآن کی عادت ہی کہ جہان کہین مخالفون کے لئے عذاب وغیرہ عقوبات دنیا و آخرت بیان کئے ہین اسکے ساتھ ہی مطیع لوگون کیلئے ثواب و جنت کی نعمتین بھی بیان ہوتے ہین۔ تاکہ مخاطب کے لئے کامل ترغیب و ترہیب حاصل ہو کر عذاب سے ڈر کر ثواب پر نظر کرکے دنیا اور اسکے لذائذ فانیہ سے نفرت اور نیک روی اور عالم باقی کا شوق دلمین پیدا ہو۔ یہان اُنکے لئے کہ جو ایمان لاکر اچھے کام کرتے ہین یہ وعدہ ہی کہ ہم اونکو ایسے باغون مین (نہ دنیا کے باغ بلکہ عالم قدس کے باغون مین) بسا وینگے کہ جنکے نیچے نہرین بہتی ہون گی اور یہہ عیش اونکے لئے دنیا کے عیش کیطرح یا عالم شباب کیطرح چند روزہ نہوگا بلکہ دائمی اور وہان اُنکی انس کیلئے عالم قدس کی بیوبان بھی ہونگی اور دراز سایہ مین رہین گے۔ بعض علما فرماتے ہین کہ جنت مین درخت متصل ہون گے اس لئے ان کا سایہ بھی دراز ہوگا بعض کہتے ہین کہ سایہ دراز سے خدا کی مہربانی اور دائمی عنایت مراد ہی جو اسکے تقرب اور روحانی جنت کی طرف اشارہ ہی۔

ف الجبت اصلہ الجبس فابدلت التاء من السین قالہ قطرب وھو الذی لا خیر فیہ فاختلف فی معناہ فقیل السحر وقیل کعب بن الاشرف الیھودی وقیل الشیطان وقیل صنم لقریش سجد لہ الیھود ولما دخلت مکۃ مرضاۃ قریش والطاغوت من طغی یطغی ای تجاوز حدہ والتاء زائدۃ کما فی الرحموت والناسوت للزاوبہ الشیطان وکل من جاوز الحق ۱۲ منہ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ

بیشک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتون کو جنکی امانت ہو انکے پاس پہنچا دیا کرو اور جب لوگون مین فیصلہ کرو تو انصاف سے کیا کرو

إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

بیشک اللہ تم کو بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے ایمان والو اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کے اور اپنے

وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

فرمانرواؤن کے حکم پر چلو پھر اگر کسی چیز مین تمھارا اختلاف ہو جائے تو اسکو اللہ اور رسول کی طرف لیجاؤ اگر تم کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہو

الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

یہ اچھی بات ہے اور اسکا انجام بھی اچھا ہے

ترکیب

ان تودوا تاویل مصدر مفعول ثانی ہوا یامرکم کا واذا کا عامل یامرکم ہے یہ سب شرطان تحکموا اسے بان تحکموا جملہ جواب نعما یعظکم یہ جملہ خبر ان نعما کا ما بمعنے الشئی معرفۃ تامۃ یعظکم محذوف کی صفت ہی جو مخصوص بالمدح ہی تقدیرہ نعم الشئی شئی یعظکم بہ یا نعم کا فاعل اور ما بمعنے الذی بھی ہو سکتا ہی اسکا بالبداسکا صلہ اور یہ بھی فاعل نعم ہی اور مخصوص بالمدح محذوف ای نعم الذی یعظکم بہ ہا ذیۃ الامانۃ اور مانکرہ موصوفہ بھی ہو سکتا ہی تب فاعل مضمر ہوگا اور مخصوص محذوف جیسا کہ بئس للظالمین بدلا مین ہی۔

تفسیر

جبکہ اہل کتاب کی خیانت کا ذکر آیا کہ وہ تورات وانجیل کی بشارات کو جو دین محمدی کے برحق ہونے کے بابت ہین چھپا رہے اور محرف کرکے کفار کو موحدین سے اچھا بتلا رہے ہین تو عموماً اہل اسلام کو ابدالآباد کیلئے امانت داری کا حکم دیا یا یون کہو کہ جبلا یمان لانے والون اور اچھے کام کرنیوالون کے لئے جنت اور حیات ابدی کا وعدہ کیا گیا تو اسیجگہ اعمال صالحہ مین جو عمدہ چیز ہے اسکو بیان کرتا ہے یعنے امانت اور عدالت اس آیت کے شان نزول کی بابت یہ روایت ہی کہ جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ فتح کیا اور کعبہ کے اندر نماز کے لئے جانا چاہا تو عثمان بن طلحہ نے کہ جسکے پاس کعبہ کی کنجی تھی قفل بند کر دیا اور کنجی دینے سے انکار کیا حضرت علی رض نے اس کا ہاتھ مروڑ کر اسکے ہاتھ سے کنجی چھین کر قفل کھولا آنحضرت نے اندر جاکر نماز پڑھی اور حضرت عباس نے چاہا کہ یہ کنجی مجھے ملے اسپر یہہ آیت نازل ہوئی تب عثمان کو کنجی واپس دی گئی بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہی کہ آنحضرت نے عثمان سے امانتاً لی تھی اسپر عباس نے اپنے لئے درخواست کی تو یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا یہہ چابی تیرے خاندان کیلئے ہی بجز ظالم کے تجھ سے کوئی نہین لیگا پھر عثمان نے اپنے بھائی شیبہ کو دی جو آج تک اسکے خاندان مین چلی آتی ہی۔

خدا تعالے کو بموجب اپنے اس وعدے کے جو اسنے یسعیا علیہ السلام کی معرفت نبی قیدار کے ساتھ کیا تھا جیسا کہ ابتک کتاب یسعیا کے بیالیسوین باب سے پایا جاتا ہے یہ منظور ہوا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمانی سلطنت کا دنیا مین قائم کرنے والا بنادے اور پھر ان کے جانشینون کو اس انصاف وعدالت کی کرسی پر بٹھادے اور تمام دینی مقدمات کا فیصلہ انہین کے محکمہ سے دلوائے تو اسلئے اولاً امانت کا حکم دیا امانت مصدر میمی ہے جسکا اطلاق مفعول پر بھی ہوتا ہی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ جو کسی کا حق تجھپر ہو تو اسکو بخوشی خاطر ادا کر دیا کرو۔

حقوق کی تین قسم ہین اول اللہ تعالے کے حقوق اسکی عبادت اور توحید اور شکر گزاری کرنا اور بری باتون سے باز رہنا اور جنکا اوس نے حکم دیا ہی اون کو عمل مین لانا پھر یہ بھی ایک دریائے بیکنار ہے اس مین اسکے امانت کا ادا کرنا اسکی ذات وانوار مین محو ہو جانا ہے ؎ این جان عاریت کہ بحافظ سپرد دوست

امانت اور انصاف کے حکم

روز سے رخش بہ بینم و تسلیم وے کنم * اسی کی طرف بہت سی آیات مین اشارہ ہواہی منجملہ اُنکے یہ ہی انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض الایہ دوم تمام مخلوقات کے حقوق اسمین ادائے امانت پورا تولنا۔ راز کو افشار نکرنا۔ کسی کی چیز کو مستعار لیکر واپس دینا یا کوئی چیز اوس کے پاس رکھی جائے تو اسکو بوقت طلب واپس دینا ہی۔ بیوی کو میان کے مال اور آبرو کو محفوظ رکھنا۔ بادشاہون اور ذی اختیار لوگو نکو اپنے ماتحتون سے نرمی پیش آنا۔ ظلم نکرنا۔ علماء کو مسائل اور کتاب الٰہی کے بیان کرنیمیں کمی زیادتی نکرنا۔ اُنکو تعصبات بیجا سے روکنا۔ گھر والیکو بیوی بچون کے حقوق برابر ادا کرنا۔ اونکی تربیت مین کوشش کرنا وغیرہ امانت کا ادا کرنا ہی سوم اپنے نفس کے حقوق اسمین امانت یہ ہی کہ روح کو شہوانی لذائذ سے بلکہ نکرے۔ گناہون مین مبتلا ہوکر اپنے تئیں جہنم مین نہ پہنچاوے۔ غرض جو اسکے لئے دنیا و آخرت مین بہتر ہے غصہ اور شہوت کی نشہ مین اگر اُسکے برخلاف نکرے اولاً امانت کا حکم اس لئے دیا کہ جب خود اصلاح پذیر ہوجاویگا تو اسکے بعد کرسی عدالت پر بیٹھنے کی صلاحیت رکھے گا اس لئے کہ اسکے بعد ثانیاً فیصلون مین انصاف کرنیکا حکم دیا اور سمیع و بصیر ہونا جتلاکر متنبہ کردیا اور یہہ ظاہر ہے کہ اس فیصلہ کے لئے کوئی قانون آسمانی بھی ضرور ہے اس لئے اسکے بعد ثالثاً یہ فرمایا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور ان فیصلون کو اللہ اور رسول کیطرف رجوع کرو یعنی قرآن اور حدیث کو دستور العمل بناؤ۔

اور یہ ظاہر ہی کہ قرآن مجید مین گو بطور اجمال یا قواعد کلیہ ہر ایک قسم کے احکام ہین (اور اس دریائے بیکنار سے جسقدر چاہو بقدر فکر مین غوطہ لگاکر موتی نکال لو اور اسی لئے قرآن مین ہی تفصیلاً لکل شئی و تبیاناً لکل شئی کہ قرآن مین ہر ایک چیز کا بیان ہی اور احادیث مین بھی آیا ہی اس لئے کہ ظاہر و باطن اور ہر حد کے لئے مطلع ہی اور اسکے عجائب کم نہین ہوتے۔ ہر ایک شخص بقدر فہم ان عجائب مودعہ سے مستفید ہوتا ہی اور احادیث جہانتک ہین سب گویا قرآن مجید کی شرح ہین خواہ بطور فعل خواہ بطور قول اور اسی لئے پیغمبر علیہ السلام کے بعد کوئی شخص ایسا نہین کہ صرف قرآن پر بس کرے اور اسکی شرح سنت کی طرف متوجہ نہو یہہ کسی مکلف کا منصب نہیں اور اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمادیا کہ بعض پیٹ بھرے پلنگ پر لیٹ کر یہ کہنے لگین گے کہ ہمکو قرآن کافی ہی جو اسمین حلال ہی وہی حلال ہی اور جو حرام ہی وہی حرام ہے حالانکہ رسول نے بھی اللہ کی طرح بہت سی چیزین حرام بیان کی ہین منجملہ اون کے گدھا ہے جو گھرون مین رہتا ہی منجملہ اون کے درندون مین سے جنگل والا جانور حرام ہی لخ رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ الی قولہ کما حرم اللہ اور چونکہ قرآن کے باریک نکتو پر کما ینبغی واقف ہونا نبی کا کام ہی اور ان باریک چشمو نسے حکم کی کوئی نہر جاری کرنا گویا ناواقف کے نزدیک اپنی طرف سے پیدا کرنا ہی اس لئے آنحضرت نے اس تشریح کو از خود بیان کرنا فرمایا اس لئے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول باعادہ اطیعوا ذکر کیا اور اسکے بعد فردوہ الی اللہ والرسول فرمایا) لیکن یہ تمام باتین نہ تو قرآن مین اس طور سے جمع ہوسکتی تہین کہ ہر مخاصمہ کے وقت ہر شخص اوس سے فیصلہ کرلے نہ احادیث مین تمام و کمال تشریح امور غیر متناہی کی ہوسکتی تھی اور دین کی باعتبار ان اصول کے تکمیل ہوچکی تھی الیوم اکملت لکم دینکم آچکا تھا اور رسالت کا دروازہ بند کردیا گیا اس لئے اسکے بعد واولی الامر منکم فرمایا کہ بنی لوگو نمین سے اولی الامر کی بھی اطاعت کرو اولی الامر سے بعض کہتے ہین حکام و سلاطین و قضاۃ وغیرہم مراد ہین کہ جنکو ولایت شرعیہ حاصل ہو شیعہ کہتے ہین ائمہ اثنا عشر مراد ہین بعض کہتے ہین صحابہ اگر غور کیا جاوے تو سب کا نتیجہ یہی نکلیگا کہ اس سے مراد اہل علم اور شریعت کے مفتی اور مجتہد و مستنبط ہین اور یہی قول جابر بن عبداللہ و مجاہد و حسن بصری و ابوالعالیہ و عطا و ابن ابی رباح و ابن عباس و امام احمد کا ہی اور امام مالک و ابوحنیفہ و ضحاک بھی یہی فرماتے ہین

فصل اولی الامر کی

اور اسکی وجہ جیسا کہ اعلام الموقعین مین حافظ ابن القیم نے بیان کی یہ ہی کہ بعد نبی علیہ السلام کی امت محمدیہ مین جو کسی اور کا کہنا مانا جاتا ہی تو صرف اُسوقت کہ وہ علم کے موافق حکم دے کتاب و سنت کے بموجب حکم کرے خواہ وہ علماء آپ حکم کرین یا ان کے فتوی سے امرا و سلاطین حکم دین پس جسطرح کہ علماء نبی علیہ السلام کے پیرو ہین اسیطرح انکے امرا ہین اب جو احکام کہ کتاب و سنت مین بصراحت مذکور ہین ان مین تو علماء کا قول عامیون پر ماننا فرض واجب ہی اسمین شاید کسی کو بھی اختلاف نہو رہے وہ احکام و مسائل کہ جو بصراحت کتاب و سنت مین نہ پائے جائین بلکہ بحکم تفصیلاً لکل شئی بطور اسرار مودوعہ پردہ الفاظ مین مستور ہون اور علماء مین سے جو غواص اور مستنبط ہین جیسا کہ اگلی آیت مین ہی ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم - جنکو مجتہد کہتے ہین وہ ان مسائل کو استنباط اور اجتہاد کرکے نصوص سے ظاہر کرتے ہین آیا انکی ان مسائل مین بھی پیروی غیر مجتہد لوگونکو چاہیئے یا نہین ؟ (اور اس پیروی کو عرف فقہا مین تقلید کہتے ہین) اہل اسلام مین سے جمہور سلف سے خلف تک ان مسائل مین بھی اتباع کرنا واجب اور ضروری کہتے ہیں اِن چند وجوہ سے اوّل - آیات مذکورہ تبیانا لکل شئی والیوم اکملت لکم دینکم سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ قرآن مین خدا تعالی نے خواہ تفصیلاً خواہ اجمالاً کہ وہ اجمال بھی نظر مجتہد مین بیان و تفصیل ہی جمیع احکام کو بیان فرما کر کتاب و دین کو کامل کردیا اور اسی لئے آئندہ کسی اور نبی کی حاجت نرکھی خاتم النبیین فرمادیا (۲) اور یہ بھی ثابت ہی کہ قرآن و سنت واجب العمل ہی خواہ وہ مسائل کتاب و سنت سے ہمکو معلوم ہون یا نہون وجوب عمل ہمارے علم پر موقوف نہین اگر ایسا ہو تو پھر منصوصات کہ جنکا ہمکو یا عامی کو علم نہو وہ بھی واجب العمل نرہین اور لا فرق بین ذلک وبین ہذا و فسادہ لا یخفی علی ارباب العقول منصوصات و غیر منصوصات مین یہ فرق ہوگا کہ وہ بمنزلہ ایک ایسی خزانہ کی ہین جو گھر مین رکھا ہوا ہر ایک بصیر کو معلوم ہی اور غیر منصوصات بمنزلہ خزانہ مدفون کے ہین جسکو بجز ماہر کے اور کوئی نہین جانتا مگر جسکو خزانہ کی ضرورت ہو تو وہ ضرور اس ماہر کے کہنے پر عمل کرکے اوس سے مستفید ہوگا اسیطرح گنج قرآنی جو مستور ہے اسکے ماہر مستنبط و مجتہد ہین کما لا یخفی - ہان یہ ضرور ہے کہ منصوصات قطعیات ہین اور یہ مسائل ظنیہ ہیں کیونکہ اصل مسئلہ کو جو کتاب و سنت مین منصوص ہی مجتہد اصل قرار دیتا ہی اور اس حکم کی احادیث و اقوال علماء صحابہ سے نیز اپنے دلائل سے ایک علت معین کرتا ہی پھر دوسری جگہ اس علت کو دیکھکر وہی حکم ظاہر کردیتا ہی مثلاً قرآن اور احادیث صحیحہ مین شراب کو حرام قرار دیا ہی اب مجتہد نے دیکھا کہ کیون حرام قرار دیا ہی کیا سُرخ رنگت سے کیا رقیق ہونے سے کیا تلخی ہونیسے پھر دیکھتا ہی کہ یہ وصف تو اور چیزون مین بھی پائے جاتے ہین حالانکہ وہ حرام نہین بس معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے اسکو حرام قرار دیا ہی کیونکہ احادیث مین جن چیزون کی شراب بنتی ہی جیسا کہ انگور کا شیرہ انکو نشہ لانے سے پہلے پیغمبر علیہ السلام نے مباح قرار دیا اور صحابہ نے پیا ہی اور نشہ کے بعد اسکا نام شراب رکھکر حرام بنا دیا پس معلوم ہوا کہ علت نشہ ہی اور اب بھنگ و چرس و افیون مین بھی نشہ معلوم ہوا تو مجتہد نے کہدیا کہ یہ بھی حرام ہیں اور انکی حرمت شراب کی حرمت مین ضمناً مذکور ہے سو اس تعیین علت مین کبھی مجتہد سے غلطی بھی ہوجاتی ہی اور کبھی وصف خاص کو عام سمجھ لیتا ہی ان احتمالات کی وجہ سے حرمت بھنگ کو ظنی کہتے ہین اور ان غلطیونکی اصلاح کیلئے فن اصول فقہ قرار دیا گیا ہی اور مجتہد کے اس استنباط کو قیاس کہتے ہین (دوم) یہ آیت ہی لعلمہ الذین یستنبطونہ اس آیت مین اولی الامر سے انکی طرف رجوع کرنا فرمایا جو استنباط کرتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ نص کی موجودگی مین استنباط نہین کہا جاتا اگر استنباط جو قیاس کا ہم معنے ہی حجت شرعیہ نہوتا تو مکلف پر اسکی طرف رجوع کرنا واجب نہ کیا جاتا اور یہ کہنا کہ اولی الامر سے مراد امرا لشکر ہین اور استنباط سے مراد محاربات مین تدابیر کا استنباط ہی نص کو بلا وجہ وجیہ خاص کردینا ہے جو ایک قسم کا نسخ ہے -

(سوم) یہ آیت ہی کہ جسکی ہم تفسیر لکھ رہے ہین کیونکہ اسمین ہی فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول کیونکہ تنازعہ کی صورت مین جو رد کرنا فرمایا تو یہ وہی صورت ہی کہ جسکا کتاب و سنت مین حکم منصوص نہین کیونکہ اگر منصوص ہوتا تو یہ تو اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول مین آگیا تھا اور کلمہ ان شرطیہ پھر کیا فائدہ دیتا تھا ؟ بلکہ خدا تعالے نے وقائع کو دو قسم بنایا ایک وہ کہ ان کے احکام منصوص ہین دوم وہ کہ منصوص نہیں اول مین تو اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور انکے نائب ولی الامر کی اطاعت کا

حکم دیا اور دوسری قسم مین اللہ اور رسول یعنی کتاب و سنت کی طرف رد کرنا فرمایا۔

(چہارم) محمد بن علی الشوکانی نے اپنی مختصر مین لکھا ہے کہ قیاس کا حجت ہونا معاذ کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے جبکہ اون کو نبی صلعم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا کسطرح سے فیصلہ کروگے عرض کیا کہ کتاب اللہ سے فرمایا اگر کتاب اللہ مین نہ ملے عرض کیا سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر وہان بھی نہ ملے عرض کیا تو اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔ اس حدیث کے راوی اور طرق جنے ایک جگہ مستقل طور سے بیان کردئے ہین انتہی (نیل المرام)

لیکن محدثین مین سے ایک گروہ جو ظاہریہ کے نام سے موسوم ہے اسکا منکر ہے وہ ان ادلہ کے جواب مین وہ احادیث پیش کرتے ہین کہ جنسے کتاب و سنت پر عمل کرنے کی تاکید اور قیاس مخالف کتاب و سنت کی برائی پائی جاتی ہے لیکن جمہور کو اس سے کب انکار ہے بلکہ کتب اصول فقہ مین احناف و شوافع کے علماء اعلام نے تصریح کردی ہے کہ اول کتاب اللہ پھر سنت رسول اللہ پھر اجماع امت پھر قیاس اور جو قیاس حدیث کے برخلاف ہو اسپر عمل کرنا درست نہین نہ وہ قیاس درست ہے بلکہ امام ابو حنیفہ رض نے تو صحابہ کے قیاس کے مقابلہ مین بھی اپنے قیاس کو معتبر نہ سمجھا چہ جائیکہ حدیث و اجماع کے خلاف مین۔ اب رہا یہ اعتراض کہ چار امام ابو حنیفہ مالک احمد شافعی کو معین کرنا اور آئندہ اجتہاد کا دروازہ بند کرنا اور انہین کی تقلید پر انحصار کرنا اور حنفی شافعی کہلانا بدعت و شرک ہے سو یہ محض تعصب ہے دیکھو سیکڑون محدث اور بیشمار حدیث کی کتابین ہین مگر ان مین سے جس طرح صحاح ستہ اور شیخین کو علماء نے منتخب کرلیا ہے اسی طرح ان کو بھی اگر وہ بدعت نہین تو یہ بھی نہین اور جس طرح بخاری و مسلم جیسا محدث ہو جانا ممکن ہے اسی طرح ائمہ اربعہ کیا مجتہد ہو جانا بھی امکان عقلی رکھتا ہے مگر عادتاً بوجہ مفقود ہونے شرائط کے نہین پایا جاتا اور چارون مین انحصار ایک انتظامی بات ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی صحت پر تقلید غیر کے قول کو بلا دلیل حسن ظن سے تسلیم کرنا ہے جو ایک قسم کا تصدیق ہے خواہ وہ کوئی ہو اور جس قول کو بلا دلیل تسلیم کیا ہے خواہ وہ مسائل فقیہہ مین سے ہو خواہ الٰہیات فلکیات وغیرہا امور مین سے ہو اور مقلد کے پاس اوس قول کے برحق ہونے کے لئے بجز حسن ظن کے اور کوئی دلیل نہین ہوتی ہان جس کی تقلید کرتا ہے اُس کے پاس ہوتی ہے اب یہ کیا کم تعجب کی بات ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ خصوصاً مسائل فقیہہ پر تو اعتراض مگر قاضی شوکانی ابن قیم و ابن حزم و امام بخاری وغیرہ اون لوگون کی تقلید کہ جن سے اون کو حسن ظن ہے مقبول ہو ورنہ اس تقلید کا وجوب اور اس کی حرمت مخالف کے ذمہ پر ہے ہان جو کوئی نصوص قرآنیہ یا احادیث کو قیاس کے مقابلہ مین نہین مانتا یا تاویل رکیک کرتا ہے وہ بیشک برا کرتا ہے +۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

کیا آپ نے انکو بھی دیکھا کہ جو دعوی (یہ) کرتے ہین کہ جو کچھ آپ پر نازل ہوا اور آپ سے پہلے نازل ہوا ہم سب پر ایمان رکھتے ہین (اور حال یہ ہے کہ) شیطان سے منصفی کرانا چاہتے ہین

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ

حالانکہ اونکو اوس سے منکر ہوجانیکا حکم ہوچکا ہی اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ انکو گمراہ کرکے بہت ہی دور جاڈالے اور جب اونکو کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہی

اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ

اسی کی طرف اور رسول کی طرف (فیصلے کے لئے) چلو تو منافقون کو دیکھیگے کہ آپسے اکڑ کر رہ جاتے ہین پھر اسوقت کیا ہوتا ہے کہ جب انکی بداعمالی سے

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جو وہ کرچکے ہیں اپنپر کوئی مصیبت آپڑتی ہی تو آپکے پاس وہ قسمین کھاتے ہوئے آتے ہین کہ ہمنے تو صرف بھلائی اور ملاپ چاہا تہا یہ وہ لوگ ہین

يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ۝

کہ خدا ان کے دلون کی بات جانتا ہی سو آپ بھی ان سے درگزر کیجے اور انکو نصیحت کردو اور ان کے حق مین بڑی موثر بات کہدو

ترکیب

یرون حال ہی الذین یزعمون سے انہم اور اسکا معمول قائم مقام دو مفعولون کے ہین وقد امروا حال ہی فاعل یریدون سے ضلالا ای فیضلوضلالا اور بمعنے اضلال بھی ہوسکتا ہے فی انفسہم متعلق ہے قل سے۔

تفسیر

پہلی آیتون مین تھا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور قضایا کے فیصلے انہین کے سپرد کرو یہان اسبات کو ظاہر کیا جاتا ہی کہ ایسی بھی تیرہ باطن لوگ ہین کہ باوجودیکہ انکو اسبات کا اقرار ہی کہ ہم قرآن اور سب اگلی کتابون پر ایمان رکھتے ہیں مگر اسوجہ سے کہ انکے دلونمین نور ایمان نہیں صرف ظاہری ایمان ہی اپنے قضایا ناپاک اور شیطانی لوگونکے پاس فیصلے کیلئے لیجانا چاہتے ہین اس امید سے کہ وہ رشوت لیکر یا کسی خاص وجہ سے ہمپر عایت کرینگے اور اللہ و رسول اور انکے جانشینونکا ان یہ بات کہان؟ وہان سواحق کے اور کچھ نہیں۔ انسان کی تاریکی باطن کی یہ بھی پوری علامت ہی کہ وہ معاملات مین انصاف ملحوظ نرکھے اور درصورت نزاع جھگڑے کو اچھے اور خدا پرست لوگون کی طرف سے اٹھاکر ناخدا ترس لوگون کی طرف بامید رعایت رجوع کرے ایسی صورت مین اوسکا ظاہری ایمان اور لاف زنی کچھ فائدہ مند نہین مدینہ مین کچھ اہل کتاب اور کچھ قبیلہ انصار سے ایسے لوگ بھی تھے کہ جو بظاہر دعوی ایمان کرتے تھے اور جب کوئی معاملہ آپڑتا اور کوئی جھگڑا قائم ہوجاتا تو اس کے لئے کعب بن اشرف یہودی وغیرہ رشوت خارون کو بیچ بناتے اور جو کوئی انسے کہتا خدا کے کلام اور اسکے رسول کی طرف چلو وہان کا فیصلہ منظور کرنا چاہیئے تو رسول کے پاس جانے سے اپنی باطنی خیانت کے سبب انکار کرنے لگتے تھے اور جب انپر کوئی سختی اور مصیبت پیش آجاتی تہی جو بیشتر انسان کے اعمال بد کا نتیجہ ہوتا ہی تو اپنے مطلب کے لئے آنحضرت کی خدمت مین دوڑکر حاضر ہوتے اور اس عدم حاضری کے جھوٹے عذر کرتے اور قسمین کھاتے کہ یا حضرت اسمین بعض مصلحتین تھین ورنہ کوئی اور بات نہ تھی۔ اس لئے پیغمبر کو حکم دیتا ہی کہ یہ منافق جھوٹے ہین انکے دل کا حال ہمکو خوب معلوم ہی مگر تم انکی ان باتونپر گرفت نکرو بلکہ اپنے خلق عظیم کی وجہ سے درگزر کرو اور انکو نہایت نرم اور اثر بخش بات سے نصیحت کردو تاکہ اون کی طبیعتون مین اثر پیدا ہو۔ چنانچہ آنحضرت ایسا ہی کرتے تھے جسکا اثر یہ ہوا کہ بہت سے منافق سچے ایماندار ہوگئے۔ اس آیت مین جسطرح بہت سے فائدہ مند اصول امت کو تعلیم کئے گئے ہین اسی طرح واعظ اور ناصح لوگونکو بھی نرمی کی تلقین فرمائی ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ

اور ہمنے ہر ایک رسول کو اسی لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے اوسکا حکم مانا جاوے اور کاش وہ لوگ کہ جنہون نے اپنا برا کیا ہی آپ کے پاس آتے اور پھر خدا سے معافی

اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

مانگتے اور رسول (بھی) اون کے لئے معافی مانگتا تو البتہ وہ اللہ کو (بھی) معاف کرنیوالا مہربان پاتے پھر آپکے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہون گے جب تک کہ آپکو آپس کے جھگڑون مین

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

پھر ان کے دل مین آپ کے فیصلہ سے کچھ ناراضی (بھی) پیدا نہو اور (اسکو) بخوشی خاطر قبول بھی کرلین اور اگر ہم اونپر یہ بات فرض کردیتے کہ تم اپنے آپ کو خود ہلاک کردو

اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

یا اپنے ملک سے نکل جاؤ تو اسکو انمین سے بہت ہی کم لوگ کرتے اور اگر وہ وہی بات عمل مین لاتے جس کی انکو نصیحت کی جاتی ہے تو انکے لئے بہت ہی بہتر ہوتا

وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اور انکے حق مین ثابت قدمی کا باعث ہوتا اور (بیشک) ایسا ہوتو ہم بھی اونکو اپنے پاس سے بڑا ہی اجر دیتے اور اونکو راہ راست کی ہدایت کرتے

ترکیب

للا یطاع موضع نصب مین ہی مفعول لہ ہوکر اور لام ارسلنا سے متعلق ہی باذن اللہ موضع حال مین ہی ضمیر یطاع سے اور مفعول بہ بھی ہوسکتا ہی ای بسبب اللہ ولو انہم شرط اذ اسمین خبران عامل ہی جو جاؤک ہی یوجدوا اللہ جملہ جواب شرط فلا ورب لک یومنون مین ل لازائدہ ہی والتقدیر فورب لک لا یومنون اور ممکن ہی کہ دوسرا زائدہ ہو اور قسم نفی اور منفی کی درمیان واقع ہو

تفسیر

پہلی آیت مین تھا کہ جب اونکو رسول کی طرف بلایا جاتا ہی تو وہ باوجود ادعا ایمان کے اس سے اکڑتے ہین یہان یہ بات بیان کی جاتی ہی کہ اون کو رسول سے انحراف نکرنا چاہیے تھا کیونکہ رسول دنیا مین اس لئے بھیجے جاتے ہین کہ لوگ انکی اطاعت کرین (۲) پھر انکے بروقت حضور ہی جھوٹی قسمین کھانے اور ناحق کی باتین بنانیکی نسبت فرماتا ہی کہ اگر وہ بجائے اسکے اسوقت رسول کے پاس حاضر ہوکر خدا سے معافی مانگتے اور رسول بھی انکے لئے معافی مانگتا تو خدا غفور رحیم ہی معاف ہی کردیتا۔ رسول کا معافی مانگنا باعث قبولیت ہی اور نیز رسول اللہ اور بندہ مین واسطہ ہی اس لئے اسکا ذکر آیا پھر اس روگردانی اور دعوی ایمانی کی نسبت فرماتا ہے کہ اے نبی ہم کو تمھارے رب یعنی اپنی ذات کی قسم وہ اس ظاہری ایمان پر نازان نہون وہ ہرگز سچے مومن شمار نہون گے جبتک کہ وہ آپکو اپنے جھگڑون مین منصف نہ بنادین پھر اس سے دلمین بھی راضی ہون اور زبان سے بھی تسلیم کرین۔ بیشک انسان جبتک نبی کے حکم پر راضی نہوگا ہرگز مومن نہوگا اور اسکی کسی ایک بات کو بھی رد کریگا بشرطیکہ قطعی الثبوت ہو کافر ہوگا اسکے بعد یہ بات بتائی جاتی ہی کہ ہم رسول کی معرفت سخت اور دشوار حکم بھی نہین دیتے جس سے وہ رکتے ہین کیونکہ اگر ہم کوئی ایسا سخت حکم دیتے کہ بنی اسرائیل[1] کی طرح اپنے آپکو قتل کرڈالو یا اپنے ملک سے نکل جاؤ تو اسپر تو بہت ہی کم لوگ عمل کرتے یعنی صرف سچے ایماندار پھر فرماتا ہے کہ یہ تو بڑی بات ہی کاش وہ انہین سہل احکام پر عمل کرین تو بھی انکے حق مین بہتر ہو لکان خیرالہم سے اخیر تک اس حکمت اور سر کی طرف اشارہ ہے جو رسول کی اطاعت پر متفرع ہوتے ہین اور اس بات کا بھی اظہار ہے کہ اس فرمانبرداری سے اللہ اور رسول کا کچھ فائدہ نہین بلکہ تمھارا ہی فائدہ ہی۔

[1] بنی اسرائیل پر انکی سرکشی کے سبب سخت سخت احکام جاری ہوئے تھے منجملہ انکے مصر سے (جو مدتون سے ان کا وطن ہوگیا تھا) نکلنا پھر گوسالہ پرستی کی توبہ مین اپنے آپ کو ہلاک کرڈالنا وغیرہ ۱۲ منہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ

اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہین تو وہ اسکے زمرہ مین ہین کہ جنپر خدا نے کرم کیا ہے یعنے انبیار اور صدیقین اور شہدار

وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

اور صالحین اور اون کی رفاقت کیا ہی عمدہ ہے یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا جاننا کافی ہے

ترکیب

ومن یطع شرط فاولئک جواب اور محل ہی کہ مبتدا اور خبر ہون من النبین بیان ہی الذین انعم اللہ علیہم کا حسن کا فاعل اولئک رفیقا تمیز ذلک مبتدا الفضل خبر۔

تفسیر

اس سے پیشتر کئی ایک آیتون مین پے در پے اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کی تاکید چلی آتی ہی اور ہر ایک جگہ اس اطاعت کا جداگانہ فائدہ بھی بیان ہوتا آیا ہی چنانچہ اس سے پہلی آیت مین چار فائدے بیان کئے تھے (۱) لکان خیرالہم (۲) واشد تثبیتا کہ اس سے خوب ثابت قدمی حاصل ہوتی (۳) واذا لاتیناہم الآیۃ (۴) ولہدیناہم اب اس آیت مین ایک اور سر لطیف کی طرف ایک بڑے فائدے کے ضمن مین اشارہ کرتا ہی

فائدہ یہ کہ اللہ و رسول کی اطاعت کہ جسپر انسان طوعاً و کرہاً مامور کیا جاتا ہی نہ کوئی عبث بات ہی نہ اسمین اللہ اور اسکے رسول کا کچھ فائدہ ہی کہ وہ زبردستی اپنے اپنے بندہ سے نوکری یا خدمت لیتا ہی بلکہ اسمین بندونکا ایک بڑا فائدہ ہی وہ یہ کہ آدمی بسبب غلبہ قوی بہیمیہ کے سعادت آخرت کی سیدھے رستہ پر نہین چل سکتا وہم اور شہوت اور غضب طمع راہزن بنکر اوس رستہ سے بہکا دیتے ہین بری بات کو اچھی بناکر دکھا دیتی ہین البتہ اللہ تعالی اپنے فضل سے اپنے ہادی اور رسول بھیجتا ہے جو اسکو سیدھی راہ کیطرف بلاتے ہین کہ ہوشیار ادہر اودہر نہ مائل ہونا سیدھے میرے پیچھے چلے آؤ عقل اور الہام الٰہی کی مشعل ہاتھ مین لئے میرے قدم بقدم چلو سو جس نے اسکا کہنا مان لیا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کیا تو وہ سیدھا منزل مقصود (عالم قدس) تک پہنچ گیا جہان ابرار انبیار اور صدیقین اور شہدار و صالحین رہتے ہین وہان نہ کچھ غم ہی نہ رنج بلکہ سرور ابدی اور حیات جاودانی ہے۔

اُنکے ساتھ ہونے سے یہ بات نہین پائی جاتی کہ انکے درجات مین کچھ تفاوت نہوگا جیسا کہ امیر و وزیر و عام رعایا ایک شہر مین ہوتی ہی اور ہر ایک کے درجات اور مقامات جداگانہ ہوتے ہین۔ تو بان غلام آنحضرتؐ نے جو آپ پر عاشق زار تھے آنحضرت سے عالم آخرت مین جدا رہنے پر رنج ظاہر کیا کہ آپ اُن اعلی مقامات مین ہونگے جہان ہمارا گزر نہوگا اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ وہان جدائی نہوگی کیونکہ اس عالم مین جبکہ ارواح ناقصہ کو ارواح صافیہ سے محبت و اتباع کا تعلق کامل ہوجاتا ہی تو جب اس عالم کو چھوڑکر دوسرے عالم مین جاتی ہین تو اس تعلق کی وجہ سے انمین انوار تجلیات اسطرح منعکس ہونگے کہ جسطرح باہم آمنے سامنے کے آئینون کی روشنی صفائی کیوجہ سے ایک دوسرے مین چمکتی ہے۔

سر لطیف یہ ہی کہ ہر چیز اپنی جنس اصلی کیطرف بیخود کھنچتی ہی پھر جنکا جنس طبعی عالم قدس اور صحبت انبیار و صدیقین و شہدا و صالحین ہی وہ ازخود ادہر ہی جاتی ہین یہ معنی ہوئے کہ اللہ اور اسکے رسول کا کہنا وہی مانتے ہین جو ان لوگونکے زمرہ کے ہین برخلاف بدبخت جہنمیونکے۔ نیک لوگونکے بہ ترتیب چار مرتبہ ہین (۱) نبی النبیین (۲) نبی کی قوت نظریہ کا اجوا علی ہی پر تو اہی صدیق ہوتا ہی جسکی صفت اسرار نبوت کی تصدیق کرنا ہی (۳) اور قوت عملیہ کا پرتو اشہید ہی جسکا کام عالم غیب کے برحق ہونے کی گواہی دیتا ہی خواہ قلم سے خواہ زبان سے خواہ جان سے اور اسی لئے شہید کچھ مقتول فی سبیل اللہ ہی مین آنحضرتؐ منحصر نہین کیا بلکہ عام کردیا (۴) انکے بعد وہ ہین کہ جن مین پہلے درجون سے کم نبی کی دونون قوتون کا پرتو اہی اسکو صالح کہتے ہین چونکہ یہ مقام رغبت کا تھا اس لئے مناسب تھا کہ اعلی کو پہلے بیان کیا جائے اسلئے اول النبیین پھر الصدیقین الخ بیان ہوا۔

اسی طرح ان درجات کی کیفیات اور اطاعت کے خلوص معلوم کرنے کے لئے وکفی باللہ علیما نہایت ہی مناسب ارشاد ہوا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ

ایمان والو اپنے ہتیار پکڑلو پھر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر یا سب ملکر نکلا کرو اور بیشک تم مین کچھ ایسے بھی ہین کہ جو نکلنے مین سستی کرتے ہین پھر اگر تمپر کوئی

مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ

حادثہ پہونچ جاتا ہے تو کہنے لگتا ہو کہ مجھپر اللہ کی بڑی عنایت تھی جو مین تمھارے ساتھہ موجود نہوا اور جو تم پر فضل الٰہی ہو جاتا ہے تو ایسا بنکر گویا کبھی

كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

تم مین اور اوس مین کوئی محبت ہی نہ تھی یہ کہنے لگتا ہے کاش مین بھی اون کے ساتھہ ہوتا تو بڑی مراد پاتا

ترکیب

ثبات جمع ثبۃ بمعنی جماعت اور اسکی اصل ثبوۃ اور تصغیر ثبیۃ یہ حال ہی فانفروا سے اور اسی طرح جمیعا حال ہی لمن اسم ان لیبطئن۔ من موصولہ یا موصوفہ اسکا صلہ یا صفت منکم خبران۔ فان اصابتکم شرط قال الخ جواب اذ ظرف ہی انعم کا کان لم تکن بینکم وبینہ موجودۃ جملہ معترضہ ہے لیقولن اور اوس کے مفعول یلیتنی الخ ہین یہان منادی محذوف ہی یا قوم یعنی ابو علی ایسی جگہ منادی محذوف نہین مانتے

تفسیر

جبکہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا حکم موکد ہوچکا اور اسکے فوائد بیان ہوچکے تو منجملہ اُن چیزون کے کہ جسپر موافق حکم اللہ اور رسول کے پابندی اور اطاعت ضرور ہی بڑی اصل الاصول بات جہاد ہی اسلئے اُس تمہید کے بعد اسکا حکم دیتا ہی کہ اے ایماندارون ہتیار اُٹھاؤ اور دشمن کے مقابلہ کیلئے ایک ایک جماعت ہوکر نکلو یا سب ملکر چلو حذرکم واحدی کہتے ہین حذر سے مراد ہتیار ہین کیونکہ یہ دشمن سے بچنے اور محفوظ رہنے کا سبب ہین اور دراصل حذر کے معنے بچاؤ اور ڈر کے ہین یعنی دشمن سے غافل نرہو فانفروا نفر کے معنے کوچ کرنے اور تیار ہونیکے ہین اور ایسے اماده جنگ لوگونکو نفیر کہا کرتے ہین یعنی اگر چھوٹی جماعت کہ جسکو سریہ کہتے ہین ضرورت پڑے تو وہ نکلے اگر اور سب کی ضرورت ہو تو سب چلین۔ لڑائی کا انجام یا فتح وظفر دشمن کا مال وملک قبضہ مین آنا یا شکست پانا زخم اوٹھانا ہی چونکہ یہ جنگ دنیاوی بادشاہونکی جنگ نہین جسکی صرف فتح مندی مین فائدہ تصور ہو اور یہان بظاہر فتح نظر نہ آوے یا مشقت وتکلیف دکھائی دے تو کنارہ کشی اور پہلوتہی کیجائے بلکہ یہ اوس آسمانی سلطنت کی جنگ ہی کہ جسکے ظہور کی انبیاء علیہم السلام خصوصاً یسعیا اور داؤد و دانیال وحضرت مسیح علیہم السلام خبر دیتے آئے ہین جس جنگ کا منشا بت پرستی کی شوکت توڑنا راستی اور تہذیب اور توحید کے مٹانے والونکا مٹانا ہی جسکی فتح تو فتح ہے مگر شکست مین بھی عالم آخرت کیلئے اس فوج کے سپاہیون کو حیات ابدی اور جنان الفردوس کی دائمی پنشن ملتی ہی سو اسکی شکست کو قہر اور مصیبت اور ہزیمت کو زہر سمجھکر اوسمین سستی نکرنا چاہیے مگر مدینہ مین کچھہ لوگ منافق اور سست ایمان ایسے بھی تھے کہ جو اس جنگ کے شریک ہونے مین حیلہ جوئی اور سستی کرتے تھے اور جو کبھی اس لشکر اسلام پر مصیبت وہزیمت پڑجاتی تھی تو خوش ہوکر یہ کہتے تھے کہ خدا نے ہمپر بڑی مہربانی کی جو ہم اس جنگ مین شریک نہوئے ورنہ ہمپر بھی مصیبت پڑتی وہ اپنے شریک نہونے کو حالت شکست مین انعام الٰہی سمجھتے ہین اور فتح ونصرت کے وقت تاسف کرکے اور اپنے آپکو بالکل اجنبی سمجھکر کہ گویا انمین اور اہل اسلام مین کبھی کوئی علاقہ محبت ومودت ہی نہ تھا جو اس فتح مین انکا کوئی حصہ مقرر کرتا) یہ کہتے ہین کہ کاش ہم بھی انکے ساتھہ ہوتے تو اس غنیمت مین شریک ہوکر بڑی ہی نہال ہوتے اللہ تعالے کی یہ غرض ہی کہ اے ایماندارو تمکو ایسا سست ایمان اور حیلہ جو نہ ہونا چاہیے خصوصاً ایسے کام مین کہ جسپر تمہاری سعادت دارین موقوف ہے

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ

پھر اللہ کی راہ مین ان لوگون کو لڑنا چاہیے کہ جو حیات[1] دنیا کو آخرت کے لئے بیچتے ہین اور جو کوئی اللہ کی راہ مین لڑے پھر مارا جائے یا غالب آجائے سو اسکو ہم

نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ

جلد اجر عظیم دین گے اور تمھین کیا ہوگیا جو اللہ کے لئے اور ناتوان مردون اور عورتون اور بچون کیلئے نہین لڑتے

الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ۝

کہ جو پڑے کہہ رہے ہین کہ اے رب ہمکو ظالم لوگون کے اس شہر سے نکال دے اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی کھڑا کردے اور ہمارے لئے اپنی یہان سے کسی کو مددگار بنادے

ترکیب

فلیقاتل فعل فی سبیل اللہ اس سے متعلق الذین الخ فاعل۔ ومن یقاتل شرط فسوف نوتیہ جواب ومالکم استفہام مبتدا وخبر لاتقاتلون موضع حال مین ہی والمستضعفین معطوف ہی اسم اللہ پر اے وفی سبیل المستضعفین اے فی تخلیصہم من الرجال الخ انکا بیان ہی الذین یقولون جملہ صفت ہی مستضعفین کی یا منصوب باضمار اعنی

تفسیر

مشرکین مکہ نے جب آنحضرت اور دیگر ایماندارونپر بیحد ظلم وستم کرنے شروع کئے ایمانداروں سے خرید وفروخت بیاہ شادی بند کردی ادہر کسی ایماندار بلال وصہیب جیسے کو گرم زمین پر لٹا کر کوڑے مارے جاتے ہین کہین کوئی خاندان کا بزرگ ان عورتون اور بچونپر جو ایمان لائے ہین ظلم کررہا ہی قید مین ڈال رکھا ہی خاص آنحضرت کے قتل کی روز منصوبے باندھے جاتے ہین جابجا ایمانداروں پر پیٹ ہوتی ہی انتہی یہ ہوا کہ مسلمانون کو جب برداشت نرہی تو ہجرت کی اجازت ہوگئی خود آنحضرت اور خلفاء اربعہ اور بہت سے وہ مردوزن کہ جو مکہ سے نکل سکتے تھے نکلکر مدینہ مین آئے اور بہت سے چھوٹے لڑکے اور غلام عورتین اور ضعیف وبیمار یا اور کسی وجہ مین گرفتار وہین مشرکین کی قید مین رہ گئے انہون یہ سمجھکر کہ مبادا یہ بھی بھاگ کر مدینہ نہ چلے جاوین اونپر اور بھی ظلم وستم ہوتا تھا اور سخت قید تھی (عشق الٰہی کی بدولت) منجملہ ان موقعونکے کہ جہان جہاد فرض ہوجاتا ہی ایک یہ بھی موقع تھا اسلئے ان آیات مین خدا تعالیٰ ایماندارونکو طرح طرح سے حمیت دلاکر جہاد پر آمادہ کرتا ہی تاکہ ایماندارونکو کفار کے جور وستم سے مخلصی ہو اول تو خذوا حذرکم فرمایا تھا پھر یہان فلیقاتل الخ فرماکر ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ فرماتا ہی اور ان گرفتارونکی کلمات نقل کرکے رقت دلاتا ہی فلیقاتل یعنی اللہ کی راہ مین لڑنا اور جان دینا ہر شخص اور ہر لوالہوس کا کام نہین ع سوز غم پروانہ کس را نمدہند۔ بلکہ اونکا کام ہی جنھون نے آخرت اور وہان کی نعمار ونعیم باقیکیلئے اپنی زندگی دنیا کو بیچدیا ہی تمام مزہ اور کل ہوسین خدا کی نذر کرچکے ہین اگر فلیقاتل کا فاعل اہل الایمان وغیرہ قرار دیا جاوے تو الذین الخ اسکا مفعول ہوگا جسکے یہ معنے ہونگے کہ اللہ کی راہ مین اُن بدبخت لوگون سے لڑنا چاہیئے کہ جو آخرت دیکر دنیا خرید رہے ہین۔ یشرون مضارع کا صیغہ دونون صورتون مین عجیب لطف دے رہا ہی اسکے بعد یہ بات تبلاتا ہی کہ تم صرف فتحمندی ہی پر اجر آخرت کا حاصل ہونا منحصر نہ سمجھو بلکہ مغلوب ومقتول ہونیکی صورت مین بھی ہم اجر عظیم دینگے یعنی شکست مین بھی فتح ہی ومالکم فرماتا ہی کہ تمکو کیا ہوا کہ جو تم اللہ کی راہ مین نہین لڑتے والمستضعفین حالانکہ کمزور مکہ مین پڑے ہوئے کہہ رہے ہین الخ اسمین ایمار ہی کہ اللہ کی راہ مین لڑنا تو ان مرد عورتون بچون کی خلاصی کیلئے لڑنا ہی ابن عباس کہتے ہین کہ مین اور میری والدہ بھی منجملہ انہین قیدیونکے تھے الذین یقولون یہ اون قیدیونکا قول نقل کرتا ہی اسکے بموجب اللہ نے رسول اللہ صلعم کو حمایتی کھڑا کیا کہ آنحضرت نے مکہ فتح کرکے اُنکو قید سے چھڑایا۔

---

[1] یعنی آخرت اور رضائے الٰہی مین جان بازی کرنے والون کو دشمنون سے لڑنا چاہیئے۔ ۱۲ منہ

[2] جب آنحضرت صلعم ہجرت کرکے مدینہ چلے آئے تو آپ کے بہت سے ضعیف لوگ بڈھے عورتین بچے جو ایمان لے آئے تھے کفار کے پنجہ مین گرفتار رہ گئے انپر طرح طرح کی تکلیفین پڑتی تھین مارپیٹ گالی گلوچ سے گزر کر انکو زنجیرون مین باندھ رکھا تھا وہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے خدا ہمکو یہان سے نکال اور ہمارے لئے کوئی حمایتی کھڑا کردے ان کی رستگاری کے لئے مسلمانون کو جہاد وقتال کی ترغیب دلائی جاتی ہی اور انپر رحم دلایا جاتا ہی کہ تم کو کیا ہوگیا کہ اللہ کی راہ مین ان ضعفار کی رستگاری کے لئے نہین لڑتے یہ وہ امور تھے کہ جنھون نے جہاد وقتال پر مسلمانون کو مجبور کیا تھا جسکو مخالف ڈاکہ زنی سے تعبیر کرتا ہے ۱۲ منہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ

جو ایماندار ہین وہ تو اللہ کی راہ مین لڑتے ہین اور جو منکر ہین وہ شیطان کی راہ مین لڑتے ہین کے سو تم شیطان کے

الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ ع ۱۰

حمایتون سے لڑو بیشک شیطان کا فریب کمزور ہے کیا آپ نے انکو نہین دیکھا کہ جنکو (چند روز) ہاتھہ روکنے اور نماز پڑھنے اور

اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ

زکوۃ دینے کے لئے کہا گیا تھا پھر جب اونپر جہاد فرض ہوا تو انمین سے ایک فریق تو لوگون سے ایسا ڈرنے لگا جیسا اللہ سے ڈرتے ہین یا اوس سے

خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۚ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ

بھی زیادہ اور کہنے لگے اے رب تو نے ہمپر کس لئے جہاد فرض کردیا ہمکو تھوڑے دنون اور جینے دیتا تہا آپ اسے کہدیجئے کہ دنیا کا سامان بہت ہے کم ہے اور

الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۚ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ

آخرت (کی نعمتین) پرہیزگارون کے لئے بہت بہتر ہین اور تم پر تاگے کے برابر بھی ظلم نہوگا تم جہان کہین (بھی) ہوگے تمکو موت آہی لے گی گو تم مضبوط برجون ہی مین کیون نہو

ترکیب

فلما کتب شرط اذا فریق الخ جواب اذا یہان مفاجات کے لئے ہی جو ظرف مکان ہی اور ظرف مکان اس موقع پر اس اسم کی خبر ہوسکتا ہی جو اس کے بعد ہی وہ یہان فریق ہی منہم اسکی صفت اور یخشون حال ہی اور ممکن ہی کہ اذا خبر نہو تب فریق مبتدا اور منہم اوسکی صفت اور یخشون خبر

اینما شرط اور ما زائدہ ہی اور این شرطیہ پر تقویت معنی شرط کے لئے بیشتر داخل ہوتا ہی یدرککم جواب۔

تفسیر

اس آیت مین اور طرح سے جہاد کی ترغیب دلائی جاتی ہی وہ یہ کہ جب کفار شیطانی کام پر لڑتے اور شیطان کی سپاہ بنکر نیک کامون سے روکتے اور موحدین کو ستاتے ہین تو پھر ایمان دارون کو کیا ہوا جو اللہ کی راہ مین حق پر نہ لڑین بلکہ جو حقیقی ایماندار ہین وہ ضرور اسکی راہ مین جان دینا دریغ نہین کرتے پھر فرماتا ہی کہ شیطان کے گروہ اور جماعت سے لڑو کیونکہ شیطان کی فوج ہمیشہ ہزیمت کھایا کرتی ہی کہان فرعون اور کہان اوسکا لشکر آخر نمرود کا کیا حال ہوا؟ حضرت مسیح کے ستانے والے کیا ہوئے؟

اس آیت مین اور چند اسرار کیطرف اشارہ ہی اول یہ کہ جو لوگ اسلام کی اس تعلیم پر اعتراض کرتے ہین کہ دنیات اور تعلیم کا سلسلہ تو صرف وعظ و پند اور معجزات پر ہونا چاہیئے تھا اس مین مار پیٹ قتال جدال کیسا؟ دیکھو مسیح علیہ السلام نے ایسا نہین کیا بلکہ صبر اور برداشت کا حکم دیا ہی اس مین اسکے جواب کی طرف اشارہ ہی وہ یہ کہ ہر چند حق کا اصل نشانا یہ نہین کیونکہ لا اکراہ فی الدین ہے مگر جب بد تہذیب اور راستی کے دشمن اہل حق پر بے انتہا ظلم کرتے اور یہ چاہتے ہین کہ اسکو مٹا ڈالین والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت تو انکے مقابلہ مین بشرط قوت اگر تلوار اٹھانے کی اجازت نہ دیجائے تو اور کیا کیا جائے؟ حضرت موسی کو یہ قدرت قوم کی وجہ سے بہم پہنچی تہی انکو بھی اپنے مخالفون کے ساتھہ لڑنے کا حکم دیا گیا اور حضرت مسیح علیہ السلام بلکہ انکے حواریون کو یہ قدرت بہم نہ پہنچی اس لئے بجز صبر کے اور کیا کرتے مگر پھر بھی اپنے

ع ۱۰

ف ابتدا اسلام مین بعض جلد باز آنحضرت صلعم سے بار بار تقاضا کیا کرتے تھے کہ ہمکو جہاد کا حکم دیجئے اور جہاد کے متعلق آیات نازل ہونے کا بڑا شوق رکھتے تھے مگر مصلحت الہی اجازت نہ دیتی تہی اور کہا جاتا تہا کہ صرف نماز پڑھ لیا کرو صدقہ و خیرات کردیا کرو ہمارا فریضہ ہے پھر جہاد فرض ہوگیا تو جی چرانے اور لوگون سے ڈرنے لگے اور خدا سے کہنے لگے کہ ہائے پھر جہاد کیون فرض کردیا چند روز جین دنیا مین جینے دیتا تہا ۱۲ منہ

حواریون کو جسوقت کہ گرفتار ہوئے ہتیار بند ہی کا حکم دیا اور ایک حواری کی تلوار سے فریق مخالف کے ایک شخص کا کان اڑ گیا۔ انجیل لوقا اسی طرح کہ مین جبکہ ایمان دارون کے پاس ساز و سامان نہ تھا نہ مقابلہ کے لئے قوت تھی اور بعض دل چلے صحابہ جیسا کہ عبد الرحمٰن بن عوف و مقداد و قدامہ بن مظعون و سعد بن ابی وقاص حضرت سے کفار کے ظلم و ستم بیان کر کے اجازت مقابلہ کی مانگتے تھے مگر آنحضرت کسی مصلحت الٰہیہ کی وجہ سے رخصت نہ دیتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ رہو نماز پڑھو صدقہ و خیرات دیا کرو چنانچہ اگلی آیت الم تر الی الذین قیل لہم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ کے شان نزول مین کلبی وغیرہ نے یہی روایت کی ہے پھر جب مدینہ مین آنحضرت تشریف لے گئے اور صحابہ مہاجرین و انصار کی جانباز قومین اسلام مین داخل ہوئین تو پھر ان کجرؤن کی تہذیب کے لئے تلوار اٹھانے کا حکم دیا جسمین انکے فعل بد کا جواب کلہ بکلہ دیکر ان کی درستی اور ضعفاء اسلام کی مخلصی کی گئی۔ حاصل جواب یہ کہ جب شیطان کی راہ مین اور دنیاوی اغراض کے لئے لڑنا کسی عقلمند کے نزدیک عیب نہین تو پھر افشاء توحید و دادرسی اور حق کی اعانت کے لئے کیون عیب ہوگا؟ (دوم) محمدی کا وعدہ ہے گو اس وقت (کہ صرف مدینہ مین مٹھی بھر مسلمان تھے اور تمام روئے زمین پر کفر کی کالی گھٹا محیط تھی) اس پیشینگوئی کا ظہور عقل ظاہر بین کے نزدیک محال تھا مگر چونکہ عالم غیب مین یہ بات مقرر ہو چکی تھی اس لئے بے تردد قرآن نے متعدد مقامات پر اس بات کی صاف صاف خبر دی۔ یہان ان کید الشیطان کان ضعیفا فرمایا پھر لیظہرہ علی الدین کلہ فرمایا پھر تو صاف صاف وعد اللہ الذین آمنوا لیستخلفنہم فی الارض کہدیا۔

(سوم) یہ کہ صرف لڑنا کوئی عمدہ بات نہین کیونکہ کفار بھی شیطان کی راہ مین لڑتے ہین بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہونا چاہئے اسمین شہرت و شجاعت مقصود نہو الم تر الی الذین یہ انہین جلد بازون کی بابت بیان فرما کر اور پھر جہاد مین سستی کرنے سے ان پر الزام قایم کرتا ہے کہ تم جہاد فرض ہونے سے پہلے تو یہ کچھ کہا کرتے اور کہتے تھے پھر جب جہاد فرض ہوا تو موت سے ڈرنے لگے اور کہنے لگے کہ کاش ہم پر جہاد فرض نہوتا تو ہم چند مدت اور جیتے اگرچہ جہاد کے آرزومند مخلصین لوگ تھے مگر چونکہ منافقین بھی بظاہر انہین مین شامل ہین اس لئے اذا فریق منہم یخشون کہنا درست ہوا جیتے منافق دشمنون سے ایسا ڈرتے ہین کہ جیسا کوئی خدا سے ڈرتا ہے یا اس سے بھی زیادہ اور جانتے ہین کہ جہاد مین جانا مرجانا ہے اس کے جواب مین نبی کو یون تعلیم فرماتا ہے کہ ان سے کہدو اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ جہاد مین جانا باعث موت اور گھر بیٹھنے سے زندگی ہے تو یہ زندگی کب تک یہان کی نعمتین کیا ہین آخر دار فانی ہے البتہ عیش تو پرہیزگارون کے لئے دار آخرت مین ہے جو کبھی فانی نہین نہ کلفت پر مبنی ہے نہ اس کے بعد کلفت برخلاف لذائذ دنیا کے جب تک گرمی اور پیاس کی تکلیف نہ اٹھائی جائے سایہ اور برف کا مزہ نہ آئے اور پھر زیادہ دیر کے بعد طبیعت مکدر ہو جائے ورنہ دراصل یہ خیال غلط ہے موت کا وقت مقرر ہے خواہ اسوقت جہاد مین ہو خواہ مضبوط برجون مین بیٹھا ہو خواہ مخواہ آدیگی پھر نامردی اور بزدلی عبث ہے۔

؎ انجیل لوقا کے بائیسوین باب مین ۳۶ ورس مین ہے اور جس پاس نہو اپنا کپڑا بیچے اور تلوار مول لے ؛ پھر ۴۹ ورس مین ہے کہ جب مسیح کو یہود کی جماعت ہتیار بند ہو کر شب کو زیتون کی پہاڑی پر گرفتار کرنے آئے تو حواریون نے انکے مقابلہ مین تلوار چلانے کی اجازت مانگی یہان تک کہ مخالفین مین سے ایک کا کان کٹ گیا پھر یسوع نے فرمایا یہین تک رہنے دو (کیونکہ یہ امر شدنی ہے) بلکہ خود مسیح نے رسی کا کوڑا بنا کر لوگون کو ہیکل مین سے سوداء بیچتے ہوئے نکالدیا ؛

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ

اور اگر ان کو کوئی بھلائی پہنچے تو کہتے ہین یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انکو کوئی برائی پہنچے ہے تو کہتے ہین (اے نبی) یہ تیری طرف سے ہے تو کہدو سب کچھ

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ

اللہ کی طرف سے ہے پھر اس قوم کو کیا ہو جو بات بھی نہین سمجھتے (اے انسان) جو کچھ تجھکو فائدہ پہنچے تو اللہ کیطرف سے ہے

وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور جو کچھ تجھکو نقصان پہونچے سو وہ تیرے نفس کی شامت سے ہے (اے نبی) اور ہمنے آپکو لوگون کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی گواہی کافی ہے

ترکیب

وان تصبھم شرط یقولوا الخ جواب فما مبتدا ر ھؤلاء القوم خبر لایکادون الخ جملہ حال ہے ما اصابک ما شرطیہ واصابک بمعنی یصیبک فمن اللہ جواب وارسلنا فعل با فاعل ک مفعول للناس متعلق ہے فعل سے رسولاً حال موکد۔

تفسیر

جہاد سے مونہہ چھپانیوالون کا ایک یہ بھی بہانہ تھا کہ وہ عالم اسباب پر نظر کرکے جو کچھ کبھی ہزیمت یا تکلیف پیش آتی یا مال وجان کا نقصان پہنچتا تھا تو وہ اسکو الزام دینے کیلئے آنحضرت کیطرف منسوب کردیتے تھے کہ یہ برائی آپکی وجہ سے پیش آئی اور جو فتح وظفر غنیمت حاصل ہوجاتی تو اسکو کہتے یہ خدا کی طرف سے ہے غرض یہ کہ برائی صرف اے نبی تیری وجہ سے پیش آتی ہے اور بھلائی تو مقدر بات ہے جہاد مین بجز برائی کے اور کچھ حاصل نہین۔

اسکا جواب دیتا ہے کہ اے منے کہدو اگر تم اسباب سے قطع نظر کرکے مسبب الاسباب اور فاعل حقیقی کیطرف خیال کرتے ہو جیسا کہ حسنہ یعنی فتح وظفر وغیرہ بہتری مین ہر چیز کا فاعل حقیقی اور موجد اصلے اللہ ہی ہے تو پھر برائی اور بھلائی مین تفرقہ کرنا ایک کو بندہ کی طرف ایک کو اللہ کی طرف منسوب کرنا حماقت ہے بلکہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے جسکی نسبت فرماتا ہی فال ہؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثاً کہ انکو کیا ہوا جو بات بھی نہین سمجھتے۔

اور اگر عالم اسباب کی طرف نظر کرتے ہو تو تمکی کو جسطرح عمدہ اسباب کی وجہ سے اللہ کی طرف منسوب کرتے ہو تو سختی اور مصیبت کا باعث بھی تمھاری معصیت اور سوء تدبیری ہے سو اسکو اپنے اعمال بد کا نتیجہ کیون نہین کہتے۔ پس ادب کا مقتضا یہی ہے کہ برائی کو اپنی طرف اور بھلائی کو خدا کی طرف منسوب کرو ورنہ درحقیقت ہر خیر وشر اسکی طرف سے ہے کس لئے کہ عالم وجود مین ہر چیز یا واجب لذاتہ ہے کہ اسکو کسی بات مین کسی کی حاجت نہین یا ممکن کہ اپنی ذات اور وجود بلکہ جمیع صفات مین واجب الوجود کی محتاج۔ کیونکہ اگر ممکن کا محتاج مانین گے تو انتہا اُسی واجب لذاتہ کا محتاج ماننا پڑیگا ورنہ تسلسل لازم آئیگا اور یہ مسلم ہے کہ واجب لذاتہ تو صرف ایک ہی ہے جسکو اللہ کہتے ہین اور باقی جو موجود ہے ممکن اور اسکے وجود کا پرتو ہے خواہ اسمین خیر ہو خواہ شر خواہ فعل ہو خواہ قول جوہر ہو خواہ عرض۔ بعض پادری اس کلام کا مطلب نہ سمجھے اور کل من عند اللہ اور من نفسک مین تعارض سمجھکر قرآن پر اعتراض کر بیٹھے۔ پھر فرماتا ہے کہ لوگون کا خیر وشر کو تیری طرف منسوب کرنا نادانی ہے آپ تو اے نبی صرف رسول ہین خالق نہین اور ہم اسکی شہادت دیتے ہین ۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۖ فَاِذَا بَرَزُوْا

جسنے رسول کی اطاعت کی بیشک اوسنے اللہ کی اطاعت کی اور جو پھر گیا تو ہمنے (بھی) آپکو اونکا نگہبان بناکر نہین بھیجا اور منافق کہتے ہین (ہمارا کام مان لینا ہی پر باوجود

مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ

جب وہ آپکے پاس سے باہر جاتے ہین تو انمین سے ایک گروہ جو کچھ تمنے کہا تھا اسکے برخلاف منصوبہ باندھتا ہی اور جو کچھ وہ راتون کو باتین بناتے ہین اللہ اونکو لکھتا رہتا ہی انسے درگزر کرو اور

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اللہ پر توکل کرو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کے لئے

ترکیب

من شرطیہ فقد اطاع اللہ جواب حفیظا حال ہی مفعول سے علیہم متعلق ہی حفیظ سے فاذا شرطیہ بیت جواب طاعۃ خبر ہی مبتدا محذوف کی ای امرنا طاعۃ یقول حاضر و غائب دونون کے لئے حاضر کیلئے تو آنحضرت کو خطاب ہوگا اور غائب کیلئے ہوگا تو ضمیر طائفہ کیطرف پھیریگی وکلاہما جائز ۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ ہمنے تم کو رسول بناکر بھیجا ہی کہ ہمارے احکام بندون کے پاس پہنچادو اور باقی جو کچھ لوگ چون وچرا کرتے ہین آپ کو اُنسے کیا وہ خدا سے سرکشی کرتے ہین یہان یہہ بات بتلاتا ہے کہ جو آپکا حکم مانتے ہین وہ اللہ کی فرمان برداری کرتے ہین کس لئے کہ رسول تو واسطہ ہے جسنے اُسکو مانا تو اُسنے اوسکو مانا کہ جسنے وہ بھیجا ہی اور جو نافرمانی کرتے اور طرح طرح کی حجتین اور حیلہ کرکے آپکے حکم سے سرتابی کرتے ہین تو وہ ہماری نافرمانی کررہے ہین آپکا کام صرف تبلیغ احکام تھا سو کرچکے باقی انکا ہدایت پر لانا آپ کا ذمہ نہین کہ ان کے باطن پر بھی ہر وقت مطلع ہوکر نگہبانی کرتے رہو یا انکے دلون کو پھیر دو ۔

پھر اُن منافقونکی کجروی اور سیاہ باطنی بیان فرماتا ہی کہ آپکے روبرو تو سنکر کہدیتے ہین طاعۃ کہ ہمنے قبول کرلیا یا ہمارا شیوہ طاعت ہی (جیسا کہ ہماری زبان مین سنکر لوگ بجا بجایا بسر وچشم کہدیا کرتے ہین) مگر جب اُن منافقون کی کوئی جماعت آپکی مجلس سے باہر نکلتی ہی تو جو کچھ تم نے فرمایا ہی اسکے برخلاف مین منصوبہ باندھتے ہین ۔

بیت تبییت سے مشتق ہی جسکے معنے شب گزاری کرنا اور رات کو گھر مین رہنا اور چونکہ گھر مین خصوصاً رات کو بیٹھکر فکر کرنے اور سوچنے کا عمدہ موقع ملتا ہی اسلئے ہر فکر اور سوچ کرنے اور منصوبہ باندھنے کو بیت فلان کہنے لگے ۔ فرماتا ہی خدا انکے ان منصوبون کو ان کے نامہ اعمال میں لکھ رہا ہے یعنے ان کی اس حرکت سے واقف ہے اُنکو سزا دیگا ۔

پھر آنحضرت کو نصیحت فرماتا ہے کہ تم ان سے درگزر کرو اور خدا پر توکل کرو اپنے کسی کاروبار کو اپنپر یا کسی اور پر موقوف نہ سمجھو بلکہ اللہ ہی کارساز ہے وہ دم بھر مین اسباب پیدا کردیتا ہے مدبر عالم وہی ہے ہر کاروبار مین اُسکی طرف نظر کرنا چاہیئے یہ چند منافق کیا اسلام کا بگاڑ سکتے اور کیا اسکی مدد کرسکتے ہین ۔

—+—

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ وَإِذَا جَاءَهُمْ

کیا وہ قرآن مین غور نہین کرتے اور اگر وہ (قرآن) خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس مین بہت کچھ اختلاف پاتے اور جبکہ ان کے پاس

أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ

امن یا خوف کی کوئی بات پہنچتی ہے تو اوسکو مشہور کردیتے ہین اور اگر اوسکو رسول کے پاس اور اپنے با اختیار لوگون کے پاس پہنچا دیتے تو انمین سے

يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

تحقیق کرنے والے اوسکو تحقیق کرلیتے اور اگر تمپر اللہ کا فضل اور اوسکی رحمت نہوتی تو بجز چند لوگون کے تم شیطان کے تابع ہوجاتے

ترکیب

واو شرطیہ لوجدوا جواب اذا جاءہم شرط اذا عوا ذاع بذیع بمعنے افشاء اذاعوا افشاء ظاہر کیا یہ جواب شرط واو رد وہ ای الامر شرط لعلمہ جواب منہم حال ہی الذین سے یا یستنبطونہ کی ضمیر سے الا قلیلا فاعل اتبعتم سے مستثنیٰ ہے بعض کہتے ہین یہ لعلمہ الذین یستنبطونہ سے مستثنیٰ ہے۔

تفسیر

پہلی آیتون مین منافقین کا مکر و کید اور در پردہ مخالفت کا بیان تھا جسکا باعث اصلی یہی تھا کہ وہ آنحضرت صلعم پر ایمان نرکھتے تھے نہ قرآن کو کتاب الٰہی جانتے تھے اسلئے یہان انکے لیے آنحضرت کی نبوت اور قرآن کا کلام الٰہی ہونا ثابت کرتا ہی اور چونکہ وہ لوگ نہایت بدذہن اور لئیم الطبع تھے انکو قرآن کے اور بیشمار دلائل نہ بتلائے گئے جو قرآن مین موجود ہین بلکہ صرف ایک موٹی سی یہ بات صداقت کیلئے بتلائی کہ اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا بلکہ خود محمد کا تصنیف کیا ہوتا جیسا کہ وہ سمجھتے ہین تو انمین اختلاف کثیر پاتے (اختلاف کثیر کے معنے ابوبکر اصم کے نزدیک یہ ہین کہ منافقین در پردہ بہت کچھ مکر و فریب کرتے تھے جنکی وقتاً فوقتاً خدا نے رسول کو قرآن مین اطلاع دی اگر قرآن کتاب الٰہی نہ ہوتا تو ایسی خبرون مین ضرور بالضرور تفاوت اور اختلاف کثیر واقع ہوتا جیسا کہ قیاسی اور تخمینی باتون مین ہوا کرتا ہی اور باوجودیکہ منافقون کی یہ بھی عادت تھی کہ جہان کوئی بات امن و خوف کی انکے کان مین پہنچتی تھی تو بلا تحقیق اسکو مشہور کردیتے تھے اگر ان باتون مین بھی اختلاف پاتے تو ضرور اسکو بھی مشہور کرتے حالانکہ بجز تسلیم کے کبھی کوئی چارہ ہی نہ ہوا جمہور متکلمین کہتے ہین کہ قرآن باوجودیکہ ایک بڑی ضخیم کتاب ہی اسمین بہت سے علوم ہین کہین انبیاء گزشتہ کے حالات کہین عالم آخرت کا بیان کہین طہارت و نجاست کے مسائل کہین علم الشرائع والاحکام باوجودیکہ اسکا ظہور آنحضرت سے ہی کہ جنہون نے کبھی کچھ لکھا پڑھا تھا نہ کسی سے تعلیم پائی تھی اسپر ہر روز کے محاربات و مخالفین کے جور و ظلم کی برداشت پھر ہر ایک بات مختلف سورتون مین مکرر بیان ہوئی ہی مگر کہین کچھ بھی تفاوت نہونا صریح دلیل ہی کہ یہ عالم غیب سے اُس شخص کی طرف سے ہی کہ جو ہر ایک بھول و چوک سے پاک ہی۔ فقیر کہتا ہی کہ اسکے علاوہ یہ ہی کہ جو طرز ہدایت ہی وہ ہر جگہ برابر ہی مثلاً یہود و مشرکین کی مذمت ہی تو وہین تک کہ جو اصلی ہی نہ یہ کہ حد سے تجاوز ہوجاوے جیسا کہ بندہ غصہ مین آکر بالکل صفائی کردیتے ہین پھر سخاوت کا حکم اور اسراف سے ممانعت اوصاف متضادہ ہین ہر ایک جا وہی طرز ہی یہ بات کسی بندہ کی کلام مین پائی نہین جاتی ایسے امور مین اُنسے ضرور اختلاف و تفاوت سرزد ہوتا ہی واذا جاءہم اسکے بعد منافقون کی عادت بیان کرتا ہی کہ وہ امن یا خوف کی بات کو بلا تحقیق مشہور کردیتے ہین جس سے مسلمانونکا ضرر ہوتا ہی کیونکہ ان دنون مین اہل اسلام اور کفار مین باہم جنگ و جدال کی تیاریان رہا کرتی تھین سو مخالفین کے پاس ایسی خبرون کے پہنچنے سے مسلمانونکی مضرت متصور تھی اس لئے فرمایا کہ اگر وہ ایسی باتونکو رسول یا علماء مستنبطین سے دریافت کرلیا کرتے تو بہتر ہوتا استنباط طلب بنط بنط اس پانی کو کہتے ہین جو کوئین سے اول بار کھودنے سے نکلتا ہی جس بات کو اجتہاد کرکے نکالتے ہین وہ گویا فکر کے آلات سے کھود کر نکالی جاتی ہی۔

لہ اگر کوئی کہے کہ قرآن مین اختلاف ہی کیونکہ کہین ہی خدا کو دیکھینگے پھر ہے لاتدرکہ الابصار کہ اسکو بصر ادراک نہین کرسکتی کہین ہی تسئلن کہ ہم سب سے سوال کرینگے پھر ہی فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان کہ کسی سے گناہ کا سوال نہوگا چنانچہ بعض پادریون نے بائیبل کے اختلاف کثیرہ کے جواب مین ایسے اختلافات قرآن گنوائے ہین اسکا جواب یہ ہی کہ ان آیات مین ہرگز اختلاف نہین اسکی تشریح ان کے مواقع مین موجود ہی

بخلاف اختلافات بائیبل کے ۱۲ ۲ جگہ سے قیاس کا جو استنباط کا ہم معنی ہی حجت شرعیہ ہونا ثابت ہی ہمقام پر امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین ان للعامی یجب علیہ تقلید العلماء فی احکام الحوادث کہ عامی پر علماء کی تقلید واجب ہی احکام

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ

اللہ کی راہ مین لڑو آپنے بجز اپنی ذات کے کسی کی ذمہ داری نہین اور مسلمانون کو ابھا رو عجب نہین کہ اللہ کافرون کی جنگ کو روک دے

كَفَرُوا ۗ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۖ وَ

اور اللہ کی سب سے زیادہ سخت لڑائی اور سخت سزا ہے جو کوئی نیک کام کی سفارش کرتا ہے تو اسمین سے اوسکو (بھی) ایک حصہ ملتا ہی اور

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا ۝

جو کوئی بری سفارش کرتا ہے تو اسپر (بھی) اس کے وبال کا ایک حصہ ہوگا اور اللہ تو ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے

ترکیب

فقاتل مین ف عاطفہ ہے فلیقاتل فی سبیل اللہ پر یا قاتلو پر لاتکلف حال ہی فاعل قاتل سے الا نفسک مفعول ثانی ہی لاتکلف کا اور اول ضمیر مخاطب ہے باسا تنکیلا تمیز ہین واللہ اشد سے من یشفع شرطیکن لہ نصیب منہا جواب مقیتا مین ی وسے بدل ہی جو اصل مین مفعل ہی قوت سے۔

تفسیر

پہلی آیت مین مذکور تھا کہ منافق بلاتحقیق خبرین اوڑایا کرتے ہین کہ فلان قوم مسلمانونپر چڑھکر آتی ہی انھونے ایسی تیاری کی ہی تمام عرب اب عنقریب مدینہ کو آکر غارت کردینگے جسسے بیشتر عام مسلمانون کے دلونمین خلجان پیدا ہوتا تھا اور ایک قسم کی پستہمتی جو عادتًا انسان کو اپنی بے سروسامانی اور مخالفین کے سامان اور انبوہ سے پیدا ہوتی ہی اِس لئے آنحضرتؐ کو فرمایا کہ تم اللہ کی راہ مین لڑو شر و فتنہ کے مٹانے پر اُسکے توکل پر کمر ہمت باندھو اور اگر کوئی آپکا ساتھ نہ دے تو کچھ پروا نہین کیونکہ تم اور کسی کے ذمہ دار نہین (خدا کے اوس وعدہ کے اعتماد پر جو اسنے اپنے رسول سے کیا تھا تن تنہا آنحضرت علیہ السلام روئے زمین کے مشرکون اور بت پرستون کی بت پرستی مٹانی اور لڑنے پر آمادہ ہوئے چنانچہ بدر صغریٰ مین ابوسفیان کے مقابلہ مین تنہا نکلے پیچھے دیکھا تو صرف ستر آدمی ساتھ آرہے تھے اور کتاب یسعیاہ مین چونکہ اسبات کی طرف اشارہ ہوا ہی اور زبور مین بھی اگر اس بے سروسامانی پر یہ عزم و ہمت آپکی صرف اِس اعتماد پر تھی تو عادتًا کوئی عقلمند ایسا قصد بھی نہین کرسکتا اور آپ کے سچے عزم کا اثر صحابہ کے دلمین بالخصوص ابوبکر صدیق کے دلمین پیدا ہوا کہ آپکے بعد عربون کی تھوڑیسی جمعیت سے ہرقل شاہ روم کا مقابلہ کیا کہ جو اُسوقت یورپ اور ایشیا کے اکثر ملکون کا بادشاہ تھا پھر یہ فتوحات اگر اُس وعدہ الٰہی کا مظہر نہ تھا تو اور کیا بات تھی) اِسکے ساتھ مسلمانون کو بھی جہاد کی ترغیب دینے کا حکم دیا گیا کیونکہ یہ نیک کام ہے اِسلئے کہ اِس جہاد کا منشا اصلی دنیا کو بدی سے پاک کرنا اور زمین پر آسمانی سلطنت قائم کرکے شر و فساد کا مٹانا ہی پھر اِس سے بڑھکر اور کون سا نیک کام ہوگا؟ اور جو کوئی نیک کام مین رغبت دلاتا یا سفارش کرتا ہی تو اُسکو بھی اسمین سے ثواب کا حصہ ملتا ہی جسطرح کہ بری بات کیلئے رغبت دلانے اور سفارش کرنے والے کو بری بات کا حصہ ملتا ہے۔

عسی اللہ اپنے رسول سے وعدہ کرتا ہی کہ ہم عنقریب کفار کے شر کو روک دینگے۔ آنحضرت کی ترغیب اور خدا کے وعدہ کے اثر نے یہ کیا کہ تخمیناً ایک صدی کے اندر ہی اندر زمین دنیا پر کوئی ایسی بت پرست و کافر سلطنت باقی نہ رہی کہ جو آسمانی سلطنت کا مقابلہ کرسکے ادھر جبل الطارق سے لیکر چین تک اور ادھر کوہ قاف اور آذربائیجان سے لیکر افریقہ تک بڑے بڑے ملک اوس جھنڈے کے تلے آگئے جو مدینہ مین خدا نے قائم کیا تھا۔ اب اِس سے بڑھکر اور کون سا معجزہ اور کون سی دلیل ثبوت نبوت کیلئے ہوسکتی ہی باس جنگ اُس سے مراد مخالفون کا زور اور انکی لڑائی۔ اور عذاب ہی۔ نکال عذاب و سزا۔ شفاعت شفع سے مشتق ہے جسکے معنے دو ہوجانیکے ہین شفیع چونکہ ذو حاجت کے شریک ہوکر اپنے آپکو اِسکے ساتھ ملا دیتا ہی اِسلئے اِسکو شفیع کہتے ہین مقیت کے معنے قادر کے بھی ہین جیساکہ نضر بن شمیل شاعر کہتا ہی ؎ تجلد ولا تجزع وکن ذا حفیظۃ * فانی علی ما ساءہم لمقیت * اور یہ قوت سے مشتق ہوکر بمعنے حفیظ بھی آتا ہے یہان دونون معنے مراد ہوسکتے ہین *۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ

اور (مسلمانو!) جب تم کو کسی طرح پر بھی سلام کیا جاوے تو تم بھی (اسکے جواب میں) اس سے بہتر طور پر سلام کر دیا وہی (اسکا) جواب میں لوٹا دو بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہی اللہ ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ فَمَا لَكُمْ فِي

کہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ وہ تم کو قیامت کے دن جمع کر کے رہے گا اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے پھر تم کو منافقوں کی کیا

الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ

پڑی ہے جو تم دو تھوک ہو گئے اور اللہ نے تو اونکے اعمال کی وجہ سے اونکو اوندھا کر دیا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ جسکو خدا نے گمراہ کیا اسکو ہدایت پر لے آؤ اور

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

جسکو اللہ گمراہ کرتا ہے تو آپ کو اسکے لئے کوئی رستہ نہیں ملے گا

ترکیب

واذا حییتم طریقہ اصلہ تحیۃ تفعلۃ من حیت ی کی حرکت نقل کر کے ح کی طرف آئی باہم ادغام ہو گیا فحیوا جواب اسکی اصل حییوا تھی لیجمعنکم جواب ہے قسم محذوف کا پھر یہ جملہ مستانفہ بھی ہو سکتا ہے اور مبتدا کی دوسری خبر بھی بن سکتا ہے فما لکم خبر فی المنافقین متعلق ہی محذوف سے اگر تم فئتین اس محذوف کی خبر

تفسیر

فقاتل فی سبیل اللہ میں جسطرح کہ شرک و فساد مٹانے کیلئے لڑنے کی تاکید تھی اسی طرح اسکے ساتھ یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ یہ لڑائی صرف اپنے موقعہ پر ہے اور خاص حقوق الٰہی کیلئے اس سے یہ مراد نہیں کہ تم اپنے اخلاق اور معاشرت میں درندہ پن اختیار کر دو گاہ بیگاہ جسکو پاؤ مار ڈالو بات پیچھے کر و لڑنیکو پہلے آمادہ ہو جاؤ خرانٹ بنجاؤ (جیسا کہ مخالفین اسلام اسلام کی بعض وحشی قوموں سے آجکل اسلام پر عیب لگایا کرتے ہیں) بلکہ اسکے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی اور حلم و تواضع کی بھی عادت کر دیا تاکہ جب تمکو کوئی سلام کرے تو تم بھی اوسکو اسی طرح سے سلام کر دیا اس سے عمدہ اور بڑھکر جواب دو تاکہ تمسے اسکو وحشت دور ہو اور لوگ تم سے احکام الٰہی اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم پانیکا قصد کریں تحیہ دعا حیات کرنا ہے جو کہ اسلام سے پہلے باہمی بجائے سلام علیکم کے حیاک اللہ کہنیکا دستور تھا جیسا کہ ہر ایک قوم میں ایک دستور ہے چونکہ زندگی بغیر عافیت کے کوئی اچھی چیز نہیں اور لفظ سلام میں سلامتی اور عافیت دارین کی بھی دعا ہی اور نیز یہ اللہ کا بھی نام ہی اور نیز اسمیں تسلیم یعنی فروتنی کی طرف بھی اشارہ ہی اور مذہب اسلام کی طرف بھی مزہ اسلئے اوس کی جگہ السلام علیکم کہنا قرار پایا خواہ السلام علیکم کہو خواہ سلام علیکم۔ اسکا اسی طرح سے رد کرنا تو وعلیکم السلام کہنا ہی اور بہتر طرح سے رد کرنا یعنی جواب دینا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا ہی آنحضرت کے پاس جب کفار آتے تو اپکے اخلاق اور فروتنی سے ازحد خوش ہو کر جاتے تھے اسی شمشیر اخلاق ذی عرب کے وحشیوں کو چند روز میں مسخر کر لیا تھا اور پھر صحابہ کا بھی یہی دستور تھا کتب تاریخ اسپر شاہد ہیں۔ ان اخلاق حمیدہ کی تاکید کیلئے دو باتیں ذکر فرمائیں اول ان اللہ کان علی شئی حسیبا دوسری اللہ لا الہ الا ہو میں توحید اور لیجمعنکم الی یوم القیامۃ میں عدالت کیطرف اشارہ ہی اور قیامت کے برحق ہونیکی دلیل من اصدق الخ سے فرمائی جنگ احد میں جبکہ عبداللہ بن ابی اپنے گروہ کو عین مقابلہ کیوقت لیکر بھاگ آیا اور مسلمانوں کو ہمت ہوئی تو مدینہ میں مسلمانوں کے دو فریق ہو گئے تھے ایک کہتا تھا انکو قتل کرنا چاہیے دوسرا کہتا تھا خدا انکی اصلاح کر دیگا قتل میں بدنامی ہی اسپر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فما لکم فی المنافقین کہ تم انکے پیچھے کیوں پڑے ہو اللہ نے انکے اعمال کی شامت ڈالدی ہی کیا جسکو خدا نے گمراہ کیا تم اسکو ہدایت کر سکتے ہو ارکس اور نکس دونوں کے ایک ہی معنے ہیں یعنی اوندھا دینا یعنی اسلام کی راہ راست سے اوندھے کفر میں جا پڑے یہ بھی اخلاقی تعلیم ہے کہ کسی کے اسکی کسی لغزش کے سبب پیچھے نہ پڑ جانا چاہیئے۔

ف مدینہ کے چند لوگ ابتدائے اسلام میں ایسے بھی تھے کہ ظاہر میں تو مسلمان ہو گئے تھے مگر در پردہ حب جاہ وغیرہ اسباب دنیا کے سبب آنحضرت صلعم اور مہاجرین سے سخت عداوت رکھتے تھے مسلمانوں پر گھات جنایاں بھی کیا کرتے تھے مخالفوں کو بھی اسرار پر مطلع کرتے اور لڑنے کو ابھارتے تھے مسلمان چاہتے تھے کہ ان منافقوں کو نکالدیا جائے مگر بعضی رحمدل انصار اپنی قرابتوں کے سبب درگزر کی طرف مائل تھے اسلئے انکے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے تھے ان آیات میں انہیں کے حالات کی طرف اشارات ہیں ۱۲

وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

وہ چاہتے ہین کہ جسطرح وہ کافر ہین ویسے تم بھی کافر ہوجاؤ تاکہ برابر ہوجاؤ پس تم ان مین سے کسی کو بھی دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کی راہ مین ہجرت نکرین

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ

پھر اگر نہ مانین تو ان کو پکڑو اور جہان کہین پاؤ تو مارو اور نہ انمین سے کسی کو دوست بناؤ نہ مددگار مگر جو لوگ

يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ

کہ ایسے ملتے ہین کہ انمین اور تم مین معاہدہ ہی یا وہ تمہارے ساتھہ یا اپنی قوم کے ساتھہ لڑنے سے تنگ دل ہوکر تمہارے پاس آگئے ہون (تو ایسے ملاپ کا مضائقہ نہین)

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۖ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ

اور اگر اللہ چاہتا تو انپر تمکو غلبہ دیتا تو وہ تم سے لڑتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کرین اور تم سے نہ لڑین اور تمہارے آگے صلح کا پیغام ڈالین تو اللہ نے

اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا

تمہارے لئے انپر الزام کا کوئی رستہ نہین رکھا ہی عنقریب تم کو ایسے لوگ بھی ملین گے کہ جو تم سے بھی امن مین رہنا چاہتے ہین اور اپنی قوم سے بھی امن مین رہنا چاہتے ہین (مگر

إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ

جب فساد کے لئے بلائے جاتے ہین تو اسمین کود ہی پڑتے ہین ۔ پھر اگر وہ تم سے کنارہ نکرین اور صلح بتیں نکرین اور اپنے ہاتھہ نہ روکین تو اونکو پکڑو

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝

اور جہان کہین پاؤ قتل کرو یہی لوگ ہین کہ جنپر خدا نے تمہارے لئے صاف حجت قائم کردی ہے

ترکیب

لو تکفرون بتاویل مصدر مفعول ہی ودوا کا کما کفروا ۔ ک ۔ نعت ہی مصدر محذوف کی ای مصدرا یہ ہی اسی کفرا ککفرہم للذین استثنا ہی

فاقتلوہم سے بینکم تک جملہ خبریہ صفت ہی قوم کی اوجاؤ عطف ہی یصلون پر حصرت صدورہم جملہ بتقدیر قد حال ہے فاعل جاؤکم

سے ان یقاتلوکم ای ان یقاتلوکم عن متعلق حصرت سے ہے اویقاتلوا قومہم معطوف ہی ان یقاتلوکم پر فان اعتزلوکم شرط فلم یقاتلوکم

الخ اسکی تفسیر فما جعل جملہ جواب فان لم یعتزلوکم شرط فخذوہم جواب شرط ۔

تفسیر

ابھی فرمایا تھا کہ جسکو خدا گمراہ کرے کیا تم اسکو ہدایت کرسکتے ہو اب یہان یہ فرماتا ہے کہ تم تو اون کی ہدایت چاہتے ہو اور وہ ازلی گمراہ خود تم کو ہی اپنے جیسا کافر بنانا چاہتے ہین پھر اب تم انسے کوئی علاقہ محبت نرکھو کیونکہ اسمین اونکی محبت سے تمہارے لئے دنیا و آخرت کا ضرر ہے مگر جب وہ ایمان لاکر خدا کی راہ مین ہجرت کرین تب انکے ایمان کا امتحان ہوچکا اب انسے محبت اور دوستی کرنیکا مضائقہ نہین اسکے بعد حکم عام دیتا ہے کہ اگر وہ پھر جاوین یعنی اسلام لاوین نہ ہجرت کرین تو اونکو جہان پاؤ قتل کرو کیونکہ وہ اسلامی سلطنت کے باغی ہین بظاہر اس حکم مین ہر ایک کافر سے جنگ کرنا پایا جاتا تھا خواہ اہل اسلام سے لڑتا ہو یا نہو خواہ اسنے مسلمانون سے عہد کیا ہو یا نہو گویا ہر ایک کو زبردستی مسلمان بنانا چاہیے حالانکہ پہلے حکم ہوچکا تھا کہ لااکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی کہ دین مین کسی پر کچھہ زبردستی نہین ہدایت اور ضلالت خود واضح ہوچکی ہے دو اس لئے اس جگہ دو قومون کا استثنا کرتا ہی

۱۲ ع ۱۰

کفار سے معاہدہ کی بابت

اول الا الذین یصلون الخ وہ لوگ کہ جو اُس قوم سے عہد رکھتے ہون کہ جس سے اہل اسلام سے باہمی عہد ہو مثلاً ایک ایسی قوم ہے کہ اسکا اہل اسلام سے عہد ہے کہ نہ ہم تمپر چڑھائی کرین گے نہ تم ہمپر باہم تمھارے مددگار تم ہمارے اب کوئی قوم مسلمان ہوا اور دارالاسلام مین بسبب اور کافرون کے نہ آسکے کہ وہ مانع آتے ہون اور وہ قوم اُنسے عہد کرے سو وہ بھی مسلمانون کے عہد مین ہین اُنسے بھی لڑنا نچاہیئے اور اگر وہ مسلمان نہون اور یون بھی اُنسے عہد کرلین تب بھی اُنسے لڑنا نچاہیئے کیونکہ آیت کا حکم عام ہے الغرض جس قوم سے اہل اسلام کا عہد ہو یا عہد والی قوم سے عہد ہو وہ حکم قتل وجہاد سے مستثنے ہین۔

اب رہی یہ بات کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کفار عرب کی کس قوم کے ساتھ عہد تھا بعض کہتے ہین اسلمے لوگون سے تھا کیونکہ آنحضرت نے مکہ سے ہجرت کرتے وقت بلال بن عویمر اسلمے سے عہد کرلیا تھا کہ نہ تو ہم سے سرکشی کرنا نہ ہم تجھپر چڑھائی کرین گے اور جو تم سے پناہ لے گا ہم بھی اوسکو پناہ دین گے ابن عباس کہتے ہین وہ ہم عہد لوگ بنو بکر بن زید منات تھے مقاتل کہتے ہین خزاعہ وخزیمہ بن عبد مناف سے عہد تھا پس جو خود آنحضرت کے دامن تلے اور عہد مین آگئے اُنسے کیونکر جنگ کی جا سکتی تھی دوم اوجارکم حصرت صدورہم کہ وہ تنگ آگئے ہون گے نہ اے اہل اسلام تم سے لڑتے ہون نہ تمھارے ساتھ ہوکر اپنی قوم سے لڑتے ہون یعنے یکطرفہ ہون پھر عام ہے کہ آنحضرت یا اہل اسلام کے پاس آوین یا اپنے مقام ہی پر بات اور امن قائم کرنا ظاہر کردین اوجاءکم کے یہی معنے ہین بیضاوی کے حاشیہ مین اسمقام پر لکھا ہی المراد بالمجیئ الاتصال وترک المعاندۃ والمقاتلۃ لا حقیقۃ المجیئ۔ اور یہ قوم جو آنحضرت کی خدمت مین تنگ ہوکر آئی تھی ہنومدلج تھے ایسی قوم سے بھی لڑنا نہ چاہیئے خدا کی شکرگزاری کرنا چاہیئے کیونکہ خدا چاہتا تو اونکو تمپر مسلط اور قادر کردیتا۔ پھر اسی فریق کی تشریح فرماتا ہی کہ فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم کہ اگر وہ تم سے کنارہ کشی کرین اور لڑائی نکرین اور تم سے صلح اور امن کے خواہان ہون والقوا الیکم السلم تو اُنسے ہرگز نہ لڑو اور نہ خدا نے تمھارے لئے کوئی حجت نہین رکھی ہی خلاصہ یہ کہ جو کفار ومشرکین اسلام سے نہ لڑین یا معاہدہ کرلین تو اُنسے جنگ نہین نہ اُنکا قتل کرنا جائز ہے اُنکو آزادی ہی جن سے لڑنے کا اور جہان کہین ملجائین مارنے کا حکم خاص ان لوگونسے ہے کہ جنکا حال ان جملون مین بیان کیا جاتا ہے کہ ان لوگون کے برعکس دوسرے چالاک اور بدمعاش تم کو عنقریب ایسے ملین گے کہ جو صلح وامن یا اسلام تم سے ظاہر کرکے تم سے بھی امن مین رہنا چاہین گے اور پھر اپنی قوم پاس جاکر اوسی کفر وسرکشی مین شریک ہوکر اُنسے بھی امن مین رہنا چاہین گے بلکہ جب وہ اسلام کے مقابلہ مین جنگ کرنے کے لئے بلائے جاوین گے تو اس فتنہ وفساد مین کود پڑین گے جیسا کہ اسد اور غطفان کی قوم نے کیا تھا پھر اگر ایسے لوگ اپنی شرارت سے باز نہ آوین اور تم سے کنارہ کشی نکرین اور صلح نکرین اور تمسے لڑنے سے ہاتھ نہ روکین تو اون کو جہان پاؤ قتل کرو ان کی عہد شکنی کی وجہ سے تمھارے لئے خدا نے حجت قائم کردی ہے بلاشک اگر ایسے لوگونسے یہ نکیا جاوے تو پھر کیا کیا جاوے۔

حتی یہاجروا ہجرت جدائی اور ترک کرنا ہے حقیقۃ ہجرت وہ ہی کہ جسکی تشریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی والمہاجر من ہاجر ما نہی اللہ عنہ۔ رواہ البخاری۔ کہ مہاجر وہ ہے کہ جو خدا کی منع کی ہوئی باتون کو چھوڑ دے۔ اسمین اوس شہر اور وطن کا رہنا بھی آگیا کہ جہان کفار کا ایسا غلبہ ہو کہ جو شرائع اسلام بآزادی ادا نکرنے دین ایسی صورت مین وہان سے ترک وطن کرنا اور مسلمانون کے ملک مین چلا جانا ضروری ہی آنحضرت کے عہد مین جب تک کہ مکہ فتح نہوا تھا اور وہان کفار کا غلبہ تھا وہان سے ہجرت کرنا ضروری تھا اسکی بڑی تاکید کیجاتی تھی سو لوگ ہجرت کرکے مدینہ مین آتے تھے پھر جب مکہ فتح ہوگیا تو فرمادیا اب ہجرت کی کچھ ضرورت نہین نیک نیتی اور جہاد چاہیئے ہندوستان آجکل گرچہ عیسائیون کے قبضہ مین ہی پہلے مسلمانون کے قبضہ مین آکر دارالاسلام صدیون تک رہچکا ہی ایسا دارالاسلام تو نہین مگر یہ لوگ ابتک شرائع اسلام سے منع بھی نہین کرتے اسلئے دارالحرب بھی نہین بلکہ دارالامن ہی اسلئے ہجرت کرنا ضرور نہین واللہ اعلم۔

فائدہ ہندوستان کے دارالاسلام ودارالحرب ہونیکا مسئلہ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

اور کسی مومن کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے ہو تو (اور بات ہے) اور جو کوئی کسی مومن کو (خطاءً) قتل کر ڈالے تو اسکو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے اور مقتول کے وارثوں

اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ

پاس دیت پہنچانی چاہیئے (ہاں) اگر وہ خود معاف کردیں (تو خیر) پھر اگر وہ (مقتول مومن) اُس قوم کا ہو کہ تمہاری دشمن ہے تو مسلمان غلام ہی آزاد کردے

مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

اور اگر وہ اُس قوم سے ہو کہ اُس میں اور تم میں باہم معاہدہ ہے تو اُسکے وارثوں کو دیت دینی چاہیئے اور مسلمان غلام بھی آزاد کرنا چاہیئے پھر جسکو میسر نہو

فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

تو پے در پے دو مہینہ روزے رکھے خدا سے معافی چاہنے کے لئے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے اور جو کوئی کسی مومن کو عمداً قتل کردے

فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

تو اُسکی سزا جہنم ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہیگا اور خدا کا اُسپر غضب نازل ہوگا اور اُسپر اُسکی پھٹکار پڑیگی اور اُسکے لئے بڑا عذاب تیار ہے

ترکیب

ان یقتل اسم کان لمومن خبرے ماشان المومن قتل المومن فی ای حال الاحطاء الافی حال الخطاء اور ممکن ہو کہ الا بمعنے لکن ہو ومن قتل شرط فتحریر خبر ہے مبتدا محذوف کی ای فالواجب وقیل خبرہ محذوف ای فعلیہ تحریر مضاف رقبۃ مومنۃ مضاف الیہ ودیۃ معطوف ہی تحریر جملہ جواب شرط الا ان یصدقوا استثنا منقطع ہی وقیل متصل ای فی کل حال الا فی حال التصدق فان شرطیہ کان اسکا اسم المقتول من قوم خبر عدو لکم اسکی صفت وہو مومن جملہ حال ہی المقتول سے یہ سب شرط فتحریر الخ جواب

تفسیر

پہلی آیت مین اُن لوگون کے قتل کی اجازت تھی کہ جو مسلمانون مین آکر مسلمان اور کافرون مین جاکر اُنکے ساتھ ہوکر مسلمانون کو قتل کرنے پر آمادہ ہوجاتے تھے ایسے موقع مین کبھی وہ لوگ بھی آجاتے ہین کہ جو صدق دل سے مسلمان ہین اور اہل اسلام انکو کافر ہی سمجھتے ہین سو ایسے لوگون کے قتل سے منع کیا اور اسکے ضمن مین عموماً ایماندارونکے قتل کرنیکا مسئلہ بھی بیان کرنا مناسب ہوا۔ فرماتا ہے کہ کسی مومن کو کسی مومن کا قتل کرنا درست نہین مگر بھول چوک ہو تو معذور ہے چنانچہ اس آیت کے نازل ہونیکا یہی سبب ہوا کہ اسلام مین دو ایک موقع ہوچکے تھے۔ عُروہ بن زبیر سے روایت ہی کہ جنگ احد مین ایسا اتفاق ہوا کہ حذیفہ بن الیمان کے والد یمان بوقت جنگ ایک بھیڑ مین آگئے مسلمانون نے اُنکو کافر سمجھکر اپنی تلوارین مارنی شروع کردین گو حذیفہ کہتے رہے کہ میرے والد میرے والد مگر اس ہنگامہ مین کوئی نہ سمجھا یہانتک کہ وہ قتل ہوگئے پھر جب معلوم ہوا تو مسلمانون کو سخت ملال ہوا اسپر یہ آیت کفارہ بنانیکے لئے نازل ہوئی اور اس امر مین دیت کا بھی فیصلہ کردیا۔ اس آیت مین یہ حکم ہی کہ جو کوئی کسی مسلمان کو خطاءً یعنی نادانستہ قتل کردے تو مقتول کے وارثون کو دیت دیجاوے اگر وہ معاف کردین تو مضایقہ نہین اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے (دیت اسلئے کہ مسلمان کے خون کا جو بلا وجہ مارا گیا ہی معاوضہ نہ لینے کی کوئی وجہ نہین چونکہ خطاءً مارا گیا ہی اسلئے قاتل کو معاوضہ مین قتل کرنا خلاف انصاف تھا مگر دیت یعنی خون بہا لینا مقرر کیا اور غلام آزاد کرنا اسلئے فرمایا کہ اگرچہ اسنے یہ کام قصداً نہین کیا مگر بے احتیاطی کیگئی اسلئے جسطرح اسنے ایک مسلمان کو مارا اُسکے کفارہ مین مسلمان غلام کو آزاد کرے گویا آزاد کرنا زندہ کردینا ہی کیونکہ غلامی انسان کی صفت مالکیت اور آزادی کو (جو اُسکی فطرت مین رکھی گئی ہی اور جو اسکی حیات کا مقتضی ہی زائل کرتی ہی اور اسمین بنی نوع پر احسان بھی ہی) پھر اگر وہ مقتول مسلمان جو نادانستہ مارا گیا ہی اُس قوم کا ہو کہ جن سے اہل اسلام سے معاہدہ اور دوستی نہین بلکہ دشمنی قایم ہی تو اس صورت مین صرف کفارہ مین مسلمان غلام ہی آزاد کرنا چاہیئے وارثون کو دیت نہ دیجائیگی کیونکہ اس سے مخالفونکو روپیہ کی مدد ملتی ہی اگرچہ ایسی صورت مین آیت مین صرف غلام آزاد کرنیکا ذکر ہی دیت دینے کا ذکر نہین مگر مرض بیان

مین سکایت کرنا نفی پر دلالت کیا کرتا ہے اور اگر وہ اُس قوم کا ہو کہ جسمین اور اہل اسلام مین باہم عہد ہو تو وہان دیت وارثون کو دیجائے اور مسلمان غلام بھی آزاد کیا جائے اور جو غلام آزاد کرنیکا مقدور نہو تو اسکی جگہ پے درپے دو مہینے کے روزے کفارہ مین رکھے اگر بیچ مین بجز عذر معمولی کے جو عورتون کو لاحق ہوتا ہے روزہ ترک ہوگا تو پھر سرسے دو مہینے پورے کرنے پڑینگے اور دو مہینے کے روزے متقرر ہونے مین ایک سرو حانی ہے جسکے بیان کی یہان گنجائش نہین اسجگہ چونکہ مقتول کیلئے مومن کی قید نہین اس سے بعض علمارنے ذمی مقتول کا بھی یہی حکم نکالا ہے اس حکم کے بعد کہ مسلمان کو قصداً قتل کرنیکی بابت فرماتا ہے ومن یقتل مؤمنا متعمدا الآیہ چونکہ قتل عمد کا حکم قصاص دیت سورۂ بقرہ مین بیان ہوچکا ہے یاایہا الذین آمنو اکتب علیکم القصاص فی القتلےٰ الخ اسلئے یہان صرف آخرت کی سزا بیان فرماتا ہے کہ وہ قاتل ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور اسکے لئے لعنت اور غضب الٰہی اور اُسکو عذاب عظیم ہے۔ ابن عباسؓ آیت کو ظاہر طور پر محمول کرکے قاتل عمد کیلئے ہمیشہ کا عذاب ثابت کرتے ہین اور اسکی توبہ کو بھی غیر مقبول کہتے ہین اور خوارج نے بھی اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ قتل عمد گناہ کبیرہ بالاتفاق ہے باوجودیکہ اسکی سزا ابدی جہنم ہے ثابت ہوا کہ کبیرہ کے مرتکب کے لئے ابدی جہنم ہے جمہور علمار کہتے ہین کہ اس قتل عمد سے مراد وہ ہے کہ جو جائز جانکر کیا جاوے تو بیشک اسکی یہی سزا ہے کیونکہ کبیرہ کا جائز جاننے والا کافر ہے اور کافر کی ابدی جہنم سزا ہے یا یہ کہ جزاتو اسکی بھی ہے مگر وہ کریم بوجہ ایمان کے قاتل کو بحکم آیۃ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء ابدی جہنم سے نجات دیگا اب ہم آیۃ کا مطلب بیان کرچکے اسکے بعد چند ابحاث لکھتے ہین جو احکام دیت اور قتل خطار کے متعلق ہین۔ (۱) قتل کی پانچ قسم ہین پہلا قتل عمد تلوار وغیرہ ہتیار سے جانکر قتل کرنا۔ اسمین قاتل مارا جائیگا خواہ کئی قاتل کیون نہون بحکم آیت کتب علیکم القصاص اور آخرت کا گناہ بحکم آیۃ فجزاؤہ جہنم ہان اگر مقتول کے وارث معاف کردین یا دیت پر راضی ہوجائین تو دیت دلائی جائیگی اور یہ قاتل اگر وارث کو قتل کریگا تو میراث سے بھی محروم ہوگا۔ دوسرا قتل خطار مثلاً شکار سمجھکر دور سے کسی آدمی پر گولی چلاوے اور وہ مرگیا یہ خطار یعنی چوک قصد مین واقع ہوئی یا کسی مسلمان کو جنگ مین کافر سمجھکر مارڈالا اور ایک خطار فعل مین بھی ہوتی ہے وہ کہ نشانہ پر گولی چلاتا تھا کسی انسان کے لگ گئی اسکا حکم آیت مین بیان ہوچکا اسمین بھی میراث سے محروم رہتا ہے۔ احادیث سے ایک اور بھی قتل ان دونون کے درمیان ثابت ہوا ہے شبہ بالعمد ہے یہ قتل ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ ہے جو ان آلات سے واقع ہو جو قتل کیلئے موضوع نہون جیسا کہ لٹھ اور پتھر صاحبین اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ بھی قتل عمد ہے اور شبہ عمد یہ ہے کہ جس سے غالباً آدمی نہین مرتا اُس سے مارے جیسا کہ بغیر قصد ہلاک کے چھڑی یا مکہ مارے اور وہ مرجاوے شبہ عمد مین دیت مغلظہ اور کفارہ اور میراث سے محرومی ہے جو تھا قتل خطار کے قایم مقام جیسا کہ سوتا ہوا آدمی کسی پر گر پڑے اور جسپر گرا ہے وہ مرجاوے اسکا حکم بھی قتل خطار کا حکم ہے۔ پانچوان قتل بالسبب جیسا کہ رستہ مین کنوان کھودے اور اسمین گر کر کوئی مرجاوے اسمین دیت ہے نہ کفارہ نہ محرمان میراث۔ امام شافعیؒ کہتے ہین کفارہ بھی اور حرمان میراث بھی ہے (۲) دیۃ ودی سے مشتق ہے جیسا کہ شیۃ وشی سے وحذف ہوگیا اسکے معنی معاوضہ کے ہین مگر عرب مین صرف خون کے معاوضہ کو دیت کہا جاتا ہے یعنی خون بہا اسکی دو قسم ہین مغلظہ یعنی سخت سو وہ شبہ عمد مین آتی ہے اسمین سو اونٹ چار قسم کے ہین ۲۵ بنت مخاض ۲۵ بنت لبون ۲۵ حقہ ۲۵ جذعہ۔ شافعیؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تین قسم کے لینے چاہئین ۳۰ جذعہ، ۴۰ حقہ، ۳۰ ثنیہ حاملہ۔ دوسری مخففہ وہ قتل خطا مین آتی ہے اسمین سو اونٹ پانچ قسم کے ہین ۲۰ بنت مخاض، ۲۰ بنت لبون، ۲۰ ابن مخاض، ۲۰ حقہ، ۲۰ جذعہ یا ہزار دینار۔ اور یہ نہون تو دس ہزار درہم۔ امام شافعی بارہ ہزار درہم کہتے ہین مسلمان اور ذمی کی برابر ہے خلافاً للشافعی۔ یہ دیت تین سال مین بتدریج قاتل کے کنبہ اور قوم سے وصول کیجاتی ہے کہ جسکو عاقلہ کہتے ہین کیونکہ وہ اسکے ہر ایک نفع ونقصان کے شریک ہین اس ناگہانی حادثہ مین بھی انکو شریک ہونا چاہئے تاکہ آیندہ اسکو احتیاط پر مجبور کیا کرین یہ مذہب جمہور کا ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے مگر ابوبکر اصمؒ کے نزدیک خاص قاتل سے لینی چاہئے۔ باقی قتل اور نقصان مال اور تاوان کے مسائل احادیث سے ثابت ہین واللہ اعلم۔

لہ خواہ وہ لڑکا ہی کیون نہو بشرطیکہ اسکے والدین مین کوئی مسلمان ہو۔ یہ شافعی مالک اوزاعی ابوحنیفہ کا مذہب ہے ابن عباس اور حسن اور شعبی اور نخعی کے نزدیک وہ غلام آزاد کیا جاوے جو نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا ہو ۱۲ منہ

لہ ۲ بنت مخاض اُس اونٹ کو کہتے ہین جو دوسرے برس مین ہو بنت لبون وہ جو تیسرے سال کا ہو حقہ یعنے بوجھ لادنے کی قابل جو چوتھے برس مین ہو جذعہ جو پانچوین مین ہو ۱۲ منہ

لہ مگر یہ صحیح نہین کس لئے کہ مقتول مومن ہی کا ذکر چلا آتا ہے ان کی ضمیر بھی اسکی طرف پھرتی ہے ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

ایمانداروجب تم اللہ کی راہ مین سفر کرو (یعنی جہاد کو نکلو) تو تحقیق کرلیا کرو اور جو شخص تم کو سلام کرے اوسکو زندگانی دنیا کا اسباب لینے کے لئے

تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

(یہ) نہ کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہین سو اللہ کے پاس تو بہت ہی غنیمتین ہین پہلے تم بھی تو ایسے ہی تھے لیکن اللہ نے تمپر فضل کردیا

فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

پس تحقیق کرلیا کرو بیشک جو کچھ بھی تم کررہے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہی

ترکیب

اذا ضربتم ای سافرتم للجہاد شرط فتبینوا جواب السلام اور سلم دونون طرح سے آیا ہی اول کے معنے تحیہ دوسرے کے معنے انقیاد بکلمہ شہادۃ تبتغون حال ہی فاعل لاتقولوا کذلک خبر کنتم ضمیر انتم اسکا فاعل ان اللہ کو بالکسر جملہ مستانفہ ہونے کی وجہ سے پڑھا ہی اور بالفتح بھی معمول تبتغون کا بنا کر۔

تفسیر

قتل خطاء کے بارہ مین ابھی تہدید ہوچکی تھی اور یہ قتل ابتداء اسلام مین مسلمانون کو بیشتر جہاد مین پیش آتا تھا اسلئے یہان جہاد مین ہوشیاری اور احتیاط کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

بعض اہل اسلام کو جہاد مین یہ بات پیش آئی کہ جب دشمن پر انھون نے قابو پایا تو اونے لا الہ الا اللہ جان بچانے کو کہدیا مگر صحابہ نے یہ سمجھا کہ یہ دل سے نہین صرف جان بچانے کیلئے کہتا ہی اس لئے اس کہنے پر بھی قتل کردیا جسکی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی اور آنحضرت سخت ناخوش ہوئے چنانچہ بخاری اور مسلم نے اسامہ بن زید سے روایت کیا ہی کہ ہمکو آنحضرت نے جہینہ قبیلہ کی طرف بھیجا مجھے اُن مین سے ایک شخص مل گیا مین نیزہ سے اُسکو چوکنے لگا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا انجام کار مینے اُسکو قتل کردیا پھر آکر ہمنے آنحضرت کو اطلاع کی تو فرمایا کیا تو نے اُسکو باوجود اس کہنے کے مار ڈالا؟ اسامہ نے کہا اونے بچنے کیلئے کہا تھا فرمایا تو نے اُسکا دل چیر کر کیون نہین دیکھ لیا یعنی تجھے اُسکے دل سے کیا کام احکام شرع ظاہری ہین۔ اور مسلم کی روایت مین ہی کہ قیامت مین تو اس لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دیگا اسی طرح ایک روایت صحیحین مین مقداد بن اسود رض کے بارہ مین ہے۔ اسپر خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جب تم جہاد مین باہر جاؤ (اللہ کی راہ مین سفر کرنا عام ہی مگر یہان مراد جہاد ہی) تو خوب تحقیق کرلیا کرو کہ یہ کون شخص ہے یہ نہین کہ دور سے ہی اوسکا کام تمام کردیا جائے یا شبہ مین کسی کو قتل کیا جاوے۔ اور غیر جو تمھارے روبرو اسلام پیش کرے یعنی کلمہ توحید کہے جیسا کہ روایت صحیحین سے پایا جاتا ہے یا صرف سلام کہے اور امان مانگے جیسا کہ ترمذی کی اوس حدیث سے پایا جاتا ہی کہ جسکو اسنے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی صحابہ کے پاس سے بکریان لیکر گزرا اوسنے سلام کیا مگر اسکو صحابہ نے مارا جسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ تم ایسے شخص کو یون نہ کہو تو مسلمان نہین کیا تم غنیمت کے لئے ایسا کرتے ہو اور دنیا کا مال چاہتے ہو جو عرض یعنی فانی ہی سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتین ہین اُنپر نظر رکھو پہلے تم بھی تو کافر بھی تھے اسی کلمہ کی بدولت خدا کے فضل واحسان سے تم اسلام مین آئے ہو اسپر تنبیہ ہونیکے لئے ان اللہ کان بما تعملون خبیرا فرمادیا

ف۱ یعنی جو تمہارے سامنے آئے اوسکو بیدریغ تہ تیغ نکردیا کرو دریافت کرلیا کرو کہ یہ کون ہی دشمن ہے یا دوست یا کوئی راہ گیر۔ ۱۲ منہ

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

وہ مسلمان جو بغیر کسی عذر کے (جہاد) سے بیٹھ رہے ہین ان مجاہدون کی برابر نہین ہو سکتے جو اپنے مال اور جان سے جہاد کر رہے ہین

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ

اللہ نے اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے والون کو بیٹھنے والون پر درجہ مین فضیلت دی ہے اور (یون تو) اللہ کا نیک وعدہ سب ہی (مسلمان) سے ہے اور اللہ نے

الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

مجاہدون کو بیٹھنے والون پر اجر عظیم کے اعتبار سے (بھی) فضیلت دی ہے (وہ اجر عظیم کیا ہے) بڑے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ع ۱۳ ۵ ۱۰

ف مجاہدین کو خا درجہ مین فضیل

ترکیب

من المومنین بیان ہے القاعدون کا غیر کو بالضم بھی پڑھا ہے کیونکہ یہ قاعدون کی صفت ہے اور بالفتح بھی کیونکہ یہ استثناء ہے قاعدون یا مومنین سے اور بالکسر بھی پڑھا ہے صفت مومنین کی بناکر درجۃ مصدر ہے بمعنی فضیلۃ تب یہ مفعول مطلق ہے اور تمیز بھی ہو سکتا ہے اور ظرف بھی اے فی درجۃ ومنزلۃ وعد فعل اللہ فاعل الحسنی مفعول ثانی کلا مفعول اول درجات ومغفرۃ ورحمۃ اجرا عظیما کا بیان ہے۔

تفسیر

جہاد مین چونکہ قتل خطاء بھی پیش آجاتا تھا جسکے لئے کفارہ اور دیت کا ذکر ہوا۔ اور نیز بعض وہ لوگ بھی کہ جنھون نے لا الٰہ الا اللہ کہدیا تھا مارے گئے تھے اور اُسپر تہدید صادر ہوئی تھی اس سے کسیقدر مسلمانون کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ گھر بیٹھکر عبادت وریاضت کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ اسمین ایسی بات پیش نہین آتی مگر خدا تعالیٰ کو تو دنیا مین آسمانی سلطنت (کہ جسکی خبر انبیاء دیتے آئے ہین) قایم کرکے دنیا کو بدی اور شرک سے پاک کرنا تھا اور یہ بات بغیر لشکر مجاہدین کے عالم اسباب مین ممکن نہ تھی اسلئے یہان فرمادیا کہ بغیر ضرر یعنی مرض کے جو لوگ گھر مین بیٹھے رہتے ہین وہ اُن لوگون کی برابر نہین جو اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ مین جہاد کرتے ہین۔ اس سے نفی مساوات کی تو ہوئی مگر مجاہدین کی بھی فضیلت بیان ہوتی تھی اس لئے فضل اللہ المجاہدین الخ فرمایا کہ جو بغیر عذر کے گھر مین بیٹھ رہے ہین اُنکا تو کیا ذکر ہے مگر جو عذر سے بھی بیٹھتے ہین اُنپر بھی خدا نے اللہ کی راہ مین مال اور جان سے جہاد کرنے والون کو درجہ مین فضیلت دی ہے مگر چونکہ عذر والے بھی دل مین اسکی نیت رکھتے ہین صرف ناچاری سے شریک نہین ہو سکتے اس لئے ان کے لئے بھی خدا نے بہتری یعنے جنت ومغفرت کا وعدہ کیا چنانچہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ جب لا یستوی القاعدون الخ نازل ہوا تو عبد اللہ بن ام مکتوم جو نابینا تھے آنحضرتؐ کے پاس آکر رونے لگے کہ یا حضرت مجھے کیا حکم ہے تب غیر اولی الضرر نازل ہوا اور کلا وعد اللہ الحسنی سے انکو بھی بوجہ نیت کے شریک کیا گیا مگر چونکہ مجاہدین ایک بھاری کام مین مصروف ہین اور جان و مال کو اللہ پر قربان کر رہے ہین اسلئے اُن کو مخصوص کرکے فرمایا وفضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما پھر اس اجر عظیم کی تفصیل فرماتا ہے درجٰت منہ ومغفرۃ ورحمۃ کہ خدا نے اُن کو جنت کے درجات اور مغفرت مخصوصہ مین کہ جو وہان کی فرحت ابدی ہے اور رحمت مخصوصہ مین جو اُس کے دیدار کی تجلی ہے خاص کرلیا ہے مگر پھر اور ریاضت وعبادت والونکی طرف بھی اشارہ کرکے وکان اللہ غفورا رحیما فرمادیا۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ

بیشک جنکی فرشتے (ایسے حال مین) روح نکالتے ہین کہ وہ اپنے اوپر ستم کررہے ہین ان سے پوچھین گے کہ تم (دارالحرب مین) پڑے پڑے کیا کرتے تھے وہ کہین گے کہ ہم اسجگہ مجبور تھے

قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا

(فرشتے) کہین گے کہ کیا خدا کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس مین کہین چلے جاتے سو یہ وہ لوگ ہین کہ جنکا ٹھکانا جہنم ہی اور وہ بہت ہی بری جگہ ہی مگر

الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾

جو مرد اور عورت اور لڑکے ایسے بے بس ہین کہ نہ کوئی (نکلنے کا) حیلہ کرسکتے ہین اور نہ کوئی اونکو رستہ ملتا ہے

فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾ وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي

سو اُن کے لئے امید ہے کہ خدا معاف کردے اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور جو کوئی اللہ کی راہ مین ہجرت کریگا (تو) اوسکو

الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ

زمین مین آسائش اور فراغدستی (بھی) ملیگی اور جو کوئی اپنے گھر سے ہجرت کرکے اللہ اور اوسکے رسول کیطرف نکلے پھر اوسکو موت آجاوے

فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٠﴾

تو بیشک اُسکا اجر اللہ پر ثابت ہوچکا اور اللہ غفور الرحیم ہے

ع ۱۴ ۱۱

ترکیب

ظالمی مضاف الیہ حال ہی ضمیر ہم سے جو تو فہم مین ہی فتہاجروا منصوب ہے جواب نبکر استفہام کا کیونکہ نفی بسبب استفہام کے اثبات ہوگی الا المستضعفین استثناء ہی اولئک واسم جہنم سے من الرجال والنساء والدان مستضعفین کا بیان ہی لایستطیعون اُسکے حال مبتدیہ ہی خبر ان قالوا او قیل فاولئک وقیل محذوف وہو ہلکوا

تفسیر

مدینہ مین چونکہ لوگ ہجرت کرکے مجتمع ہوگئے تھے جو جہاد قائم ہونیکا باعث ہوا اور جہاد کی رغبت پچھلی آیت مین بیان ہوچکی تھی اور بعض لوگ جو مکہ مین یا اور شہر و بن ایمان تو لے آئے تھے مگر بسبب حب وطن کی ہجرت کرکے اِس جماعت مین شریک ہونے سے پہلوتہی کرتے تھے اور نیز کفار کے شہر و بن وہ ادائے امر اسم دینیہ سے بھی رکے جاتے تھے اِس لئے اِن آیات مین ہجرت کی تاکید اور بوقت مرگ یا بعد مرگ جو کچھ ملائکہ سے جواب سوال ہوگا اسکا ذکر فرماتا ہے کہ جن ظالمونکی فرشتے جان قبض کرتے ہین تو انسے پوچھتے ہین کہ تم کیا کیا کرتے تھے یعنی دین مین کیا مدد کی وہ اپنا عذر بیان کرینگے کہ ہم مجبور سے یہان رہتے تھے وہ کہینگے کیا خدا کی زمین تنگ تھی کیون ہجرت کرکے نہین چلے گئے (ظلم سے مراد گناہ ہے کیونکہ اِس سے انسان اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے جو اُسکو عذاب کا مستحق بناتا ہے) پھر اِن لوگون کو اِس عتاب سے مستثنے کرتا ہے جو درحقیقت معذور ہون جیسا کہ بیمار یا عمر رسیدہ یا مقید مرد بچے عورت اور ہجرت نکرنیکے بیشتر بھی وہ سبب ہوئے ہین ایک یہ کہ پردیس مین تن عافیت اور آرام جو وطن مین ہے جاتا رہیگا اسکی نسبت خدا تعالے وعدہ فرماتا ہے یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ کہ اسکو خدا کشائش اور آرام دیگا چنانچہ دیار مراغم رغام سے عام مشتق ہے جسکے معنی خاک کے ہین بولتے ہین رغم انف فلان کہ خاک مین بھر گئی اوسکی ناک یعنی شرمندہ و ذلیل ہوا چونکہ مہاجر کا دار ہجرت مین کشائش پانا اسکی مخالفین کے لئے شرمندگی کا باعث ہے اِس لئے اِس کشائش کو مراغم کہا دوم یہ کہ شاید ہم رستہ مین مرجاوین اسکی بابت فرماتا ہے ومن یخرج من بیتہ کہ جو اپنے گھر سے ہجرت کے لئے نکلے اور رستہ مین موت آجاوے تو اُسکا اجر عند اللہ ثابت ہوچکا ہجرت کا مسئلہ ہم بیان کرچکے ہین کہ یہ اوس ملک اور شہر مین کہ جہان کفار کیوجہ سے شرائع اسلام کو آزادی سے ادا نکرسکے واجب ہی جیسا کہ قبل فتح اہل مکہ پر تھا +

سلہ ان ایات مین ان لوگون پر عتاب ہی جو ایمان لانے کے بعد اپنے گھرون اور بال بچے اور مال واسباب مین پڑے رہتے ہین اور مخالفون کے خوف سے ارکان اسلام نہین بجالاسکتے حالانکہ جہان ارکان اسلام بجالانے کی ممانعت ہو وہان سے نکل جانا فرض ہی اور اسی کو ہجرت کہتے ہین جہان کہین جسکو آزادی سے ملے چلا جائے پس ایسے دنیا پسند مصلحت اندیش لوگون سے بوقت مرگ فرشتے یون پوچھینگے اور انکو ہجرت نکرنا اپنی جان پر ظلم کرنا تھا ۱۲ منہ

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

اور جبکہ تم سفر مین ہو تو تمپر کچھ بھی گناہ نہین کہ نماز کو قصر کردو اگر تمکو اسباب کا خوف ہو کہ کافر تم کو ستائین گے

اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَکَ

کیونکہ کافر (تو) تمہارے کھلے دشمن ہین اور جبکہ (اے نبی) آپ انمین ہون پھر ان کے لئے نماز قائم کرو (یعنی امام ہو) تو چاہیے کہ انمین سے ایک گروہ

وَلْیَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِکُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰی لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا

تو آپکے ساتھ کھڑا ہو اور وہ اپنی ہتیار بھی ساتھ رکھین پھر جب وہ سجدہ کرچکین تو چاہیے کہ وہ تمہارے پیچھے ہوجاوین اور وہ دوسرا گروہ کہ جسنے (آپکے ساتھ) نماز نہین پڑھی آئے اور آپکے ساتھ نماز پڑھے

مَعَکَ وَلْیَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِکُمْ وَاَمْتِعَتِکُمْ

اور وہ بھی ہوشیار رہین اور ہتیار لئے رہین (اور) کافر تو چاہتے ہین کہ اگر تم اپنے ہتیارون اور اسباب سے غافل ہوجاؤ

فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْکُمْ مَّیْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَنْ تَضَعُوْٓا

تو تمپر ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑین اور تمپر اس مین (ابھی) کچھ گناہ نہین کہ اگر تمپر مینہ سے کچھ تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتیار اوتار کر رکھدو

اَسْلِحَتَکُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ

اور اپنی ہوشیاری رکھو بیشک اللہ نے کافرون کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب تم نماز سے فارغ ہوچکو تو اللہ کو یاد کرو

قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

کھڑے ہوکر اور بیٹھکر اور لیٹ کر پھر جب تم کو اطمینان ہوجاوے تو نماز قائم کرو بیشک نماز ایمانداروں پر وقت پر

کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ وَلَا تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَکُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ کَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ

فرض کی گئی ہے اور انکے تعاقب کرنے مین ہمت نہ ہارو اگر تم تکلیف پا رہے ہو تو وہ (بھی) تمہاری طرح سے تکلیف پا رہے ہین اور

۱۵ ع ۱۳

تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا یَرْجُوْنَ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝

تم کو تو اللہ سے وہ امید ہے جو اونکو نہین اور اللہ خبردار حکمت والا ہے

ترکیب

واذا ضربتم شرط فلیس الخ جواب ان تقصروا ای فی ان تقصروا۔ من الصلوٰۃ کا من زائدہ ہی عدوا بمعنے اعداء وقیل مصدر علی فعول مثل القبول ولذا لم یجمع واذا کنت شرط فاقمت کنت پر معطوف فلتقم جواب لم یصلوا صفت ہے طائفۃ اخری کی قیاما وقعودا وعلی جنوبکم تینون حال ہین فاصل اذکروا اللہ سے موقوتا مقدرا وقتہا فلا تؤخرعنہ (جلالین)

تفسیر

منجملہ اون چیزون کے کہ جنکی مجاہد کو جہاد مین احتیاج ہے نماز کی کیفیت دریافت کرنا ہے کہ سفر مین کس طرح سے اور بوقت جنگ کیونکر ادا کرنی چاہیئے اس لئے خدا تعالیٰ نے ان آیات مین صلوۃ قصر وصلوۃ خوف کے متعلق مسائل بیان فرماتا ہے۔

واذا ضربتم سے لیکر عدوا مبینا تک صلوۃ قصر کا مسئلہ مذکور ہے قصر کے معنے لغت مین کم کرنے کے ہین اور تخفیف کے خواہ کیمیت مین خواہ کیفیت مین اسلئے

لہ قصر چار رکعت کی جگہ دو پڑھنا یہ قصر مسافر کے لئے درست ہی عام ہی کہ دشمن کا خوف ہو یا نہو اور خوف کی قید احترازی نہین بلکہ اتفاقی ہے۔ ۱۲ منہ

ف اسکو صلوۃ الخوف کہتے ہین جو جماعت کی فضیلت کیلئے اسلام مین قائم ہوئی خود آنحضرت صلعم کی روبرو یہ پیش آیا تھا اسکی مختلف صورتین ہین سب کا خلاصہ یہ ہی کہ امام کے ساتھ ایک گروہ مسلمین ایک رکعت پڑھکر دشمن کے مقابلہ مین جا کھڑا ہو اور جو گروہ دشمن کے مقابلہ مین تھا وہ آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت مین شریک ہوجائے اور ہر گروہ ایک ایک رکعت اپنے طور پر پڑھے اور نماز پڑھنے مین ہتیار ساتھ رکھین اور ہوشیار رہین اور جب مقابلہ ہو اور اسکی بھی فرصت نہو تو ہر حال مین اللہ کو یاد کر لینا چاہیئے اور جو نماز قضا ہوگئی ہے اوسکو بعد مین ادا کرلین ۱۲ منہ

اس مسئلہ مین علماء کے دو قول ہین ایک طاوس کا اور عبداللہ بن عباس سے بھی اس مین روایت ہے کہ قصر سے مراد بوقت جنگ اشارہ سے نماز پڑھ لینا ہے اور رکوع وسجود کی جگہ صرف اشارہ کردینا اور نماز مین ہتیار چلانا اور چلنا اور خون آلودہ کپڑون سے نماز پڑھ لینا درست ہے کیونکہ رکوع وسجود مین دشمن کے غلبہ کا خوف ہے اور صحابہؓ نے عین مقابلہ مین ایسا ہی کیا ہے مگر یہ قول قوی نہین کس لئے کہ قصر بمعنی تغیر اسکے بعد دوسری آیت مین مذکور ہے اور وہ ایک جدا حکم ہے دوسرا جمہور صحابہ وتابعین کا قول ہے وہ یہ کہ سفر کے وقت نماز کی تعداد رکعت مین کمی کیجائے ظہر وعصر وعشاء مین چار رکعت کی جگہ دو پڑھی جاوین مگر جابر بن عبداللہ اور ایک جماعت کے نزدیک سفر مین دو رکعت خوف کے وقت ایک رکعت پڑھی جاوے جمہور کے قول پر یعلی بن اُمیہ وغیرہ کی بہت سی احادیث صحیحہ دلیل قوی ہین دوم قصر کے معنے عرف صحابہ مین یہی تھے اور نیز من الصلوٰۃ سے بھی یہی بات پائی جاتی ہے پھر جمہور ائمہ مجتہدین کے نزدیک مسافر کو رخصت ہے کہ وہ چار رکعت کی جگہ دو پڑھے خواہ دشمن کا خوف ہو یا نہو وان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا کی شرط اسلئے ہے کہ دشمن کے خوف کے وقت یہ قصر غالباً واقع ہوتا ہے جیسا کہ لاتکرہوا فتیاتکم کے بعد ان اردن تحصنا کی قید ہے اور نیز شرط کے وقت مشروط کا پایا جانا مفہوم ہوتا ہے یعنے اگر سفر مین خوف ہو تو قصر کرو یہ مفہوم نہین ہوتا کہ شرط کے نہ پائے جانے سے مشروط نہ پایا جاوے یعنے اگر سفر مین خوف نہو تو قصر نکرنا ثابت نہین ہوتا۔ علاوہ اسکے بہت سی احادیث صحیحہ سے آنحضرتؐ اور صحابہ کا حالت سفر مین بغیر خوف دشمن کے قصر کرنا پایا گیا ہے چنانچہ حارث بن وہبؓ سے بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ منیٰ مین باوجودیکہ ہم بہت تھے اور نہایت امن تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھائین اور اسیطرح صحیحین مین انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے جبکہ حج کے لئے مکہ آتے تھے عصر کی نماز ذی الحلیفہ مین دو رکعت پڑھی۔

داؤد ظاہری اور انکے مقلدین کہتے ہین کہ بغیر خوف کے سفر مین قصر درست نہین قرآن مجید مین اس بات کی بھی کچھ تشریح نہین کہ کسقدر سفر پر قصر ہے اسمین دو منزل چار منزل کی کچھ قید نہین بلکہ عرف پر چھوڑ دیا اور مطلقاً اذا ضربتم فرمادیا اسلئے داؤد ظاہری اور اُنکے مقلد قاضی شوکانی نے اسکو مطلق قایم رکھ کر میل دو میل کے سفر پر بھی قصر کی اجازت دیدی۔ جمہور علماء کے نزدیک اُنکی یہ رائے غلط ہے کس لئے کہ اگر نص کو بالکل مطلق رکھا جاوے تو ایک محلہ سے دوسرے محلہ جانے مین بھی بحکم اذا ضربتم قصر کرنا چاہیئے حالانکہ اس کا اسلام مین کوئی بھی قائل نہین اور اگر نص کو مقرر کیا جاوے تو ضرور وہی معنے مراد لئے جاوینگے جو پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ نے اس لفظ سے سمجھے ہین اور وہ ایک مقدار خاص ہے جسکو عرف مین سفر کہہ سکتے ہین جسکے اندازہ مین علماء کے مختلف اقوال ہین شعبی اور نخعی اور سعید بن جُبیر کہتے ہین کہ اقل مرتبہ تین روز کا راستہ ہونا چاہیئے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کیونکہ مسلمؒ نے علیؓ سے روایت کی ہے کہ مسافر کے لئے مسح خفین مین تین رات دن کا حکم ہے جس سے سفر کی اقل حد تین رات دن سمجھی گئی۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اقل مرتبہ یہ سفر چار بُرد تک ہونا چاہیئے ہر ایک بُرد چار فرسخ کا اور ہر ایک فرسخ تین میل کا اُن میلون سے جو ہاشم جد رسول اللہ صلعم نے قدم قایم کئے ہین وہ میل بارہ ہزار قدم کا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہین یہ قصر رخصت ہے خواہ مسافر چار پڑھے خواہ دو امام ابوحنیفہ فرماتے ہین قصر کرنا واجب ہے یہان تک کہ اگر مسافر چار رکعت پڑھے اور دو کے بعد بقدر تشہد نہ بیٹھے گا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یعلی بن اُمیہ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ مین نے قصر کے بارہ مین عمرؓ سے پوچھا اُنھون نے کہا مین نے بھی رسول اللہ صلعم سے استفسار کیا تھا کہ اب تو امن ہوگیا قصر کی کیا ضرورت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا یہ خدا کا صدقہ ہے کہ جو تمکو عنایت ہوا سو تم اسکو قبول کرو اسکے بعد واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ سے لیکر ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا تک صلوٰۃ خوف کا مسئلہ بیان فرماتا ہے ابو یوسف اور حسن بن زیاد کے نزدیک یہ حکم آنحضرت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اذا کنت فیہم کی قید موجود ہے جمہور کے نزدیک حکم عام ہے

صلوٰۃ قصر

صلوٰۃ خوف

صلوٰۃ الخوف کی صورت یہ ہو کہ امام قوم کے دو ٹکڑے کرے اور انمین سے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھاوے پھر جب یہ گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے تو پھر کیا کرے اسمین مختلف اقوال ہین (ایک یہ) کہ یہ گروہ ایک رکعت کے بعد سلام پھیر کر دشمن کے مقابلہ مین چلا جائے اور جو دشمن کے مقابلہ مین تھے وہ آکر صرف ایک رکعت امام کیساتھ پڑھکر سلام پھیر دین امام کی دو رکعت قوم کی ایک ایک ہوگی یہ قول مجاہد اور جابر بن عبداللہ کا ہے (دوم) یہ کہ اول گروہ کو امام دو رکعت پڑھاوے وہ سلام پھیر کر مقابلہ مین چلے جاوین اور جو مقابلہ مین تھے وہ آوین اُنکو بھی امام دو رکعت پڑھاوے۔ یہ حسن بصری کا قول ہے امام دو بار پڑھے گا (سوم) یہ کہ امام ایک گروہ کو ایک رکعت پوری پڑھاوے اور پھر چپکا کھڑا رہے اور یہ لوگ اپنی دوسری رکعت از خود تمام کرکے سلام پھیر کے دشمن کے مقابلہ مین چلے جاوین اور جو مقابلہ مین تھے وہ آکر امام کیساتھ رکعت اخیر مین شریک ہو جاوین اور جتنی دیر تک وہ دوسری رکعت جو فوت ہوئی تھی تمام کرلین امام تشہد مین بیٹھا رہے پھر امام سلام پھیرے یہ بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دین یہ قول سہل بن ابی حثمہ کا ہے اور یہی مذہب امام شافعی کا ہے (چہارم) یہ کہ ایک گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر مقابلہ مین چلا جائے اور سلام نہ پھیرے اور جو لوگ مقابلہ مین تھے وہ آکر اخیر رکعت مین شریک ہو جائین اور ایک رکعت پڑھکر دشمن کے مقابلہ مین چلے جاوین پھر اول گروہ آکر وہ جو ایک رکعت فوت ہوئی ہے اسکو تمام کرکے دشمن کے مقابلہ مین چلے جائین اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرے فرق یہ ہو کہ اول گروہ نے اول الصلوٰۃ کو پایا اور دوسرے نے اخیر کو۔ یہ عبداللہ بن مسعود اور امام ابوحنیفہ کا قول ہے یہ سب صورتین احادیث سے ثابت ہین رخصت کا دائرہ وسیع کرنیکو آنحضرتؐ نے مختلف طور پر صلوٰۃ خوف ادا کی ہے۔ ان آیات سے یہ چاروں صورتین ثابت ہوسکتی ہین اب ہم آیات کی تشریح کرتے ہین واذا کنت فیھم ای نبی جب تم مسلمانونکے لشکر مین ہو اور حالت خوف کی ہو جیسا کہ غزوہ ذات الرقاع اور ذات نخل مین یہ معاملہ پیش آیا کہ لشکر اسلام کی پشت قبلہ کی طرف تھی تو آنحضرتؐ نے بوقت نماز یہ حکم دیا کہ وہ ٹکڑے ہو جائین چنانچہ ایک دشمن کے سامنے رہا اور ایک نبی علیہ السلام کیساتھ نماز پڑھی فلتقم طائفۃ منھم معک انکے دو گروہ ہوکر انمین سے ایک گروہ نماز مین آپکے ساتھ کھڑا ہو اور ایک دشمن کے سامنے ہو۔ ولیاخذوا اسلحتھم یعنی جو لوگ نماز مین آپکے ساتھ ہون ہتیار رکھو لکر نہ کھڑے ہون جیسا کہ تلوار و خنجر و پیش قبض بندوق کیونکہ اگر حاجت پڑے تو وقت پیش آوے اور ممکن ہے کہ یہ خطاب اُس جماعت کے لئے ہو کہ جو دشمن کے مقابلہ مین ہے اور راجح یہ ہے کہ دونون کے لئے خطاب ہے فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم یعنے جو نماز مین نہین ہین اُن کو چاہئے کہ حراست کے لئے نمازیون کے پیچھے سے دشمن کے مقابلہ مین کھڑے ہون یا جو لوگ نماز مین ایک رکعت پاچکے ہین وہ اب جو نماز پڑھ رہے ہین اُنکی حراست کے لئے دشمن کے سامنے کھڑے ہوویں۔ ولتات طائفۃ اُخریٰ لم یصلوا فلیصلوا معک یعنے وہ گروہ جسنے ہنوز نبی علیہ السلام کے ساتھ نماز نہین پڑھی بلکہ وہ اول ہی سے مقابلہ مین تھے یعنے گروہ دوم وہ بقایا نماز مین نبی علیہ السلام کے ساتھ شریک ہو جاوین اور پھر اُن سبکو حکم ہے کہ ولیاخذوا حذرھم کہ اپنے بچاؤ کی چیزین زرہ وغیرہ ساتھ لئے رہین۔ بعض کہتے ہین حذر سے مراد ہوشیاری ہے واسلحتھم جمع سلاح یعنے ہتیار بھی نہ اُتارین کیونکہ دوسری رکعت مین کفار کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ نماز مین ہین اور دفعۃً حملہ کرنا چاہین گے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ۔ مگر اسکے ساتھ مرض یا بارش[1] وغیرہ عوارض کی وجہ سے ہتیار رکھدینے کی بھی اجازت ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ ولا جناح علیکم الخ فاذا قضیتم الصلوٰۃ یعنے جب نماز سے فراغت پاؤ تو ذکر الٰہی سے غافل نہو جایا کرو بلکہ کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ کو یاد کیا کرو بعض کہتے ہین اس سے مراد یہ ہے کہ اگر جنگ سخت ہو اور صلوٰۃ خوف کی بھی مہلت نہو تو پھر جس حال مین ممکن ہو یاد الٰہی کرلو اور فاذا اطمانتم فاقیموا الصلوٰۃ جب امن ہو جاوے تو اس نماز کو جو جنگ مین فوت ہوئی قایم کرو۔ پھر آیت کو نماز کی تاکید پر تمام کرتا اور یہ بتلاتا ہے کہ یہ سب باتین عارضی تھین اصل یہ ہے کہ نماز کو ہمیشہ اُسکے وقت پر قایم کیا کرو کیونکہ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا اے فرضا موقتا (کبیر) مکتوبا محدودا باوقات معلومۃ (مدارک) اسکے بعد پھر جہاد کی ترغیب دیتا ہے کہ تمسے اللہ نے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے اور اس سے تمکو وہ امید ہے جو کفار کو نہین پھر کیون اُنکی لڑائی سے سستی کرتے ہو ولا تھنوا الخ وترجون الخ

[1] بارش مین ہتیار رکھدیتے ہین۔ اور نزکہ ٹے بھی ایسی حالت مین خصوصًا نماز کے وقت ہتیار طبیعت کو گران معلوم ہوتے ہین ۱۲ منہ

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ

بیشک ہمنے آپ پر کتاب برحق نازل کی ہے کہ جیسا کچھ خدا نے تمکو بتایا ہے اُسی کے موافق لوگون کے جھگڑے فیصلہ کیا کرو اور دغابازون کی طرف داری نہ کیا کرو اللہ سے معافی

اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ

مانگا کرو کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ اپنی آپ خیانت کر رہے ہین آپ اُنکی طرف سے نہ جھگڑین کیونکہ اللہ کو کوئی بھی دغاباز گناہگار

خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ

پسند نہین لوگون سے تو مخفی کر سکتے ہین (مگر) اللہ سے مخفی نہین کر سکتے کیونکہ جب وہ راتون کو بھیدوہ باتین کیا کرتے ہین اسوقت بھی (اللہ تو) اُنکے ساتھ

الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ

ہوتا ہے اور اللہ نے اُنکے عمل کا احاطہ کر رکھا ہے بھلا دیکھو تو دنیا مین تو تم انکی طرف سے جھگڑتے ہو لیکن قیامت مین انکی

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ

طرف سے کون جھگڑیگا یا کون انکا وکیل بنے گا اور جسنے بُرا کام کر لیا یا اپنے نفس پر ظلم کر لیا پھر اس نے اللہ سے معافی چاہی

يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

تو وہ اللہ کو بھی معاف کرنیوالا مہربان پاویگا اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو اپنی ہی (خرابی کے) لئے کرتا ہے اور اللہ کو تو سب خبر اور حکمت معلوم ہے

وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝

اور جو کوئی خطا یا گناہ کرکے پھر اسکو کسی بے گناہ کے ذمہ لگاتا ہے تو وہ بڑا بہتان اور صریح گناہ اُٹھاتا ہے

ترکیب

اراک اللہ کا مفعول اول ک اور ثانی محذوف ہے اے اراکہ یرم بہ کی ضمیر اثما کی طرف راجع ہے اور خطیئۃ حکم اثم مین ہے اور بعض کہتے ہین یکسب سے جو کسب سمجھا جاتا ہے اُسیکی طرف پھرتی ہے۔

تفسیر

پچھلی آیتون مین جہاد کے اندر نماز کا حال اور پھر جہاد کی ترغیب بیان ہوئی تھی جس سے مخالفون پر حق وناحق وقت بے وقت زیادتی کرنے کا خیال عام طبائع مین پیدا ہونے کا احتمال تھا کس لئے کہ عام طبائع مین یہ حیلی بات ہے کہ جب انکو جنگ کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے تو اپنی طرف سے اور بھی شدت وسختی محل بے محل کرنے کی خواہش کیا کرتے ہین کیونکہ افراط وتفریط انسان کی طبیعت مین خمیر کی گئی ہے اس لئے اسکے بعد ان آیتون مین اسبات کی تمہید کی گئی ہے کہ جہاد اور قتال اپنے موقع پر ہے باقی ہر ایک معاملہ مین مؤمن وکافر یگانہ وبیگانہ کا لحاظ نہین بلکہ حق اور انصاف کو معاملات مین موافق قانون الٰہی یعنے کتاب اللہ کے ملحوظ رکھنا چاہیے ان آیات کا مطلب صاف سمجھ مین آنا ایک قصہ یا واقعہ کے سننے پر موقوف ہے جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مین ان آیات کے نازل ہونے سے پہلے گذرا جسپر یہ آیتین نازل ہوئین اور وہ قصہ ان آیات کا سبب نزول ہے اور وہ یہ ہے کہ مدینہ مین طعمہ بن ابیرق ایک شخص بظاہر مسلمان اور درپردہ خراب آدمی تھا اُسنے قتادہ بن نعمان کی زرہ چُراکر ایک یہودی کے ہان رکھدی اتفاق سے وہ زرہ اُس یہودی کے ہان سے برآمد ہوگئی یہودی نے کہدیا کہ مین نے چُرائی نہین بلکہ میرے پاس طعمہ رکھ گیا ہے۔ طعمہ سے پوچھا تو وہ صاف انکار کر گیا اور قسمین کھانے لگا کہ مین نے ہرگز نہین

لہ جو دغابازی اور خدا کی نافرمانی کرتے ہین درحقیقت وہ اپنی حق مین بُرا کرتے ہین کس لئے کہ اسکا وبال اور انجام کار انہی پر پڑتا ہے ۱۲ منہ ف ان آیات مین مدینہ کے منافقون کی طرفداری وحمایت پر عتاب ہے منافق بڑے چرب زبان تھے انکی باتون سے

ع بعض مسلمان انکی طرف سے وکالت کیا کرتے تھے کہ یہ ایسے نہین انکو منع کیا جاتا ہے ۱۲ منہ

چرائی اور اسمین طعمہ کے بھائی بند اور اکثر مسلمان اسکو مسلمان سمجھکر مددگار بنکر جھگڑنے لگے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو بھی یہودی کو ملزم ٹھہرانے لگے اور چوری کی سزا کا وہی بیچارہ مستحق ٹھہرنے لگا چونکہ بظاہر یہودی کے گھر سے مال برآمد ہوا تھا اور یہودی کے قول پر کوئی گواہ یا دلیل بھی نہ تھی کہ طعمہ نے اسکو دی ہے اسلئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال بھی اس باب مین یہودی کی طرف تھا کہ غالبًا اسنے چرائی ہی کسلئے کہ وحی تو ہنوز اس امر مین نازل ہوئی نہ تھی کہ غیب کا حال منکشف ہوتا اسمین قریب تھا کہ یہودی کو قطع ید کی سزا دیجائے کہ یہ آیت نازل ہوئی جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

انا انزلنا الی خصیما کہ ہمنے اے نبی آپکے اوپر قرآن برحق اسلئے نازل کیا ہے کہ آپ لوگون مین اسکے مطابق بما ارٰک اللہ (ای علمک فیہ) فیصلہ کیا کرین اور خیانت کرنے والون طعمہ وغیرہم کی طرف سے جو ابدہی اور جھگڑا نکیا کرین بلکہ اس قصد سے واستغفر اللہ خدا سے معافی چاہو کیونکہ وہ غفور رحیم ہو پھر اس حکم کی تاکید کرتا ہے۔ ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم کہ آپ ان خیانت کارون کی حمایت نکرو گنہگار یا چور غیر کی تو خیانت کرتا ہی ہے مگر دراصل اپنے نفس کی بھی خیانت کرتا ہے کہ اپنی نعمہا جنت وعیش آخرت کو برباد کرتا ہے کس لئے کہ ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما خدا کو کسی دغاباز خائن گناہگار سے محبت نہین خوّان مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس سے طعمہ وغیرہ کیطرف اشارہ ہے اگرچہ بظاہر اسنے ایک خیانت کی تھی مگر انکار کرنا اور کسی بے جرم پر جرم لگانا یہ بھی خیانت ہے علاوہ اسکے بعض روایات سے ثابت ہے کہ طعمہ ہاتھ کاٹنے کی سزا سے ڈرکر مرتد ہوکر مکہ چلا گیا اور پھر وہان بھی اسنے کسی کے گھر مین نقب لگائی دیوار گر پڑی دبکر مرگیا اسلئے اسکو خوّان اثیم کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ آگے انکی خیانت کے ثبوت مین فرماتا ہے یستخفون من الناس کہ وہ اس امر کو شرم یا ڈر کے مارے چھپاتے ہین مگر اس سے کیا ہوتا ہے ولا یستخفون من اللہ خدا سے نہین چھپا سکتے اُسپر ہر راز منکشف ہے پھر اسکا ثبوت دیتا ہے وہو معہم اذ یبیتون ما لا یرضیٰ من القول کہ جب وہ رات کو ناپسند باتین بناتے تھے تو وہ اُنکے ساتھ تھا بیت کے معنے ہم بیان کرچکے ہین اور تبییت کے معنے شب گذارنے کے بھی ہین جس سے اُس مخفی تاکید کیطرف اشارہ ہے جو طعمہ نے زرہ برآمد ہونیکے وقت کی تھی وہ یہ کہ رات کو ایک گوشہ مین بیٹھکر طعمہ نے اپنے بھائیون دوستون سے یہ کہا کہ مین یہودی کے ذمہ لگا دونگا اور قسم کھا جاؤنگا تم بھی میری اس امر مین اعانت کرنا اسکے بعد عموماً ان مسلمانون کو تنبیہ کرتا ہے جو طعمہ کے اسکی ظاہری دینداری کیوجہ سے طرفدار ہوگئے تھے ہاانتم ہٰؤلآء جادلتم عنہم فی الحیوٰۃ الدنیا تم انکی طرف سے دنیا مین تو جھگڑتے حمایت کرتے ہو مگر فمن یجادل اللہ عنہم یوم القیامۃ ام من یکون علیہم وکیلا قیامت کو کون اُنکی طرف سے جھگریگا اور کون ان کا وکیل بنے گا (بلکہ کوئی بھی نہین) جبکہ تہدید فرما چکا تو اسکے بعد توبہ کی طرف ترغیب دلائی جاتی ہے اور ترغیب کے لئے تین جملے کس حکمت بالغہ سے ذکر کئے جاتے ہین (۱) ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما۔ سوء سے مراد بری بات ہے کہ جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے جیسا کہ طعمہ کا فعل چوری اور تہمت اور ظلم نفس سے مراد وہ گناہ کہ جو اپنے نفس سے خاص ہو جیسا کہ زنا وغیرہا اس آیت مین عموماً خدا تعالیٰ بندون کو اذن عام دیتا ہے کہ جو گناہگار ہماری جناب عالی مین معافی چاہیگا تو ہم اُسکو معاف کر دینگے این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ؎ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔ بعض علماء کہتے ہین کہ استغفار کے ساتھ توبہ بھی شرط ہے (۲) ومن یکسب اثما فانما یکسبہ علی نفسہ وکان اللہ علیما حکیما۔ کہ اے بندے گناہگار تیرے اس گناہ سے ہمارا کچھ ضرر نہین ہوا بلکہ خاص تیرا ہی ضرر ہے پھر کیون معافی نہین چاہتا اگر تو دلمین نادم اور پشیمان اپنے فضل سے ہوگا تو ہم علیم وحکیم ہین معاف کر دینا ہمارے علم وحکمت کا مقتضا ہی (۳) ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ (ای بذنبہ المکسب) بریئا فقد احتمل بہتانا واثما مبینا خطیئۃ گناہ صغیرہ اثم کبیر اسمین اسبات کو جتلایا جاتا ہی کہ گناہ کرکے دوسرے بیگناہ کیطرف منسوب کرنا جیسا کہ طعمہ نے کیا یہ کوئی برائت کیوجہ نہین کہ اس سے آدمی عند اللہ اور عند الناس بری ہوجایا کرے بلکہ اسکی تدبیر وہی توبہ واستغفار ہی اور یہ جو گناہگار تدبیر سوچتا ہے یہ اسکے حق مین دنیا اور آخرت مین مضر ہے بہتان سے اشارہ دنیا کی مذمت اور اثم مبین سے آخرت کی مذمت کیطرف ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

اور (اے نبی) اگر تمپر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہوتی تو انمین سے ایک جماعت نے آپکے بہکانیکا قصد کرہی لیا تھا اور تمکو تو وہ کیا گمراہ کرتے مگر اپنے ہی آپ کو اور نہ وہ

يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

تمکو کچھ ضرر دیسکتے ہین اور اللہ نے تمپر کتاب اور حکمت نازل کی اور تمکو وہ باتین سکھائین کہ جنکو تم نہین جانتے تھے اور (اے نبی) تمپر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے

عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ؕ

(تمہارے مقابلین) انکے اکثر مشورے بیکار ہین مگر اسکا کہ جو خیرات یا نیک بات کا یا لوگون مین باہم اصلاح کرنیکا مشورہ دے

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ

اور جو ایسی باتین خدا کی مرضی حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے تو ہم اُسکو عنقریب اجر عظیم دینگے اور جو کوئی ہدایت ظاہر ہونیکے بعد بھی رسول کی

مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

نافرمانی کرتا اور مسلمانون کے برخلاف طریقہ پر چلتا ہے تو ہم بھی اسکو اسی رستہ پر چلائے جائینگے اور اسکو آگ مین لیکر ڈالینگے اور وہ (جہنم) بہت ہی بری جگہ ہے

ترکیب

لمت جواب لولا۔ مایضرونک من شئ۔ من زائدہ ہے وشئ یعنے ضرر ہو کر مفعول مطلق ہی من نجوٰھم صفت ہے الا من امر استثنا لا خیر فی کثیر من نجوٰھم سے ہی نجوی مصدر ہے بمعنے مشورہ اور من ذات اشخاص کے لئے تو استثنا منقطع ہوگا اور یہی بلغاء کے کلام مین بکثرت مستعمل ہے اور نجوی کا اطلاق کبھی مشورہ کرنے والون پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ آیا ہے اذھم نجوٰی اس صورت مین استثنا متصل ہوگا موضع جر مین بھی اور نصب مین بھی۔

تفسیر

ان آیات مین بھی اُسی واقعہ کیطرف بطور تکملہ اور تتمہ کے اشارہ ہی فرماتا ہی کہ اگر خدا کا تمپر فضل ورحمت نہوتی تو ایک گروہ نے انمین سے (یعنی طعمہ اور اُسکے اقارب نے) ای نبی تمکو بہکا دینیکا قصد ہی کر لیا تھا کہ آپ سے یہودی پر ظلم کرآئین لیکن ہمیشہ اُسکا تمپر فضل رہا ہی اُسنے وحی اور الہام سے تمکو مطلع کیا اور وہ جو آپکے بہکانے کا قصد کرتے ہین دراصل وہ اپنے ہی تئین گمراہ کرتے ہین آپکا کچھ بھی ضرر نکر سکینگے (اسمین آنحضرت کی عصمت کیطرف اشارہ ہی) اللہ نے تمپر کتاب اور حکمت نازل کی اور بہت سے احکام وشرائع جو تم نہین جانتے تھے تمکو بتلائے اُسکا تمپر بڑا ہی فضل رہا ہی۔ حقیقت مین انسان کو خدا کیطرف سے نعمت وحی اور الہام اور کتاب وحکمت کا ملنا اور پھر اقتدار پاکر یگانہ بیگانہ مین عدل وانصاف بھی قائم کرنا اور دنیا مین مکارم اخلاق کی تعلیم پر صبر و برداشت کرنا ایذا ئین جھیلنا بھی بڑی نعمت ہی اور بڑا فضل ہے طعمہ اور اُسکے اقارب جو اس امر مین خفیہ سرگوشی کیا کرتے تھے جسکو نجوٰی کہتے ہین اسکی نسبت فرماتا ہے کہ یہ سرگوشی اور خفیہ باتین اسلام اور دین حق مین کچھ نہین جو بات ہو کھلم کھلا اور صاف ہونی چاہیئے ہان اگر نجوٰی سے کوئی خیر مقصود ہو تو مضائقہ نہین اسکے بعد خیر کی تین قسم ذکر فرماتا ہے جو تمدن اور آخرت کے لئے تریاق کا حکم رکھتے ہین کس لئے کہ خیر یا دوسرے کو نفع پہنچانے مین ہے یا دفع ضرر مین اور خیر یا جسمانی ہے جیسا کہ مال کا دینا اسکی طرف امر بصدقہ مین اشارہ ہے یا خیر روحانی۔ اسکی دو قسم ہین تکمیل قوت نظریہ اور تکمیل قوت عملیہ یعنے علم وعمل ان کے مجموعہ کی طرف او معروف مین اشارہ ہی یا دفع ضرر کے لئے تو اسکا او اصلاح بین الناس مین اشارہ ہے۔ اسکے بعد یہ بتلاتا ہے کہ ان مین بھی ریاکاری نہو بلکہ خاص لوجہ اللہ یہ باتین ہونی چاہئین پھر رسول کی نافرمانی اور مسلمانون کی جماعت سے علیحدگی کی برائی کا بدنتیجہ بتایا جاتا ہے کہ ایسے شخص کی سزا جہنم ہے جیسا کہ طعمہ نے علیحدگی اختیار کی اور مکہ مین مرتد ہو کر مر گیا۔ اس آیت مین اجماع امت کے برحق ہونے کا ثبوت ہے اور یہ کہ اجماع کا مخالف گنہگار ہے جیسا کہ احادیث مین آیا ہے۔

الثلثة

ع ۱۶

اجماع امت کا نا ہونا ۱۲

لہ ان تینون مین نجوٰی اجمالی ہے صدقہ مین اسلئے کہ ظاہر کرنے مین لینے والے کو عار ہوگا نیک نصیحت مین اخفا اسلئے بہتر ہے کہ ظاہر مین اسکی نصیحت ہی اصلاح باہمی مین اسلئے کہ ظاہر کرنے مین آنا چڑھاؤ اصلاح کا باعث ہین قوت ہو جاتے ہین ۱۲

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝

اللہ اس بات کو تو ہرگز نہیں بخشتے گا کہ اسکے ساتھ شریک کیا جاوے اور اسکے سوا جسے چاہے گا معاف کردیگا اور جسنے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا

إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا ۖ وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝ لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ

وہ مشرکین اسکے سوا تو عورتوں کو ہی پکارا کرتے ہیں اور کسی کو بھی نہیں پکارا کرتے مگر شیطان مردود کو کہ جسپر خدا نے لعنت کردی ہے اور وہ کہہ چکا ہے کہ میں ضرور تیرے بندوں میں سے

نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ

ایک حصہ معین اپنا مقرر کرلونگا اور یہ کہ میں اونکو گمراہ ہی کرکے رہونگا اور اونکو جھوٹی امیدیں دلاؤنگا اور حکم دونگا کہ جانوروں کے کان چیر کردو اور اون کو سکھاؤنگا کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی

اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ

صورت بدلا کرینگے اور جسنے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنالیا سو وہ تو کھلم کھلا خسارہ میں پڑ گیا اور انکو امیدیں دلاتا ہے وہ انکو وعدے دیا کرتا ہے اور شیطان کے جو وعدے ایسے ہوتے ہیں

إِلَّا غُرُورًا ۝ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ

تو صرف دھوکہ ہی دھوکہ ہوتے ہیں یہ ہیں کہ جنکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہاں سے نکل جانے کا کوئی رستہ بھی نہ پاوینگے اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے سو انکو ہم جلد ایسے باغوں میں

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝

داخل کرینگے کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہ انمیں ہمیشہ رہا کرینگے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ کون بات کا سچا ہے

ترکیب

اللہ اسم ان لا یغفر خبر ان یشرک بہ مفعول ہی یغفر کا لمن کا لام یغفر سے متعلق ہی۔ اناثا جمع انثی علی فعال ویراد بہ کل مالا روح لہ من الاحجار والاصنام والشمس ویمکن ان یقال انہم کانوا یعبدون الخبائث من الشیاطین والارواح الخبیثۃ المریئۃ ویستعینون بہا ویناجونہا فی کل شدۃ وغمرۃ لعنہ اللہ صفت ہے شیطانا کی اور ممکن ہی کہ مستانفہ ہو جملہ بددعا کے لئے لاتخذن الخ مقولہ۔ شیطان ہے۔

تفسیر

اگلی آیتوں میں گناہ کی معافی کیطرف اشارہ تھا یہاں اس بات کی تصریح ہی کہ گناہوں میں شرک ایسا سخت گناہ ہی کہ جسکی سزا ابدی جہنم ہی یہ بغیر توبہ کے ہرگز معاف نہیں ہوتا ہاں اسکے سوا اور جس گناہ کو چاہیگا خدا بغیر توبہ کے بھی اپنی رحمت سے بخشدیگا۔ پھر اسکی وجہ ذکر فرماتا ہے ومن یشرک الخ کہ اس عالم میں ہر ایک عاقل مخلوقات اور اسکے مصنوعات پر غور کرکے یہہ کہہ سکتا ہے کہ اس تمام عالم اور اس کل کائنات کا پیدا کرنے والا ایک شخص ہی یعنے اللہ تعالے اور ہر چیز نبی ولی فرشتہ جن چاند سورج اپنی ذات اور کمالات میں ہر دم اسکے دست نگر اور محتاج ہیں پھر جو کوئی ممکنات میں سے کسی کو خدائی میں شریک کرے تو اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو راہ عقل سے ہزاروں کوس دور پڑا ہی فضل ضلالا بعیدا سو یہ بغاوت ہی اگر اس سے توبہ و استغفار نہ کریگا تو یہ جرم ہرگز عفو نہوگا اور ضلالا بعیدا کی دوسری وجہ یہ ذکر کرتا ہی ان یدعون الخ کہ یہ مشرک دو قسم کے لوگ ہیں بعض تو اپنے بزرگوں اور ملائکہ یا قوی مدبر عالم کو اپنے نزدیک ایک خیالی صورۃ پتھر یا پیتل یا کسی اور چیز کی بنا کر پوجتے ہیں اور جنکی یہ تصویریں ہیں انکو بوقت پرستش یا بوقت دعا حاضر جانتے ہیں دوسرے وہ ہیں کہ تصویرات تو نہیں بناتے بلکہ جن بھوت ملائکہ ارواح خبیثہ مریئہ کو عالم کا مدبر کارکن سمجھکر انکی پرستش کرتے اور نذر و نیاز کرکے انکو پکارتے ہیں اور انکو حاضر سمجھتے ہیں سو اول گروہ کی نسبت فرماتا ہی ان یدعون من دونہ الا اناثا کہ وہ بتوں کو پکارتے ہیں یعنی جنکو وہ حاضر سمجھکر پکارتے ہیں وہ کہاں ہیں وہ یہہ تو انہیں بتوں کو پکار رہے ہیں عرب کے بت پرست اپنے خیالی معبودوں کو عورتوں کے نام سے نامزد کیا کرتے تھے جیسا کہ لات اللہ کی تانیث اور عزیٰ عزیز کی تانیث ہی حسن کہتے ہیں کہ عرب میں ہر ایک قبیلہ کا ایک بت تھا جسکو وہ انثی کہتے تھے انثی بنی فلان اور اسکو عائشہ کی وہ قرأت کہ جسمیں اناثا کی جگہ اوثانا ہی سو مدہی ہندوستان میں بھی کالی بھوانی لاٹوں والی

بہت سی عورتین پوجی جاتی ہین۔

دوسرے گروہ کی نسبت فرماتا ہے وان یدعون الا شیطانا مریدا کہ وہ گو اپنے نزدیک اُن ارواح غیر مرئیہ جن بھوت ملائکہ کو پوجتے ہین اور حاضر اور موجود جانتے ہین مگر وہان بجز شیطان کے کہ جسپر خدا نے لعنت کی ہے اور کچھ نہین ہوتا اور جو کچھ کبھی ان لوگون کو کوئی بات معلوم ہوجاتی ہے سو وہ بھی اسی کے کرشمے ہوتے ہین۔

اسکے بعد شیطان کے چند اقوال نقل کرتا ہے اوسکی مذمت کے لئے۔ خواہ یہ بات شیطان نے زبان حال سے کہی ہو خواہ زبان مقال سے اسوقت ہین کہی ہو جبکہ وہ آدم کے سجدہ نکرنے سے راندہ گیا تھا۔

(۱) لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا فرض لغت مین قطع کو کہتے ہین جس سے مراد مقدار معین ہے یعنے مین تیرے بندون مین سے ایک جماعت معین کو اپنے حصہ مین لے لونگا وہ میرے کہنے پر چلین گے یہہ وہ لوگ ہین کہ جو اس کے وسواس اور خطرات کی پیروی کرتے ہین۔

(۲) ولاضلنھم یعنے لوگونکو راہ راست سے گمراہ کردونگا۔

(۳) ولامنینھم کہ مین اون کے دلون مین طرح طرح کی آرزوئین اور امیدین دلاؤن گا اور جب انسان کے دل مین اس قسم کی بیجا آرزوئین پیدا ہوتی ہین تو ان سے حرص اور طول امل پیدا ہوتا ہے جو آدمی کو اخلاق ذمیمہ پر برانگیختہ کرتا ہے اِس لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کی حرص اور خواہشین جوان ہوتی جاتی ہین یہ دونون وصف انسان کے اندر نہایت بد اور تمام گناہونکا سرچشمہ ہین کس لئے کہ طول امل کی وجہ سے دلمین اس بات کا خیال بھی نہین آتا کہ کبھی مجھے اِس دار فانی سے کوچ بھی کرنا ہے اسپر اسکے دل امیدونکا محیط ہونا کہ جو کسی کو ساری حاصل نہوئی ہین نہون گی اسکو خلق کی ایذا رسانی جھوٹ ظلم دغابازی وغیرہ باتون مین مبتلا کرتا ہے کیونکہ یہ جانتا ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو میری یہ آرزو حاصل ہوجائے پھر اوس کے دل مین نہ کسی کا وعظ اثر کرتا ہے نہ کوئی عبرت ناک بات اثر کرتی ہے۔

۱؎ مشرکین عرب خیالی ارواح کو پکارتے تھے اور اُنکو خدا کی بیٹیان سمجھتے تھے جیسا کہ ہندو دیبیون کو پوجتے ہین ۱۲

۲؎ کہ باوجود خدا کے بندے ہونے کے شیطان کے ہی حکم بردار ہون گے ۱۲

۳؎ شیطان جہان بنی آدم کے دل مین طرح طرح کے خیالات فاسدہ پیدا کرتا ہے ایسا کروگے تو یون ہوگا فلان معبود کو پکاروگے تو سنگاری کریگا اولاد اور مواشی مین ان کے نذر و نیاز کروگے تو برکت ہوگی اسی قسم سے تھا جو وہ مکہ کے کافرون کے دلمین ڈالتا تھا کہ بتون کی نذر و نیاز کے لئے جانورون کے کان چیر ڈالتے تھے اور داغ دیکر ان کی شکل بگاڑ دیتے تھے اِس سے مقصود یہ ہوتا تھا کہ یہ بتون اور غیر اللہ کے نام سے مخصوص ہوجائین اب بھی جاہلون بلکہ جاہل مسلمانون مین بھی ایسے ہی دستور ہین صرف فرق یہ ہے کہ بتون کی جگہ صلحاء و اولیاء کرام کے نام سے ایسا کیا جاتا ہے ۱۲ منہ

۴؎ کیونکہ انسان کی سعادت و شقاوت قوت نظریہ و عملیہ کی تکمیل و تخریب پر موقوف ہے اور قوت نظریہ ہی بڑی چیز ہے مرنے کے بعد علم و ادراک ہی رہجاتا ہے پھر جس نے قوت نظریہ کو اس درجہ خراب کیا کہ خدائے واحد کے ساتھ اورون کو شریک کیا ہے تو اس سے بڑھکر اور کیا گناہ ہوسکتا ہے زنا چوری جس قدر بداعمالیان ہین ہرچند بری ہین مگر قوت عملیہ کا نقصان ہے جو بمقابلہ اسکے کچھ بھی نہین اسی لئے نجات کا مدار بھی تکمیل قوت نظریہ پر رکھا گیا ہے جس کا خلاصہ توحید و اقرار رسالت ہے جو کوڑ مغز اس سر سے واقف نہین وہ اعتراض کرتا ہے ۱۲ منہ

(۴) ولآمرنھم فلیبتکن اذان الانعام تبک کے معنے کاٹنے کے ہین بولتے ہین سیف باتک اے قاطع - یعنی لوگون کو سکھاؤنگا کہ وہ بتون کی قربانی کے لئے جانورون کے کان کاٹا کریں گے عرب کے بت پرستون مین یہ بھی دستور تھا کہ وہ اپنے خیالی معبودون کی نذر و نیاز اور قربانی کے لئے جانورون کے کان کاٹ ڈالتے تھے اور یہ فعل اللہ کی نظر مین نہایت فسق اور ناپاک تھا -

(۵) ولآمرنھم فلیغیرن خلق اللہ کہ مین اون کو یہ بات بھی سکھاؤن گا کہ وہ مخلوق آلہی کو متغیر کرین گے -

مفسرین کے اس مین دو قول ہین - اول سعید بن جبیر و سعید بن المسیب و حسن و ضحاک و مجاہد و سدی کا قول ہے کہ تغیر خلق اللہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ نے ہر ایک انسان کی اصل فطرت مین راستی اور توحید پیدا کی ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین وما من مولود الا یولد علی الفطرۃ الحدیث کہ ہر شخص اصلی حالت مین فطرت پر پیدا ہوتا ہے جسکو اسلام کہا جاتا ہے مگر پھر شیطانی خیالات اور قوت وہمیہ کی وجہ سے وہ کفر و بدعت مین پڑکر مخلوق آلہی مین تغیر کر دیتا ہے اور ممکن ہے کہ اس سے مراد حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دینا ہو دوم اسکو ظاہر پر محمول کر کے اس سے یہ مراد لی ہے کہ انسان مین تغیر یہ ہے کہ جینے کی امید سے اسکے کان یا ناک چھیدتے تھے اور عورتین زینت کے لئے بالون مین چٹیا لگاتی تھین اور گودواتی تھین دانتون کو ریت کر باریک و مہین کرتی تھین مرد کو خصی کرتے تھے خواجہ سرا بناتے تھے اس مین ڈاڑھی منڈانا بھی آگیا اور جانورون کے کان چیرتے تھے اور اس سے یہ بھی مراد ہے کہ ارواح بشریہ اس عالم مین بطور سفر کے اس لئے آئے ہین کہ کمالات حاصل کر کے پھر اس عالم قدس مین جائین اب غضبانی اور شہوانی اور وہمانی باتون سے روح کو تیرہ و ناپاک کر دینا تغیر خلق اللہ ہے -

ان باتون سے شیطان کی غرض ضرر اور مرض دینی پیدا کر دینا ہے سو وہ غالبًا یا تشویش سے یا نقصان یا بطلان سے ہوتا ہے پس تشویش کی طرف ولآمنھم مین اشارہ ہے کیونکہ جسکے دل مین اس قسم کی آرزوئین پیدا ہوتی ہین وہ رات دن اسی تشویش مین ہوتا ہے کہ کسی طرح اونکو حاصل کرون اور یہی مرض روحانی ہے اور نقصان کی طرف فلیبتکن اذان الانعام مین اشارہ ہے اور بطلان کی طرف ولآمرنھم فلیغیرن خلق اللہ مین اشارہ ہے کس لئے کہ تغیر سے وہ وصف جو مقصود ہوتا ہے باطل ہو جاتا ہے اسکے بعد فرماتا ہے کہ جو خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بناتا ہے وہ بڑے خسارہ مین رہتا ہے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو یار بنانا یہ ہے کہ اسکے وسواس پر عمل کرنا الہام آلہی کی طرف متوجہ نہونا اور نقصان کی وجہ ظاہر ہے کہ عالم آخرت مین اس کا انجام ابدی جہنم ہے - اسکے بعد ان امانی دفع کرنے کا علاج بتلاتا ہے اور اس کی حقیقت پر تنبیہ کرتا ہے کہ وما یعدھم الشیطان الا غرورا غرور دھوکے کو کہتے ہین مثلاً کوئی کسی چیز کو لذیذ اور شیرین سمجھکر مونھہ مین ڈالے اور وہ نہایت بدمزہ اور تلخ نکلے سو اسی طرح کے یہہ شیطانی وعدے ہین جو شیطان دلمین ڈالتا ہے - کہ تو دنیا کے فراہم کرنے مین کوشش کر سو وہ عمر ضائع کرتا ہے مگر پھر بھی سب باتین حاصل نہین ہوتین اور جو ہوئین تو موت کے وقت انکی مفارقت سے نہایت رنج والم ہوتا ہے اسی طرح وہ کہتا ہے نہ قیامت ہے نہ خدا نہ کوئی اعمال پر جزا و سزا رسول صرف لوگون کے سمجھانے کے لئے یہ باتین بنایا کرتے ہین پھر جب مرنے لگتا ہے تو ہر ایک بات کو رسول کے کہنے کے موافق دیکھتا اور حسرت کرتا ہے اسکے بعد اہل ایمان اور خدا کے فرمانبردارون کی عمدہ خوبیان فرماتا ہے - والذین آمنوا وعملوا الصلحت سندخلھم جنت تجری الایہ کہ یہ لوگ وہان عالم خلد مین ہمیشہ سرور و راحت پاوین گے -

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

نہ تو تمہاری ہی آرزوؤں پر کچھ موقوف ہے نہ اہل کتاب کی دیکھو جو کوئی برائی کریگا اسکی سزا پاویگا اور اپنے لئے وہ نہ کوئی حمایتی پائے گا نہ مددگار

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝ وَ

اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور انپر تل برابر ظلم نہ کیا جاویگا اور

مَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝

اس سے کس کا بہتر دین ہو سکتا ہے کہ جسنے اللہ کے آگے سر جھکا دیا ہو اور وہ نیکی بھی کئے جاتا ہو اور وہ ملت ابراہیم کا جو یکطرفہ تھا پیرو بھی ہو اور اللہ نے ابراہیم کو دوست

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا ۝

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہی اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اللہ کے قابو میں ہر چیز ہے

ترکیب

لیس کا اسم اور خبر دونوں محذوف اور بامانیکم خبر سے متعلق ہی ای لیس الامر منوطا بامانیکم من یعمل سوءا شرط یجز بہ جواب ولا یجد معطوف ہی یجز پر من ذکر او انثی بیان ہی من کا و من مبتدا احسن میز دینا تمیز ممن متعلق ہی احسن افعل التفضیل سے وہو محسن جملہ حال ہی فاعل اسم سے واتبع معطوف ہے اسلم پر پھر یہ سب مجموعہ خبر ہے۔

تفسیر

پہلی آیت میں تھا ومایعدہم الشیطان الا غرورا کہ ان لوگونسے شیطان جو کچھ وعدہ کرتا ہی فریب کا کرتا ہی۔ عام ہی کہ شیطان سے ابلیس مراد ہو یا قوت وہمیہ اور اسکے وعدہ دلمیں خیالات باطلہ کہ جو ہر ایک قوم میں خلاف حق چلے آتے ہیں مثلاً عیسائیونمیں یہ ہی کہ تمام گناہ حضرت مسیح علیہ السلام اٹھا کر لیگئے اب ہم شریعت اور حلال حرام کی قید سے آزاد ہیں اسیطرح یہودیونمیں تھا کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی اولاد اور خدا کے پیارے بیٹے ہیں نجات اور ہر ایک قسم کی کرامات کے ہم ہی مستحق ہیں۔ یا ہندوؤں میں مشہور ہے کہ برہمن خدا کے گھر اور مکتی کے مالک ہیں اور چار قوم برہمن چھتری بیش شودر کے علاوہ سب ملیچھ یعنی ناقابل نجات ہیں یا مشرکین کے خیالات تھے کہ ہمارے یہ معبود ہم کو نجات دینگے خواہ ہم کچھ ہی کیوں نکریں یا یہ خیالات کہ نہ حشر ہی نہ دوزخ نہ جنت نہ ثواب عقاب یا بعض اہل اسلام کے یہ خیالات تھے کہ گو ہم کبائر کے مرتکب ہوں ہم پر کچھ سرزنش نہوگی اسلام کی وجہ سے ہم کو کچھ ضرر نہوگا جیسا کہ مرجیہ عقیدہ رکھتے ہیں ان سب کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فیصلے کیطور پر یہ فرمایا ہی کہ کچھ تمھارے خیالات پر ہی نہ اہل کتاب کے جو کوئی گناہ کریگا اسکی سزا پاویگا اور اس سزا کے روکنے میں نہ اونکا کوئی حامی ہوگا نہ مددگار نہ مسیح علیہ السلام نہ موسی علیہ السلام نہ کوئی اور اور جو کوئی کسی قوم کا ہو نیکی کریگا بشرطیکہ وہ ایمان بھی رکھتا ہو اسکو جنت ملے گی اور انکے اجر سے کچھ بھی کم نہ کیا جاویگا۔ حقیقت میں یہ ایک بات انصاف اور قانون عقل کے موافق قرآن اور مذہب کے برحق ہونیکی کافی ہی کیونکہ خدا جب تمام عالم کا خدا ہی تو اسکو اپنے تمام بندوں سے نسبت مساوی ہے انہیں حق اور روح افزا تعلیمونکی تلوار چند روز میں اگلے مذاہب کو سرنگون کر دیا اور شرق سے غرب تک قومیں کی قومیں اپنے مذاہب باطلہ سے توبہ کرکے اسلام قبول کرتی گئیں اور جبکہ نجات اور حیات ابدی کا مدار ایمان پر ٹھہرایا تھا جو دراصل دین اسلام میں پایا جاتا ہی اسکے بعد دین اسلام کا برحق ہونے پر دو دلیل کس لطف کے ساتھ بیان کرتا ہی کہ جنکے تسلیم کرنیمیں کسی منصف مزاج کو انکار کی مجال نہیں اول دلیل عقلی مقدمات یقینیہ پر مبنی ہی وہ یہ کہ ہر ایک دین حق کے دو جزو ہوتے ہیں اول عقاید صحیحہ توحید و نبوت و معاد کے متعلق دوم اعمال صالحہ عبادات و خیرات و صلہ رحمی پس جس دین میں یہ دونوں جزو موجود ہوں اسکے برحق ہونے میں کیا کلام ہی اور اسلام میں یہ دونوں ہیں اول کیطرف من اسلم وجہہ للہ میں اشارہ ہی اور دوسرے کیطرف وہو محسن میں اشارہ ہی یہ دو کیا مختصر جملہ ہیں کہ جنمیں سیکڑوں باریک معانی رکھے ہیں مثلاً اسلم وجہہ للہ میں یہود و نصاریٰ و مشرکین کیطرف ایک لطف کے ساتھ الزام ہے کہ وہ خدا کے آگے سر نہیں جھکاتے ہوئے ہیں بلکہ کہیں مسیح کو خدا کہتے ہیں کہیں عزیر کو کہیں کرشن کو دوسری دلیل مقدمات مسلمہ اہل کتاب و مشرکین عرب مبنی ہی وہ یہ کہ سبکے نزدیک حضرت ابراہیم خدا کے برگزیدہ تھے جنکو بلفظ خلیل تعبیر کیا ہی اور انکا مذہب حق تھا اب ہر شخص اپنے مذہب کو اسکے مطابق کرکے دیکھے کہ کون موافق اور کون مخالف ہی اور اسلام کی بنیاد سراسر انہیں سچے اصول پر رکھی گئی ہی اسی دلیل کیطرف واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا میں اشارہ کر دیا اور ابراہیم کا وصف حنیف و خلیل بیان فرماکر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ کچھ خدا کے کارکن یا بیٹے نہ تھے کہ احتیاج کیوجہ سے انکو خلیل بنایا تھا بلکہ محض انکی عبودیت کی وجہ سے اسمات کی طرف و للہ ما فی السموات و ما فی الارض الخ میں اشارہ فرما دیا۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي

اور (اے نبی) وہ آپ سے عورتوں کے بارے مین پوچھتے ہین کہدو کہ اللہ تمکو انکے بارے مین بھی اور ان یتیم عورتون کے بارے مین بھی جنکا حکم تمکو کتاب مین سنایا جاتا ہے جن کا

لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَن تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ

تم حق تو ادا کرنا نہین چاہتے اور ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو اور بیکس بچون کے حقین بھی (وہی) حکم دیتا ہے جو سنایا جا چکا اور یہ بھی کہ تم یتیمون کی کارگزاری انصاف

بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا

سے کرتے رہو اور جو کچھ تم نیکی کرتے ہو سو اللہ اوس سے خوب واقف ہے

ترکیب

وما یتلی معطوف ہے فیہن کی ضمیر پر اے ویفتی فی ما یتلی علیکم فی الکتاب یہ فی یتلی سے متعلق ہے اور فی یتمی النسار اے فی حکم یتمی النسار بھی یتلی سے متعلق ہے کس لئے کہ دونون کے معنے مختلف ہین اول ظرفیہ ثانی بمعنے الباء یتمی النسار مین صفت کو موصوف کی طرف مضاف کردیا ہے وترغبون حال ہے والمستضعفین معطوف ہے ضمیر مجرور پر جو فیہن مین ہے وان بھی اوسی پر معطوف ہے بغیر اعادۃ الجار وذلک جائز عند الکوفیین۔

تفسیر

قرآن مجید مین یہ ایک پر اثر بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ کچھ احکام بیان فرماکر اسکے بعد ترغیب و ترہیب وعد و عید اور جلال کبریائی کی آیتین نازل ہوتی ہین تاکہ مخاطب کو ان احکام کا نیک نتیجہ اور دنیا و آخرت مین تعمیل کا عمدہ ثمرہ معلوم ہو کر رغبت ہو اور نیز اس حکم دینے والے کی عظمت بھی دل پر پڑے۔ اس لیئے اس سورہ کے اول مین چند احکام بیان فرمائے تھے پھر انکے بعد ترغیب و ترہیب اور نیز کفار و منکرین کی عدول حکمی کا بدنتیجہ اور عالم آخرت کی خوبیان اور ذات باری اور اسکے صفات کاملہ کا ذکر فرماکر پھر احکام بیان فرماتا ہے اس آیت کا نازل ہونیکا یہ سبب ہے کہ عرب مانہ جاہلیت مین نہ تو عورتونکو حصہ دیا کرتے تھے اور نہ ان یتیم لڑکیونکا (جنکے وہ ولی وارث بنکر انسے مال و جمال کا خیال کرکے آپ نکاح کرلیتے تھے) پورا حق ادا کرتے تھے اور نہ انکو اور لوگونسے نکاح کرنیکی اجازت دیتے تھے نہ خود برضا و رغبت انکا نکاح اوس شخص سے کرتے تھے کہ جس سے انکو رغبت ہو اس لئے یہ آیت نازل ہوئی فرماتا ہے کہ ای نبی وہ مسلمان تم سے عورتون کی بارہ مین فتوی دریافت کرتے ہین چنانچہ عیینہ بن حصین نے پوچھا تھا کہ یا حضرت ہم تو اسکو حصہ دیا کرتے تھے جو لڑائی مین شریک ہوتا تھا اب عورتونکا کیا حکم ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ تمکو عورتونکے لئے بھی حصہ دینے کا فتوی یعنی حکم دیتا ہے اور جو کچھ کتاب یعنی قرآن مین ان یتیم عورتون کے بارہ مین تمہین سنایا گیا کہ جنسے نکاح کی تو رغبت رکھتے ہو مگر اونکا حق و مہر پورا نہین دیتے اور بیکس بچونکے بارہ مین بھی وہی حکم دیتا ہے جو پڑھ کر تم کو سنایا گیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یتیمون کے بارہ مین عدل کرو اور اسکے سوا جو نیکی کروگے وہ سب اللہ کو معلوم ہوگی کیونکہ وہ ہر ایک چیز سے واقف ہے **حاصل مطلب آیت** یہ ہے کہ اللہ تمکو عورتونکے لئے میراث کا فتوی یعنی حکم دیتا ہے اور قرآن مین پہلی آیتو نمین یتیم عورتون اور بچونکی حقین جو کچھ تمہین سنایا گیا یا اب سنایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تم یتیمونکے حق مین عدل و انصاف اور بہتری ملحوظ رکھو یہی خدا تعالے کا فتوی یعنی حکم ہے اسکی پابندی کرو پہلے احکام کو (جو اسی سورۂ نسار مین یتیمون کے حق مین نازل ہو چکے ہین) یاد دلاتا ہے کہ انپر عمل کرو جسطرح کوئی کسی سے کوئی بات پوچھے اور وہ اسکے درجواب یہ کہدے کہ اسکا وہی جواب ہے جو ہم پہلے دیچکے۔ سورہ نسار مین وہ حکم بیان ہو چکے ہین۔ اور یہان بھی مجملاً ان تقوموا للیتمی بالقسط فرماتا ہے اور اس بات پر متنبہ کرتا ہے کہ جو کچھ تم نیکی اللہ کے واسطے کروگے اسکا وہ تمہین اجر دیگا یہ نہ سمجھو کہ یاد سکو معلوم نہین کیونکہ وہ ہر بات جانتا ہے۔

ف عموماً عورتونسے نکاح اور انکی میراث کا بھی حکم پہلے بیان ہو چکا اور یتیم لڑکیون کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم بھی بیان ہو چکا فرماتا ہے کہ اب نئی بات اور کیا پوچھتے ہین سب احکام اونکے موافق بیان کردئے گئے انپر عمل کرو اور صغیر بچون اور یتیمون کے معاملہ مین انکے کاروبار اگر تم انکے ولی ہو انصاف و ایمانداری سے کرتے رہو اور تنبیہ کردی کہ جو کچھ تم نیک کام کرتے ہو خدا سے مخفی نہیں ۱۲ منہ

لہ بعض کہتے ہین مرفوع ہے بسبب ابتدا کے ۱۲ منہ

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی بدمزاجی یا بے رغبتی سے ڈرے تو ان دونو پر کچھ گناہ نہین کہ باہم کچھ مصالحت کرلین اور صلح خوب چیز ہے

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ

اور ہر ایک شخص کے سامنے لالچ حاضر کیا گیا ہے (یعنی لالچ انسان کی جبلی بات ہے) اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو اللہ کو تمارے سب عمل معلوم ہین اور تم عورتون

تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ

کے حقوق مین ہرگز برابری نکر سکوگے پڑے حرص کیا کرو پھر بالکل پھر ہی نجاؤ کہ اسکو اسطرح چھوڑ رکھو کہ گو یا ادھر مین لٹکتی ہے اور اگر تم اصلاح اور پرہیزگاری کرو

اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝

تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے اور اگر وہ دونون الگ ہو جاوین گے تو ہر ایک کو اللہ اپنی فراخ دستی سے غنی کر دے گا اور اللہ کشش والا حکمت والا ہے

ترکیب

وان شرطیہ امرأۃ مبتدا خافت خبر اور صحیح یہ ہے کہ امرأۃ خافت محذوف کا فاعل ہے اور یہ خافت اوسکی تفسیر ہے فلا جناح جواب حضرت کا مفعول اول الانفس ہے جو فاعل بنایا گیا اور الشح مفعول ثانی۔

تفسیر

عورتون کے حقوق کا ذکر پہلی آیات مین آچکا ہے اس لئے یہان بھی اونکے بعض معاملات مین حکم دیا جاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرد بدمزاج سخت گیر ہوتا ہے اور غالبًا یہ سخت گیری اور بدمزگی اس سے پیدا ہوتی ہے کہ عورت اپنے حقوق اور مہر وغیرہ کا مطالبہ کرتی ہے اسکی بابت ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بدمزاجی اور بے اعتنائی کا خوف ہو تو اسمین بھی کچھ مضائقہ نہین کہ باہم کچھ حقوق چھوڑ کے مصالحت کرلی جائے کس لئے کہ انسانی جبلت ہے کہ وہ بخل کی طرف مائل ہوتا ہے مرد کو دینا ناگوار معلوم ہوتا ہے جب دینے مین کمی کی جاویگی تو باہم رضامندی ہو جانا ممکن ہے مگر اسکے ساتھ مردونکو بھی تنبیہ کردی کہ حقوق زائل کرنے کے بعد پھر وہی بدمزاجی اور اعراض نکرین وان تحسنوا وتتقوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا کہ اگر تم احسان اور نیکی کرو اور حقوق تلفی مین خدا سے ڈرتے رہو تو تمہارے لئے بہتر ہے کس لئے کہ خدا کو جو کچھ تم کرتے ہو معلوم ہے دوسری بات موجب اعراض وبدمزگی یہ ہوتی ہے کہ مرد کو عورت کی صورت یا عمر کے سبب بے رغبتی پیدا ہو جاتی ہے اور اسکے دلمین دوسری عورت سے لگاؤ کرنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے مگر پہلی بیوی کو چھوڑنا جس سے ایک عرصہ تک گھرداری کی ہے اور اسکے بال بچے بھی ہین ایک سخت دلی اور بڑی خانہ خرابی اور بے لطفی بھی ہے اسکی نسبت بضرورت تعدد ازواج کی ضمنا اجازت تو دیتا ہے مگر اسکے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ دو عورتون مین حقوق کی مساوات لازم ہے اور یہ تم سے ہونی مشکل ہے ولن تستطیعوا وان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم کہ متعدد عورتون مین تم سے برابری رکھنا ہرگز ہو نہ سکے گا گو تمکو دوسری عورت کی حرص ہوا کرے پھر ایسا نہو کہ فلا تمیلوا کل المیل فتذروہا کالمعلقۃ کہ تم ایک ہی کے ہو رہو اور دوسری کو ادھر مین لٹکا ہوا رکھ چھوڑو نہ تو اوسکو طلاق ہی دو نہ اسکے حقوق ادا کرو پس وان تصلحوا وتتقوا اگر پہلی بیوی سے باہم مصالحت کرلو اور حق تلفی کرنے سے خدا سے ڈرو تو خدا معاف کرنے والا ہے تمہاری بے اعتنائی اور حق تلفی کو جو اس عرصہ مین تم سے ہو چکی معاف کردیگا وہ مہربان بھی ہے اسکو عورتون اور اونکی اولاد صغار پر بھی رحم آتا ہے اور خیر اگر پہلی بیوی سے بحسن سلوک پیش ہی نہین آسکتے تو ہر روزہ تکرار و باہمی حقوق تلفی سے تو یہی بہتر ہے کہ بمجبوری طلاق ہو جائے خدا ہر ایک کا کارساز ہے مرد کو اور عورت کو بھی اپنے فضل وکرم سے مستغنی کردیگا خدا کے ہاتھ بڑی وسعت ہے وہ حکیم بھی ہے اس طلاق مین بھی کوئی نہ کوئی حکمت ملحوظ ہے شاید مرد کو اوس سے بہتر عورۃ ملجائے اور عورت کو اُس سے بہتر مرد ملجائے۔

حقوق ۱۲ منہ

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے اور البتہ ہم نے جنکو تم سے پہلے کتاب دی ہے انکو اور خاص تمکو (بھی) تاکید کہدیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہا کرو

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اور اگر تم کافر ہو جاؤ گے (تو اسکو کچھ بھی پروا نہین کیونکہ) اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے اور اللہ بے پروا خوبیون والا ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین ہے

الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

اور جو کچھ کہ زمین مین ہے اور کارسازی کیلئے اللہ ہی بس ہے لوگو اگر خدا چاہے تو تمکو سمیٹ لے جائے اور دوسرون کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر بھی ہے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

جو کوئی دنیا کا بدلہ چاہتا ہے تو اللہ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونون کے بدلے موجود ہین اور اللہ سنتا دیکھتا ہے

ترکیب

وایاکم معطوف ہے الذین پر ان اتقوا اللہ بیان ہی وصیت کا اور ب محذوف ہی ان شرطیہ لیشار کا مفعول محذوف ہی یذہبکم جواب اور یات اسپر معطوف۔

تفسیر

یہان واسع ہونے کی دلیل اور کلام سابق کا تتمہ ہے وللہ مافی السموات ومافی الارض کہ جو کچھ زمین و آسمان مین ہے سب اُسی کا ہے اوسکو کس چیز کی کمی ہے اور نیز اسی جملہ کو ولقد وصینا الآیہ کے لئے تمہید اور دلیل بناکر اور اپنی عظمت و کبریائی بتاکر یہ بات بتلاتا ہے کہ کچھ تمہین کو شریعت اور احکام الٰہی پر چلنے کا حکم نہین ہوا ہی بلکہ تم کو اور جو تم سے پہلے اہل کتاب ہین انکو بھی خدا سے ڈرنے کا (جو تمام شریعت اور احکام الٰہی پر چلنے کے لئے محرک ہی) ہمنے بتاکید حکم دیا ہے۔ اور پھر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حکم شریعت پر چلنے اور خدا سے ڈرنیکا خاص تمھارے ہی فائدہ کیلئے ہی کیونکہ جن چیزون مین روحانی اور جسمانی اور تمدن کے بارہ مین سیکڑون مصالح ہین انکو فرض و واجب کیا ہی اور جنمین ہزارون دنیا و آخرت کی خرابیان ہین انکو حرام و مکروہ قرار دیا ہی ورنہ اللہ کو کچھ بھی پروا نہین نہ تو اسکو اسبات کی پروا ہی کہ تمھاری اطاعت سے اُسکی شوکت و حکومت بڑھ جائیگی اسکیلئے فان للہ مافی السموات ومافی الارض کہ آسمان و زمین کی ہر چیز کا وہ مالک ہی ہر شے پر اُسکا قبضہ ہی اور نہ اسبات کی کہ اسمین اُسکا کوئی ذاتی نفع و نقصان ہی کس لئے کہ کان اللہ غنیا حمیدا وہ اپنی ذات و صفات مین کسی کا بھی محتاج نہین بلکہ سب خوبیان اوسکو بلا توسط غیر حاصل ہین اور تم یہ بھی غرور دلمین نکرو کہ ہم ہی پر خدا کی فرمانبرداری اور تسبیح و تقدیس کا انحصار ہے اگر ہم نکرین گے تو پھر اور کوئی اُسکی فرمانبرداری نکریگا یا اسکے اسرار ربوبیت ظاہر نہونگے کیونکہ للہ مافی الخ یعنے وہ بڑا قادر اور کارساز ہے ایسی صورت مین وہ تم کو نیست و نابود اور ایک ایسی قوم فرمانبردار پیدا کرسکتا ہی کہ جو اُسکی شریعت اور اُسکے رستو پر دل سے چلیگی وکان اللہ علی ذلک قدیرا۔ اسمین ضمناً اسبات کی طرف بھی اشارہ ہی کہ دین الٰہی اور اسکے جلال کبریائی زمین پر ظاہر کرنے مین کسی قوم اور کسی شخص پر انحصار نہین جب بنی اسرائیل نے ازحد نافرمانی کی تو اسنے انکو پامال کرکے حضرت مسیح علیہ السلام کے تابعدارون کو اور حواریون کو سرفراز کیا پھر جب اونہون نے طرح طرح کی بدعتین اختیار کین اور شریعت سے انحراف کیا تو عرب کے ریگستان مین حضرت محمد علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ایسی قوم سے کہ جو ہمیشہ لوگون کی نگاہون مین حقیر تھی روم و ایران کی سلطنتونکو برباد کراکے روئے زمین پر آسمانی سلطنت کو نور افگن کردیا۔ پھر فرماتا ہے کہ شریعت پر عمل کرنے کا نتیجہ صرف دنیا ہی کی بھلائی نہ سمجھنی چاہیئے جو کسی وقت دنیا حاصل نہو تو اس سے روگردانی کرو بلکہ اوسکا نتیجہ ثواب آخرت بھی ہے خلوص نیت تمکو لازم ہے وہ تمھاری باتین سنتا تمہارے کام دیکھتا ہے کلام مین کیا خوبیان ہین۔

فا عربون مین جب دولت و سلطنت کے سبب وہ بات نرہی تو ترکون کو اسلام کا حامی کھڑا کردیا اور جانے اب کس قوم کو حامی بناتا ہے ۱۲ منہ

(اول) وان تیفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ کے بعد وللہ ما فی السموات وما فی الارض کو ذکر کرکے اپنا واسع الجود اور واسع الکرم ہونا بیان کردیا۔

(دوم) وان تکفروا کے بعد وللہ ما فی السموات وما فی الارض کو ذکر کرکے یہ بات بتلادی کہ اُسکو کسی کی طاعت وعبادت سے نہ کچھ نفع ہے اگر تمام عالم متقی اور دیندار ہوجاوے تو اسکی خدائی مین ذرہ بھر بھی ترقی اور اسکا کچھ بھی فائدہ نہین نہ اوسکو کسی کے کفر اور بت پرستی اور فسق و فجور سے کچھ نقصان ہے اگر تمام جہان کے لوگ کافر ومشرک وفاسق وفاجر ہوجاوین تو اسکے جلال کبریائی کا ذرہ بھر بھی نقصان نہین اس سے مقصود یہ ہے کہ خدا کی شریعت اور احکام نبوت صرف بندون کی بھلائی اور فائدہ دارین کے لئے ہین پھر اس سے اغماض کرنا اور سرتابی اور سرکشی کو شیوہ بنانا محض حماقت ہے۔ مثلاً کوئی مریض حکیم کے حکم کو نہ مانے اور بدپرہیزی کرے تو حکیم کا کیا نقصان کرتا ہے اپنی ہی جان پر ظلم وستم کرتا ہے۔

خدا کی نافرمانی کرکے کوئی قوم سرسبز نہین رہی ہے یون تو ہر زمانہ کے لوگ دنیا کی تمام خوبیان اپنے ہی زمانہ مین منحصر جانتے آئے ہین مگر آگے بھی بہت سربلند قومین اس سرزمین پر جاہ وجلال کے پرچم اوڑا چکی ہین جنکے آثار باقیہ اور حیرت انگیز یادگارین دنیا کو حیرت دلا رہی اور اپنے بنانے والون کی چندروزہ بقا پر اشک حسرت بہا رہی ہین۔ ان کا جب فسق وفجور حد سے متجاوز ہوا غیب سے ایک ایسی بلا آئی کہ جسکا انکو سان وگمان بھی نہ تھا نہ کوئی شخص انکے عروج واقبال کو دیکھکر یہ خیال کرسکتا تھا کہ کبھی یہ قوم اس قدر بلندی سے اتنے عمیق گڑھے مین پھینکی جائے گی مگر خدا کا قہر جلدی نہین کرتا اس مہلت پر مغرور نہ ہونا چاہئے۔

(سوم) ان یشا یذہبکم ایہا الناس ویات باخرین کے پیشتر وللہ ما فی السموات وما فی الارض کو ذکر کرکے شریعت سے انحراف کے بدنتیجہ کو مدلل کرتا ہے اور جبکہ ایک دلیل چند مدلولات پر دلالت کرے تو بہ نسبت اس کے اُسکو ایک بار ذکر کیا جاوے یہ بہت خوبی رکھتا ہے کہ مکرر لایا جاوے ایک مدلول کے لئے ایک بار وللہ ما فی السموات وما فی الارض کو ذکر کیا پھر دوسرے مدلول کے لئے اسی کو ذکر کیا پھر تیسری مدلول کے لئے اسی کلمہ کا اعادہ فرماکر کلام کو حسن وخوبی مین یکتا کردیا۔ کس لئے کہ جب ایک بار یہ کلمہ ذکر کیا گیا اور اس سے ایک مطلب یعنے صفت باری تعالے مخاطب کے ذہن مین آئی اور پھر اوسی کلمہ سے دوسرے مقام پر دوسری صفت اور تیسرے مقام پر تیسری صفت ذہن نشین ہوگئی تو ذہن مین یہ بات بھی پیدا ہوگی کہ آسمان وزمین کا پیدا کرنا سیکڑون اسرار جلیلہ اور مطالب شریفہ پر دلالت کرتا ہے اگر کوئی اسکی ذات وصفات کے لئے دلائل ڈھونڈے تو گویا یہ اون کے لئے ایک بے نہایت خزانہ ہے اور جبکہ وہ یہ جانے گا تو خواہ مخواہ اس مین غور وفکر کرے گا جس سے مخلوق سے مونہہ پھیر کر خالق کی طرف مشغول ہونا پایا جاوے گا اور کتب سماویہ سے اصل غرض بھی یہی ہے۔

واضح ہو کہ قانون شریعت پر عمل کرنیکی تاکید کے لئے تین باتین نہایت مناسب ہین (۱) اپنی ذات کا استغنا کہ اس مین ہمارا فائدہ نہین بلکہ تمہارا ہے (۲) عدول حکمی کا بدثمرہ (۳) عمل کرنیکا نیک نتیجہ سو اول بات کو وکان اللہ غنیا حمیدا مین دوسرے کو ان یشا یذہبکم الخ مین تیسرے کو فعند اللہ ثواب الخ مین بیان فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ

ایمان والو انصاف قائم کرنے کیلئے خدا کی طرف سے گواہ بنے رہو اور گو تمھاری شہادت خود تمہارے یا تمھارے ماں باپ اور قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو

إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

اگر کوئی غنی یا فقیر ہے تو اللہ خود اونکا کارساز ہے انکی رعایت نکرو پھر تم انصاف کرنے میں خواہش نفس کی پیروی نکرو اور اگر تم دبی زبان سے گواہی دوگے یا انکار کروگے

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي

تمہارا کام سے خبردار ہے مسلمانو اللہ پر اور اوسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اسنے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو

أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝

پہلے نازل کر چکا ہے ایمان لاؤ اور جسنے اللہ اور اسکے ملائکہ اور اسکی کتابونکا اور اسکے رسولون اور قیامت کے دن کا انکار کیا تو وہ بہت ہی دور بہک گیا۔

ترکیب

قوامین ای قائمین خبر اول کونوا بالقسط خبر ہے متعلق شہداء للہ خبر ثانی ولو علی متعلق ہے فعل محذوف سے ای ولو کانت الشہادۃ علی انفسکم ان یکن اسکا اسم محذوف ہے ای المشہود علیہ غنیا او فقیرا جملہ شرط فاللہ اولی بہما جواب ان تعدلوا مفعول لہ تقدیرہ مخافۃ ان تعدلوا عن الحق اور ممکن ہے کہ فی مقدر ہو اے فی العدل وان مصدریہ ہو۔

تفسیر

اس آیت سے پیشتر بہت سے احکام شریعت مذکور ہوئے تھے اور درمیان میں ان احکام پر عمل کرنیکی نئی نئی خوبیون سے تاکید بھی تھی مگر یہان دو باتین بعد میں ایسی ذکر کین جو شریعت پر چلنے والے کے لئے بمنزلہ دو آنکھون کے ہین یا بمنزلہ دو پاؤن کے ہیں کہ ان بغیر انسان اس رستہ کو طے نہین کر سکتا۔

(اول) کونوا قوامین بالقسط قوّام مبالغہ کا صیغہ ہے قائم کیلئے اور قسط بالکسر عدل یعنی عدالت کو خوب قائم رکھو۔ یہ ایک ایسا عام لفظ ہے کہ جسمین دنیاوی معاملات خانہ داری اور آپس کے تمام برتاؤ اور کل معاملات اپنے اور بیگانہ کافر و مومن حیوان و انسان کے متعلق اور دینی معاملات سخاوت رضا تسلیم صبر جنکی تفصیل سورہ فاتحہ میں ہوئی شامل ہیں اور درحقیقت جب انسان کے اندر صفت انصاف آجاتی ہے تو اسکی طبیعت اسکو خواہ مخواہ ان آسمانی قوانین پر چلنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔

(دوم) شہداء للہ کہ اللہ کے گواہ بنے رہو دینی اور دنیاوی معاملات میں خدا کے لئے شہادت ادا کرو۔ نیک کو نیک اور بد کو بد کہو اور جو سچی بات ہو اسکے بیان کرنے میں کچھ بھی پروا نکرو خواہ اسمین تمہارا نقصان ہو یا والدین یا کسی قرابت مند کا ہو اسمین امیر و غریب کی کچھ بھی رعایت نکرو بلکہ اللہ کی رعایت رکھو چونکہ شاہد کیلئے یہ ضرور ہے کہ عادل ہو اس لئے قوامین بالقسط کو مقدم کیا۔

قوام بالقسط اور شہداء للہ کے معنے سے بظاہر اعمال صالحہ کی پابندی ضروری سمجھی جاتی ہے حالانکہ اس میں نظریات اعنی تکمیل عقائد کی بھی بہت ضرورت تھی اس لئے اسکے بعد یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ الخ بھی فرمایا۔ اسمین تین چیزونپر ایمان لانے کی تاکید ہے (۱) اللہ پر یعنے اسکی ذات و صفات پر (۲) اس کے رسولون پر جو اسکے وسائط ہیں (۳) کتاب خاص یعنی قرآن اور اس سے پیشتر جو کتابین خدا نے انبیاء پر نازل کیں ہیں۔ چونکہ انبیاء اور کتابونپر ایمان لانا اسبات کا مستلزم تھا کہ انسان ملائکہ پر بھی جو انبیاء اور اللہ مین واسطہ ہین ایمان لائے اور اسی طرح قیامت پر جو دار الجزا ہے اسلئے انکا ذکر نکیا مگر احتمال تھا کہ کوئی ماؤل تاویل کرکے انکار کردے تو دوسرے جملہ ومن یکفر الخ مین ان تینون چیزون کے ساتھ ان دونون کو ملاکر یہ کہدیا کہ جو ان چیزونکا انکار کریگا کافر اور گمراہ ہوگا فایا ایہا الذین امنوا کو پھر ایمان کا حکم دینا یا تو آیندہ ایمان پر ثابت قدم رہنے کیلئے یا یہ کہ جو تقلیداً ایمان لائے ہین انکو تحقیقاً ایمان لانا چاہیئے یا اس سے مراد منافقین یہود ہین کہ بظاہر اپنے تئین ایماندار کہتے تھے انکو نئے سر سے ایمان لانیکا حکم ہوتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوگئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوگئے (اور) پھر کفر ہی مین بڑھتے چلے گئے تو خدا (بھی) ایسا نہین کہ انکو بخش دے یا ان کو

سَبِيلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

راہ راست دکھائے (اے نبی) منافقون کو عذاب الیم کا مژدہ سنا دیجئے انکو کہ جو ایماندارون کو چھوڑکر کافرون کو یار بناتے پھرتے ہین

أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ

کیا انکے پاس عزت ڈھونڈتے ہین سو عزت تو سب اللہ ہی کے پاس ہے حالانکہ وہ تمپر کتاب مین یہ بات بھی نازل کرچکا ہے کہ جب تم آیات الہی کا انکار ہوتے

يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

یا ان سے ٹھٹھا ہوتے سنو تو ان لوگون کے ساتھ نہ بیٹھو جبتک کہ وہ اور کسی بات مین نہ لگین (ورنہ) جب تو تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے ضرور اللہ

جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا

منافقون اور کافرون سب کو جہنم مین جمع کردے گا انکو جو تمہارے لئے برائی کے منتظر رہتے ہین پھر اگر خدا کی طرف سے تمکو فتح نصیب ہو جاتی ہے تو کہتے ہین

أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ! اور اگر کافرون کے لئے (فتح) نصیب ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ کیا ہم تمپر غالب نہ آگئے تھے اور تمکو مسلمانون سے بچا نہ لیا تھا

فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۝ ع ۲۰ ۱۷

پھر اللہ ہی قیامت کے دن تمہارا اور ان کا فیصلہ کریگا اور ہرگز اللہ کافرون کے لئے مسلمانونپر غلبہ کا کوئی رستہ پیدا نہ کرے گا

ترکیب

بان کا عذابا الیما اسم لہم خبر مجموعہ متعلق ہے بشر سے الذین صفت ہے المنافقین کی ان مخففہ ہے اسکا اسم محذوف ای انہ اذا سمعتم فعل با فاعل آیت اللہ مفعول یکفر بہا جملہ حال ہے آیات اللہ سے یستہزء بہا اسپر معطوف مجموعہ شرط فلا تقعدوا معہم جواب مجموعہ جزان ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مفعول ہوا نزل کا اذا ملغاۃ ہے کیونکہ ان کے اسم کم اور خبر مثلہم مین واقع ہے اور اسی لئے اسکے بعد نعل نہین آیا نستحوذ برخلاف قیاس مستعمل تھا اسی طرح پر آیا اور قیاس نستحوذ ہے۔

تفسیر

یہ بھی آیت سابق کا تتمہ ہے کہ ایمان لاکر اوسپر ثابت قدم رہنا چاہیے نہ کہ کبھی ایمان لے آیا پھر کسی غرض سے کافر ہوگیا پھر جو کچھ مصلحت معلوم ہوئی مسلمانون مین مل گیا پھر کسی غرض سے کافر ہوگیا اور پھر کفر مین ترقی کرتا گیا۔ ان کی سزا فرماتا ہے کہ خدا ان کو معاف نہیں کرے گا اور نہ اون کو راہ حق کی ہدایت کریگا مفسرین کے اس آیت مین مختلف اقوال ہین بعض کہتے ہین کہ ان الذین آمنوا ثم کفروا الخ سے یہود کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اول بار تورات اور موسے پر ایمان لائے پھر چند مدت کے بعد ملک کنعان مین غیر قوموں کی صحبت سے بت پرستی اور فسق وفجور مین مبتلا ہو گئے پھر داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد مین ایمان لائے بت پرستی چھوڑدی لیکن پر قائم ہوئے پھر عزیر کے بعد سے لیکر مسیح تک کفر مین پڑے رہے پھر حضرت محمد علیہ السلام کا انکار کرکے اور بھی زیادہ کفر مین ترقی کرگئے۔ بعض کہتے ہین اس سے منافقین کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اول ایمان لائے پھر دل مین نفاق پیدا کرکے کافر ہو گئے پھر جہان شوکت اسلام دیکھی ایمان لے آئے پھر جب کوئی شکست یا تکلیف دیکھی پھر گئے مین کہتا ہون اس آیت سے وہ لوگ مراد ہین کہ جنکے دل پر نور ایمان کی تجلی نہین پڑی ایمان اور کفر کو انہون نے ایک ہنسی سی بات سمجھ رکھا ہے کبھی ادہر کبھی اودھر ہو گئے اور ہنوز یقین کا آفتاب ان کے دل پر توافگن نہین ہوا وہ ظلمات شکوک مین بھٹکتے پھرتے ہین

کبھی ایمان اور کبھی کفر مین پڑ گئے خواہ یہود ہون خواہ منافق یا کوئی اور کہ جس کے دل میں ایمان کی وقعت نہو اور وہ ادنی سبب سے ایمان سے برگشتہ ہو جائے۔

لم یکن اللہ لیغفر لہم اگر کوئی کہے کہ بغیر توبہ کے تو کوئی کفر بھی معاف نہیں ہوتا خواہ ایمان لاکر کفر اختیار کرے یا نکرے پھر اس قید کی ضرورت کیا ہے اور توبہ کے بعد تو شرع میں ہر ایک قسم کا کفر معاف ہے خواہ ہزار بار مرتد ہو کر اسلام لائے ایمان مقبول ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ یہان وہ کفر مراد ہے جس سے توبہ نہو اور اُن لوگون سے وہی لوگ معین مراد ہیں کہ جو شقی ازلی ہیں جنکا علم الٰہی مین بغیر توبہ کے مرنا لکھا ہے اور انکا یہ ذکر اس لئے ہے کہ ایسے لوگ کہ جو جلدی سے کفر اور ایمان اختیار کر لیتے ہین اُنکے نزدیک ایمان کی چنداں وقعت و عظمت نہین ہوتی اور ایسے شخص غالبًا کفر ہی کی حالت مین مرتے بھی ہیں۔

بشر المنافقین الخ اس مین منافقین کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو دنیا کے مقابلہ دین کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے کبھی کرسٹان کبھی مسلمان

الذین یتخذون الکافرین اولیاء الخ یہان ان منافقون کا شیوہ بیان فرماتا ہے کہ وہ کفار و مشرکین کا جاہ و حشم دیکھکر ان سے جا ملتے ہین اور انکو اس لئے یار بناتے ہین کہ ہمکو عزت و شوکت حاصل ہوگی۔ مدینہ کے منافق ایسا کیا کرتے تھے یہود کے پاس جاکر اسلام سے نفرت اور اُسپر تمسخر کرتے تھے جیسا کہ آگے آتا ہے اور اس سے مقصد یہ تھا کہ ان باتون سے یہ مخالفین ہمکو اپنا سچا دوست سمجھکر ہماری عزت کیا کرین گے

اسکے جواب مین اللہ تعالی فرماتا ہے فان العزۃ للہ جمیعا کہ عزت تو خدا کے ہی ہاتھ ہے جسکو وہ ذلیل کرنا چاہتا ہے کوئی بھی اسکو عزت نہیں دیسکتا چنانچہ ایسے لوگ ہمیشہ انکی نظرون مین بھی ذلیل و حقیر ہی رہتے ہین اور اسمین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ جن کے ہان یہ عزت تلاش کر رہے ہین انکو بھی ذلت ہو جائیگی اللہ اور اسکے مطیعونکے لئے عزت برقرار رہیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مخالفین کی شوکت خاک میں ملگئی۔

وقد نزل علیکم مکہ مین بھی ہجرت سے پہلے مشرکین اپنی مجلسونمین قرآن کی نسبت کفر بکتے اور ہنسی کیا کرتے تھے مسلمانونکو اس بارہ مین وہان جانیکی بابت یہ حکم آیا تھا واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ کہ تم وہان سے اُٹھ کھڑے ہوا کرو پھر جب مسلمان اور آنحضرت علیہ السلام مدینہ مین تشریف لائے تو یہان کے احبار نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا اور یہ یہودیون کا قدیم دستور ہے کہ وہ انبیاء اور انکی باتونپر قہقہہ اڑایا کرتے ہین) اسپر خدا تعالی منافقون سے جو انکی خوشامد کیلئے اس مجلس مین شریک ہوتے تھے یہ فرماتا ہے کہ ہم پہلے بھی اپنی آیات مین حکم دیچکے ہین کہ جہان کہین خدا کی آیات پر ہنسی ہوتے دیکھو تو وہان سے اُٹھ جاؤ ورنہ تم بھی اُنکے ساتھ کفر مین شریک ہو مگر جو بے بسی سے اُٹھ نہ سکے تو وہ معذور ہے مگر دل مین ناراض ہونا شرط ہے۔

الذین یتربصون بکم یہان منافقین کا دوسرا حال ہے کہ جب مسلمانونکو فتح اور کامیابی ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے یعنے تھے ہین بھی اسمین سے حصہ دو اور اگر کافرونکو کوئی دنیاوی کامیابی یا اسلام پر غلبہ پانیکا موقعہ ملتا ہے یعنی جب وہ کامیاب ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ دیکھو ہم تمپر قابو پاسکتے تھے مگر پھر بھی ہمنے تمہاری مدد کرکے مسلمانونکو تمسے روکدیا سو اسمین ہمکو بھی شریک کر دینے دونون سے ملے رہتے ہیں اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ ہم سبانکا قیامت مین فیصلہ کر دینگے اور آئندہ وعدہ فرماتا ہے کہ کافرونکو مسلمانونپر خدا کبھی سبیل یعنی غلبہ کی حجت اور فتح مین کوئی رستہ نہ نکالیگا البتہ لیکن مسلمان اسلام پر قائم

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا
منافق (اپنے نزدیک) تو خدا کو فریب دے رہے ہیں حالانکہ وہ انہین کو دھوکا دے رہا ہے اور جبکہ وہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو بادی دلسے کھڑے ہوتے ہیں (صرف) لوگون کے دکھانے کو
يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
اور اللہ کو تو بہت ہی کم یاد کرتے ہین اسمین (یعنے کفر وایمان مین) متردد ہین نہ اُن کی ہی طرف ہین نہ ان کی ہی طرف اور جسکو خدا گمراہ کرے سو تم (اے نبی) اُس کے لئے راستہ
سَبِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا
نپاؤگے ایمان والو ایمانداروں کو چھوڑکر کافرون کو دوست نہ بناؤ کیا تم اپنے اوپر
لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ ۙ
اللہ کا صریح الزام قائم کرنا چاہتے ہو بیشک منافق آگ کے سب سے نیچے کے درجہ مین ہونگے اور تمکو اونکا کوئی بھی مددگار نہ ملیگا
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ
مگر ان مین سے جنہون نے توبہ کرلی اور وہ سنور گئے اور اللہ کو مضبوط پکڑلیا اور وہ اللہ کے خالص فرمانبردار بھی ہوگئے سو وہ تو ایمان داروں کے ساتھ ہین اور عنقریب اللہ
الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝
ایمانداروں کو اجر عظیم دے گا اگر تم شکرگزاری کرو اور ایمان لاؤ تو خدا تم کو عذاب دے کر کیا کریگا اور اللہ قدردان خبردار ہے

ترکیب

وھو خادعھم جملہ حال ہی اللہ سے کسالی حال ہی فاعل قاموا سے اسی طرح یراؤن الناس بھی حال ہی مذبذبین منصوب علے الذم ہی اور ممکن ہی کہ فاعل یذکرون سے حال ہو الا یہ قلیلا استفہام انکاری تریدون کا ضمیر انتم فاعل ان تجعلوا سلطانا مبینا مفعول اول جعل بمعنے ثابت کے متعلق ہوکر مفعول ثانی اوالعکس یہ جملہ مفعول ہی تریدون کا من النار حال ہی الدرک الاسفل سے مایفعل مامین دو وجہ ہین اول یہ کہ یہ استفہام کیلئے ہو اور یفعل کا مفعول واقع ہوکر محل نصب مین ہو بعذابکم متعلق ہی یفعل دوم یہ مانافیہ ہو بمعنی لا یعذبکم

تفسیر

یہ آیات بھی پہلی آیات کا تتمہ ہین انمین منافقین کے اوصاف باقی ماندہ بتلاتا ہی تاکہ انسان کو ان اوصاف سے اجتناب کرنیکا خیال رہی اور یہ جانے کہ منافق کسی کی ذات نہین جسمین یہ وصف ہین وہی منافق ہی۔ (۱) ان المنافقین یخادعون الخ کہ وہ لوگ ایمان اور ظاہری طاعات کو خلوص اور امید ثواب کے لئے نہین بلکہ مسلمانون مین شریک ہونیکے لئے اور دنیا کے لئے کرتے ہین جس سے یہ سمجھتے ہین کہ ہم اللہ کو فریب دے رہے ہین گو اونکا یہ خیال نہو مگر اس قسم کی کارروائی اوس علام الغیوب کے روبرو اسی بات کو ظاہر کرتی ہی اور اسکا وبال چونکہ خدا کی طرف سے انپر دنیا و آخرت مین پڑنے والا تھا اس لئے ہو خادعھم فرمایا یعنی یخادعون خادعھم بطور استعارہ کے بولے گئے ہین۔ (۲) واذا قاموا الخ کسالی بضم الکاف وفتحا جمع کسلان بمعنے سست جیسا کہ سکران کی جمع سکاری آتی ہی چونکہ منافقون کو نماز سے نہ آخرت مین امید ثواب تھی نہ ترک سے خوف عقاب بلکہ ظاہرداری تھی سو ایسے کام مین قطعاً سستی اور کاہلی ہوا کرتی ہی اسلئے اسکو سستی سے ادا کرتے تھے نماز مین سستی کئی طور سے ہوتی ہی وقت پر جماعت سے نہ پڑھنا مکروہ اوقات مین بلا رعایت شروط پڑھنا اور رکوع وسجود قیام وقرارت مین خشوع وخضوع ملحوظ نہ ہونا یون ہی ٹھونگین مارنا ایک شخص نے آنحضرت کے عہد مین اسی طرح سی نماز پڑھی تھی آنحضرت نے فرمایا پھر کر پڑھ تو نے نہین پڑھی اسی طرح کئی بار اوسنے پڑھی اور آپ نے فرمایا آخر آپ نے سمجھایا کہ اس طرح سے پڑھ اہل حقیقت کے نزدیک نماز مین اگر سراسر حضور قلب اور محویت نہو تو نماز نہین۔

(۳) یراؤن الناس کہ وہ یہ نماز اور یہ سب باتین ریا کاری یعنی لوگونکے دکھانیکو کرتے ہین اور خدا کو کم یاد کرتے ہین۔ کم یاد کرنے سے یہ مراد کہ نماز مین صرف

لہ وہ تو اپنے زعم مین خدا کو بعض کہتے ہین لفظ رسول محذوف ہی یعنی رسول خدا کو فریب دے رہے ہین یا بطور استعارہ کے انکی حرکات کو فریب سے تعبیر کیا اور خدا جو انکو اس بدفعلی کی سزا دے رہا یا قیامت مین دیگا اسکو

لہ راستہ کے مالک متاکید کے خادعھم سے تو کیا الفاظ کے لفظ سمجھنے پر اکتفا کرنا بے عقلی ہے ۱۲ منہ

تکبیرات تو پڑھتے ہین ورنہ چپ چاپ کھڑے رہتے ہین یا نماز ہی کم پڑھتے ہین جب لوگون کے ساتھ ہوئے تو پڑھ لی اور گھر مین ندارد۔ اور یہ بھی معنی ہین کہ نماز کے باہر رات دن بجز دنیاوی باتون کے مونہہ سے ذکر الٰہی نہین نکلتا۔ اب بھی سیکڑون لوگ نام کے مسلمان ہین۔ اگر آپ چند روز بھی اُنکے پاس رہین تو بجز دنیا کے بکھیڑون کے اللہ کا ذکر نہ سنیگے گا۔

(۴) مذبذبین بین ذلک۔ یعنے وہ حیرت اور شک مین ہین جب اسلام کی روشنی دکھائی دیجاتی ہے تو اسلام کو حق جانکر اُسکی طرف مائل ہوجاتے ہین۔ اور جب کسی ظاہری مصیبت اور فقر و فاقہ کی گھٹا اور اندھیری آجاتی ہے تو اسکے فوائد پر نظر نہین کرتے اسکے اندیشون کی گرج اور کڑک سے انکار کی اُنگلی گوش قبول و یقین مین رکھتے ہین بلاشک جب تک انسان کو نور یقین حاصل نہو وہ آندھی مین پر کی طرح اِدھر اُدھر اُڑتا پھرتا اور ڈانوان ڈول رہتا ہے یہ سخت بلا ہے واہ رے یقین تیرے کیا کہنے ہین ؎ بدر و یقین پردہ ہاے خیال ؛ نماند سراپردہ الا جلال ؛ بلاشک جو اس تردد کے بیابان مین پڑا تو ایسا گمراہ ہوا کہ اسکا کوئی ہادی نہین ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا۔ سے یہی مراد ہے خدا اُس وادی پرخار سے بچاوے جبکہ خدا منافقون کے اوصاف بیان فرما چکا تو اسکے بعد مسلمانون کو اُن کی عادت سے صراحۃً منع فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا کہ تم کفار کو دوست نہ بناؤ اور نہ ان منافقون کو مونہہ نہ لگاؤ کیونکہ یہ اللہ سے محبت نہین رکھتے انکی محبت تمکو غفلت اور دنیا کی خواہش کی طرف کھینچے گی اور ایک دل و نظر نہین رہتا خدا سے تم غافل ہوجاؤگے اور جب یہ ہوگا تو تمپر محبت الٰہی مین الزام قایم ہوگا۔ ترید ون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مبینا۔ سے اسیطرف اشارہ ہے اسکے بعد منافقون کا انجام بتلاتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ درک بسکون الراء اور بعض کے نزدیک بفتح الراء بھی ہے زجاج اسکو فصیح کہتے ہین۔ ابو حاتم کہتے ہین درک کی جمع اَدراک جیسا کہ جمل اور اجمال ادرک بھی جمع ہے جیسا کہ فلس کی افلس اور کلب کی اکلب درک کے معنے قعر اور نہایت کے ہین جیسا کہ دریا کی تہ۔

اور وجہ اسکی کہ منافق جہنم کی سب سے نیچے کی تہ مین ہونگے یعنے سخت عذاب مین مبتلا ہونگے یہ ہے کہ کفار چونکہ ظاہر و باطن منکر اور مخالف ہین اسسے اسقدر اسلام کو مضرت نہین جسقدر کہ اسنے ہے۔ دیکھیے بہت سے ایسے جنبشون سے جو در پردہ کافر و بیدین اور ظاہر مین مسلمان ہین کسقدر اسلام کو مضرت پہنچی ہے ہزارون بدعتین انہین کی ایجاد ہین تاویلات رکیکہ کرکے یہی قرآن کو اُلٹ پلٹ کرتے ہین تمام قرآن مجید مین یہ بات مرعی رکھی گئی ہے کہ ترہیب کے بعد ترغیب اور وعدہ کے بعد وعید اسلئے اپنی رحمت کاملہ سے اسکے بعد انکے لئے توبہ کی ترغیب اُسپر معافی کا وعدہ دیتا ہے الا الذین تابوا مگر چار باتین شرط ہین اوّل تابوا کہ صدق دل سے توبہ کرین۔ دوم۔ واصلحوا کہ نیک وقتی اختیار کرین جو کچھ علم و عمل مین فساد ہے اُسکی اصلاح کرین۔ سوم۔ واعتصموا باللہ کہ اللہ کو مضبوط پکڑین یعنے اسکے دشمنون اور دین کے مخالفون کو چھوڑ کر اُسیکی ذات پر تکیہ کرین۔ چہارم۔ واخلصوا دینہم کہ خلوص اور صدق نیت پیدا کرین۔ کیونکہ تمام چیزون کا مدار اسی پر ہے۔ اُن چار اوصاف ذمیمہ کے مقابلہ مین یہ چار اوصاف حمیدہ بیان فرماے پھر اسکے بعد انکو برابر کی جماعت مین داخل کرتا ہے فاولئک مع المؤمنین۔ اسکے بعد یہ بھی ظاہر فرماتا ہے کہ بندہ کو جو کچھ عذاب ہوگا اسکے اعمال بد کی وجہ سے ورنہ ہمنے اپنی مخلوق کو اسلئے نہین پیدا کیا کہ ہم خواہ مخواہ اُن کو عذاب کرین یا ہمکو انسے دلی نفرت ہے بلکہ اگر تم ایمان لاؤ اور شکر کرو تو ہم تمھین عذاب کرکے کیا کرینگے؟ اور جو کوئی کچھ بھی نیکی کرتا ہے تو ہم قدردانی کرتے ہین۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا

خدا کو بُری بات کا ظاہر کرنا پسند نہیں آتا مگر جن پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ جو ب سنتا جانتا ہے اگر تم نیکی کو ظاہر کرو

اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

یا اُسکو چھپاؤ یا کوئی بُرائی معاف کرو تو اللہ بھی معاف کرنیوالا اور قدرت والا ہے جو لوگ کہ اللہ اور اُسکے رسول کا انکار کرتے

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا

اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُسکے رسولوں میں تفرقہ کریں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسکے

بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ

درمیان ایک اور راستہ نکالیں سو ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہمنے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰۗىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اللہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لائے اور انہوں نے انمیں سے کسی میں بھی تفرقہ نہ کیا اسو انکو عنقریب اللہ تعالےٰ انکا اجر دیگا اور اللہ غفور رحیم ہے

ترکیب

بالسوء الجہر سے متعلق ہے ای لایحب ان یجہر بالسوء من القول بیان ہے السوء کا الا من استثناء منقطع ہے موضع نصب میں بعض کہتے ہیں متصل ہے ای لایحب ان یجہر بالسوء احد الا من ظلم فلا بأس علیہ ان یجہر عن ظلم ظالمہ ویدعو علیہ عند الحکام حقا مفعول مطلق اے حق ذلک حقا اور ممکن ہے کہ حال ہو ای لذلک ہم الکافرون غیر شک۔

تفسیر

منافقون اور گنہگاروں کو توبہ و استغفار کرنے اور خدا کیطرف رجوع کرنیکا اس خوبی اور عمدہ پیرایہ سے بیان ہوا تھا کہ جس سے طبائع سلیمہ پر عمدہ اثر پڑتا ہے مگر بعض لوگ انکے ایمان لانے اور خدا کیطرف رجوع کرنیکے بعد بھی انکے عیوب گذشتہ بیان کرکے طعن و طنز کیا کرتے ہیں اسلئے ان طعن تشنیع کرنیوالوں کی زبان بند کیجاتی ہے کہ یحب اللہ الجہر الخ کہ خدا کو برائی کا افشا کرنا اور کسی کے عیوب ظاہر کرنا پسند نہیں مگر مظلوم کو اجازت ہے کہ وہ اُسکے ظلم و ستم بیان کرے کیونکہ بغیر بیان کرنیکے چارہ بھی نہیں مگر دراصل اب بھی انمیں کوئی بات بد باقی ہے تو خدا خود سمیع و علیم ہے اور کو مناسب نہیں کہ اُسکی عیب جوئی کرے اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ خود بھی اپنے گذشتہ عیوب لوگوں پر ظاہر نکرے اور نہ توبہ اس بات کی مقتضی ہے کہ کسیکے سامنے اپنا کچا چٹھا کھولے جیسا کہ رومن کیتھولک عیسائیوں میں دستور ہے کہ پادری کے سامنے گذشتہ عیوب کا بوقت توبہ اقرار و اظہار کرایا جاتا ہے کیونکہ خدا خود جانتا ہے وہ ستار ہے اب توبہ کے بعد یہ بات ضرور باقی رہتی ہے کہ اسپر کسی کے حقوق تھے یا اسنے لوگوں پر ظلم کئے تھے انکے انتقام و مطالبہ کی بابت فیصلہ فرماتا ہے ان تبدوا خیرا کہ اگر تم کوئی نیکی ظاہر کرکے کرو بشرطیکہ ریاکاری مقصود نہو تو اسکے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی رغبت ہو یا تم ان توبہ کرنیوالوں کی برائیاں معاف کردو تو بہتر ہے کیونکہ خدا بھی غفور ہے اور اسکے انتقام لینے پر بھی قادر ہے پھر جب تم کسیکو معاف نہیں کرتے تو آخر تم بھی خدا کے گناہوں سے پاک نہیں قدیر کا لفظ کس لطف کیساتھ معافی کی رغبت دلا رہا ہے جسمیں تہدید کی شان بھی ہے اسکے بعد پھر ان ڈھیٹھ اور پکے سیاہ کاروں کیطرف رائے سخن کیا جاتا ہے کہ اپنی برائی پر اڑے ہوئے ہیں ان الذین یکفرون باللہ الخ کہ جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کا انکار کر رہے ہیں اور خدا اور اُسکے رسولوں میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں اور وہ تفرقہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم بعض رسولوں کو تو مانینگے یعنی انبیاء بنی اسرائیل کو کیونکہ وہ ہمارے ہیں اور بعض کو نہیں جو انکے غیر ہیں خصوصاً نبی عربی کو کس لئے کہ یہ گنوار عربوں کے نبی ہیں ہمکو انکی حاجت نہیں اور یہود تو حضرت مسیح کو بھی نہیں مانتے اور ایک اور میانہ راستہ جدا گانہ پیدا کرنا چاہتے ہیں سو وہ مومن اور نیکوکار نہیں بلکہ اولٰئک ہم الکافرون حقا وہ یقینی کافر ہیں جنکے لئے ہمنے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے اسمیں یہود و نصاریٰ کا رد ہے جنکو منافقین مدینہ اپنا پیر و مرشد اور اونکو انبیاء سلسلہ کا کلید بردار سمجھکر ان باتوں کو بہت کچھ مانتے تھے انکے مقابلہ میں حقیقی مومنوں کی مدح اور انکا نیک نتیجہ بتلایا جاتا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے اور برابر سبکو برحق مانتے ہیں تفرقہ نہیں کرتے ہیں وہ صرف حقیقی مومن ہی نہیں بلکہ انکو ہم بہت جلد انکے ایمان اور نیکوکاریوں کا نیک بدلہ دینگے اور انکی لغزشوں کو بھی مٹا ڈالینگے کیونکہ ہم غفور رحیم بھی ہیں جنکا یہ خیال ہے کہ خدا جرم کی سزا

لہ تم بھی ہر حال میں بھلائی اور نیکوکاری کیا کرو ۱۲ ع یعنی کفر و ایمان۔

يَسْئَلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسٰٓى أَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوٓا

(اے نبی) اہل کتاب تم سے سوال کرتے ہیں کہ تم ان پر آسمان سے کوئی کتاب اُتار لاؤ سو وہ تو اس سے بھی بڑھکر موسےٰ سے سوال کر چکے ہیں (جبکہ انہوں نے یہ)

أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

کہا تھا کہ ہمکو کھلم کھلا خدا دکھا دے پھر تو انپر انکے ظلم کی وجہ سے بجلی آپڑی پھر کھلی نشانیاں آنے کے بعد بھی انہوں نے بچھڑا بنا لیا

فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوسٰى سُلْطٰنًا مُّبِينًا ۝

پھر ہمنے یہ بھی معاف کر دیا تھا اور موسےٰ کو کھلا ہوا غلبہ دیا

ترکیب

یسئلک کا فاعل اہل کتاب کہ مفعول اول ان تنزل جملہ تاویل مصدر مفعول ثانی اکبر صفت ہے مفعول محذوف کی ای سالوا شیئا اکبر من ذلک جہرۃ عیانا۔

تفسیر

گذشتہ آیات مین اہل کتاب کے افعال زشت کی مذمت تھی کہ وہ رسولون مین تفرقہ کرتے ہین بعض پر ایمان اور بعض سے انکار کرتے ہین اُسپر اپنے آپکو متقدس ایماندار بھی سمجھتے تھے ان آیات مین ایک دوسری جہالت بیان کیجاتی ہے وہ یہ کہ یہود مدینہ معجزات و آیات بینات دیکھکر بھی ایمان نہ لاتے تھے اور عناد سے یہ کہتے تھے کہ اگر آپ نبی برحق ہین تو ایک بار آسمان سے کوئی کتاب اتروا دیجے جسطرح کہ یکبارگی موسےٰ پہاڑ سے الواح یعنے تختیان خدا کے ہان سے لکھوا کر لائے تھے غالبًا اس سوال کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے (بقول شخصے۔ خوئے بدرا بہانہ بسیار) کہ قرآن مجید ان مصالح اور اسرار کی وجہ سے کہ جنکا ہمنے متعدد مقام پر ذکر کیا ہے جسجا جت تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا تھا اور اسکی بھی یہ صورت تھی کہ جبرئیل آنحضرت علیہ السلام کے قلب پر القاء کرتے تھے سوائے آنحضرتؐ کے اور کسیکو نظر نہ آتے تھے پھر آپ اُن آیات کو لوگون کو سناتے اور کاتبون سے لکھوا دیتے تھے اور حضرت موسےٰ کی نسبت یہ سُنا تھا کہ وہ پہاڑ سے لکھوا کر تختیان لائے تھے جنکو سب بنی اسرائیل نے آنکھ سے دیکھا جس لئے آنحضرتؐ سے یہ سوال کیا کہ آسمان سے لکھی لکھائی کوئی کتاب کیون نہین نازل ہوتی چونکہ یہ سوال صرف سرکشی کی وجہ سے تھا اور عادت اللہ یون ہی جاری ہے کہ ایسے سوالوپر اُنکی خواہش پوری نہین کیجاتی اسلئے یہ جواب دیا گیا کہ انکی عادت مین یہ سرکشی ہمیشہ سے چلی آتی ہے کیونکہ اس سے پیشتر انہونے یعنی انکے بزرگون نے خود موسےٰ سے اس سے بھی بڑھکر سوال کیا تھا کہ ہمکو کھلم کھلا خدا دکھلا دو جب ایمان لائینگے حالانکہ خدا کو کھلم کھلا ان آنکھون سے دیکھنا کسی بشر کی بھی قدرت نہین لیکن یہ سوال بھی محض سرکشی سے تھا اسلئے غضب الٰہی نازل ہوا بجلی گر پڑی (یہ ماجرا کوہ طور پر واقع ہوا تھا اسکی تشریح سورہ بقرہ کی تفسیر مین دیکھو) پھر فرماتا ہے کہ جبلی کج طبعون کو کوئی معجزہ فائدہ نہین دیتا ازلی گمراہ معجزات دیکھکر بھی ویسے ہی گمراہ اور بدکار رہتے ہین دیکھو ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتہم البینات باوجودیکہ انہونے موسےٰ کے بہت سے معجزات مصر مین اور مصر سے نکلکر سفر مین دیکھے تختیان بھی دیکھین پھر بھی اسکے بعد سب سے بڑھکر گمراہی اختیار کی یعنے بچھڑا بنا کر پوجا گر ہمنے اسپر بھی اُنکو معاف کر دیا اور موسےٰ کو سلطان مبین عطا کی تھی وہی انکی نبوت و رسالت کی مسکت دلیل تھی۔ اگرچہ سلطان مبین کی تفسیر مین علماء کے متعدد اقوال ہین کوئی معجزات کہتا ہے کوئی حکومت و غلبہ بتاتا ہے لیکن دراصل سلطان مبین نبی کی ایک خاص شان ہوتی ہے جسکا اثر لوگونپر پڑتا ہے جسلئے مخلوق انکے حکم مین آجاتی ہے یہ بات حضرت موسےٰ کو خدا نے دی تھی اسمین اشارہ ہے کہ یہی سلطان مبین خاتم المرسلین کو دیگی ہے جس سے عرب جیسے وحشی متکبر سفاک خود بخود آپکی طرف کھنچے چلے آتے ہین ورنہ آنکے پاس کہ السلاح و خزانہ تھا پھر اس سے بڑھکر اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے جسکو وہ دن کے اندھے نہین دیکھتے اور لکھی لکھائی کتاب آسمان سے اُتروانی چاہتے ہین اگر ایسا ہوتا تو اسمین بھی صدہا نکتہ چینیان کرتے اب ایسے رسول کا انکار اور تفرقہ موجب نازنہو تو کیا ہوگا

ف کسی نبی پر کوئی کتاب آسمان سے اسطرح نازل نہین ہوئی جیسا کہ یہودنے سوال کیا تھا بلکہ الہام کے ذریعہ سے نازل ہوتی ہین وہ تختیان جو موسےٰ کوہ طور سے لائے تھے تورات نہ تھی بلکہ اُنپر دس حکم لکھے ہوئے تھے جنکو موسےٰ نے تورات مین لکھوا دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا

اور ہمنے ان سے عہد محکم لینے کے لئے ان پر کوہ طور بلند کیا اور ہمنے اُنسے (یہ بھی) کہا کہ (شہر کے) دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئے جانا اور ہمنے اُنسے (یہ بھی) کہا تھا کہ سبت کے دن زیادتی نکرنا اور ہمنے

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا

اُنسے سخت عہد بھی لے لیا تھا پھر اُنکی عہد شکنی سے اور آیات الٰہی کے انکار کرنے سے اور ناحق انبیاؑ کو قتل کرنے کی وجہ سے (اور قہر نازل کیا) اور اس قول سے

غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝

کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہین (غلاف نہین) بلکہ اللہ نے اُنکے کفر کی وجہ سے انکے دلوں پر مہر کر دی تبھی اسلئے وہ کمتر ہی ایمان لاتے ہین اور انکے کفر سے اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے سے

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ

اور اس کہنے سے بھی کہ مسیح بن مریم رسول خدا کو ہمنے قتل کر ڈالا حالانکہ نہ اُسکو انہون نے قتل کیا نہ سولی دی بلکہ اُنکو اشتباہ ہو گیا اور جو

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا ۝ بَلْ

لوگ اسمین اختلاف کرتے ہین وہ خود شک مین پڑے ہوئے ہین انکو اسکا کچھ بھی یقین نہین بلکہ صرف گمان کی پیروی کر رہے ہین اور انہون نے اسکو قطعاً قتل نہین کیا بلکہ

رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

اللہ نے اُسکو اپنی طرف اُٹھا لیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

ترکیب

ورفعنا معطوف ہے آتینا پر الطور مفعول رفعنا کا فوقھم ظرف بمیثاقھم متعلق ہے رفعنا سے اے بسبب اخذ المیثاق علیھم فبما نقضھم ما زائدہ ہے اور ب سببیہ متعلق ہے محذوف سے ای لعنا ھم بسبب نقضھم اور ممکن ہے کہ حرمنا سے متعلق ہو جو تین آیات کے بعد واقع ہے اور فبظلم بدل ہے اس نقضھم سے میثاقھم مفعول ہے نقضھم کا وکفرھم وقتلھم وقولھم معطوف ہین نقضھم پر وبکفرھم بھی یہان اعادہ جار کر دیا گیا وقولھم اور وقولھم انا بھی اُسی پر معطوف ہین بہتانا حال ہے قولھم سے قتیل مصدر۔ الا اتباع الظن استثناء متصل ہے یقینا صفت ہے مصدر محذوف کی اے قتلا یقینا وقیل مصدر من غیر لفظ الفعل۔

تفسیر

یہ بھی آیات سابقہ کا تتمہ ہے اسمین یہود کی جہالتین اور اسپر جو انکو سزائین ہوئی ہین اُن کا ذکر فرماتا ہے (۱) جب اُن سے اس بات پر عہد لیا گیا تھا کہ تم میرے سارے حکمون پر چلنا اور انہون نے پہلوتہی کی کہ تو کوہ طور ان پر اُٹھایا گیا (۲) اِن کو شہر ایحا فتح ہونے کے وقت یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس نعمت کے شکریہ مین جب شہر کے دروازون مین سے گذرو تو جھکتے اور عاجزی کرتے ہوئے جانا تکبر نکرنا۔ انہون نے اسکے برخلاف کیا (۳) سبت کی تعظیم کا اور اس روز کاروبار نہ کرنے کا حکم موکد دیا تھا اور اسپر اُنسے سخت عہد بھی لیا تھا مگر اُنھون نے سبت کی تعظیم نہ کی داؤدؑ کے عہد مین اسپر انکو سزا ملی اُن واقعات کی تفصیل سورۂ بقرہ کی تفسیر مین ہو چکی ہے۔

اسکے بعد وہ جو ان پر وقتاً فوقتاً مصیبتین نازل ہوئین (جیسا کہ فلسطیون کا اُنپر غالب آنا تابوت سکینہ کا چھن جانا۔ کچھ لوگون کی صورتین مسخ ہو کر بندر کی شکل بن جانا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین واقع ہوا اور پھر بخت نصر اور دیگر بادشاہون کے ہاتھ سے قوم اور ملک اور یروشلم کا برباد ہونا سلطنت اور اقبال کا جانا غیر قومون کے ہاتھ مین قیدی اور غلام بننا وغیرہ حوادث جن کی تفصیل تاریخ بنی اسرائیل مین ہے) ان کا سبب بیان فرماتا اور انمان لایق حرکتون کو بتا کر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ خاندانی شریر ہین اے نبی تمسے سرکشی کرنا کچھ نئی بات نہین منجملہ ان نا لایق

منجملہ اون نالائق حرکات کے (۱) فبما نقضھم میثاقھم ہے یہ سب سے اول گناہ عظیم اُنسے سرزد ہوا کہ اُنھون نے اپنے اس عہد کو جو موسیٰ علیہ السلام کے روبرو کیا تھا توڑ ڈالا۔ عہد احکام شرع کے بجالانے کا اور توحید پر قائم رہنے کا تھا اور یہ عہد اونھون نے موسیٰ کے عہد مین بھی توڑا جو بچھڑا پوجا اور اِن کے بعد ملک شام مین آکر غیر قومون کی صحبت سے بھی جبکہ وہ بت پرستی اور زنا کرنے لگے اور تورات کو پس پشت ڈالدیا تھا ان واقعات کی تشریح کتاب تاریخ اور کتاب سموئیل مین موجود ہے۔

(۲) کفرہم بایات اللہ آیات اللہ سے مراد یا تورات کی آیات ہین یا انبیاء علیہم السلام کے معجزات یا قضاء و قدر کی وہ نشانیان جو ہمیشہ سے توحید پر دلالت کرتے ہین جیسا کہ آسمان اور چاند اور سورج رات دن کا بدلنا پھر زمین کی چیزین کہ کس ڈھنگ سے پیدا ہوتی اور نشوونما پاتی اور پھر فنا ہو جاتی ہین جن مین غور و فکر کرنے سے انسان کو اپنی سعادت کا رستہ ملتا ہے۔ سو بنی اسرائیل نے اپنے اسی بت پرستی اور بدکاری کے زمانہ مین اِن تینون معنی کی آیت سے انکار اور کفر کیا یہ بھی اُن کتابون سے بخوبی ثابت ہے۔

(۳) وقتلھم الانبیاء بغیر حق بنی اسرائیل مین جب بت پرستی اور بدکاری نے رواج پایا اور سیکڑون برس یہی حالت رہی کہ کبھی کسی نبی اور نیک بادشاہ کی نصیحت اور کوشش سے درستی پر آگئے پھر چند روز بعد انبیاء کو ناحق قتل کرکے پھر ویسے ہی سرکش ہو گئے۔ سلیمان کے بعد جب سلطنت بنی اسرائیل کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اون مین سے ایک سلطنت جسکو اسرائیل کی سلطنت کہا جاتا تھا اسکے اکثر بادشاہ سخت بے ایمان اور بت پرست بدکار گزرے ہیں انہین ایام مین بہت انبیاء اِنکے ہاتھ سے ناحق قتل ہوئے ہین اور اخیر مین حضرت زکریا اور یحییٰ کو ناحق قتل کیا اور حضرت مسیح کو بھی اپنے زعم مین دار پر کھینچا۔

(۴) وقولھم قلوبنا غلف قفال کہتے ہین غلف اصل مین بتحریک لام جمع غلاف ہے تخفیف کے لئے ساکن کر دیا جیسا کہ کُتُبٌ رُسُلٌ بسکون تا و سین اِس تقدیر پر یہ بھی معنی ہونگے کہ یہودی اپنے دلون کو علم کا غلاف یا جزدان کہتے تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم کو بہت کچھ علم حاصل ہے اب ہم کو کسی کے وعظ کی کچھ ضرورت نہین چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام اِس بدبخت قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہتے تھے لیکن جب بھی اونکے امام و کاہن لوگون کو اِنکے وعظ سُن نے سے منع کیا کرتے تھے اور ممکن ہے کہ غلف کی جمع ہو جسکے معنے غلاف مین لپٹا ہوا کیونکہ خصوصاً مدینہ کے یہود یہ بھی کہتے تھے کہ ہمارے دلون پر غلاف پڑے ہوئے ہین ہم اے محمد آپکی اِس نصیحت کو ہرگز دلمین جگہ نہ دین گے۔ اِس کے جواب مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے بل طبع اللہ علیھا بکفرھم فلا یؤمنون الا قلیلا کہ اِن کے دلپر یہ غلاف و لاف کچھ نہین صرف اِنکے کفر کی وجہ سے اللہ نے اِن کے دلون پر مہر لگادی ہے جسکی وجہ سے اون مین ایمان نہین جا سکتا مگر وہ قدر قلیل کہ جسکو وہ اپنے ادعا کے بموجب ایمان کہتے ہین۔ یا یہ قلت باعتبار قلت افراد اہل ایمان کے ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اِن مین چونکہ کمتر لوگ ایمان لاتے ہین اِس لئے اِس قوم مین کم ایمان پایا جاتا ہے اور یہ کمی اسی شامت سے ہے۔

(۵) وبکفرھم وقولھم علی مریم بہتانا۔ یہ نالائق فعل اون سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کے وقت صادر ہوا تھا وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ بغیر باپ کے صرف اِسکی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے وہ اِس کے منکر ہو گئے وبکفرھم سے اِسی طرف اشارہ ہے۔ سو انہون نے اِس قدرت کاملہ کا انکار کیا اور حضرت مریم پاکدامن پر زنا کی تہمت لگائی کہ اُسنے یہ حرامی بچا جنا ہے اور

اخیر تک اسی لئے یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو بنظر حقارت دیکھتے رہے۔ بعض یہود کا یہ بھی گمان تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہین جنکی تقلید سے آج کل نیچری لوگ بھی یہی کہتے ہین اور قرآن مجید کی بیجا تاویلین کرتے ہین مگر انجیل کی کیا تاویل کرین گے کہ جہان روح القدس سے حاملہ پائے جانے کی تصریح ہے۔ گرچہ کسی پاکدامن عورت کو زنا کی طرف منسوب کرنا بہتان ہے مگر اونھون نے اس زنا کو ایک بڑے پاکدامن شخص یعنی زکریا علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جیساکہ عموماً یہود کا گمان بد تھا بہتان عظیم ہے اس لئے بہتان کے بعد لفظ عظیم آیا۔

(۶) وقولہم انا قتلنا المسیح عیسے بن مریم رسول اللہ یہود حضرت عیسے علیہ السلام کو رسول اللہ نہ جانتے تھے مگر پھر رسول اللہ کہنا یا بطور تمسخر کے تھا جیساکہ مکہ کے کفار آنحضرت علیہ السلام کو تمسخر سے کہتے تھے یاایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور انکی والدہ ماجدہ کو برے الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے ساحر بن الساحرۃ فاعل بن الفاعلۃ کہتے تھے اسکے مقابلہ مین خدا نے رسول اللہ کا وصف ذکر کیا یہ بھی اونکا سخت گناہ اور اونکی نسل در نسل بربادی اور خرابی کا باعث تھا۔ وہ بڑے تفاخر سے کہا کرتے تھے کہ ہمنے عیسے مسیح کو قتل کر ڈالا جبکہ خدا تعالیٰ اس جملہ مین کرتا ہے وماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لہم کہ انہون نے نہ انکو قتل کیا نہ سولی دیا بلکہ اشتباہ واقع ہوا پھر اس اشتباہ کی اس آیت مین خود توضیح فرماتا ہے وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالہم بہ من علم الا اتباع الظن کہ جو اس بارہ مین اختلاف کر رہے ہین خود انکو یقین نہیں بلکہ ظنی باتین کرتے ہین۔ ان الذین اختلفوا سے مراد عیسائی ہین انکے متقدمین مین اکثر تین فریق تھے نسطوریہ ملکانیہ یعقوبیہ اول فریق کا گمان یہ تھا کہ مسیح کو صلیب جسم کے طور پر ہوئی ہے نہ روح کے طور پر اور یہ بات قرین قیاس بھی ہوسکتی ہے کس لئے کہ جسقدر مار پیٹ قتل وضرب کی تکلیفات ہین صرف جسم عنصری پر واقع ہوتی ہین روح کو نہ کوئی قتل کرسکتا ہے نہ مار سکتا ہے نہ دار پر کھینچ سکتا ہے اسکندر کے مقوف آریوس کا بھی اس کے قریب قریب عقیدہ تھا جسکی وجہ سے عیسائیون مین بڑا اختلاف پڑا اور قسطنطین شاہ روم کو مجلس قائم کرنی پڑی جیساکہ انگریزی رومن اردو عربی تواریخ کلیسیہ خصوصاً الدرۃ النفیسہ فی تاریخ کلیسہ مطبوعہ بیروت سے واضح ہوتا ہے اور آریوس الوہیت مسیح کا بھی منکر تھا دوسرا فرقہ صرف روح سے صلیب پانا بیان کرتا ہے تیسرا فرقہ جسم اور روح دونون سے صلیب پانا بیان کرتا ہے بلکہ بعض فرقے یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح کو صلیب نہین ہوئی بلکہ کسی دوسرے شخص کو یہودی جھوٹی سچی مارتے ہین بعض علماء کہتے ہین کہ خود یہود کو اختلاف تھا کیونکہ جب اونھون نے مسیح کو مکان مین بند کیا تو اونکو خدا نے چھت پھاڑ کر آسمان پر اوٹھا لیا اور اونکی شکل مین ایک یہودی کو کر دیا وہ دار پر کھینچا گیا چونکہ اسکے افشار کرنے مین حضرت مسیح کے کمالات کا اظہار تھا اس لئے یہود نے کہدیا کہ ہم نے خود مسیح کو قتل کیا یہ سدی کا قول ہے اسکی تصدیق بھی اناجیل کے بعض فقروں سے ہوتی ہے جیساکہ اوپر گزرا اور خود قرآن کی یہ آیت کہہ رہی ہے وماقتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما۔

آجکل عیسائی حضرت مسیح کے مصلوب ہونیکو اپنی کتابون اور مورخون کے اقوال سے زور دیکر ثابت کیا کرتے ہین اور اسپر یہود کی گواہی بھی لاتے ہین لیکن اسکا جواب پہلے ہوچکا اور اگر ہم انکے قول کو تسلیم بھی کرلین تو قرآن کی آیت وماقتلوہ وماصلبوہ اور بل رفعہ اللہ الیہ کے معنی عیسائیونکے اول گروہ کے مطابق بھی ہوسکتے ہین کہ دراصل جو عیسے یعنی روح منور تھی نہ اسکو انہون نے قتل کیا نہ سولی دی بلکہ وہ روح خدا پاس پہنچی۔ مگر جمہور اہل اسلام اسکے قائل نہین واللہ اعلم

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝

اور اسکی موت سے پہلے ہر اہل کتاب اسپر ایمان لاویگا اور وہ قیامت کے دن انپر گواہی دے گا

ترکیب

ان یعنی مامن اہل الکتاب خبر ہے مبتدا محذوف کی جو احد ہے تقدیرہ مامن اہل الکتاب احد الا لیؤمنن مستثنا متصل ہے۔

تفسیر

پہلی آیتون مین یہود کے فضایح اور قبایح ذکر ہوئے تھے اور اسکی بھی تشریح تھی کہ انھون نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ ذلت وخواری دینے کا ارادہ کیا تھا وہ اسمین ناکام رہے خدا تعالی نے انکو اسکے بالعوض عزت دی انکو آسمان پر بلایا اب اسکے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک اور بڑی عزت وشوکت کی خبر دیجاتی ہی ہر اہل کتاب انکی موت سے پہلی ضرور انپر ایمان لائیگا جبکہ انکی شوکت اور جلال دیکھین گے اور پھر قیامت کو وہ انپر گواہی دینگے قبل موتہ کی ضمیر مین علما کے دو قول ہین ایک شہر بن حوشب وغیرہ کا وہ کہتے ہین موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہی اس تقدیر پر یہ معنے ہوئے کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے ضرور انپر یعنے حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے گا اہل کتاب کا لغوی معنے کے لحاظ سے یہود اور نصاری اور اہل اسلام سب پر اطلاق ہو سکتا ہے انمین سے نصاری اور اہل اسلام تو حضرت مسیح پر موت سے پہلے اپنی زندگی مین ایمان رکھتے ہین اور یہ اسے بخروجہ بھی لیا جاوے تو انکے بار دیگر قرب قیامت کے دنیا مین تشریف لانے پر بھی انکا ایمان ہے۔

رہے یہود سو انکی نسبت یون توجیہ کرنی پڑے گی کہ جب وہ مرنے لگتے ہین اور انکو ملائکہ موت نظر آتے ہین تو حضرت مسیح پر ایمان لاتے ہین ہر چند وہ ایمان کچھ فائدہ نہین دیتا۔ اس قول پر دو شبہ ہوتے ہین اول تو اس بات کے ثبوت کیلئے کوئی ثبوت مخبر صادق سے ہونا چاہئے حالانکہ اسکا ثبوت نہین اور جو احادیث پیش کی جاتی ہین وہ مخدوش ہین دوسرا شبہ یہ ہی کہ ایسے وقت تو عالم غیب کا پردہ اٹھ جاتا ہی ہر منکر غیب کی باتون کی تصدیق خواہ مخواہ کرتا ہے اسمین حضرت مسیح کی کیا خصوصیت اور کیا فوقیت ثابت ہوئی۔

دوسرا قول یہ ہی کہ ضمیر موتہ کی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف پھرتی ہی جسکے یہ معنے ہونگے کہ حضرت مسیح کی موت سے پہلے اوپر ہر اہل کتاب ایمان لاویگا اور اسمین اشارہ ہی کہ یہود جو سمجھتے ہین کہ ہم نے اونکو مار ڈالا وہ جھوٹے مسیح تھے سو یہ انکا قول غلط ہی وہ ہمارے پاس زندہ ہین انپر انکے مرنے سے پہلے جبکہ وہ آسمان سے اترینگے یہ منکر ایمان لائین گے اور یہ حق ہی کہ حضرت مسیح جب قیامت کے قریب نازل ہونگے اور امام مہدی بھی ہونگے سو اسوقت سوا دین حق کے اور کوئی دین دنیا پر غالب نہوگا اسوقت یہود بھی اس جلال وشوکت کو دیکھکر ایمان لے آینگے اور یہ معنی اوس حدیث سے ثابت ہین کہ جسکو بخاری ومسلم نے ابو ہریرہ رض سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے قریب عیسے بن مریم نازل ہون گے صلیب[۵۲] توڑ ڈالین گے خنزیر کو قتل کرین گے جزیہ موقوف کرین گے الخ پھر ابو ہریرہ رض نے اسکے ثبوت مین اسی آیت کو پڑھا۔

---

[۵۱] یہ دلیل ہے کہ حضرت مسیح زندہ ہین اور قرب قیامت جلال وشوکت سے تشریف لائین گے اور اگر اونکے آنے کا انکار کیا جائے اور موت ثابت کی جائے تو اس تقدیر پر آیت کی تکذیب لازم آتی ہے کس لئے اہل کتاب مین سے یہودی اب تک بھی مسیح پر ایمان نہین لائے پھر جبکہ انکی زندگی مین جو عام ہو چکی ۱۲ منہ

[۵۲] صلیب توڑنے اور خنزیر قتل کرنے سے یہ غرض ہے کہ دین نصرانی جسمین صلیب پوجی جاتی ہے چنانچہ روم من کیتھلک ابتک پوجتے ہین اور سور کھایا جاتا ہے اوس کو مٹادین گے اور دین الہی جو اسلام ہے اوسکو قائم کرین گے اور جزیہ موقوف کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسوقت دین حق ہر ایک کو قبول کرنا پڑے گا۔ ۱۲ منہ

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ

پھر تو ہم نے یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے کتنی ایک پاک چیزین جو انکو حلال تھین انپر حرام کردین اور اس سے بھی کہ وہ اللہ کی راہ سے بہت کچھ روکتے تھے اور ان کی

الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ

سود خوری سے بھی حالانکہ اس سے انکو ممانعت کردی گئی تھی اور اس سے بھی کہ وہ ناحق لوگون کے مال کھاتے تھے اور ان مین سے ظالمون کے لئے تو ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہی البتہ

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

وہ جو علم مین ثابت قدم اور مومن ہین اور پیر بھی ایمان رکھتے ہین جو تم پر اے نبی نازل ہوا اور اسپر بھی کہ جو تم سے پہلے نازل ہو چکا ہی اور وہ نماز بھی قائم کرتے ہین اور زکوۃ

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

بھی دیا کرتے ہین اور اللہ اور قیامت کے دن پر بھی ایمان رکھتے ہین ان لوگون کو ہم عنقریب اجر عظیم دین گے

ترکیب

فبظلم ب حرمنا سے متعلق ہی وبصدہم متعلق ہی حرمنا سے واخذہم اسپر معطوف اور اسی طرح اکلہم اور یہ سب مصادر فاعل کی طرف مضاف ہین

الراسخون مبتدا فی العلم اس سے متعلق منہم راسخون سے حال والمومنون معطوف ہی الراسخون پر اور خبر اسکی یومنون ہی وقیل سنوتیہم والمقیمین منصوب علی المدح ہی ای اعنی المقیمین وقیل انہ معطوف علی ما فیہ ما فیہ والمؤتون معطوف علیہ المومنون معطوف پھر یہ الراسخون پر معطوف ہین

تفسیر

یہود کے اوصاف ذمیمہ کے بعد جو کچھ انپر سزائین نازل ہوئین ان کا ذکر کیا جاتا ہی منجملہ اور سزاؤن کے ایک یہ بھی تھی کہ انپر شریعت کا سخت گران بوجھ ڈالا گیا بہت سی حلال چیزین حرام کی گئین جیسا کہ دوسری آیت مین اسکی تفصیل ہے۔

وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما الا ما حملت ظہورہما او الحوایا او ما اختلط بعظم ذلک جزیناہم ببغیہم وانا لصادقون اور علت اس حرام کرنے کی اونکی سرکشی اور ظلم اور اللہ کے رستے سے رکنا اور سود کھانا باوجودیکہ اس سے ممانعت کی گئی تھی اور لوگون کے ناحق مال کھانا ہے۔

واضح ہو کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک خلق اللہ پر ظلم کرنا دوسرے دین حق سے سرکشی کرنا اول کی طرف فبظلم مین اشارہ ہی دوسرے کی طرف وبصدہم عن سبیل اللہ کثیرا مین۔ ظلم اور خون ریزی یہود مین بہت کچھ تھی آج کیا یہود ا کے قبیلہ نے بنیامین کے قبیلہ پر چڑھائی کر کے ہزارون کو تہ تیغ کر دیا کل دوسرے قبیلہ نے اور کو ایسا ہی برباد کر دیا اور بیگانون اور غیر قومون کی تو اُن کے نزدیک جان اور مال مباح تھے ؟۔

حضرت کے زمانہ مین بنی نضیر و بنی قریظہ جو یہود کے دو قبیلہ مدینہ کے پاس رہتے تھے نہایت سفاکی کرتے تھے۔ اور دین حق سے سرکشی کا کچھ ٹھکانا ہی نہ تھا خود حضرت موسےٰ علیہ السلام کے عہد مین چالیس برس بیابانون مین ہر روزہ معجزات وکرامات دیکھنے پر بھی کہین بچھڑے کو پوجا کہین تورات کے احکام سے بلکہ خود موسی کے حکم سے سرتابی کی اور پھر انکے بعد سے لیکر حضرت مسیح تک جو کچھ دین حق سے سرکشی کی کہ جسکی وجہ سے کتب مقدسہ بھی ہاتھ سے جاتے رہین اور اخیر حضرت مسیح کو گرفتار کیا اور بزعم خود سولی چڑھایا بیان سے باہر ہے۔ اور یہی حال آنحضرت کے عہد تک اس قوم کا تھا۔ انپر وہ صاف صاف الزام قائم کئے جاتے ہین

جو اُنکے ظلم اور لوگون کو گمراہ کرنے کے لئے کامل ثبوت ہے اوّل یہ کہ اونکے عوام باوجودیکہ تورات مین سود کی سخت ممانعت تھی اور اب بھی پائی جاتی ہے کھلم کھلا سود لیتے تھے اور اسی کو اپنی مرفہ الحالی کا باعث خیال کرتے تھے مدینہ کے یہود سود پر اس طرح سے لین دین کرتے تھے جیسا کہ آجکل سود خور مہاجن کیا کرتے ہین اسکی طرف واکلہم الربوا مین اشارہ ہے دوّم اِن کے علما و حکام جو خاص لوگ تھے ان مین یہ بلا تھی کہ وہ رشوت لیتے تھے جسکی طرف واکلہم اموال الناس بالباطل مین اشارہ ہے - یہ دنیا کی سزا تھی جو ان جرائم کی پاداش مین اِنپر بہت سی حلال چیزین حرام کردی گئین دوسری آخرت کی سزا جسکی طرف واعتدنا للکافرین منہم عذابا الیما مین اشارہ ہے - چونکہ کوئی قوم بُری سی بُری کیون نہو اُس مین چند لوگ اچھے بھی ہوتے ہین یہود مین بھی کچھ لوگ اچھے تھے اونکی نسبت یہ فرماتا ہے لکن الراسخون فی العلم منہم والمومنون کہ جو لوگ اُن مین سے بڑے عالم اور علم مین ثابت قدم ہین جنکو اُن بشارات پر بھی نظر ہے کہ جو حضرت محمد علیہ السلام کی نسبت انبیاء سابقین نے بیان فرمائے ہین وہ لوگ یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک کہ جو کچھ اے نبی تمپر نازل ہوا اور جو تم سے پہلے نازل ہوا اسپر ایمان رکھتے ہین (یہ تکمیل قوت نظریہ کی طرف اشارہ ہے) اور اس کے ساتھہ والمقیمین الصلوٰۃ والمؤتون الزکوٰۃ وہ بدنی اور مالی عبادت نماز اور زکوٰۃ بھی بجا لاتے ہین (یہ قوت عملیہ کی تکمیل کی طرف اشارہ ہے) نماز آنحضرت سے پہلے یہود مین بھی تھی نہ اس طور سے جیسا کہ آنحضرت کے لئے حکم ہوا بلکہ صرف رکوع و قیام یا صرف سجود و دعا اوقات مخصوصہ مین تھی - اور نظریات مین چونکہ مبدا و معاد پر ایمان لانا سب سے مقدم بات ہے گو وہ اجمالاً مانزل الیک مین آگئے تھے لیکن پھر تصریح کردی تاکہ اس طرف اشارہ ہو کہ بعد مردن انسان کے عمدہ علوم خصوصاً ذات باری اور عالم آخرت کے متعلق اس کے ساتھ باقی رہتے ہین اس لئے یہ بھی کہدیا والمومنون باللہ مبدء عالم پر اور والیوم الآخر معاد یعنے عالم آخرت پر اونکا یقین کامل ہے اسکے بعد اونکی جزا ذکر فرماتا ہے اولئک سنؤتیہم اجرا عظیما کہ ہم ان کو عنقریب اجر عظیم عطا کرین گے - حرمنا علیہم طیبت احلت لہم اس کے متعلق دو بحث ہین -

اوّل یہ کہ وہ کونسی پاک چیزین ان پر حرام کی گئین تھین ؟ - دوسرے یہ کہ کیون پاک چیزین خدا نے بندون پر حرام کین حالانکہ مضر اور ناپاک چیزون کو حرام کرنا چاہئے تھا جیسا کہ خود فرماتا ہے یحل لہم الطیبٰت ویحرم علیہم الخبائث اور پھر یہ کس زمانہ مین ہوا -

اول بات کی نسبت یہ تحقیق ہے کہ یہود پر اونٹ اور خرگوش حرام کیا گیا (۴) جو چارپائے جگالی کرتے ہین یا کھُر اُن کے چرے ہوئے ہوتے ہین اونکو نکھادو - تورات سفر احبار باب ۱۱ اسی طرح چربی کی بھی ممانعت تھی جسکی تشریح ابتک یہود کی کتابون مین موجود ہے کل ذی ظفر سے کھُر چرے جانور مراد ہین - اور یہی چیزین ممنوع تھین جنکا ذکر ہم آگے کرین گے سو یہ پاک چیزین انپر حرام کی گئین تھین اور انکو خدا نے اس لئے اِن پر حرام کیا کہ ان کے نفس سرکش کو ان چیزون سے باوجود رغبت کے روکا جاوے تاکہ نفس کی تیزی ٹوٹے اسکا نمونہ تھوڑا بہت اور شریعتون مین بھی ہے اسلام نے بھی ایک اعتدال کے ساتھہ نفس کی تیزی توڑنے کے لئے روزہ وغیرہ احکام صادر کئے ہین ان چیزون کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کی معرفت حرام کیا اور اس کا اثر حضرت کے زمانہ تک یہود پر داغ ملامت کی طرح باقی تھا جس پر قرآن مین اون کو متنبہ کیا جاتا ہے -

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ

ہم نے آپ کی طرف (بھی) اسی طرح وحی بھیجی ہے جیسا کہ نوح کی طرف اور اسکے بعد کے انبیا پر (بھیجی تھی) اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق

وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا

اور یعقوب اور اوسکی اولاد اور عیسے اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کیطرف بھی وحی بھیجی تھی اور ہمنے داؤد کو زبور دی تھی اور بہت سے

قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ

رسولونکا حال ہم تم سے پہلے بیان کرچکے ہین اور بہت سے رسول ہین کہ جنکا ذکر ابھی تک ہمنے تمسے بیان نہین کیا اور اللہ نے موسی سے تو باتین بھی کی ہین ہمنے رسولونکو خوشخبری

وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

اور ڈر سنانے کو بھیجا تھا تاکہ رسولونکے بعد لوگون کے لئے کوئی بھی حجت اللہ پر باقی نرہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

ترکیب

کما اوحینا نعت ہے مصدر محذوف کی ما مصدریہ اور ممکن ہے کہ ما بمعنے الذی ہوکر مفعول بہ ہو تقدیرہ اوحینا الیک مثل الذی اوحینا الی نوح من بعدہ متعلق اوحینا کے اور ممکن ہے کہ النبیین سے متعلق ہو۔ رسلا منصوب فعل محذوف سے جسپر قصصنا دال ہے رسلا بدل ہے اول رسلا سے حجۃ اسم یکون۔ للناس خبر علی اللہ حال ہی حجۃ سے ممکن ہے کہ خبر علی اللہ ہو بعد الرسل ظرف ہو حجۃ کا اور ممکن ہے کہ اسکی صفت ہو۔

تفسیر

اہل کتاب خصوصاً یہود جو آنحضرت علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرتے تھے اصل منشا تو اسکا یہ تھا کہ غیر قوم کے شخص کو تسلیم کرنے سے ناانصاف لوگون کی طبائع گریز کیا کرتے ہین۔ اور اپنے مذہب کا ترک کرنا (خواہ اسمین کیسی ہی خرابیان پیدا ہون حتی کہ بت پرستی کا مذہب ہی کیون نہو اور مصلح کا اتباع کرنا رسم اور الفت مذہب اور مخالفت قوم کی وجہ سے) سخت گران معلوم ہوتا ہے۔ اور چونکہ مدت سے انمین کوئی نبی بھی نہین آیا تھا اور ان کے انبیا کے معجزات و کرامات ان مین مشہور تھے اور کچھ عجب نہین کہ سیکڑون بے اصل قصے بھی اونکی نسبت کرامت و اعجاز کی بابت مشہور ہون خصوصاً عیسائیون مین بھی تخمیناً چھ سو برس سے مسیح علیہ السلام اور حواریون کے بہت کچھ افسانہ زبان زد تھے جیسا کہ ہر قوم مین مبالغہ کے ساتھ باتین مشہور ہوا کرتی ہین۔ اس سبب سے نبی یا رسول کے معنے اُنکے ذہن مین کچھ عجائب غرائب آدمی کے جم گئے ہونگے کہ اسکے اوپر لکھی لکھائی آسمان سے کتاب نازل ہوتی ہے اور فرشتے اوس کے پاس رات دن لوگون کے روبرو آیا جایا کرتے ہین اور جو معجزے لوگ اوس سے طلب کرتے ہین تو اوسی وقت دکھا دیتا ہے اسکو بیوی بچون سے کچھ تعلق نہین ہوتا تمام خدائی کے اختیارات اوس کے قبضۂ قدرت مین ہوتے ہین جیسا کہ عرب کے جاہل سمجھتے تھے کہ نبی کو کھانے پینے بازارون مین پھرنے سے کیا علاقہ چونکہ یہ باتین اونکی تراشیدہ تھین اُنکا نبی مین پایا جانا کوئی شرط نہین بلکہ نبی مین دو باتین ہونی چاہئین ایک وحی کا آنا دوسرے معجزات حسب مرضی الٰہی اور چونکہ اہل کتاب حضرت نوح اور اون کے بعد ابراہیم و اسحٰق و یعقوب اور اونکی اولاد اور عیسے اور ایوب و یونس و ہارون و سلیمان و داؤد کو مانتے اور نبی جانتے تھے انپر برہان الزامی قائم کرتا ہے کہ جب تم اونکو نبی جانتے ہو اب تبلاؤ اُنکے ثبوت پر تمھارے پاس کیا دلیل ہی بجز ان دو باتون کے اُنکے پاس اور کیا بات تھی جو محمد علیہ السلام کے پاس نہین اسمین تو یہ اور وہ سب شریک ہین اس کی طرف انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الخ مین اشارہ فرماتا ہے۔ رہے معجزات سو انکا تو وہ وقتاً فوقتاً مشاہدہ ہی کرتے تھے کما اوحینا مین جو تشبیہ ہے وہ کیفیت نزول وحی مین بھی ہے کہ جسطرح اونکے پاس ناموس اکبر اعنی جبرئیل وحی لاتا تھا اسی طرح آنحضرت علیہ السلام کی طرف اور نفس وحی کی ہدایت افزا

مضامین مین بھی ہی۔ اور سب انبیار کو آنحضرت کے مقابلہ مین رکھکر شریک وحی بنانا اسبات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اصل و بالذات انبیار کے بھیجنے سے مقصود خلق کی ہدایت ہوتی ہی اور معجزات تو صرف نبی کی تصدیق کے لئے منکرون کے مقابلہ مین ہوتے ہین اب دیکھو آنحضرت سے خلق اللہ نے کس قدر ہدایت پائی عرب کی کیا حالت خراب چال چلن تھے بت پرستی اور توہمات کی پرستش خونریزی زنا جہالت کس درجہ تھی پھر چند برس مین کیا کایا پلٹ گئی برخلاف اور انبیار مذکورین کے کہ اونسے تو اس قدر بنی اسرائیل کی بھی اصلاح نہین ہوئی۔ اب انکو نبی کہنا اور آنحضرت کا بلاوجہ وجیہ انکار کرنا اگر وہی رسم کی پابندی نہین تو اور کیا ہے؟۔

فائدہ

(۱) الی نوح کے بعد والنبیین من بعدہ مین اجمالاً سب نبیونکا ذکر آگیا تھا مگر انمین سے بارہ نامور شخصونکا ذکر کرنا کہ جو اہل کتاب اور عرب کے نزدیک مسلم تھے نہایت موثر تھا اسلئے انکا ذکر کیا۔ اسمعیل تو عرب کے نزدیک بعد ابراہیم و نوح کے مسلم النبوۃ تھے اور انکے سوا گیارہ شخصونکو اہل کتاب بھی مانتے تھے مگر یہود حضرت عیسے کو نہین مانتے عیسائی سب کو مانتے ہین اس لئے ملا کر ذکر کیا۔

(۲) اسباط سبط کی جمع ہے بمعنے اولاد جسطرح عرب مین قبیلہ کا اطلاق خاندان کی شاخ پر ہوتا ہے بنی اسرائیل مین اسکی جگہ لفظ سبط بولا جاتا تھا اس سے اون کے خاندان کے انبیار مراد ہین جنکو بمنزلہ شخص واحد شمار کیا گیا ہے وحی زجاج کہتا ہے ایمار و اعلام علی سبیل خفار کو کہتے ہین اس کی تحقیق مقدمہ مین ہوچکی۔ زبور بروزن فعول بمعنے مفعول اعنی کتاب جیسا کہ رسول و رکوب و حلوب اور اسکی اصل زبرتٌ بمعنے کتبتٌ سے ہی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خدا نے ایک کتاب دی تھی جسکا نام زبور تھا۔ اسمین مناجات اور دعا اور فروتنی اور احکام الٰہی اور شریعت پر پابندی کی ترغیب اور عمدہ عمدہ نصائح تھے۔ اس نام کی ایک کتاب اب بھی اہل کتاب کے پاس ہی جسکے ہر باب کو بلفظ زبور تعبیر کیا ہے اس مین خود انہین کے علمار کا سخت اختلاف ہے کہ یہ کس کی تصنیف ہے؟ چونکہ بہ نسبت اور انبیار کے اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ سے کلام زیادہ کیا تھا اس لئے انکا جداگانہ ذکر کیا۔

(۳) رسلاً قد قصصنھم علیک اس مین اسطرف اشارہ ہی کہ یہود اسبات پر غرہ نکرین کہ ہمارے ہی خاندان مین خدا نے انبیار بھیجے ہین اور انہین کے گھرانہ پر خدا کی ہمیشہ نظر رحمت رہی ہے جسلئے وہ آنحضرت کی نبوۃ سے انحراف کرتے ہین بلکہ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کہ کوئی ایسا گروہ نہین اور کوئی ایسی قوم نہین کہ جسمین کوئی نہ کوئی خدا کی طرف سے ڈر سنانے والا نہ آیا ہو اسلئے یہان بھی فرمادیا کہ چند رسولون کا حال تو ہمنے اے نبی تم سے بیان کیا اور بہت سے ایسے رسول بھی ہین کہ جنکا حال تم سے بیان نہین کیا اس سے مقصد یہ ہی کہ اسبات پر غور کرنا چاہیے کہ آخر ان تمام انبیار علیہم السلام کا کیا کام تھا اور کس لئے وہ بھیجے گئے تھے پھر آپ ہی فرماتا ہے رسلا مبشرین و منذرین کہ انکو ہمنے نجات اور عالم آخرت کی خوشی سنانے اور نافرمانی اور شرک و بدکاری کے بری نتیجہ سے ڈرانیکے لئے بھیجا تھا سو اے منکرو تم اس علامت کو اس اخیر نبی محمد علیہ السلام مین دیکھو پائی جاتی ہی کہ نہین؟ جب یہ بات سب سے بڑھکر پائی جاتی ہے اور انکی تعلیم سب مین اعلیٰ درجہ کی ہے تو پھر نبی نہ ماننے کی کیا وجہ ہی؟ اور جنکو تم نبی مانتے ہو پھر انکے ثبوت کی کیا وجہ؟ جو دلائل تم انکے لئے قائم کروگے سو وہ سب بوجہ کمال انمین پائے جاتے ہین سبحان اللہ آنحضرت کی نبوۃ پر کیا ہی عمدہ دلیل قائم کی ہے سب کے بعد اس سلسلہ انبیار کے قائم کرنیکی وجہ بیان فرماتا ہے لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل کہ قیامت کو رسولون کے بعد پھر اسکے لئے کوئی حجت باقی نہ رہے کہ الٰہی تنہا عقل امور آخرت اور افعال حسنہ اور غیر حسنہ اور تیری رضامندی اور نارضامندی کے دریافت کرنے مین قاصر تھی تو نے رسول کیون نہین بھیجے مطلق نبوت کے ثبوت کے لئے براہمہ اور آریون کے مقابلہ مین کیا خوب دلیل ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

(یہ معاندین گو گواہی نہ دین) لیکن اللہ تو اپنے علم سے اوس چیز پر کہ جو تمپر نازل کی ہے گواہی دیتا ہے اور فرشتے بھی شہادت دیتے ہین اور اللہ کی گواہی بس ہے بیشک

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

جن لوگون نے کہ انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا وہ تو بڑی ہی گمراہی مین جا پڑے ہین بیشک جن لوگون نے انکار کیا اور ظلم (بھی) کیا اونکو تو اللہ نہ بخشے گا

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اور نہ انکو جہنم کے رستے کے سوائے کہ جس مین سدا رہا کرین گے اور کوئی رستہ بتائیگا اور یہ بات خدا پر بہت آسان ہے لوگو تمہارے پاس

قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

تمہارے رب کی طرف سے رسول برحق آچکا ہے سو تم اپنی بہتری کے لئے ایمان لے آؤ اور اگر تم انکار کروگے (تو کیا پرواہی) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانون اور

الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

زمین مین ہے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے

ترکیب

اللہ مبتدا یشھد خبر بما اس سے متعلق والملئکۃ یشھدون جملہ کا عطف اول جملہ پر ہے کفی باللہ فعل با فاعل ب زائد بعلمہ حال۔ ہے فاعل یشھد سے اے متلبسا بعلمہ الا طریق استثنار متصل ہے خلدین حال مقدرہ ہے خیرا لکم مفعول ہے فعل محذوف کا اے اقصدوا خیرا۔

تفسیر

جبکہ یہ فرمایا تھا انا اوحینا الیک تو اسپر بھی منکرین شبہ کرتے تھے اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ اگر یہ یہود تمہاری نبوت کی شہادت نہین دیتے تو ندین یہ چند نفسانیت کے بھرے ہوئے جاہل پشتینی سرکش کیا چیز ہین؟ خود خدا اُس چیز کی کہ جو تم پر نازل کی گئی ہے اور اسکے فرشتے گواہی دے رہے ہین اور اسی کی گواہی بس ہے انزلہ بعلمہ جبکہ خدا نے اپنے نازل کئے پر شہادت دینا فرمایا تو اسکے بعد اسکی صفت بھی بیان کی ہمنے اس قرآن کو کمال خوبی سے نازل کیا ہی اپنے علم سے نازل کیا ہی کچھ یون ہی بے سوچے سمجھے نہین نازل کردیا ہے جیساکہ کہا کرتے ہین کتبت بالقلم وقطعت بالسکین کہ مین نے اسکو قلم سے لکھا ہے نہ کسی اور چیز سے اور چھری سے کاٹا ہی اسکے بعد تمام بحث ختم کرکے ان ازلی گمراہون اور جہنم کے اندہون کا وصف بیان کرتا ہے کہ جو لوگ خود کافر ہوگئے محمد اور قرآن کا جو ہدایت کی دو آنکھین ہین انکار کر بیٹھے اور اسپر مزید یہ کہ شبہات وشکوک لوگون کے دلون مین ڈالکر اورون کو بھی گمراہ کردیا جیساکہ یہود کہتے تھے کہ ایک بار کیون قرآن نازل نہین ہوا اور موسی کی شریعت کبھی منسوخ نہوگی اور ہمارے خاندان کے سوا غیر کو استحقاق نبوت نہین وغیرہ وغیرہ (اور اسی طرح آجکل کے پادری بھی طرح طرح کے شبہات ڈالتے ہین) ایسے لوگ گمراہی کے اخیر درجہ پر پہنچ گئے ہین قد ضلوا ضلالا بعیدا۔ پھر انکی نسبت فرماتا ہے کہ ان کافرون اور ظالمون کو خدا معاف نہین کریگا کیونکہ یہ ازلی گمراہ ہین اور اسلئے انکو سوا جہنم کے رستہ کے اور کوئی رستہ ہدایت کا نہین دکھائیگا۔ انکو جب سوجھے گی تو وندہی بات سوجھے گی۔ اور یہی جہنم کا رستہ ہے۔

یہود کے شکوک وشبہات کا جواب دیکر تمام بنی آدم کو اعلان کرتا ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس اوس کا پیغامبر حق بات قرآن وتوحید واحکام فطرت لے کر آیا ہے سو تم ایمان لاؤ اسمین تمہاری بہتری ہے اور اگر تم انکار کروگے تو ہمکو کچھ پروا نہین کس لئے کہ آسمان وزمین کی بادشاہت ہمارے لئے ہے آسمانون مین لاکھون قدسی ہماری عبادت وتسبیح وتقدیس کررہے ہین اللہ عالم وحکیم ہے شریعت اور الہام مین جو کچھ خوبیان تمہارے لئے رکھی گئین انکو وہی خوب جانتا ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اہل کتاب اپنے دین مین حد سے نہ گزرو اور نہ اللہ کی نسبت کوئی بات بجز حق کے کہو مسیح تو صرف عیسے مریم کے بیٹے اور اللہ کے رسول

وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ

اور اسکا کلمہ ہین جسکو مریم کی طرف ڈالا تھا اور اسکی طرف کی روح بھی ہے سو تم اللہ اور اسکے رسولو پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو بعض آؤ اپنی بہتری کے لئے معبود تو صرف ایک

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اللہ ہی ہے وہ اس بات سے پاک ہی کہ اسکے کوئی اولاد ہو (اسکو اسکی کیا ضرورت ہی؟) کیونکہ جو کچھ کہ آسمانو زمین مین ہی سب اسی کا ہی اور اللہ کافی ہی کام بنانیوالا

ع ۲۳ ۹ ۳

ترکیب

الا الحق یہ مفعول ہی تقولوا کا ای ولا تقولوا الا القول الحق المسیح مبتدا عیسے بدل یا عطف بیان ہی رسول اللہ خبر وکلمتہ اسپر معطوف القٰھا الی مریم کلمہ سے حال اور عامل معنے کلمہ وروح منہ معطوف ہی خبر پر۔ تین خبر مین ہین ثلثۃ خبر ہے مبتدا محذوف کی اے لا تقولوا الٰھنا ثلثۃ انما اللہ مبتدا الٰہ واحد خبر۔

تفسیر

جبکہ یہود کے متعلق کلام ہوچکا تو اب نصاری کی طرف التفات کیا جاتا ہے کیونکہ جس قدر یہود کو حضرت مسیح کی نسبت تفریط تھی اسی قدر عیسائیون کو انکی نسبت افراط تھی انکو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے۔

فرماتا ہے کہ اے اہل کتاب اپنے دین مین غلو اور تعصب نہ کرو سب سے اول یہ ایک ایسی بات فرمائی کہ جسکے تسلیم کرنے مین کسی کو بھی تردد نہین ہوسکتا کس لئے کہ غلو اور تعصب عقلاً ممنوع ہی۔ یہ تمہید تھی اور بلاغت کا یہی مقتضٰے وکمال بھی ہی اور اسی کو حسن الاستدلال کہتے ہین کہ اولاً ایک ایسا مقدمہ پیش کیا جاوے کہ جس کا مخاطب انکار نکر سکے پھر اوسی مسلمہ مقدمہ سے اسکو قائل کردیا جاوے اسکے بعد دوسرا جملہ بھی اول جملہ کی تائید مین بطور تمہید کے ارشاد ہوتا ہے کہ ولا تقولوا علے اللہ الا الحق کہ اللہ کی ذات وصفات کی بابت حق بات کے سوا اور کوئی بات نہ کہا کرو کیونکہ خدا اور اسکی صفات غیر محسوس ہین وہان وہم وخیال کو سواری نہین اسکا مخلوق پر قیاس کرنا غلط قیاس ہے اسکے بعد اصل مقصد مین کلام شروع ہوتا ہے اور انکو ان عقائد فاسدہ سے روکا جاتا ہے جو وہم وخیال پر مبنی تھے جس لئے ان مین غلو بھی تھا اور حق کے یہی خلاف بھی تھا اس جملہ مین یہود و نصاریٰ دونون کی طرف روئے سخن ہے انکو خدا کی قدرت کاملہ کا کرشمہ نہ سمجھنا اور عادت کے خلاف تولد سے حرامی اور غلو سمجھ لینا بھی خلاف حق ہے اور اسی بات سے انکو خدا کا بیٹا سمجھ لینا بھی خلاف حق اور غلو ہے بلکہ انما المسیح عیسے ابن مریم الخ کو مسیح جسکو عیسے کہتے ہین وہ مریم کے بیٹے ہین نہ خدا کے اور اسکے رسول ہین اور نہ خدا اوسکے فرزند نہ حرامی اور اسکا کلمہ بھی ہین جسکو مریم کی طرف بھیجا تھا اور اسی کی طرف کی روح بھی ہین۔ اسجگہ حضرت مسیح کے چند وصف بیان فرمائے پہلا وصف یہ کہ وہ ابن مریم ہین یہ بات چونکہ سب کے نزدیک مسلم تھی مگر باپ کا نام نہ بیان کیا کس لئے کہ یہ امر متنازع فیہ تھا یہود انکو معاذ اللہ حرامی کہتے تھے عیسائی انکو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے اور یہ عقیدہ حواریون کے بعد عیسائیون مین غالباً پولوس کے اشارات سے پیدا ہوا تھا۔ دوسری صدی عیسوی مین اکثر کلیسائیون مین یہ عقیدہ ذہن نشین ہوگیا تھا اور

ان مین ہزارون سچے دیندار جو قدیم طریق حواریون کے پابند تھے اسکو نہیں مانتے تھے چنانچہ آریوس وغیرہ محققین نے اسکندریہ مین
اِس عقیدہ کا بڑے زور سے بطلان کیا اور اسکے بعد بھی یونی ٹیرین وغیرہ فرق منکر ہین مگر زیادہ تر گروہ پولوس کے مریدون کا پھیل گیا
جنکا یہ عقیدہ تھا اور آنحضرت کے عہد مین کلیسائی عرب کا بھی یہی عقیدہ تھا قرآن نے دونون قومونکو غلط ٹھہرایا اور امر حق کو ظاہر کردیا
کہ نہ وہ حرامی تھے نہ خدا کے فرزند بلکہ وہ اسکے کلام اور اسکی طرف کی روح تھے جو محض کلمہ کن کے کہنے سے پیدا ہوگئے تھے اور اسنے اپنی قدرت
کاملہ سے انکو مریم کے پیٹ سے بے باپ کے پیدا کردیا تھا کلمہ و روح منہ کے یہی معنے ہین دوسرا وصف رسول اللہ کہ وہ خدا کے رسول ہین
اس مین یہود کا بھی رد ہے کہ وہ انکو خدا کا رسول نہین سمجھتے تھے بلکہ معاذ اللہ جھوٹا اور جادوگر کہتے تھے اور نصاری کا بھی رد ہے کیونکہ
وہ انکو خدا کہتے تھے کہ خدا نے مریم کے پیٹ مین حلول کیا ہے اور وہ انسانی صورت مین ظاہر ہوا ہے جسطرح کہ ہنود اوتارون
کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہین اور یہ رد اس لئے ہوا کہ رسول ہونا تو عیسائی بھی تسلیم کرتے ہین اور تمام بشریت کی باتین کھانا
پینا عبادت کرنا سب انمین مانتے ہین اور یہ بدیہی بات ہے کہ صفات بشریہ خواہ عمدہ ہون جیسا کہ رسالت و عبادت
خواہ ادنے ہون جیسا کہ کھانا پینا اوصاف الوہیت سے برخلاف ہین جیسا کہ غلامی من حیث غلامی اور خداوندی من حیث خداوندی
دونون وصف ضد ہین جسطرح کہ آگ اور پانی کے اوصاف حرارت و برودت - اور یہ بھی بدیہی ہے کہ اوصاف متضادہ ایک ذات
مین جمع نہین ہوسکتے جس سے لازم آیا کہ وہ خدا نہین ہوسکتے کس لئے کہ انتفاء لازم سے انتفاء ملزوم ہوجایا کرتا ہے تیسرا وصف
کلمہ کہ وہ خدا کے کلمہ ہین انجیل یوحنا کے اول مین یون ہے ابتدا مین کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا -
(۲) یہی ابتدا مین خدا کے ساتھ تھا سب چیزین اس سے موجود ہوئین اس کے معنے جس طرح عیسائی سمجھتے ہین اس سے تو یہہ
کلام بے معنے ہوجاتا ہے کیونکہ وہ تھا کی ضمیر حضرت مسیح کی طرف پھیرتے ہین جسکے یہ معنے کہ ابتدا مین مسیح کلام تھا اور یہ ظاہر ہے
کہ کلام خدا نہین ہوسکتا - مگر چونکہ قرآن نے حضرت مسیح کو کلمہ کہا اس کی تفسیر سے آیت یوحنا کا بھی صحیح مطلب نکل آتا ہے
کلمہ اصطلاح مین اوس لفظ کو کہتے ہین کہ جو کسی معنے مفرد کے لئے وضع کیا جاوے خواہ وہ اسم ہو خواہ فعل خواہ حرف اس
صورت مین کلمہ کن اغنی ہوجا بھی کلمہ ہے کیونکہ صیغہ امر ہے اور اگر اسکے فاعل انت کا لحاظ کرلیا جاوے تو یہی کلام بھی ہوجاوے
گا کیونکہ کلمات سے مرکب کا نام کلام ہے بشرط اسناد - اس تقدیر پر کلمہ اور کلام تھا مین کچھ فرق نرہا مگر اس کلمہ یا کلام سے

لہ نیچری کہتے ہین کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا قرآن سے بھی ثابت نہین مین کہتا ہون عقلاً بھی ممکن ہے اور نقلاً بھی ثابت ہے عقلاً تو
تو یون کہ آپ نے مٹی سے سیکڑون جاندار پیدا ہوتے بارہا دیکھے ہون گے پھر مریم کے پیٹ مین ذی روح کے پیدا ہوجانے سے کیا محال لازم آسکتا ہے
اور نقلاً یون کہ علاوہ انجیل متی کے قرآن مجید کی بھی متعدد آیات سے یہ مطلب ثابت ہوتا ہے ازانجملہ یہی آیت ہے کیونکہ کلمۃ القاہا الے مریم کے
یہی معنے ہین کہ خدا نے اس کلمہ کو مریم کی طرف ڈالا نہ یوسف نجار یا کسی اور نے پھر اس سے زیادہ کیا صراحت ہوگی ؟ ۱۲ منہ

یہ کلمہ و کلام مراد نہین جو زبان سے ادا کئے جاتے ہین بلکہ کلام نفسی اور امر تکوینی جو اُس کا ایک وصف ہے یعنی خدا تعالےٰ نے کن کہا اور اس کلمہ یعنے حکم کو مریم کی طرف ڈالا جس سے حضرت مسیح پیدا ہو گئے غرض کہ وہ صرف کلمہ کُن سے بلا توسط اسباب پیدا ہوئے ہین اس لئے باعتبار اطلاق السبب علے المسبب حضرت مسیح کو کلمہ کہا جاتا ہے - اور یُوحنا جو کہتا ہے کلام خدا کے ساتھ تھا اس سے وہ سبب یعنے وصف باری تعالی مراد لیتا ہے نہ مسبب یعنے حضرت مسیح اور یہ صاف ہے کہ اوس کا وصف ازل مین اس کے ساتھ تھا اور بقول حکمار اوس کے وصف عین ذات ہین لہذا کلام خدا بھی ہو سکتا ہے اور پھر تمام عالم کی تکوین اسی وصف سے ہوئی مگر عیسائیون کو یہ دھوکا ہو گیا کہ وہ دونون جگہ کلام سے ایک مراد یعنے سبب لیتے اور پھر غلط کر دیتے ہین جس سے تعارض کلام مین پیدا ہوتے ہین - چوتھا وصف روح منہ اسکے چند معانی ہین (۱) عرب کی عادت تھی کہ جب وہ پاکیزگی اور طہارت و لطافت مین کسی چیز کی صفت کرتے تھے تو اوسکو روح کہتے تھے یعنے چونکہ مسیح کو بغیر باپ کے محض نفخ جبرئیل علیہ السلام سے خدا نے پیدا کیا تھا تو اس لطافت کی وجہ سے انکو روح اللہ کہتے تھے اور منہ اضافت تفضیل کے لئے ہے جیسا کہ بولتے ہین نعمۃ من اللہ اور بادشاہ جس نوکر کی مدح کرنا چاہتے ہین تو کہتے ہین ہمارا نوکر یعنے خاص اور معزز نوکر ورنہ یون سب ہی نوکر اور سب ہی روح اللہ ہین (۲) چونکہ حضرت مسیح لوگون کی حیات اخرویہ کا باعث تھے اس لئے انپر روح کا اطلاق ہوا جس طرح کہ قرآن مجید کو روح کہا گیا وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا (۳) روح وریح عرب کی زبان مین قریب المعنی ہین جسکو ہندی مین پھونک کہتے ہین یا سانس چونکہ جبرئیل کے پھونکنے سے مسیح پیدا ہوئے تھے اس لئے اونکو روح کہتے ہین اِن چارون اوصاف کے بعد پھر تصریح کرتا ہے کہ امنوا باللہ ورسولہ کہ اللہ اور اوسکے رسول مسیح پر ایمان لاؤ جو اُنکو خدا کہتے ہین واصل وہ رسالت کے منکر ہین اسی طرح جو حرامی کہتے ہین وہ بھی رسالت کے منکر ہین ان سب کے بعد امر حق کی تصریح کرتا ہے ولا تقولوا ثلاثۃ کہ تثلیث سے باز آؤ کیونکہ انما اللہ الٰہ واحد کہ وہ ایک ذات واحد لاشریک ہے جب تثلیث کے قائل ہوئے کہ خدا اور روح القدس اور عیسے ملکر ایک خدا ہوا تو توحید کہان رہی کس لئے کہ اگر یہ تینون ذوات مستقلہ ہین تو پھر ایک ہونا گویا جمہوری خدائی قائم کرنا ہے اگر غیر مستقلہ ہین تو ان تینون مین سے جس کو اب یعنے باپ کہتے ہو جس سے خدا مراد ہے وہ بھی معاذ اللہ غیر مستقل ہو جاویگا تثلیث کے بطلان کے بعد مسیح کی ابنیت کو باطل کرتا ہے سبحانہ ان یکون لہ ولد وہ اس بات سے پاک ہے کہ کوئی بیٹا ہو کس لئے کہ لہ مافی السموات ومافی الارض کہ آسمان و زمین مین جو کچھہ ہے -

---

دوم روح منہ بھی اسی مطلب کو ادا کر رہا ہے اگر یہ نہین تو پھر ان کی کیا خصوصیت تمام لوگ روح منہ ہین از انجملہ ان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم مین امکان عقلی کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ یہود حضرت آدم کا بغیر باپ بلکہ بے ماں کے بھی صرف قدرت کاملہ سے پیدا ہونا مانتے تھے اسپر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسنے آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اوس نے مسیح کو بھی بغیر باپ کے پیدا کر دیا جو اول سے آسان تر ہے پھر جب اسکو مانتے ہو تو اسکو کیون نہین مانتے ؟ معرض نزاع مین بغیر دلیل کے یہودی منکرون کے روبرو یون کہدینا کہ عیسے بے باپ کے پیدا ہوئے جیسا کہ نیچری اصلاح دیتے ہین عین حق تھا ۱۲ منہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

مسیح کو خدا کا بندہ ہونے سے کچھ (بھی) عار نہین اور نہ ملائکہ مقربین (ہی) کو (عار ہے) اور جو اوس کی بندگی سے عار

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ

اور سرکشی کرتے ہین سو وہ عنقریب ان سبکو اپنے پاس اکٹھا کریگا پھر جو ایمان لائے اور اونہون نے نیک کام کئے تو اونکو اونکا بدلہ پورا پورا دے گا اور

يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ

اپنے فضل سے اونکو اور زیادہ (بھی) دیگا اور جو عار اور تکبر کرتے تھے تو اونکو عذاب دردناک کی سزا دیگا اور

لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

نہ اُنکا اللہ کے مقابلہ مین کوئی یار ہوگا اور نہ مددگار

ترکیب

ان یکون ای عن ان یکون ولا الملئکۃ موصوف المقربون صفت مجموعہ کا عطف المسیح پر ہے اور کلام مین حذف ہی اسے ان یکونوا عبدا۔

تفسیر

سب اُسی کا ہی اُسکو ضعف و پیری بیکسی کہان جو بیٹے کی ضرورت پڑے بلکہ کفی باللہ وکیلا کہ وہ اپنے تمام کارکرنیکے لئے کافی ہی پھر بیٹے کی کیا حاجت ان آیات مین جسطرح اس صاف مطلب کی طرف اشارہ ہی اسیطرح ایک باریک دلیل کیطرف بھی اشارہ ہی کہ لہ مافی السموات الخ سب کچھ اوسکی خاص ملک ہی۔ اگر کوئی بیٹا ہوگا تو ضرور باپ کا مثل ہوگا اور باپ تو کبھی نہ مرے گا سو بیٹے کیلئے بھی کوئی جداگانہ آسمان و زمین اور وہان کی بادشاہی چاہیے ورنہ باپ کا مثیل نہ ہوگا اور جو اسی مین وہ بھی شریک ہوگا تو یہ تخصیص کہ لہ مافی السموات ومافی الارض مین لہ کے مقدم کرنیسے سمجھی جاتی ہی فوت ہوجاویگی حالانکہ اسکو عقل سلیم تسلیم کرچکی ہی اسکے بعد ایک اور صاف طور سے مسیح کی الوہیت باطل کرتا ہی اور عیسائیون کو جو وجہ اشتباہ پیش آئی تھی اُسکو بھی بیان فرماتا ہی لن یستنکف المسیح الخ کہ مسیح کو اُسکی عبادت سے ہرگز عار نہ تھا کیونکہ تم خود مقر رہو کہ وہ رات بھر زیتون کی پہاڑی پر اسکی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ یہ عبادت ناسوتی مرتبہ مین نہ تھی بلکہ لاہوتی اور ملکوتی مرتبہ مین کس لئے کہ روحانیت مین مسیح ملائکہ مقربین سے بڑھکر نہ تھے جو نہ ماں سے پیدا ہوئے ہین نہ باپ سے نہ کبھی کھاتے ہین نہ پیتے پھر جب اونکو عار و انکار نہین تو انکو کیون ہونے لگا؟ علاوہ اسکے جو کوئی اُسکی عبادت سے عار و انکار کرتا ہی وہ پکڑا بھی جاتا اور اوسکے بارگاہ جلال مین حاضر کیا جاتا ہی پس جب عبادت کرتا پایا گیا تو وہ خدا نہ تھے کیونکہ خدا کسی کی عبادت نہین کیا کرتا اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح خدا نہ تھے بلکہ اُسکی بندے چونکہ عبادت سے عار کرنے کا ذکر آگیا تھا اسلئے دربار کبریائی مین سرخروئی اور سرفرازی کا بیان فرماتا ہی اور ایمان اور عبادت کی رغبت کس خوبی سے دلاتا ہے کہ جو کوئی ایمان لایا اور اوس نے اچھے کام بھی کئے تو ہم انکا پورا بدلہ دین گے اور اسپر اپنی طرف سے علاوہ بدلہ کے اور بھی اپنے فضل سے زیادہ دین گے اور جو ہم سے عار و انکار کرتے ہین ہم اونکو عذاب الیم مین مبتلا کرین گے پھر نہ اونکو اس رنج دائمی کے قید خانہ سے بھاگنے کی جگہ ملے گی نہ کوئی حمایتی کھڑا ہوگا نہ طرفدار و من یستنکف مین ایک لطیف سا اشارہ اسطرف بھی ہے کہ خواہ مسیح ہو خواہ کوئی اور پیغمبر یا فرشتہ کسنے جان پائی ہی کہ جو ہماری غلامی اور بندگی سے سرتابی کرے منصب خدائے تو درکنار ذرہ بھر سرتابی کی بھی کسی کو مجال نہین۔

لہ استنکاف انکار اور عیب سمجھنا عار کرنا ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آچکی اور ہم تمہاری طرف چمکتی ہوئی روشنی بھی نازل کر چکے (قرآن) پھر جو اللہ پر ایمان لائے

وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑ لیا سو انکو عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انکو اپنی طرف پہونچنے کا سیدھا رستہ بھی دکھائیگا

ترکیب

من ربکم صفت ہے برہان کی فیدخلہم جواب اما صراطا موصوف مستقیما صفت مجموعہ مفعول ثانی ہے یہدی کا +

تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ منافقین اور کفار عرب اور یہود و نصاریٰ وغیرہم باطل فرقوں پر حجت قائم کر چکا اور ان کے شبہات باطلہ کا جواب باصواب دے چکا تو اعلان عام کر کے تمام بنی آدم کو حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے کہ یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم کہ لوگو تمہارے پاس خدا کی برہان آچکی ہے برہان سے مراد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کیونکہ برہان کہتے ہیں دلیل کو اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مبارک اور آنحضرت کا بیان اور معجزات اور رویہ تمام عالم کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے حجت قاطعہ ہے۔ آنحضرت مجسم حق تھے آپ کے بعد پھر آپ کے برخلاف خط طریقہ اختیار کرنا صریح حق کا خلاف کرنا ہے۔ آنحضرت نے نہ تنہا اپنے وعظ و پند سے بنی آدم کی ڈوبتی کشتی کو تھام لیا بلکہ اپنے ایک ایک حرکات و سکنات کو ہدایت اور نیک روی بردباری صلہ رحمی خدا پرستی کے لئے سچا نمونہ بنا دیا۔ آنحضرت کے عہد سے پہلے کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گمراہی اور ہر قسم کی بدکاری اور شرک سے دنیا کی تمام قومیں آلودہ تھیں لیکن جب اس آفتاب ہدایت نے طلوع کیا تو عالم کو منور کر دیا۔

اور نہ صرف نبی برحق تمہارے پاس آئے بلکہ ہمنے اسکے ساتھ اس سلسلۂ ہدایت کو ہمیشہ قائم کرنے کے لئے انزلنا الیکم نورا مبینا صاف نور اور کھلا ہوا یعنے قرآن مجید بھی نازل کیا ہے۔ قرآن کا نور مبین ہونا بھی دنیا کے منصف اور روشن دماغوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ جس قدر آج کل دنیا میں الہامی کتابیں کہلاتی ہیں اگر کوئی ذرا انصاف کر کے اون سے قرآن کے مضامین روح افزا توحید و عبادت عالم آخرت کی رغبت خدا کی تنزیہ و تقدیس تک روی تمدن کے اصول وغیرہ کو مقابلہ کر کے دیکھے گا تو بے ساختہ نور مبین ہونے کا مقر ہو جاویگا وہ جو سیکڑوں برس میں حضرت موسیٰ و عیسیٰ کی کتاب نے دنیا میں خدا پرستی نہ پھیلائی تھی چند برسوں میں قرآن نے اطراف عالم کے بت پرستوں دہریوں شہوت پرستوں درندوں کو فرشتہ بنا دیا یہ بات تاریخ سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔

اسکے بعد یہ فرماتا ہے کہ ہمنے دنیا میں برہان اور نور مبین بھیجدیا پھر جو اسکو مان کر اللہ پر ایمان لائیں گے اور اوس کو مضبوط پکڑیں گے یعنی اسی کی ذات پر تکیہ اور توکل کریں گے یا یہ مراد کہ شریعت محمدیہ اور قرآن کو جس نے مضبوط پکڑا (یہ اس لئے فرمایا کہ صرف ایمان لانا کافی نہیں بلکہ اوس پر قیام اور استقامت بھی ہو) اون کو اللہ اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور اپنی طرف آنے کا سیدھا رستہ دکھائے گا +۔

رحمت اور فضل سے مراد جنت اور حیات جاودانی ہے۔ کیونکہ جنت اوسکی رحمت کا مظہر ہے اور فضل میں ولدینا مزید کی طرف اشارہ ہے وید یہم کے ساتھ الیہ یعنی اپنی طرف ہدایت کرنا فرمانا اسبات کو ظاہر کر رہا ہے کہ انبیاء اور کتابیں اوس معشوق حقیقی کے کہ جو پردہ حسی میں ہے پیام بر ہیں۔

يَسْتَفْتُونَكَ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَ

تم سے حکم پوچھتے ہین - کہدو اللہ تم کو کلالہ کے بارہ مین حکم دیتا ہی کہ اگر کوئی ایسا شخص مرے کہ جسکی کوئی اولاد تو نہو اور بہن ہو تو اس بہن کے لئے آدھا ترکہ ہی اور

هُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً

اگر بہن کے کوئی اولاد نہو تو وہ بھائی اسکا وارث ہوگا پھر اگر کلالہ کی دو بہنین ہون تو اونکو ترکہ مین سے دو تہائی ملینگے اور اگر کلالہ کے وارث کئی بہن بھائی

رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٧٦﴾

مرد و عورت ہون تو مرد کو دو حصے کے برابر ملے گا اللہ تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہو جاؤ اور اللہ ہر شے سے واقف ہی

ع ۲۴ ۴

ترکیب

فی الکلالۃ متعلق ہی یفتی سے امر مرفوع بسبب فعل کے کہ جسکی تفصیل ہلک کرتا ہی لیس لہ ولد جملہ ہلک سے حال ہی اسیطرح ولہ اخت فلہا الخ جواب ان

تفسیر

جس طرح اس سورہ کے اول مین احکام بیان فرمائے گئے ہین اسیطرح اسکو تمام بھی مسائل ہی پر کیا تاکہ اول کو آخر کے ساتھ ربط ہو جائے ۔

کلالہ کے بارے مین اول بھی اس سورہ مین حکم ہوا تھا جو سردی کے موسم مین نازل ہوئی تھی اور پھر یہان بھی اور یہ گرمی کے موسم مین آیت نازل ہوئی کلالہ اوس میت کو کہتے ہین کہ جو نہ ماں باپ چھوڑکر مرے نہ اولاد اور اوس وارث کو بھی کہتے ہین کہ جو نہ میت کے ماں باپ سے ہو نہ اولاد سے یہ کل سے مشتق ہی جسکے معنے بوجھ کے ہین چونکہ اس قسم کے شخص کو آدمی اپنی کفالت اور وراثت مین بوجھ اور بار طبع سمجھتا ہی اس لئے اسکو کلالہ کہتے ہین (۱) اس آیت مین کلالہ سے وہ میت مراد ہی جو صرف ایک بہن چھوڑکر مرے اوسکی بہن کے لئے نصف ملیگا - گرچہ آیت مین لیس لہ ولد ہی کہ میت کے اولاد نہو مگر بحکم اجماع ماں باپ بھی نہون تب بہن اگر اکیلی ہے تو نصف لے گی ۔

(۲) اگر اسی طرح لاولد بہن مرے اور اس کے ماں باپ بھی نہون تو بھائی کل مال کا وارث ہوگا ۔

(۳) اور اگر اس قسم کے میت کے دو بہنین ہون تو دو تہائی مال اون کا باقی اور وارثون کا ۔

(۴) اگر کئی بہن بھائی یا ایک بہن ایک بھائی کلالہ نے چھوڑے تو فللذکر مثل حظ الانثیین دوہرا حصہ بھائی کا اور اکہرا بہن کا قرار پاوے گا اور باہم اس حساب سے تقسیم ہوجاویگی - اس جگہ بہن بھائی سے عینی یا علاتی مراد ہین جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کیونکہ اخیافی بہن بھائی کا حق چھٹا حصہ ہے جو پہلے آچکا - اسکے بعد تمام شرائع بیان کرنے کی حکمت بیان فرماتا ہی کہ تم گمراہ نہو جاؤ اس لئے ہم احکام بیان کرتے ہین اور انکے اسرار بھی ہم جانتے ہین کیونکہ واللہ بکل شئی علیم وہ ہر چیز جانتا ہے جو کچھ وہ فرماتا ہے ٹھیک فرماتا ہے ۔

لہ کلالہ وہ مرد یا عورت کہ جو نہ ماں باپ چھوڑے نہ اولاد صرف بہن بھائی وارث چھوڑے ایسی صورت مین اگر بھائی مرجائے تو اسکی ایک بہن کو وہ ترکہ اور اگر دو یا دو سے زیادہ بہنین ہون تو سب کو دو تہائی اور اگر بہن بھائی ملے جلے ہون تو مرد کو دو چند عورت سے اور اگر بہن مرجائے تو سب بھائی کا ہے بشرطیکہ اس کا شوہر نہو ۱۲ منہ

تمام شد

ALIGARH

DUE DATE